مجموعہ فوائدِ عثمانیہ

ملفوظات، مکتوبات و معمولات

حضرت خواجہ محمد عثمان دامانی رحمۃ اللہ علیہ

تصنیف: حضرت سید اکبر علی دہلوی
ترجمہ و تحقیق: محمد نذیر رانجھا

مجموعہ فوائدِ عثمانیہ

ملفوظات، مکتوبات و معمولات

حضرت خواجہ محمد عثمان دامانی رحمۃ اللہ علیہ

تصنیف: حضرت سید اکبر علی دہلوی

ترجمہ و تحقیق: محمد نذیر رانجھا

جمعیۃ پبلیکیشنز

متصل مسجد پائلٹ ہائی سکول، وحدت روڈ، لاہور۔ فون: ۰۴۲-۵۴۲۷۹۰۱-۲

Majmua Fawaed Usmania
By
Mohammad Nazir Ranjhah
ISBN: 969-8793-44-5

ضابطہ

اشاعتِ اوّل	اکتوبر ۲۰۰۶ء
نام کتاب	مجموعہ فوائد عثمانیہ
تالیف	محمد نذیر رانجھا
ناشر	محمد ریاض درانی
کمپوزنگ	جمعیۃ کمپوزنگ سنٹر، وحدت روڈ لاہور
مطبع	اشتیاق اے مشتاق پریس' لاہور
قیمت	-/200 روپے
بہ اہتمام	محمد بلال درانی
قانونی مشیر	سید طارق ہمدانی (ایڈووکیٹ ہائی کورٹ)

انتساب

بہ نام نامی زبدہ العارفین و قدوۃ الکاملین شیخ المشائخ خواجہ خواجگان مخدوم زماں سیدنا و مرشدنا و مخدومنا حضرت مولانا ابوالخلیل خان محمد صاحب بسط اللہ ظلہم العالی، سجادہ نشین خانقاہ سراجیہ نقشبندیہ مجددیہ، کندیاں ضلع میانوالی:

من کیستم کہ با تو دم بندگی زنم
چندین سگان کوئے تو یک کمترین منم
آنکہ بہ تبریز دید یک نظر شمس دین
سخرہ کند بردھہ طعنہ زند بر چلہ
خبراز من دہید آن شاہ خوبان را بہ پنہانی
کہ عالم زندہ شد بار دگر از ابر نیسانی

خاک پائے اولیائے عظام
احقر محمد نذیر رانجھا

فہرست مندرجات

عرضِ ناشر

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَالصَّلوٰۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْم۔

مخدوم المشائخ خواجہ خواجگان حضرت مولانا ابوالخلیل خان محمد صاحب مدظلہم العالی سے حقیر کی محبت وعقیدت اپنے والد گرامی مولانا مہابت خان صاحب کی بدولت شروع ہی سے حاصل تھی۔ اللہ تعالیٰ نے اس کے دوام کا سلسلہ تاریخ وتذکرہ خانقاہ سراجیہ نقشبندیہ مجددیہ، کندیاں، ضلع میانوالی کی اشاعت وطباعت بنا ڈالا اور یوں یکے بعد دیگرے حضرات کرام نقشبندیہ مجددیہ کی کتب کی طباعت کا موقع نصیب ہو رہا ہے، جو یقیناً حضرت اقدس مدظلہم العالی کی دعاؤں کا ثمرہ ہے اور اس پر بندہ صاحبزادگان گرامی مولانا عزیز احمد، مولانا خلیل احمد، عزیزم سعید احمد اور عزیزم نجیب احمد کا بھی شکر گزار ہے، جنہوں نے اس سعادت کے لیے مجھے موقع فراہم کیا۔

جناب محمد نذیر رانجھا کا تعلق جمعیۃ پبلی کیشنز سے اب محتاج تعارف نہیں رہا۔ وہ جہاں حضرات کرام نقشبندیہ کے غلام بے دام ہیں، وہاں ہمارے ادارے کے لیے بھی ان کی خدمات بلا معاوضہ ہیں۔ اللہ کریم ان کی عمر و قلم میں برکت بھر دے، انھیں برابر لکھنے اور ہمیں چھاپنے کی توفیق بخشے۔ آمین۔ مجموعہ فوائد عثمانیہ، تصنیف سید اکبر علی شاہ کا ترجمہ جناب محمد نذیر رانجھا نے کس محنت وریاضت سے کیا ہے، اس کا اظہار ہمارے قارئین ہی فرمائیں گے۔ ہم صرف یہ کتاب آپ تک پہنچانے کی کوشش کر رہے ہیں۔

محمد ریاض درانی

مسجد پائلٹ ہائی سکول وحدت روڈ لاہور

یکم رمضان ۱۴۲۷ھ/ ۲۵ ستمبر ۲۰۰۶ء

کلماتِ تبرک

بِسمِ اللّٰہِ الرَّحمٰنِ الرَّحِیمِ

بَعْدَ الْحَمْدُ وَالصَّلوٰۃ وَاِرْسَالِ التَّسْلِیمَات وَالتَّحِیَات، اَمَّا بَعْد.

حضرت شاہ احمد سعید مجددی دہلوی ثم مہاجر مدنی قدس سرہ کے خلیفہ مجاز حضرت خواجہ دوست محمد قندھاری رحمۃ اللہ علیہ نے موسیٰ زئی شریف نقشبندیہ مجددیہ سلسلہ کی خانقاہ کی بنیاد رکھی جو تھوڑے ہی عرصہ میں ایک عظیم روحانی خانقاہ بن گئی۔ حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے بعد آپ کے خلیفہ راشد حضرت خواجہ محمد عثمان دامانی رحمۃ اللہ علیہ وابستگان سلسلہ اور سالکین طریقت کی روحانی تربیت فرماتے رہے اور تقریباً تیس برس تک اپنے ارشاد و معارف سے مخلوق خدا کو راہِ مولیٰ کی جانب بلاتے رہے۔ ایک جہان نے آپ سے فیض پایا اور تربیت حاصل کی۔ آپ کے بعد آپ کے خلف رشید اور جانشین حضرت خواجہ محمد سراج الدین رحمۃ اللہ علیہ وابستگان سلسلہ و سالکین طریقت کے مرشد عالی مقام بنے اور اپنے فیوض و برکات سے تزکیہ نفوس فرماتے رہے۔

حضرت خواجہ محمد عثمان دامانی رحمۃ اللہ علیہ کے مجاز حضرت سید اکبر علی دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے عمر بھر خانقاہ موسیٰ زئی شریف میں حضرت اقدس کی خدمت وصحبت کا شرف پایا تھا۔ انہوں نے آپ کی حیات مبارکہ میں ''مجموعہ فوائد عثمانیہ'' کے نام سے حضرت اقدس کے ملفوظات، مکتوبات و معمولات کو فارسی زبان میں جمع کیا، پھر انھیں آپ کی خدمت میں پیش کیا، جسے آپ نے پسند فرمایا۔ بعد ازاں حضرت خواجہ سراج الدین رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے زمانہ مبارک میں اسے بڑے اہتمام سے طبع کرایا۔ اس طرح مجموعہ فوائد عثمانیہ ہمارے سلسلہ کے حضرات

کرام میں بہت مقبول رہی ہے اور اس کی بڑی اہمیت ہے۔

اس کتاب کی اہمیت وضرورت کے پیش نظر عزیزی مولوی خلیل احمد سلمہ الصمد کے دل میں اللہ رب العزت نے یہ خیال پیدا فرمایا کہ سالکین طریقت و وابستگان سلسلہ کے استفادہ کی خاطر اس کا اُردو ترجمہ شائع کیا جائے۔ لہٰذا انہوں نے اس خدمت کے لیے خانقاہ سراجیہ کے متوسل وخوشہ چین جناب محمد نذیر رانجھا کو متوجہ کیا، جنھیں اللہ رب العزت نے اس کام کی تکمیل کی توفیق ارزانی فرمائی ہے۔ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی ذَالِکَ۔ اس پر مزید خوشی یہ ہوئی کہ زیرنظر کتاب کی طباعت کی سعادت جناب حافظ محمد ریاض درانی کر رہے ہیں۔ اللہ رب العزت انھیں اس کا اجر نصیب فرمائے۔ آمین۔

اللہ تعالیٰ جناب محمد نذیر رانجھا کی اس محنت و ریاضت کو قبول فرمائے اور اپنی رضامندی و خوشنودی سے سرفراز فرمائے اور وابستگان سلسلہ اور تمام مسلمانوں کو اس سے نفع عطا فرمائے۔ آمین۔

بِحُرْمَةِ النَّبِی الْاُمِّیِ الْکَرِیْم

والسلام!

فقیر ابوالخلیل خان محمد عفی عنہ

خانقاہ سراجیہ نقشبندیہ مجددیہ، کندیاں ضلع میانوالی

مترجم ایک نظر میں

الف:

نام	:	محمد نذیر رانجھا
ولدیت	:	جناب سلطان احمد رانجھا (مدظلہ)
تاریخ پیدائش	:	۸ جنوری 1951ء بمقام چک نمبر ۶۷ جنوبی تحصیل بھلوال ضلع سرگودھا

ب: تحصیلات:

(۱) ایم اے (فارسی) پنجاب یونیوسٹی، لاہور، ۱۹۹۳ء

(۲) ایم اے (اسلامیات) پنجاب یونیورسٹی، ۱۹۹۴ء

(۳) ایم اے (عربی) پنجاب یونیورسٹی، ۱۹۹۶ء

(۴) بی اے، علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی، اسلام آباد، ۱۹۸۹ء

(۵) بی ایل آئی ایس، علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی اسلام آباد، ۱۹۹۸ء

(۶) سرٹیفکیٹ ان لائبریرین شپ، علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی ۱۹۹۰ء

(۷) ایلیمنٹری عربک کورس، بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی، اسلام آباد، ۱۹۹۴ء

(۸) ایڈوانس عربک کورس بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی، اسلام آباد، ۱۹۹۴ء

(۹) ایف اے، بورڈ آف انٹرمیڈیٹ اینڈ سیکنڈری ایجوکیشن، سرگودھا، ۱۹۷۱ء

(۱۰) میٹرک، ایضاً، ۱۹۶۸ء

ج: ملازمت:

۱- مرکز تحقیقات فارسی ایران و پاکستان، اسلام آباد (یکم جنوری ۱۹۷۳ء تا ستمبر ۱۹۸۵ء)
۲- نیشنل ہجرہ کونسل، اسلام آباد (اکتوبر ۱۹۸۵ء تا جون ۱۹۹۲ء)
۳- اسلامی نظریاتی کونسل، اسلام آباد (جون ۱۹۹۲ء تادم تحریر)

تحقیقات و تالیفات:

فارسی اور عربی سے اردو اور اردو سے فارسی تراجم اور اردو میں تصنیف و تالیف اور نقد و نظر کے علاوہ فارسی متون کی تصحیح و تحقیق کا کام، نیز فارسی اور اردو میں متعدد تحقیقی مقالات ملکی و غیر ملکی مؤقر رسائل و جرائد میں طبع ہو چکے ہیں۔ مطبوعہ تحقیقی و تالیفی کتب و رسائل کی فہرست حسب ذیل ہے:

۱- ابدالیہ: (ترجمہ اردو) تصنیف: مولانا یعقوب چرخیؒ ترجمہ و تعلیقات: محمد نذیر رانجھا، ناشر: لاہور، اسلامک بک فاؤنڈیشن، ۴۸ ص، ۱۳۹۸ھ/ ۱۹۷۸ء
۲- احادیث کے اردو تراجم (کتابیات)، تالیف: محمد نذیر رانجھا، ناشر: اسلام آباد، مقتدرہ قومی زبان ۱۰۰ ص، ۱۹۹۵ء
۳- برصغیر پاک و ہند میں تصوف کی اردو مطبوعات (کتابیات اردو): مؤلف: محمد نذیر رانجھا، ناشر: لاہور، مغربی پاکستان اردو اکیڈمی، ۳۶۷ ص، ۱۹۹۵ء
۴- برصغیر پاک و ہند میں تصوف کی مطبوعات (عربی و فارسی کتب اور ان کے اردو تراجم) تالیف: محمد نذیر رانجھا، ناشر: لاہور، میاں اخلاق احمد اکیڈمی، ۴۷۳ ص، ۱۹۹۸ء
۵- بحر الحقیقۃ: (ترجمہ اردو) تصنیف: خواجہ احمد غزالیؒ ترجمہ: محمد نذیر رانجھا، ناشر: لاہور، عتیق پبلشنگ ہاؤس، ۹۶ ص، ۱۹۸۹ء

۶- تاریخ و تذکرہ خانقاہ احمدیہ سعیدیہ، موسیٰ زئی شریف، ضلع ڈیرہ اسماعیل خان (اردو)، ناشر: لاہور، جمعیۃ پبلی کیشنز، متصل مسجد پائلٹ ہائی سکول، وحدت روڈ لاہور، ۶۵۲ص، ۲۰۰۴ء

۷- تاریخ و تذکرہ خانقاہ سراجیہ نقشبندیہ مجددیہ، کندیاں ضلع میانوالی (اُردو)، تالیف: محمد نذیر رانجھا، ناشر: لاہور، جمعیۃ پبلی کیشنز، متصل مسجد پائلٹ ہائی سکول، وحدت روڈ، ۵۶۲ص، ۲۰۰۳ء

۸- تاریخ و تذکرہ خانقاہ مظہریہ نقشبندیہ مجددیہ، دہلی شریف (اُردو) تالیف: محمد نذیر رانجھا، ناشر: لاہور، جمعیۃ پبلی کیشنز، متصل مسجد پائلٹ ہائی سکول، وحدت روڈ، لاہور، ۴۵۴ص، ۲۰۰۵ء

۹- تذکرہ حضرت شیخ ابوالحسن خرقانی قدس سرہ مع ترجمہ نور العلوم (اُردو)، تالیف و ترجمہ: محمد نذیر رانجھا، ناشر: لاہور، جمعیۃ پبلی کیشنز، متصل مسجد پائلٹ ہائی سکول، وحدت روڈ، ۲۵۶ص، ۲۰۰۴ء

۱۰- تذکرۃ زبدۃ الاولیاء حضرت میاں شیر ربانی قدس سرہ (فارسی)، تالیف: محمد نذیر رانجھا، ناشر: شرق پور شریف ضلع شیخوپورہ: دار المبلغین حضرت میاں صاحبؒ، ۷۶ص، ۱۹۹۵ء

۱۱- تذکرہ عاشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم حضرت الحاج محمد امینؒ (اردو)، تالیف: تحسین اللہ، نظر ثانی: محمد نذیر رانجھا، ناشر: چارسدہ، المجاہد آباد، جماعت ناجیہ، ۴۸۸ص، ۱۹۹۷ء

۱۲- تفسیر چرخی (اُردو): تصنیف: مولانا یعقوب چرخیؒ، ترجمہ و تحقیق: محمد نذیر رانجھا، ناشر: لاہور، جمعیۃ پبلی کیشنز، متصل مسجد پائلٹ ہائی سکول، وحدت روڈ، ۴۰۸ص، ۲۰۰۵ء

۱۳- جدید فارسی گرامر: دستور فارسی نوین (اُردو)، تالیف: محمد نذیر رانجھا، ناشر: لاہور، عتیق پبلشنگ ہاؤس، ۱۸۳ص، ۱۹۸۹ء

۱۴- رسالہ ابدالیہ: (فارسی) تصنیف: مولانا یعقوب چرخیؒ، تصحیح و تعلیقات و پیش گفتار: محمد نذیر رانجھا، ناشر: اسلام آباد، مرکز تحقیقات فارسی ایران و پاکستان، ۱۳۰ص، ۱۳۹۸ھ/ ۱۹۷۸ء

۱۵- رسالہ انسیہ: (فارسی متن و ترجمہ اُردو) تصنیف: مولانا یعقوب چرخیؒ، تصحیح و ترجمہ تعلیقات: محمد نذیر رانجھا، ناشر: اسلام آباد، مرکز تحقیقات فارسی ایران و پاکستان: ڈیرہ اسماعیل خان، موسیٰ زئی شریف، خانقاہ احمدیہ سعیدیہ، مکتبہ سراجیہ، ۱۱۲ص، ۱۹۸۳ء

۱۶- سہ رسائل حضرت مولانا یعقوب چرخی قدس سرہ (۱-شرح اسماء الحسنٰی، ۲- حورائیہ، ۳- طریقہ ختم احزاب)، تحقیق و ترجمہ: محمد نذیر رانجھا، ناشر: لاہور، میاں اخلاق احمد اکیڈمی ۷۶ص، ۱۹۹۵ء

۱۷- شاہد کے نام: (اردو) تصنیف: محمد نذیر رانجھا، ناشر: راولپنڈی، مصنف، ۳۲ص، اکتوبر ۱۹۷۷ء

۱۸- شرح دیباچہ مثنوی مولانا رومؒ (المعروف رسالہ نائیہ)، تصنیف: حضرت مولانا یعقوب چرخی رحمۃ اللہ علیہ، ترجمہ و مقدمہ وحواشی: محمد نذیر رانجھا، لاہور: جمعیۃ پبلی کیشنز ۱۷۶ص، ۲۰۰۳ء

۱۹- شرح مثنوی معنوی: (فارسی۔ دو جلدیں) شارح: شاہ داعی الی اللہ شیرازی، تصحیح و پیش گفتار: محمد نذیر رانجھا، ناشر: اسلام آباد، مرکز تحقیقات فارسی ایران و پاکستان، جلد اوّل: ۱۴۷+ جلد دوّم: ۶۰۰ص، ۱۹۸۵ء

۲۰- فہرست نسخہ ہائے خطی قرآن مجید کتاب خانہ گنج بخش (فارسی) تالیف: محمد نذیر رانجھا، ناشر: اسلام آباد، مرکز تحقیقات فارسی ایران و پاکستان، ۴۰۵ص، ۱۹۹۳ء

۲۱- قدیم عدالتی اردو زبان: (اردو) تالیف: محمد نذیر رانجھا، ناشر: لاہور، مغربی پاکستان اردو اکیڈمی، ۱۹۳ص، ۱۹۹۰ء

۲۲- کتاب دوست شمارہ ۱ (اُردو): فہرست نسخہ ہائے خطی عربی و فارسی و اردو کتاب خانہ پروفیسر منظور الحق صدیقی، راولپنڈی، تالیف وترتیب و معاون مدیر: محمد نذیر رانجھا، ناشر: اسلام آباد، نیشنل ہجرہ کونسل، ۸۴+۱۲اص، ۱۴۰۶ھ/۱۹۸۶ء

۲۳- کتاب دوست شمارہ ۲ (اردو): فہرست نسخہ ہائے خطی و فارسی و اردو پنجابی کتب خانہ ڈاکٹر احمد حسین احمد قریشی قلعہ داری (گجرات)، ترتیب ومعاون مدیر: محمد نذیر رانجھا، ناشر: اسلام آباد، نیشنل ہجرہ کونسل، ۱۰۸+۴۴ص، ۱۴۰۶ھ/۱۹۸۶ء

۲۴- کنز العلوم والعمل (احادیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کا اردو ترجمہ): محمد نذیر رانجھا، ناشر: لاہور، عتیق پبلشنگ ہاؤس، ۱۴۶اص، ۱۹۹۴ء

۲۵- لمحات من نفحات القدس (فارسی): تصنیف: محمد عالم صدیقی، پیش گفتار و فہارس: محمد نذیر رانجھا، ناشر: اسلام آباد، مرکز تحقیقات فارسی ایران و پاکستان ۲۶۶ص، ۱۹۸۶ء

۲۶- مجموعہ فوائد عثمانیہ: ملفوظات، مکتوبات ومعمولات حضرت خواجہ محمد عثمان دامانیؒ (اردو) تصنیف: سید اکبر علی دہلویؒ، ترجمہ و تحقیق: محمد نذیر رانجھا، ناشر: لاہور، جمعیۃ پبلی کیشنز، متصل مسجد پائلٹ ہائی سکول، ۳۷۶ص، ۲۰۰۵ء

۲۷- نسایم گلشن راز (فارسی): شارح: شاہ داعی الی اللہ شیرازی، تصحیح و پیشگفتار: محمد نذیر رانجھا، ناشر: اسلام آباد، مرکز تحقیقات فارسی ایران و پاکستان، ۴۲۸ص، ۱۹۸۳ء

۲۸- نئے چراغ: (اردو، نثر ونظم) تصنیف وترجمہ: محمد نذیر رانجھا، بااشتراک سید عارف نوشاہی، ناشر: راولپنڈی، مصنفین، ۶۴ص، ستمبر ۱۹۷۴ء

۲۹- یادوں کے مینار: (اردو، شعر) سرودہ: محمد نذیر رانجھا، بااشتراک: سید عارف نوشاہی، ناشر: راولپنڈی، سرایندگان، ۶۴ص، اکتوبر ۱۹۷۴ء

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم

عرضِ مترجم

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ زَیَّنَ السَّمَاءَ الدُّنْیَا بِمَصَابِیْحَ وَجَعَلَہَا رُجُوْمًا لِّلشَّیَاطِیْنَ وَزَیَّنَ الْاَرْضَ بِالرُّسُلِ وَالْاَنْبِیَاءِ وَالْاَوْلِیَاءِ وَالْعُلَمَاءِ وَجَعَلَہُمْ حُجَجًا وَّبَرَاہِیْنَ، یَرْفَعُ بِہِمُ الظُّلُمَاتِ وَالشُّکُوْکَ مِنَ الْعَالَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ وَخَاتَمِ النَّبِیِّیْنَ مُحَمَّدٍ وَّآلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَاَتْبَاعِہٖ اَجْمَعِیْنَ اِلٰی یَوْمِ الدِّیْنِ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلٰی اَسَاتِذَتِنَا وَمَشَائِخِنَا وَاَسْلَافِنَا وَاَوْلَادِنَا وَاَصْحَابِنَا وَجَمِیْعِ الْمُؤْمِنِیْنَ اِلٰی یَوْمِ الدِّیْنَ. اَمَّا بَعْد ارشادِ الٰہی ہے:

قُلْ اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ وَاللّٰہُ وَاسِعٌ عَلِیْمٌ یَخْتَصُّ بِرَحْمَتِہٖ مَنْ یَّشَآءُ، وَاللّٰہُ ذُوْالْفَضْلِ الْعَظِیْمِ ○

خوشا روزِ اوّلِ زندگانی کہ جب قاصدِ غیبی کی راہنمائی اور مدد اس تنگ جہاں کے شاملِ حال ہوئی اور اس نے اوائل جولائی ۱۹۶۹ء کی ایک سنہری ظہر کو اپنے مشفق ومحسن (جن کے احسان کا بدلہ حقیر کبھی ادا نہیں کرسکتا) جناب صوفی شان احمد بھلوانہ (م بروز منگل ۲۱ر اکتوبر ۱۹۹۷ء)، اللہ کریم انھیں غریقِ رحمت فرمائے، برادرِ گرامی محترم صوفی احمد یار بھلوانہ، ساکن پرانا بھلوال، ضلع سرگودھا کی معیت میں خانقاہ سراجیہ نقشبندیہ مجددیہ (کندیاں ضلع میانوالی) کی مسندِ ارشاد کے

آفتاب عالم تاب و مہتاب ضیاء بار، مرشد کامل و مکمل و شیخ اکمل و اجل خواجہ خواجگان، شیخ المشائخ مخدوم زماں سیدنا و مرشدنا و مخدومنا حضرت مولانا ابوالخلیل خان محمد صاحب بسط اللہ ظلہم العالی کی مبارک زیارت کا شرف پایا اور خوشا روزِ دوّم زندگانی کہ جس (دوسری) صبح فضل الٰہی نے اس پر تقصیر کی یاری کاری فرمائی اور اسے سلسلہ نقشبندیہ مجددیہ کی سلک تابدار کے در شاہوار اور زنجیرہ روحانی کے عروۃ الوثقٰی کے دست مبارک پر بیعت ہونے کی سعادت عظمٰی ارزانی ہوگئی اور اس شاہنشاہ سلطنت روحانیت کے غلاموں اور عقیدتمندوں کی صف میں شمولیت نصیب ہوگئی۔

رَبِّ اَوْزِعْنِیْ اَنْ اَشْکُرَ نِعْمَتِکَ الَّتِیْ اَنْعَمْتَ عَلَیَّ وَعَلٰی وَالِدَیَّ وَاَنْ اَعْمَلَ صَالِحًا۔

بوستان گل زفیض جارئیش گل گل شگفت
حکم او برقلب چون آب روان عالم ست

اللہ کریم اسی نسبت پاک کے ساتھ زندگی، موت اور حشر ارزانی فرمائے۔ آمین، ثم آمین، ثم آمین۔

رحمت حق بہانہ می جوید۔ ۱۲ مارچ ۲۰۰۴ء بروز جمعۃ المبارک کو مکرم جناب حاجی محمد یعقوب صاحب زاد عنایۃ نے فون پر پیغام دیا کہ محترم المقام حضرت صاحبزادہ خلیل احمد صاحب مدظلہ العالی اور محترم المقام صاحبزادہ عزیز احمد صاحب مدظلہ العالی نے فرمایا ہے کہ ''مجموعہ فوائد عثمانیہ'' کا اُردو ترجمہ کریں۔ یہ امر کریم اس روسیاہ و ناتواں کے لیے مژدہ جان سے کم نہ تھا، اپنی خوش نصیبی اور سعادتمندی پر اس قدر شادماں ہوا کہ قلم بیان کرنے سے قاصر ہے:

تو نقش نقشبندان را چہ دانی — تو شکل و پیکر جان را چہ دانی
عاشق داند زبان عاشق — اے دوست تو نیستی چہ دانی

اللہ کریم جب کرم فرمائے تو جیسا کام ہوتا ہے، ویسے ہی اسباب پیدا فرما دیتا ہے۔

سعادتِ ازلی نے اس گنہگار اور ننگ جہاں کا یوں ساتھ دیا ہے کہ مئی ۱۹۷۸ء میں حضرت اقدس کی زیارت کے لیے خانقاہ سراجیہ شریف جانا ہوا۔ کتب خانہ سعدیہ میں ''مجموعہ فوائد عثمانیہ'' پڑی تھی۔ کسی سے پوچھنے پر معلوم ہوا کہ کہیں سے حضرت اقدس کی خدمت میں آئی ہے۔ دل چاہا، مگر شرم مانع آئی کہ شیخ ومرشد سے یوں سوال کرنا کہیں بے ادبی نہ ہو، لہٰذا خاموش رہا۔ جب راولپنڈی واپس آیا تو کتاب کی افادیت اور حضرات کرام نقشبندیہ مجددیہ کے آثار و معارف سے عقیدت ومحبت کے غلبہ سے اُفق قلب پر تمنا اُبھری کہ ''مجموعہ فوائد عثمانیہ'' ضرور حاصل کرنی چاہیے۔ لہٰذا احقر نے حضرت اقدس کی خدمت مبارک میں عریضہ لکھا جس کے جواب میں ''مجموعہ فوائد عثمانیہ'' کا گراں قدر ہدیہ حضرت اقدس کی طرف سے نصیب ہوا۔ اس کے ساتھ جو گرامی نامہ آیا، اس کریم رب کے کرم اور مہربان مرشد وشیخ کی ذرہ نوازی کے ثبوت میں درج کرنا ضروری گردانتا ہوں:

''بعد الحمد والصلوٰۃ وارسال التسلیمات والتحیات۔ از احقر غلام محمد عفی عنہ جھنگوی، گرامی نامہ محترم المقام اخی المکرّم جناب محمد نذیر رانجھا صاحب سلمہ ربہ، وبعد خیریت طرفین کی واضح باد کہ آنمہربان کا نوازش نامہ محبت شمامہ قبل ہفتہ عشرہ رسیدہ باعث فرحت قلب وخوشی ہوا کہ الحمدللہ علی نعمائہ، آپ بخیر وعافیت اپنے اہل وعیال میں پہنچ گئے ہیں، پڑھ کر اطمینان وسکون حاصل ہوا۔

آپ نے فوائد عثمانی کے بارے میں تحریر فرمایا تھا، جس کے اطلاعی جواب دینے میں تاخیر ہو گئی ہے، جس کے چند وجوہ مجبوری وتاخیر کا (سبب) بنے۔ ایک یہ کہ قبلہ حضرت صاحب مدظلہم العالی نہیں تھے، جب تشریف لائے تو احقر نے آپ کا نوازش نامہ خدمت میں پیش کیا اور فوائد عثمانی کے متعلق عرض کیا۔ فرمایا کہ ایک نسخہ لے کر بھیج دیں، قیمت آپ سے کیا لینی ہے، بطور ہدیہ ہے......

از خانقاہ سراجیہ
۲۲ مئی ۱۹۷۸ء

تحدیث نعمت کے طور پر عرض ہے کہ الحمدللہ آج ۲۸ برس بعد حضرت اقدس کے ہدیہ عنایت فرمودہ اسی نسخہ سے اُردو ترجمہ کرنے کی سعادت نصیب ہو رہی ہے۔

مجموعہ فوائد عثمانیہ (فارسی)، ملفوظات، مکتوبات و معمولات حضرت خواجہ محمد عثمان دامانی رحمۃ اللہ علیہ (م۱۳۱۴ھ/۱۸۹۷ء) حضرت سید اکبر علی دہلویؒ کی تصنیف ہے، جو ۱۳۱۵ھ میں مکمل ہوئی۔ انہوں نے کمال اخلاص سے اسے مرتب فرمایا اور پھر اپنے پیر و مرشد حضرت خواجہ محمد عثمان دامانیؒ کی خدمت مبارک میں برائے ملاحظہ و اصلاح پیش کیا۔ حضرت قبلہ نے فرمایا کہ اوّل قاضی قمرالدین صاحب (خلیفہ مجاز حضرت خواجہ محمد عثمان دامانیؒ) سے اس کی اصلاح کرالیں اور پھر تمہاری خاطر میں بھی اسے ملاحظہ کرلوں گا۔ لہٰذا مصنف نے حضرت قبلہ کے ارشاد کے مطابق اوّل حضرت قاضی صاحب کو اور بعد ازاں حضرت قبلہ کو یہ کتاب پیش کی۔ حضرت نے اسے ملاحظہ فرماتے وقت اٹھارویں ملفوظ پر اپنے مبارک ہاتھ سے دوبارا اپنے دستخط فرمائے، یہ چیز کتاب کی بہت بڑی اہمیت ہے (دیکھئے ملفوظ نمبر ۶۱، زیر نظر کتاب)۔ مجموعہ فوائد عثمانیہ کے آخر میں حضرت خواجہ محمد عثمانؒ دامانی رحمۃ اللہ علیہ اور آپ کے فرزند گرامی و خلیفہ ارشد حضرت خواجہ محمد سراج الدین رحمۃ اللہ علیہ (م۱۳۳۳ھ/۱۹۱۵ء) کے مختصر حالات بھی درج ہیں، نیز قطعات و مادہ ہائے تاریخ تصنیف و طباعت کتاب اور شجرات سلاسل بھی موجود ہیں۔ یہ کتاب فارسی زبان میں چند بار طبع ہوئی ہے۔ اسے پہلی بار حضرت خواجہ محمد سراج الدین رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت مولانا حسین علی رحمۃ اللہ علیہ (م۱۳۶۲ھ/۱۹۴۳ء)، واں بھچراں، ضلع میانوالی کی تقریظ و حواشی کے ساتھ ۱۳۱۶ھ/۱۸۹۹ء میں مطبع نظامی، دہلی سے طبع کرایا تھا اور حضرت مولانا حسین علی رحمۃ اللہ علیہ کے یہ حواشی بڑی اہمیت کے حامل ہیں۔ یہ طباعت ۱۶۸ صفحات پر مشتمل تھی۔ بعد ازاں پیر عبدالجبار خان، متولی دربار نقشبندیہ چک ۲۴۰، لائلپور (فیصل آباد) کی کوشش سے لاہور سے استقلال پریس میں طبع ہوئی اور (شاید) بار سوم حضرت خواجہ محمد زاہد رحمۃ اللہ علیہ (م۱۴۱۰ھ/۱۹۹۰ء) کی اجازت اور مولانا حافظ محمد نصر اللہ خان خاکوانی مغفور کی کوشش و مالی اعانت سے ۱۳۸۳ھ/۱۹۶۲ء میں ملتان سے مکتبہ صدیقیہ کی جانب سے طبع ہوئی اور اس اشاعت کی تصحیح حضرت مولانا مفتی عطا محمد رحمۃ اللہ علیہ، ساکن

چودھواں، ضلع ڈیرہ اسماعیل خان نے فرمائی اور اس کا پیش لفظ حضرت مولانا عبدالرشید طالوت رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۳۹۳ھ/۱۹۶۲ء) نے لکھا تھا۔

حضرت مولانا محمد اسماعیل سراجی رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۴۱۴ھ/۱۹۹۳ء) نے مواہب رحمانیہ فی فوائد و فیوضات حضرات ثلاثہ دامانیہ کی جلد دوّم ''کمالات عثمانیہ'' (احوال ومناقب حضرت خواجہ محمد عثمان دامانی ؒ) کی تصنیف میں اس کا ترجمہ معہ اضافات وترمیمات خود پیش کیا تھا جو ۱۴۰۷ھ/۱۹۸۶ء میں مکتبہ سراجیہ، موسیٰ زئی شریف سے طبع ہوئی تھی اور حضرت صاحبزادہ محمد سعد سراجی مرشد بابا صاحب مدظلہ نے اس کا چالیس صفحات پر مشتمل تلخیص وترجمہ (اُردو) بعنوان ''مختصر مقامات عثمانیہ'' ۱۹۷۵ء میں مکتبہ سراجیہ، موسیٰ زئی شریف، ضلع ڈیرہ اسماعیل خان سے طبع کیا تھا، لیکن اس کا مکمل ترجمہ قبل ازیں شائع نہیں ہوا۔

اس حقیر نے مجموعہ فوائد عثمانیہ (فارسی) کی مذکورہ بالا طباعت مکتبہ صدیقیہ، ملتان کا اُردو ترجمہ کیا ہے، جو اپنی پہلی اور دوسری اشاعت کی جملہ خوبیوں سے مزین ہے۔ احقر نے ترجمہ کو مصنف ؒ کی تحریر وترتیب کے مطابق رکھا ہے۔

اس کام کا آغاز بفضل الٰہی ۱۴ مارچ ۲۰۰۴ء، بروز اتوار کیا تھا جو آج بتوفیق ربّ کریم پایہ تکمیل کو پہنچ رہا ہے۔ یہ سعادتمندی اللہ ربّ العزت کی کرم نوازی ہے، جو اپنے مرشد کامل و مکمل اور شیخ اکمل و اجل بسط اللہ ظلہم العالیٰ کی نسبت پاک کی بدولت نصیب ہوئی ہے۔ **وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی ذَالِک۔**

خاک پائے اولیائے عظام

محمد نذیر رانجھا غفر ذنوبہ وستر عیوبہ

۱۳۱ اغازی آباد، کمال آباد، راولپنڈی

بروز بدھ ۱۰ ربیع الاول ۱۴۲۶ھ/۲۰ اپریل ۲۰۰۵ء

حضرات کرامؒ خانقاہ احمدیہ سعیدیہ
موسیٰ زئی شریف، ضلع ڈیرہ اسماعیل خان

اس خانقاہ شریف کے بانی حضرت حاجی دوست محمد قندھاری رحمۃ اللہ علیہ (۱۲۱۶ھ-۱۲۸۴ھ/۱۸۰۱-۱۸۶۸ء) ہیں جو حضرت شاہ ابو سعید دہلوی رحمۃ اللہ علیہ (۱۱۹۶-۱۲۵۰ھ/۱۷۸۲-۱۸۳۵ء) کے ہاتھ مبارک پر بیعت تھے اور انہوں نے خرقہ خلافت حضرت شاہ احمد سعید دہلوی مہاجر مدنی رحمۃ اللہ علیہ (۱۲۱۷-۱۲۷۷ھ/۱۸۰۲-۱۸۶۰ء) سے پایا تھا۔ حضرت شاہ احمد سعید دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے انھیں دہلی شریف سے رخصت کرتے وقت جائے قیام کے انتخاب کے لیے یہ وصیت فرمائی کہ آپ ایسی جگہ قیام کریں جو پشتو اور پنجابی زبانوں کے سنگم پر واقع ہو، لہٰذا وَاللّٰہُ غَالِبٌ عَلٰی اَمْرِہٖ کے مصداق یہ قرعہ فال بستی موسیٰ زئی شریف کے نام نکلا اور حضرت حاجی دوست محمد قندھاری رحمۃ اللہ علیہ نے جمادی الاولیٰ ۱۲۷۴ھ/جنوری ۱۸۵۸ء میں اس قریہ کے مغرب میں پہاڑی نالے کے قریب ایک جگہ کو اپنے قیام کے لیے پسند فرمایا، جہاں آج یہ خانقاہ معلیٰ آباد ہے۔

موسیٰ زئی شریف کی عظمت و بزرگی حضرت حاجی دوست محمد قندھاری رحمۃ اللہ علیہ کے وہاں قیام پذیر ہونے کی وجہ سے ہے، جنہوں نے وہاں نقشبندیہ مجددیہ سلسلے کی خانقاہ کی بنیاد رکھی، جو برصغیر پاک و ہند کی عظیم روحانی خانقاہوں میں شمار ہوتی ہے۔ اس خانقاہ شریف میں حضرت حاجی دوست محمد قندھاری رحمۃ اللہ علیہ، ان کے جانشین حضرت خواجہ محمد عثمان دامانی رحمۃ اللہ علیہ (۱۲۴۴-۱۳۱۴ھ/۱۸۲۸-۱۸۲۹-۱۸۹۷ء) اور آپ کے فرزند گرامی و خلیفہ ارشد حضرت خواجہ محمد سراج الدین رحمۃ اللہ علیہ (۱۲۹۷-۱۳۳۳ھ/۱۸۷۹-۱۹۱۵ء) کے روحانی فیوضات و برکات کا ٹھاٹھیں مارتا ہوا بحر بیکراں موجزن ہے، جس سے برصغیر پاک و ہند اور افغانستان، بخارا اور ایران کے لاکھوں، کروڑوں انسانوں کے قلوب و اذہان نے جلا پائی ہے اور سینکڑوں صاحبان ذی مرتبت اولیاء و عرفاء نے یہاں کے حضرات کرام کے حضور رہ کر جادہ سلوک و عرفان کی منازل طے کیں اور خلعت فاخرہ فقر و خرقہ خلافت نقشبندیہ مجددیہ کا شرف پایا۔

احوال ومناقب حضرت حاجی دوست محمد قندھاری رحمۃ اللہ علیہ

معدن اسرار الٰہی، مخزن انوار لا متناہی حاجی الحرمین الشریفین حضرت حاجی دوست محمد قندھاری رحمۃ اللہ علیہ ۱۲۱۶ھ/۱۸۰۱ء میں قندھار (افغانستان) میں حضرت آخوند ملا علی رحمۃ اللہ علیہ کے گھر پیدا ہوئے۔ جب ہوش سنبھالا تو تحصیل علم کا شوق دامنگیر ہوا۔ ابتدائی آموزش و پرورش قندھار ہی میں ہوئی اور بعد ازاں کابل کے مدرسہ میں پیاس علم بجھانے لگے۔ ابتدائے عمر ہی سے اہل اللہ اور عارفان حق کی محبت وعقیدت کے اسیر تھے۔ جب کسی بزرگ اور عارف باللہ کا علم ہوتا تو ان کی خدمت میں حاضر ہو کر اپنے حق میں دعا کی درخواست کیا کرتے تھے۔

قاصد غیبی آ پہنچا اور آپ کے مبارک سینہ میں نادیدنی درد پیدا ہو گیا، جس کی شدت سے بے ہوش ہو گئے۔ ہوش آئی تو زبان پر بے ساختہ اللہ ہو اور سبحان اللہ جاری تھا۔ پشاور کے قریب ایک دیہات میں کسی صاحب کے پاس آنا ہوا، جس سے یہ حالت جذب جاتی رہی اور اس کی جگہ اضطراب وہیجان پیدا ہوا، جس کے ہاتھوں مغلوب ہو کر بغداد جا کر حضرت شیخ سید عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پر فاتحہ خوانی کی اور وہاں سے عراق و بصرہ سے گھوم پھر کر اہل اللہ کی زیارت کرتے رہے اور بعد ازاں زیارت حرمین شریفین اور حج کی سعادت حاصل کی۔ پھر واپس بصرہ آئے یہاں رہ کر علوم حدیث، فقہ اور تفسیر کی سندیں حاصل کیں۔ یہاں سے ترکستان، روم اور کردستان کے ملکوں میں گئے۔ بعد ازاں بغداد سے ہوتے ہوئے سلیمانیہ پہنچے۔ یہاں حضرت عبد اللہ ہروی رحمۃ اللہ علیہ کی شہرت سن کر ہرات میں وارد ہوئے۔ انہوں نے دہلی شریف حضرت شاہ ابو سعید مجددی رحمۃ اللہ علیہ کے پاس جانے کا مشورہ دیا۔ بالآخر عازم دہلی شریف ہوئے۔ حضرت شاہ ابو سعید رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت بمبئی میں ہوئی جو سفر حج کی نیت سے یہاں آئے ہوئے تھے۔ یہاں ان کی بیعت کا شرف نصیب ہوا۔ حضرت شاہ ابو سعید مجددی رحمۃ اللہ علیہ بمبئی سے عازم حرمین الشریفین ہو گئے تو حضرت حاجی دوست محمد قندھاری رحمۃ اللہ علیہ خانقاہ مظہریہ دہلی شریف میں حضرت شاہ احمد سعید مجددی رحمۃ اللہ علیہ کی

خدمت میں حاضر ہوئے اور ان کے مبارک ہاتھ پر تجدید بیعت کر لی۔ مشیت ایزدی نے یاری فرمائی اور آپ نے ایک سال دو ماہ پانچ دن یہاں قیام فرمایا اور حضرت شاہ احمد سعید مجددی رحمۃ اللہ علیہ سے سلوک واحسان کے مراحل طے کرنے کے ساتھ حدیث شریف میں صحاح ستہ کا درس بھی لیا اور ظاہر و باطن کے اس اجتماع نے آپ کو مجمع البحار اور معدن الانوار بنا دیا اور آپ نے قلیل مدت میں سلاسل نقشبندیہ مجددیہ، قادریہ، چشتیہ اور سہروردیہ میں اجازت و خلافت پائی اور بعد ازاں سلاسل ہشتگانہ کی خلافت عطا ہوئی۔

آپ کے پیرومرشد حضرت شاہ احمد سعید مجددی رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد ہے کہ حضرت حاجی صاحب ولایت میں ایک عظیم الشان مقام پر فائز ہوں گے اور لاکھوں افراد ان کے رشد و ہدایت سے بہرہ اندوز ہوں گے۔

مرشد مہربان نے پہلی بار آپ کو افغانستان کے سوداگروں کے ساتھ رفیق بنا کر دہلی شریف سے افغانستان بھیجا اور اس موقع پر ارشاد فرمایا: ''حاجی صاحب تمہارے ساتھ ہیں، گویا فقیر تمہارے ساتھ ہے۔'' نیز فرمایا: ''ایک دنیا ان سے نفع حاصل کرے گی''۔

راستے میں آپ کا قافلہ جہاں پڑاؤ ڈالتا، وہیں آس پاس کے لوگ پروانہ وار آپ کے گرد جمع ہو جاتے اور آپ سے دنیا و آخرت کے مسائل و مصائب میں راہنمائی طلب کرتے۔ آپ فرماتے: ''یہ سب میرے آقا اور میرے مرشد کریم کی نگاہوں اور توجہات شریفہ کی تاثیرات ہیں کہ دوست محمد فقیر سے پیر اور مرشد بن گیا۔''

ہیچ آہن خود بخود تیغے نشد | ہیچ چیزے خود بخود چیزے نشد
مولوی ہرگز نشد مولائے روم | تا غلام شمس تبریزے نشد

آپ کے مکتوبات گرامی میں حضرت ملا امان اللہ آخوند رحمۃ اللہ علیہ کے حالات میں اس بات کا اشارہ ملتا ہے کہ آپ خراسان میں دین کے دشمنوں کے ساتھ برسر پیکار رہے اور جب جان جانے کا خطرہ محسوس ہوا تو آپ نے اپنے دو عقیدتمندوں حضرت ملا غازی آخوند زادہ رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت ملا امان اللہ آخوند رحمۃ اللہ علیہ کو خلافت واجازت عطا فرمائی۔

جب ۱۲۷۴ھ/۱۸۵۸ء میں حضرت شاہ احمد سعید مجددی رحمۃ اللہ علیہ جنگ آزادی

۱۸۵۷ء کے بعد پیش آمدہ واقعات و مصائب کے پیش نظر محرم ۱۲۷۴ھ/اگست ستمبر ۱۸۵۷ء کی ایک رات عازم حرمین الشریفین ہوئے تو دہلی شریف سے کوچ کر کے پہلے لاہور آئے اور پھر خوشاب، ڈیرہ اسماعیل خان کے راستے خانقاہ موسیٰ شریف اپنے محبّ و مخلص اور خلیفہ ارشد حضرت حاجی دوست محمد قندھاری رحمۃ اللہ علیہ کے ہاں تشریف فرما ہوئے۔ کچھ عرصہ یہاں قیام فرمایا اور ۱۲ جمادی الثانی ۱۲۷۴ھ/۲۸ جنوری ۱۸۵۸ء کو ایک تحریری سند کے ذریعے خانقاہ مظہریہ شریف، دہلی شریف اور خانقاہ غنڈان شریف، قندھار (افغانستان) کی تولیت و نیابت بھی حضرت حاجی دوست محمد قندھاری رحمۃ اللہ علیہ کو تفویض کر کے براستہ ٹھٹھہ، بمبئی، حجاز مقدس تشریف لے گئے اور وقت وداع جو اجازت و خلافت نامہ مطلقہ (ثانی) تحریر فرما کر انھیں عطا فرمایا، اس میں حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں لکھا:

"اے ہمارے اللہ! ان کو ہادی اور مہدی بنا اور سب خلقت کو ہمیشہ اور مسلسل ان کے ذریعے ہدایت نصیب فرما اور ان کی عمر، رشد، صلاح اور فلاح میں اضافہ فرما"۔

اس طرح ہزاروں، لاکھوں انسانوں اور اہل ایمان کے قلوب و اذہان آپ کے فیوض و برکات سے فیضیاب ہوئے اور سینکڑوں علماء، صلحاء اور اہل سعادت نے آپ سے اجازت و خلافت کا شرف پایا۔ آپ نے شب سوموار ۲۲ شوال المکرم ۱۲۸۴ھ/۱۶ جنوری ۱۸۶۸ء کو وصال فرمایا اور اپنی خانقاہ احمدیہ سعیدیہ، موسیٰ زئی شریف میں آخری آرام گاہ پائی۔ فَرَحْمَةُ اللّٰهِ عَلَيْهِ رَحْمَةً وَّاسِعَةً۔

آپ کے جانشین معظم حضرت خواجہ محمد عثمان دامانی رحمۃ اللہ علیہ قرار پائے۔

احوال و مناقب حضرت خواجہ محمد عثمان دامانی رحمۃ اللہ علیہ

سید الاولیاء، سند الاتقیاء، زبدۃ الفقہاء اور راس العلماء حضرت خواجہ محمد عثمان دامانی رحمۃ اللہ علیہ اپنے آبائی وطن قصبہ لونی، تحصیل کلاچی، ضلع ڈیرہ اسماعیل خان میں حضرت مولانا محمد موسیٰ رحمۃ اللہ علیہ کے ہاں ۱۲۴۴ھ/۱۸۲۸-۱۸۲۹ء میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم و تربیت

والد بزرگوار سے پائی اور پھر وطن سے باہر دیگر مدارس میں پڑھنے کے لیے تشریف لے گئے۔ آپ شروع ہی سے فقراء اور اہل اللہ کی محبت وعقیدت سے سرشار تھے، لہٰذا توفیق الٰہی ارزانی ہوگئی اور اہل اللہ کی مجالس سے مستفیض ومستفید ہونے کا ذوق دامنگیر ہوگیا اور جاذبہ حق نے یوں مجبور کیا کہ مدرسہ سے خانقاہ میں آ پہنچے اور یہ یوں ہوا کہ بروز جمعۃ المبارک ۹ جمادی الثانی ۱۲۶۶ھ/۲۲ اپریل ۱۸۵۰ء کو ایک جذبہ دل آپ کو حضرت حاجی دوست محمد قندھاری رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں کھینچ لایا جو اپنے قافلہ کے ہمراہ چودھواں، ضلع ڈیرہ اسماعیل خان کے قریب تشریف فرما تھے۔

بوقت عصر آپ نے بیعت کی درخواست کی تو حضرت حاجی صاحبؒ نے یہ فرماتے ہوئے انکار کردیا کہ فقیری اختیار کرنا بڑا دشوار کام ہے۔ آپ نے کمال ادب سے عرض کیا کہ حضرت! حقیر صرف اس کام کے لیے تیار ہوکر حاضر خدمت ہوا ہے اور ہر چیز سے قطع تعلق کرلیا ہے اور سب کو تین طلاق دے دی ہے۔ اس پر حضرت حاجی صاحبؒ نے فرمایا کہ اپنے اس ارادے پر قائم رہو، مغرب کے بعد دیکھا جائے گا۔ مغرب کے بعد مشیت ایزدی نے یاری فرمائی اور حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کو بیعت فرمالیا۔ قسمت ومقدر نے یوں ساتھ دیا کہ تفسیر وحدیث اور کتب تصوف کا درس پیرومرشد نے دینا شروع کردیا اور یوں علم کی ظاہری موشگافیوں کے ساتھ ساتھ جملہ باطنی حقائق ومعارف بھی آشکار ہونے لگے اور درجہ علمی استدلال سے گزر کر عرفان وایقان کی منزل پر پہنچ گیا۔ پیرومرشد کی شفقت وعنایت گھٹا کی مانند برستی تھی۔ ایک روز انہوں نے خوش ہوکر آپ سے دریافت فرمایا: ”عثمان! تمہیں وہ دن یاد ہے، جب اپنے ماموں کا سلام پہنچانے آئے تھے؟“

آپ نے عرض کیا: ”جی حضور! مجھے وہ دن اچھی طرح یاد ہے۔“

اس پر حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ”ہم نے اس دن تمہاری پیشانی میں اپنے حضرات (نقشبندیہ) رحمہم اللہ کی نسبت مشاہدہ کی تھی اور یہ سمجھ لیا تھا کہ یہ شخص ہمارے حضرات کے فیض ونسبت سے رنگین اور مالا مال ہوگا۔“

آپ نے تقریباً ساڑھے اٹھارہ برس اپنے پیرومرشد کی خدمت میں گزارے۔ بیعت

ہونے کے بعد اپنے آبائی گھر اور کاروبار دنیا سے یوں منہ موڑا کہ سفر وحضر میں ہمیشہ اپنے شیخ و مرشد کے ساتھ رہے اور اس دوران شادی تک نہ کی، تاکہ دنیاوی تعلقات مرشد کی خدمت میں حائل نہ ہوں۔ پیر ومرشد کی جو خدمات آپ نے انجام دیں، وہ کسی دوسرے مرید یا خلیفہ کے حصہ میں نہ آئیں۔ کئی دفعہ ہندوستان، خراسان اور افغانستان کے سفروں میں شیخ ومرشد کے ہمراہ رہے۔ ڈیرہ اسماعیل خان سے موسیٰ زئی شریف ۳۲ میل کا سفر ہے۔ آپ اپنے پیر ومرشد کی اہلیہ محترمہؒ کی بیماری کے دوران اس زمانے میں پیدل چل کر دوا لائے اور جسم پر تکان کا احساس تھا اور نہ اضمحلال کا اثر۔

ایک روز حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ خانقاہ شریف میں رات کو محو استراحت تھے اور حضرت خواجہ محمد عثمان رحمۃ اللہ علیہ آپ کے خادم خاص کی حیثیت سے ایک گوشہ میں دیا سلائی ہاتھ میں لیے ذکر ومراقبہ میں مشغول بیٹھے تھے۔ اس خیال سے نہ لیٹے اور نہ سوئے کہ نہ معلوم کس وقت حضرت شیخ بیدار ہوں اور خدمت کے لیے آواز دیں۔ بوقت تہجد حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ بیدار ہوئے اور ''ملا عثمان'' کہہ کر پکارا۔ آپ نے ''جی حضور'' کہنے کے ساتھ ہی دیا سلائی جلا کر چراغ روشن کر دیا۔ حضرت حاجی صاحبؒ یوں خوش ہوئے کہ فرمایا:

''ملا عثمان! تم نے بڑی اہم اور صبر آزما خدمات انجام دی ہیں، مگر تمہاری یہ خدمت سب پر فوقیت لے گئی''۔

انہی اہم اور صبر آزما خدمات کا نتیجہ تھا کہ حضرت حاجی دوست محمد قندھاری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی مبارک زندگی کے آخری ایام میں آپ کو اپنا جانشین نامزد فرمایا۔ اجازت وخلافت مطلقہ (تحریری) عطا فرمائی اور اپنی زیر نگرانی خانقاہوں، خانقاہ احمدیہ سعیدیہ، موسیٰ زئی شریف، خانقاہ مظہریہ شریف، دہلی شریف اور خانقاہ غنڈان شریف، قندھار (افغانستان) کا انتظام و انصرام اور جملہ تولیت بھی آپ کے سپرد فرما دی اور یوں آپ ۲۲ شوال المکرم ۱۲۸۴ھ/۱۶ جنوری ۱۸۶۸ء کو اپنے پیر ومرشد کے وصال مبارک کے بعد مسند ارشاد خانقاہ احمدیہ سعیدیہ، موسیٰ زئی شریف، ضلع ڈیرہ اسماعیل خان پر جلوہ افروز ہوئے اور تقریباً ۳۰ برس تک خلق خدا کو سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ کے فیوض وبرکات سے مالا مال فرماتے رہے اور بالآخر ۲۲ شعبان

المعظم ۱۳۱۴ھ/۲۶ جنوری ۱۸۹۷ء، بروز منگل بوقت اشراق وصال فرمایا اور اپنی خانقاہ احمدیہ سعیدیہ موسیٰ زئی شریف میں اپنے شیخ و مرشد کے مبارک قدموں کے عین سامنے آخری آرام گاہ پائی۔ فَرَحمَةُ اللّٰهِ عَلَيْهِ رَحْمَةً وَّاسِعَة۔

آپ کے صاحبزادہ گرامی حضرت خواجہ محمد سراج الدین رحمۃ اللہ علیہ آپ کے خلیفہ و جانشین قرار پائے۔

احوال و مناقب حضرت خواجہ محمد سراج الدین رحمۃ اللہ علیہ

مخزن اسرار العارفین، قطب الواصلین حضرت خواجہ محمد سراج الدین رحمۃ اللہ علیہ بروز سوموار بوقت اشراق، ۱۵ محرم الحرام ۱۲۹۷ھ/۲۹ دسمبر ۱۸۷۹ء کو خانقاہ احمدیہ سعیدیہ موسیٰ زئی شریف میں حضرت خواجہ محمد عثمان دامانی رحمۃ اللہ علیہ کے گھر پیدا ہوئے۔ تعلیم و تربیت کا آغاز اپنے گھر اور خانقاہ شریف کے روحانی ماحول میں ہوا جہاں اولیاء، صلحاء اور علماء کا مجمع لگا رہتا تھا۔ آپ کے اساتذہ کرام میں آپ کے والد گرامی حضرت خواجہ محمد عثمان رحمۃ اللہ علیہ کے علاوہ حضرت آخوند ملا شاہ محمد بابڑ رحمۃ اللہ علیہ، حضرت مولانا محمود شیرازی رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت مولانا حسین علی رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۳۶۲ھ/۱۹۴۳ء) کے اسمائے گرامی شامل ہیں۔ دوران تحصیل علم والد بزرگوار حضرت خواجہ محمد عثمان دامانی رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کو فرمایا:

خاک شو خاک تا بروید گل
کہ بجز خاک نیست مظہر گل

نیز فرمایا:

"صاحبزادگی کو طاق میں رکھیں اور شکستگی و عجز کی ٹوپی سر پر پہنیں، تب کام چلے گا"۔

آپ نے اپنے والد بزرگوار کی نصیحت پر یوں عمل فرمایا کہ زمانہ طالب علمی ہی میں کسب و اخذ سلوک و عرفان شروع کر دیا اور علوم ظاہری سے فارغ ہونے کے بعد اپنے والد بزرگوار کی بیعت کا شرف حاصل کیا۔ اس وقت عمر مبارک ابھی چودہ برس تھی۔ بعد ازاں جملہ مقامات

سلوک نقشبندیہ مجددیہ میں اپنے والد بزرگوارؒ سے توجہات لیں اور کتب تصوف آپ سے سبقاً پڑھیں۔ فضل الٰہی سے جملہ کتب متداولہ اور کسب مقامات طریقت سے فراغت پائی تو مؤرخہ ۲۳ ذی قعدہ ۱۳۱۱ھ/۸ مئی ۱۸۹۴ء کو حضرت خواجہ محمد عثمان رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے تمام نامور خلفاء وعلماء اور مخلصین احباب ومریدین کو خانقاہ شریف میں مدعو فرمایا اور ایک تقریب سعید میں حضرت خواجہ محمد سراج الدین رحمۃ اللہ علیہ کو دستار فضیلت باندھی اور ایک تحریری خلافت نامہ و اجازت نامہ آپ کو عطا فرمایا۔

آپ کو اللہ کریم نے فطرت پاکیزہ، اہلیت واستعداد اور اخلاقی عظمتوں سے نوازا تھا۔ جس ماحول میں آپ نے سترہ برس گزارے وہ قرآن وسنت کے اتباع کا ایک درخشندہ نمونہ تھا۔ اس کا ذرّہ ذرّہ اور گوشہ گوشہ ذکر الٰہی سے منور تھا اور یہ فضا نفسانی خواہشات اور تمام کدورتوں سے منزہ تھی۔ ایسی پاکیزہ فضا نے آپ کے باطن کی نقش نگاری کی تھی۔ بلاشبہ آپ جس مقام پر فائز ہوئے وہ روز ازل سے آپ ہی کا مقدر تھا۔

جب حضرت خواجہ محمد عثمان دامانی رحمۃ اللہ علیہ نے ۲۲ شعبان ۱۳۱۴ھ/۲۶ جنوری ۱۸۹۷ء کو وصال فرمایا تو حضرت خواجہ محمد سراج الدین رحمۃ اللہ علیہ خانقاہ احمدیہ سعیدیہ، موسیٰ زئی شریف کی مسند ارشاد پر سترہ برس کی عمر میں متمکن ہوئے اور تقریباً اٹھارہ برس تک طالبان حق وسالکان طریقت کی راہنمائی فرماتے رہے اور ایک جہان کو سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ کے فیوض وبرکات سے مالا مال فرمایا۔ حضرت خواجہ دوست محمد قندھاری رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت خواجہ محمد عثمان دامانی رحمۃ اللہ علیہ کی تمام عرفانی میراث اور سب مراکز روحانی آپ کی تحویل میں آ گئے اور باد بہاری کے جھونکے یوں آنے لگے کہ راہروانِ جادہ حق اور مستان نعرہ الست افغانستان وخراسان اور برصغیر پاک وہند کے دور ونزدیک علاقوں سے قافلہ وار موسیٰ زئی شریف کی طرف رواں دواں ہو گئے اور ان کے جذب وشوق اور عالم وارفتگی کے نظاروں نے چشم دنیا کو خیرہ کر دیا۔ امراء ورؤساء آپ کے فقر وعرفان کے باجگزار بن گئے اور جاگیردار اور نوابزادے آپ کی نظر کیمیا اثر سے خدا رسیدہ ہو گئے۔ علماء وفضلائے روزگار آپ کے روحانی کمالات کے خوشہ چین بن گئے اور آپ کے استادان گرامی اور وقت کے مرشدان عظامی آپ

سے کسب واخذ فیض وتوجہات کر کے تکمیل وطے منازل کرنے لگے۔ علماء ومشائخ جہاں آپ کا ایسا ادب بجالاتے کہ جوتیاں اتارے برہنہ پا آپ کی خانقاہ شریف پر پھرا کرتے اور جب خانقاہ شریف سے واپس نکلتے تو یوں جاتے کہ پیر روشن ضمیر اور سراج منیر کو پیٹھ نہ ہو جائے۔

آپ نے خود بھی مقامات عالیہ نقشبندیہ مجددیہ میں وہ عروج حاصل کیا کہ اس پر مشائخ وقت رشک کرتے تھے اور آپ نے اپنے متوسلین کو بھی ان درجات پر پہنچایا کہ وہ خواب وخیال میں بھی ان کا تصور نہ کر سکتے تھے۔ چنانچہ طلبگاران حق اور فداکاران سنت مصطفوی صلی اللہ علیہ وسلم قندھار، کابل، بخارا، ترکستان، خراسان، ایران اور بلاد اسلامیہ سے معرفت الٰہی کے حصول کے لیے آپ کی خدمت میں آتے تھے اور سلسلہ عالیہ کی نسبت اور کمالات حاصل کرتے تھے۔ آپ نے جس خلوص، ہمدردی اور جان نوازی سے ان کی تربیت فرمائی اور انہیں اصلاح ظاہر و باطن سے نوازا اس کی نظیر شاید ہی چشم فلک نے کہیں دیکھی ہو۔

آپ کی خانقاہ شریف پر تین سو سے چار سو تک متوسلین اور ارادتمند اکثر موجود رہتے تھے۔ شاہانہ طور پر تقسیم لنگر، داد ودہش اور عطا ونوال کا بازار گرم رہتا تھا۔ تمام مہمانوں کو خورد ونوش کا سامان وافر مہیا کیا جاتا تھا۔ بایں ہمہ آپ بے غرض اور بے نفس تھے۔ عقیدتمندوں کی یہ تعداد سفر وحضر دونوں صورتوں میں یکساں رہتی تھی۔ قافلے کی شکل میں روانہ ہوتے، جس میں اکثر وبیشتر سوار بھی ہوتے۔ کسی اہل دنیا کی دعوت قبول نہ فرماتے۔ دوران سفر سارے کا سارا انتظام آپ کا ذاتی ہوتا تھا۔

چنانچہ آپ کے زمانے میں ہر خاص وعام کی زبان پر یہ گفتگو رہتی تھی کہ اگر حضرت خواجہ چند سال مزید زندہ رہے تو کوئی شیخ طریقت ان کے عہد میں مسند آرائی نہ کر سکے گا۔ آپ نے بروز جمعۃ المبارک ۲۶ ربیع الاول ۱۳۳۳ھ/۱۱ فروری ۱۹۱۵ء میں رحلت فرمائی اور اپنے والد ماجد حضرت خواجہ محمد عثمان دامانی رحمۃ اللہ علیہ کے پہلو مبارک میں آخری آرامگاہ پائی۔ فَرَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہِ رَحْمَۃً وَّاسِعَۃً۔

متن مجموعہ فوائد عثمانیہ

(اُردو ترجمہ)

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ جَعَلَ اللَّیْلَ وَالنَّھَارَ خِلْفَۃً لِّمَنْ اَرَادَ اَنْ یَّذَّکَّرَ اَوْ اَرَادَ شُکُوْراً، وَرَفَعَ عَنِ الذَّاکِرِیْنَ الْحِجَابَ وَلَقّٰھُمْ نَضْرَۃً وَّسُرُوْراً، وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی نَبِیِّنَا مُحَمَّدٍ سَیِّدِ الذَّاکِرِیْنَ وَسَنَدِ الْعَارِفِیْنَ، الَّذِیْ کَانَ صَبَّاراً شَکُوْراً، وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہِ الَّذِیْنَ بَذَلُوْا اَمْوَالَھُمْ وَاَنْفُسَھُمْ فِیْ طَاعَتِہٖ، وَسَقَاھُمْ رَبُّھُمْ یَتَرَابًا طَھُوْراً.(۱)

اَمَّا بَعْد۔ فقیر حقیر پر تقصیر ناچیز اکبر علی عفی عنہ، جس کا نسب سید، مذہب حنفی، سلسلہ طریقت نقشبندی مجددی عثمانی اور وطن دہلی ہے، کہتا ہے کہ یہ ایک رسالہ ہے جس میں ”جناب خواجہ، مشکلوں کے آسان کرنے والے، ولیوں کے سردار، متقیوں کی سند، فقہیوں کے برگزیدہ، عالموں کے بڑے، فاضلوں کے رئیس، محدثوں کے شیخ، سالکوں کے قبلہ، عارفوں کے امام، معرفت کی دلیل، حقیقت کے آفتاب، وقت کے یگانہ، زمانے کے یکتا، حاجی حرمین الشریفین، (ربّ) رحمان کے فیض کے مظہر، مصیبت میں ہاتھ تھام لینے والے مرشد حضرت مولانا محمد عثمان صاحب، میرا دل، روح، اہل (وعیال) اور مال آپ پر قربان ہو جائے اور اے سب سے زیادہ رحم فرمانے والے اللہ تعالیٰ تو ان کے فیوضات کو دوام بخش اور ہمیں ان سے مستفید فرما۔ آمین“ کے فوائد (درج) ہیں۔

چونکہ یہ نادان نیک اعمال میں سے کوئی عمل نہیں رکھتا، لہٰذا اس نے ان اوراق کے جمع

کرنے کو اپنے لیے (اُخروی) جزا کا وسیلہ خیال کرتے ہوئے، باوجود (اس کی) لیاقت نہ ہونے کے، کمر ہمت باندھی ہے۔ شعر:

ہر کہ خواند دعا طمع دارم   زانکہ من بندہ گنہگارم

یعنی جو شخص (اس کتاب کو) پڑھے (اس سے) دعائے خیر کی اُمید رکھتا ہوں، اس لیے کہ میں ایک گنہگار آدمی ہوں۔

اس (کتاب) کا نام مجموعہ فوائد عثمانی رکھا گیا ہے (اور) یہ (ایک) مقدمہ، چھ فصول اور (ایک) خاتمہ کے تحت مرتب ہوا ہے۔ **واللہ الموفق والمعین وبہ نستعین۔**

مقدمہ: اس میں اللہ پاک کے ذکر میں مشغولی کی حالت کا بیان اور مبتدی طالبین جو سلسلہء عالیہ نقشبندیہ احمدیہ (مجددیہ)، اللہ کریم ان کے انوار کے فیض کو تمام جہانوں میں پہنچائے، سے وابستہ ہیں۔ ان کے لیے بعض اوراد اور آداب درج ہیں۔

فصل اوّل: اس میں ہمارے حضرت قبلہ، آپ پر میرا دل اور روح قربان ہو جائے، کے ملفوظات (گرامی) ہیں۔

فصل دوّم: اس میں ہمارے حضرت قبلہ، آپ پر میرا دل اور روح قربان ہو جائے کے مکتوبات (شریف) ہیں۔

فصل سوّم: اس میں ہمارے حضرت قبلہ، آپ پر میرا دل اور روح قربان ہو جائے، کی عجائبات سے پُر تحریریں اور نصیحت آمیز نصیحتیں درج ہیں۔

فصل چہارم: اس میں ہمارے حضرت قبلہ، آپ پر میرا دل اور روح قربان ہو جائے کی خوارق و کرامات اور مکاشفات کا بیان ہے۔

فصل پنجم: اس میں ہمارے حضرت قبلہ، آپ پر میرا دل اور روح نثار ہو جائے کے معمولات (شریف) کا ذکر ہے۔

فصل ششم: اس میں ہمارے حضرت قبلہ، آپ پر میرا دل اور روح قربان ہو جائے کے خلفائے (عظام) کا تذکرہ ہے۔

خاتمہ: اس میں ہمارے حضرت قبلہ، آپ پر میرا دل اور روح قربان ہو جائے، کی بیماریوں،

وصال، تجہیز و تکفین اور تدفین کے بعض حالات و واقعات درج ہیں اور اس کے ساتھ آپ کے تاریخی حالات (مبارک) اور کل عمر شریف کا (ایک) نقشہ (بھی) ہے۔ بعد ازاں جناب حقائق و معارف آگاہ حضرت صاحبزادہ مولانا مولوی محمد سراج سراج الدین صاحب مدظلہ و عمرہ و رشدہ (اللہ کریم آپ کا سایہ، عمر اور ہدایت دراز و وسیع فرمائے) کے اجازت نامہ (طریقت) کے حالات، تحصیل علوم، دستار بندی فضیلت اور آپ (حضرت خواجہ محمد عثمان دامانی قدس سرہ) کے وصال کے بعد آنمحترم (حضرت خواجہ محمد سراج الدین قدس سرہ) کے مسند ارشاد پر جلوہ افروز ہو کر طریقہ (پاک) کو جاری فرمانے کا ذکر ہے۔ اس کے ہمراہ آپ کے تاریخی حالات (مبارک) اور کل عمر شریف، ولادت باسعادت سے لے کر مسند ارشاد پر جلوہ افروز ہونے تک کا نقشہ اور سات سلاسل (طریقت)، مقاماتِ مجددیہ کے مراقبوں کی نیتیں اور تمام خواجگان نقشبندیہ مجددیہ قدس اللہ تعالیٰ اسرارہم (اللہ کریم ان کے رازوں کو پاکیزہ بنائے) کے ختم (شریف) درج ہیں۔

مقدمہ

اس میں اللہ پاک کے ذکر میں مشغولی کی حالت کا بیان اور مبتدی طالبین جو سلسلہء عالیہ نقشبندیہ احمدیہ (مجددیہ)، اللہ ان کے انوار کے فیض کو سارے جہانوں میں پہنچائے، سے وابستہ ہیں، ان کے لیے بعض اوراد اور آداب درج ہیں۔

جاننا چاہیے کہ یہ طریقہ شریفہ اہل سنت و جماعت شکر اللہ سعیہم کے مقررہ کیے ہوئے عقائد کے مطابق سنتِ سنیہ (نبی اکرم صلّی اللہ علیہ وسلّم) کی پیروی کرنے اور ناپسندیدہ بدعت سے پرہیز کرنے اور فروع میں حنفیہ، شافعیہ، مالکیہ اور حنبلیہ کے تمام مسالک کے مقرر کردہ اصولوں پر مبنی ہے۔

معرفتِ الٰہی کا حصول روشن و بلند شریعت کی پیروی، نبی (کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم) کے مبارک اخلاق کو اپنانے اور مشائخ کرام، جو اللہ تعالیٰ تک (پہنچنے کے) وسیلے ہیں، کی محبت اور ان سے مدد مانگنے کے بغیر ناممکن ہے۔ پس ایک مرید پر واجب ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے دوستوں میں سے ایک خدا رسیدہ شخصیت کی خدمت میں پہنچے اور ان سے بیعت کر کے ذکر کی تلقین کا شرف حاصل کرے، (بعد ازاں) رات کے آخری حصہ میں نماز تہجد کی ادائیگی کے لیے بیدار ہو جائے اور جب نیند سے جاگے تو دس دس بار استغفر اللہ، سبحان اللہ، الحمد للہ اور اللہ اکبر پڑھے۔ پھر وہ وضو کرے اور نماز تہجد پڑھے۔ اس کا ادنیٰ درجہ دو رکعات اور اس کا اعلیٰ درجہ بارہ رکعات (پڑھنا) ہے۔ اس کے بعد ذکر قلبی جو شیخ نے اسے تلقین کیا ہو، میں مشغول ہو جائے اور یہ ذکر اسم ذات کہلاتا ہے۔ اس کے پڑھنے کا یہ طریقہ زبان کو تالو کے ساتھ چپکا لے اور دل کو خیالات اور وسوسوں سے خالی کر کے صرف خیال کر کے زبان ہلائے بغیر اور (اپنے) اعضاء

میں سے کسی عضو کو حرکت دیے بغیر، لطیفہ قلب، جس کا مقام بائیں پستان سے پہلو کی جانب دو انگلی نیچے ہے، کی طرف توجہ کر کے پڑھے اللہ اللہ اور اس کے مفہوم کہ یہ وہ ذات پاک ہے جس پر ہم ایمان لائے ہیں، کا بغیر کیفیت اور بغیر تمثیل کے لحاظ رکھے اور بغیر تکلف سانس روکنے اور اسے اندر لے جانے کے اور بغیر تلفظ بزبان ظاہری (ذکر کرنے) کے تاکہ قلب پر ذکر جاری ہو جائے، یعنی اسم ذات کا تخیل قلب میں راسخ ہو جائے اور جب اس طرف متوجہ ہو، اگر شیخ نے اسے دوسرے لطائف کی تعلیم دی ہو تو پھر ان سے بھی اسی طرح ذکر کرے۔

(ان میں سے) ایک لطیفہء روح ہے اور اس کا مقام دائیں پستان سے پہلو کی جانب دو انگلی نیچے ہے (دوسرا) لطیفہ سر ہے اور اس کا مقام بائیں پستان کے برابر، دو انگلی کے فاصلہ پر، مائل بہ وسط سینہ ہے۔ (تیسرا) لطیفہء خفی ہے اور اس کا مقام سینہ کے وسط میں ہے۔ (چوتھا) لطیفہ نفس ہے اور اس کا مقام وسطِ پیشانی ہے۔ (پانچواں) لطیفہء قالب ہے اور وہ تمام بدن ہے، تاکہ ہر بال کی جڑ سے ذکر پھوٹ پڑے۔ اس کو سلطان الاذکار کہتے ہیں۔

مرید کو چاہیے کہ اپنے اوقات ذکر میں صرف کرے تاکہ اس راز کے اسرار پالے۔ دن رات میں ہر لطیفہ کے ذکر کی تعداد ایک ایک ہزار ہے۔ اگر فرصت ملے تو ذکر قلب[۲] کو پانچ ہزار تک پورا کرے، یہ زیادہ مناسب ہے۔ اگر شیخ نے اسے مراقبہ احدیت کی تعلیم دی ہو تو اس میں مشغول ہو جائے، کیونکہ ذکر کا مقصود مراقبہ ہے اور اس کا ملاحظہ اس ذات (باری تعالیٰ)، جو تمام صفاتِ کمال سے موصوف اور تمام نقائص سے پاک ہے، سے لطیفہ قلب پر، شیخ کے واسطہ سے فیض کا جاری ہونا ہے۔ اس مراقبہ میں حق تعالیٰ کے ساتھ حضوری اور ماسوی اللہ سے چھٹکارا نصیب ہوتا ہے۔ پس اگر مرید کو اللہ تعالیٰ جل شانہ کی عنایت سے حضوری کی یہ دولت میسر آئی اور دو ساعت تک باقی رہی تو شیخ اسے مراقبہ معیت[۳] کی تعلیم کرے اور وہ اس میں مشغول ہو جائے اور یہ (مراقبہ درحقیقت) فیض کے ورود کا انتظار (کرنا) ہے جو اس ذات (باری تعالیٰ) کے ساتھ اور جہان کے ذرات میں سے ہر ذرہ کے ہمراہ، شیخ کے واسطہ سے دلِ (طالب) پر ہوتا ہے۔ اس پر مواظبت کرے، تاکہ اسے حق تعالیٰ کے ساتھ دائمی حضوری حاصل ہو جائے۔ اس حضور کا مطلب یہ ہے کہ اس کے دل پر کوئی ایسا خیال نہ گزرے جو اس کے حق سبحانہ کی

طرف متوجہ رہنے میں مزاحم ہو۔ سو اگر اس کا ظاہر خلقت کے ساتھ مشغول ہو تو اس کا باطن حق تعالیٰ کے ساتھ مشغول ہونا چاہیے۔

اسے ذکر نفی[۴] و اثبات بھی کرنا چاہیے۔ (یہ) دفع خواطر، تہذیب اخلاق اور تحصیل فنا کے لیے بہت بڑا فائدہ دیتا ہے۔ اس کا طریقہ یہ ہے کہ اپنے سانس کو ناف کے نیچے سے بند کرے۔ خیال کی زبان سے کلمہ لا کو ناف کے نیچے سے اپنے دماغ تک پہنچائے اور لفظ اِلٰہ کو دائیں کندھے پر لائے، لفظ اِلا اللہ کو تمام لطائف پر سے گزارتے ہوئے دل پر ضرب لگائے۔ شرط ہے کہ اس میں معنی کا لحاظ رکھے۔ یعنی نہیں ہے کوئی موجود، یا مقصود یا معبود[۵] سوائے حق تبارک وتعالیٰ کی پاک ذات کے اور اعضاء میں سے کسی عضو کو حرکت نہ دے بلکہ صرف خیال سے بے تکلف مشغول رہے اور سانس گزارتے وقت مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہ کہے اور یہ بھی (صرف) خیال سے۔ شروع میں ایک سانس میں تین بار کہے اور اس کے چند روز بعد پانچ بار ایک سانس میں کہے۔ اس کے چند روز بعد سات بار اور اس کے بعد نو بار، اسی طرح طاق عدد کی رعایت سے دو دو بڑھاتا جائے، یہاں تک کہ اکیس بار پر پہنچ جائے اور اس کا عادی بن جائے۔ یہ ذکر کے اوّل درجات ہیں جن پر ذوق وشوق سے اثرات مرتب ہوتے ہیں اور باطن میں حرارت اور مراقبہ میں استغراق (نصیب ہوتا ہے)۔ اس ذکر کو (ایک) رات دن میں ایک وقت میں یا مختلف اوقات میں گیارہ سو مرتبہ کرے۔ جب حضوری مرید پر غالب آ جائے تو اسے دوام حضور کے لیے تہلیل لسانی نفع بخش ہوتی ہے۔ اس کا طریقہ یہ ہے کہ زبان سے کلمہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ کا ذکر پانچ ہزار[۶] بار کرے اور (اس) ذکر و مراقبہ کے دوران (کلمہ کے) معنی کے لحاظ سے، نفی وجود اور اثبات حق سبحانہ کا تصور کرے۔ خاص کر کے خواطر کے ورود کے وقت اپنے شیخ کی صورت کو ان کی کمال تعظیم اور محبت کے ساتھ اپنے سامنے (تصور کرے)۔ اسے رابطہ کا نام دیا جاتا ہے اور یہ اہم چیزوں میں سے ہے اور ان میں سب سے زیادہ نفع بخش ہے۔ جو ذکر بھی ہو، ایک سو کر لینے کے بعد خیال سے کمال تضرع اور زاری کے ساتھ حق سبحانہ وتعالیٰ (کے حضور) عرض کرے، الٰہی میرا مقصود تو ہی ہے اور میری رضا تو ہی ہے (مجھے) اپنی محبت اور معرفت عطا فرما۔ پھر ذکر کرنے لگے، یہاں تک کہ صبح ہو جائے۔ اس کے بعد سنتِ (فجر) اور

(پھر نمازِ فجر کے) فرض اوّل وقت میں با جماعت ادا کرے۔ ہر فرض (نماز) کی ادائیگی کے بعد تینتیس بار سُبحَانَ اللّٰہِ، تینتیس بار اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ اور چونتیس بار اَللّٰہُ اَکْبَرُ پڑھے۔اس کے بعد لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ، لَہُ الْمُلْکُ وَلَہُ الْحَمْدُ وَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْئٍ قَدِیْرٌ۔ اگر یہ دس بار نمازِ فجر کے بعد اور دس بار نمازِ مغرب کے بعد اپنے پاؤں (مصلیٰ سے) پھیرنے سے پہلے پڑھ لے تو بہت اچھا ہے اور اَللّٰھُمَّ اَجِرْنِیْ مِنَ النَّارِ سات بار نمازِ فجر کے بعد اور سات بار نماز مغرب کے بعد پڑھے۔اس کے بعد سورج نکلنے تک ذکر قلبی، رابطہ اور دُعا میں مشغول رہے۔ بعد ازاں نمازِ اشراق کی سنت ادا کرے، اس کا ادنیٰ درجہ چار رکعت (نوافل) ہیں۔

اس کے بعد جو شخص علم سے مشغول ہے، وہ اس میں مصروف ہو جائے، جو صنعت کار ہے یا خرید و فروخت کرتا ہے، وہ اس میں اس کے آداب کی رعایت کے ساتھ، حسنِ نیت اور صدق سے، جھوٹ سے بچتے ہوئے اور بغیر قسم کھائے ہوئے مشغول ہو جائے اور اللہ تعالیٰ سے کلی طور پر غافل نہ ہو اور اس کے دوران حق سبحانہ کی یاد کرتا رہے اور جب فراغت پائے تو پچیس بار استغفار پڑھے اور جو لوگ حق تعالیٰ کی طلب نہیں رکھتے اور مشائخ طریقت کے منکر ہیں، ان کے ساتھ کسی قسم کی صحبت اختیار نہ کرے۔ خاص کر کے وہ آدمی جو اس کے شیخ کا منکر یا اس پر اعتراض کرنے والا ہو یا اس کو دوست نہ رکھتا ہو یا شیخ اس سے پرہیز کرتا ہو، ان سب کی صحبت ہلاک کر دینے والا زہر ہے۔ پس جتنا ہو سکے اس سے پرہیز کرے۔

(اپنے) شیخ کے حضور (خدمت میں) بے اختیار ہو کر بیٹھے، جیسے مردہ زندہ کے ہاتھ میں ہو اور امر و نہی کا نمونہ بنے اور ظاہری اور باطنی آداب سے آراستہ رہے۔ اس کی رضا کے (حصول کے) لیے التماس کرے اور اس کی عدم موجودگی میں اس کی مبارک صورت کا تشخص رکھے اور دل کو اس کے ساتھ وابستہ رکھے اور اس کے معنوی روحانی ساتھ پر اعتقاد رکھے اور دوسرے مشائخ کی جانب بالکل توجہ نہ کرے اور اپنے شیخ کو حق سبحانہ کے وصول کا دروازہ خیال کرے۔

مرید کو چاہیے کہ ہر ماہ میں ایام بیض کے تین روزے رکھے، نیز ماہ شوال کے چھ روزے،

ذی الحجہ کے پہلے ۹ دنوں کے روزے اور عاشورہ (دسویں محرم) کا روزہ رکھے۔ اگر کر سکے تو (ہمیشہ) ایک دن روزہ رکھے اور دوسرے روز افطار کرے، (یہ) بہتر (ہے)۔

اس لیے کہ ایک دن روزہ رکھنا اور دوسرے روز افطار کرنا، حضرت داؤد علیہ السلام کے روزہ رکھنے کا طریقہ تھا۔ اس سے بہت بڑا تصفیہ (قلب) نصیب ہوتا ہے۔ ماہ رمضان (المبارک) میں مختلف عبادات میں مشغول رہے، تاکہ پورا مہینہ مکمل حضوری نصیب رہے، کیونکہ اس مبارک مہینے کی جمعیت (باطن) تمام سال کی جمعیت (باطن) کا موجب ہے اور اس مہینے میں تفرقہ باطن سارے سال کے تفرقہ کا ذریعہ ہے۔

جب کھانے کے لیے جائے تو (تمام) آداب کا لحاظ رکھے۔ (یعنی) اس کے شروع میں دونوں ہاتھ کے دھونے اور بِسْمِ اللّٰہ وغیرہ (کے پڑھنے) کا۔ کھانے کے دوران حق تعالیٰ سے غافل نہ رہے، بلکہ اللہ تعالیٰ کی یاد کرتا رہے۔

اگر سنت چاشت (کے نوافل) کی بارہ رکعت کو قرأت خفیفہ کے ساتھ ادا کرے تو بہتر ہے۔ اس کی درمیانی مقدار آٹھ رکعت ہیں اور ادنیٰ چار رکعت ہیں۔ ظہر سے پہلے کچھ دیر قیلولہ کرے، تاکہ وہ تہجد میں اسے مدد دے۔ سنتِ زوال (کے نوافل) کی چار رکعت قنوت کی طوالت کے ساتھ ظہر سے پہلے ادا کرے۔ اس کے بعد نماز ظہر کو باجماعت (مکمل) سنتوں اور آداب سے ادا کرے اور پھر قرآن شریف میں سے دیکھ کر نہایت ادب، ترتیل اور معنی کے تدبر سے کچھ تلاوت کرے۔ اس کے بعد جس شخص کا کوئی کام ہو وہ اس میں مشغول ہو جائے اور جس کا کوئی کام نہ ہو، وہ ذکر میں مشغول ہو جائے، یہاں تک کہ عصر ہو جائے۔ پھر عصر کی چار رکعت سنت ادا کرے، اس کے بعد (نمازِ) فرض کو باجماعت، اوّل وقت میں، اس کے سنن اور آداب کے ساتھ ادا کرے۔ پھر جس شخص کا کوئی کام ہو، وہ اپنا کام کرے اور جس کا کام نہ ہو، وہ تصوف کی کتابیں، خاص کر مکتوبات قدسی آیات حضرت امام ربانی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت خواجہ محمد معصوم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (کے مکتوبات شریف) اور حضرات نقشبندیہ احمدیہ (مجددیہ) رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے دیگر رسائل سلوک کا مطالعہ کرے اور مکاشفات اور ظہورات میں سے کوئی چیز سامنے آئے تو اس پر مغرور نہ بنے، کیونکہ یہ (چیزیں) مقاصد (میں) سے نہیں

ہیں۔ مقصود (اصلی) ظاہر اور باطن میں آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم کی سنت (مبارک) کے اتباع پر استقامت (حاصل کرنا) ہے۔ یعنی ظاہر میں اپنے اخلاق کو سنوارنا (ان عمدہ) صفات کو اپنا کر: حلم، تواضع و خاکساری اور شفقت، خاص کر اپنے بیوی بچوں کے ساتھ، احسان و مدارات (تواضع)، ایثار و خدمت، خاص کر کے فقرا کے ساتھ، عفو و درگزر، سخاوت، حیا، صدق و امانت، وعدے کی وفا، حسن ظن اور اپنے نفس کو چھوٹا بنانا، جو کچھ اپنے پاس ہے اسے حقیر جاننا، جو کچھ دوسرے کے پاس ہے اسے بڑا سمجھنا۔ جھوٹ و خیانت، غصہ و لڑائی، غیبت و عیب جوئی، گالی و فحش، اہانت و اذیت اور ظلم سے بچنا۔ باطن میں (ان عمدہ) صفات کو اپنا کر: توبہ و انابت، زہد و تقویٰ، صبر و شکر، توکل و رضا، اخلاص، رجا و خوف اور حرص و بخل، نفرت و حسد، تکبر و عجب، ریا اور سمعہ وغیرہ سے پرہیز کرنا۔

چاہیے کہ وہ دن کے آغاز اور اس کے آخر میں، تسبیح، تہلیل، تحمید، تکبیر، استغفار اور آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم پر درود (پاک) پڑھنے میں مصروف رہے۔ جب مغرب کا وقت شروع ہو تو بلا تاخیر فرض (نماز) کو باجماعت، اس کی سنن اور آداب کے ساتھ ادا کرے۔ (پھر) اگر سنتِ اوابین (کے نوافل) پڑھے، جس کی اعلیٰ (صورت) بیس رکعت، درمیانی بارہ رکعت اور ادنیٰ چھ رکعت ہے تو (اس کے لیے) بہتر ہے۔ اس کے بعد عشاء تک ذکر و مراقبہ میں مشغول رہے۔ پھر عشاء کی سنتیں پڑھے اور (نماز) فرض (عشاء) باجماعت، اس کے سنن و آداب کے ساتھ ادا کرے اور سونے سے پہلے (ایک) تسبیح تینتیس بار سُبْحَانَ اللّٰہِ، تینتیس بار اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ اور چونتیس بار اَللّٰہُ اَکْبَرُ پڑھے۔ اس وقت میں اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی اور چیز کے ساتھ مشغول نہ ہو، یہاں تک کہ سو جائے۔ چاہیے کہ وضو کر کے، دائیں پہلو پر لیٹے ہوئے، قبلہ رُو اور تہجد کے لیے آمادہ ہو کر، پاک بستر پر سوئے، بلکہ مرید کے لیے ضروری ہے کہ وہ تمام اوقات میں ہمیشہ باوضو رہے، کیونکہ ظاہری طہارت کو باطن کی پاکیزگی کے اندر بہت زیادہ تاثیر حاصل ہے۔

مرید کو چاہیے کہ وہ اپنے مشائخ کرام کے توسل سے اللہ تعالیٰ سے مدد مانگے ہر روز صبح اور شام کے وقت۔ اس کا اولیٰ (وقت) نماز تہجد سے فراغت کے بعد ہے اور اگر دو وقت

(مقرر کرے) تو زیادہ اولیٰ ہے۔ اس کا طریقہ یہ ہے کہ (سورۂ) فاتحہ ایک بار اور (سورۂ) اخلاص تین بار پڑھے۔ پھر کہے الٰہی جو میں نے پڑھا ہے اس کا ثواب روحِ مقدس حضرت سید المرسلین، شفیع المذنبین محمد صلی اللہ علیہ وسلّم، سب ارواح عالیہ تمام انبیاء والمرسلین، ملائکہ مقربین، صحابہ، تابعین، اولیاء صالحین، خاص کر کے ارواح (مبارک) حضرات نقشبندیہ احمدیہ (مجددیہ) قدس اللہ اسرارہم العلیہ کو پہنچا۔ اس کے بعد (یہ) کہے:

الٰہی بحرمت شفیع المذنبین، رحمۃ للعالمین حضرت محمد رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم [۸]

الٰہی بحرمت خلیفہ رسول اللہ (صلّی اللہ علیہ وسلّم) حضرت ابوبکر الصدیق رضی اللہ عنہ [۹]

الٰہی بحرمتِ صاحبِ رسول اللہ (صلّی اللہ علیہ وسلّم) حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ [۱۰]

الٰہی بحرمتِ حضرت قاسم بن محمد بن ابی بکر الصدیق رضی اللہ عنہم [۱۱]

الٰہی بحرمتِ حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ [۱۲]۔

الٰہی بحرمتِ حضرت سلطان العارفین حضرت شیخ بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ [۱۳]۔

الٰہی بحرمتِ حضرت خواجہ ابوالحسن خرقانی رحمۃ اللہ علیہ [۱۴]۔

الٰہی بحرمتِ حضرت خواجہ ابوالقاسم گرگانی رحمۃ اللہ علیہ [۱۵]۔

الٰہی بحرمتِ حضرت خواجہ ابوعلی فارمدی رحمۃ اللہ علیہ [۱۶]۔

الٰہی بحرمتِ حضرت خواجہ ابو یوسف ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ [۱۷]

الٰہی بحرمتِ خواجہ جہان حضرت خواجہ عبدالخالق غجدوانی رحمۃ اللہ علیہ [۱۸]۔

الٰہی بحرمتِ حضرت خواجہ عارف ریوگری رحمۃ اللہ علیہ [۱۹]۔

الٰہی بحرمتِ خواجہ محمود انجیر فغنوی رحمۃ اللہ علیہ [۲۰]۔

الٰہی بحرمتِ حضرت خواجہ عزیزان علی رامیتنی رحمۃ اللہ علیہ [۲۱]۔

الٰہی بحرمتِ حضرت خواجہ محمد بابا سماسی رحمۃ اللہ علیہ [۲۲]۔

الٰہی بحرمتِ حضرت سید امیر کلال رحمۃ اللہ علیہ [۲۳]۔

الٰہی بحرمتِ خواجہ خواجگان پیر پیران حضرت خواجہ بہاء الدین نقشبند بخاری رحمۃ اللہ علیہ [۲۴]۔

الٰہی بحرمتِ حضرت خواجہ علاء الدین عطار رحمۃ اللہ علیہ [۲۵]۔

الٰہی بحرمتِ حضرت مولانا یعقوب چرخی رحمۃ اللہ علیہ[۲۶]۔

الٰہی بحرمتِ حضرت خواجہ عبید اللہ احرار رحمۃ اللہ علیہ[۲۷]۔

الٰہی بحرمتِ حضرت مولانا محمد زاہد رحمۃ اللہ علیہ[۲۸]۔

الٰہی بحرمتِ حضرت خواجہ درویش محمد رحمۃ اللہ علیہ[۲۹]۔

الٰہی بحرمتِ حضرت مولانا خواجگی امکنگی رحمۃ اللہ علیہ[۳۰]۔

الٰہی بحرمتِ حضرت خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ[۳۱]۔

الٰہی بحرمتِ امام ربانی مجدد الف ثانی حضرت شیخ احمد فاروقی سرہندی رحمۃ اللہ علیہ[۳۲]۔

الٰہی بحرمتِ عروۃ الوثقیٰ حضرت خواجہ محمد معصوم رحمۃ اللہ علیہ[۳۳]۔

الٰہی بحرمتِ سلطان الاولیاء حضرت شیخ سیف الدین رحمۃ اللہ علیہ[۳۴]۔

الٰہی بحرمتِ حضرت حافظ محمد محسن رحمۃ اللہ علیہ[۳۵]۔

الٰہی بحرمتِ حضرت سید نور محمد بدایونی رحمۃ اللہ علیہ[۳۶]۔

الٰہی بحرمتِ حضرت خواجہ شمس الدین حبیب اللہ حضرت میرزا جان جاناں مظہر شہید رحمۃ اللہ علیہ[۳۷]۔

الٰہی بحرمتِ مجدد مائۃ الثلث والعشر خیر البشر خلیفہ خدا مروج شریعت مصطفیٰ حضرت مولانا عبد اللہ المعروف بہ شاہ غلام علی دہلوی رحمۃ اللہ علیہ[۳۸]۔

الٰہی بحرمتِ غوث اوان قطب زمان حضرت شاہ ابو سعید احمدی (مجددی) رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ[۳۹]

الٰہی بحرمتِ غوث اوان، محبوب رحمٰن، حافظ قرآن، وسلیتنا الی اللہ المجید حضرت شاہ احمد سعید احمدی (مجددی) رحمۃ اللہ علیہ[۴۰]۔

الٰہی بحرمتِ حاجی الحرمین الشریفین، مقبول رب المشرقین والمغربین، وسیلتنا الی اللہ الصمد حضرت حاجی دوست محمد قندھاری رحمۃ اللہ علیہ[۴۱]۔

الٰہی بحرمتِ حضرت خواجہ مشکل کشا، سید الاولیاء، سند الاتقیا، زبدۃ الفقہا، راس العلماء، رئیس الفضلاء، شیخ المحدثین، قبلۃ السالکین، امام العارفین، برہان المعرفۃ، شمس الحقیقۃ، فرید العصر، وحید الزمان، حاجی الحرمین الشریفین، مظہر فیض الرحمٰن، پیر دستگیر، حضرت مولانا محمد عثمان صاحب، رحمۃ اللہ تعالیٰ عنہ[۴۲]۔

حواشی مقدمہ

(۱) تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں جس نے رات اور دن کو ایک دوسرے کے پیچھے آنے جانے والا بنایا اور (یہ باتیں) اس شخص کے لیے ہیں جو غور کرنا چاہے یا شکر گزاری کا ارادہ کرے اور اس (اللہ تعالیٰ) نے ذکر کرنے والوں سے پردہ ہٹا دیا اور وہ (اللہ تعالیٰ) ان (مومنوں) کو تازگی اور خوش دلی عنایت فرمائے گا اور درود وسلام ہو ہمارے (پیارے) نبی (کریم حضرت) محمد (مصطفیٰ) صلی اللہ علیہ وسلم پر، جو ذاکرین کے سردار اور عارفین کی سند ہیں اور جو بہت زیادہ صبر کرنے والے اور شکر گزار تھے اور آپ کی آل (اطہارؓ) اور صحابہ (کرامؓ) پر، جنہوں نے اپنی جانوں اور مالوں کو اللہ تعالیٰ کی اطاعت میں صرف کیا اور جن کو ان کا پروردگار نہایت پاکیزہ شراب پلائے گا۔

(۲) عدد کا مدار مرشد کے فرمان پر ہے۔ ہمارے حضرت قبلہ نے فرمایا ہے کہ مرشد کے لیے مناسب ہے کہ وہ مرید کے لیے ذکر کی تعداد لازم نہ کرے. کیونکہ اس کی مخالفت میں (مرید کے) نقصان کا خوف ہے (مولانا حسین علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ، واں بھچران، ضلع ملتان)۔

(۳) ہمارے حضرت مراقبہ احدیت اور مراقبہ معیت کے درمیان مراقبہ مشارب کا حکم فرماتے ہیں (مولانا حسین علی رحمۃ اللہ علیہ)۔

(۴) اس کو ہمارے حضرت قدس سرہ نے مراقبہ احدیت فرمایا ہے اور مراقبات تہلیل لسانی کے وقت (اس کا حکم) فرماتے تھے۔ (مولانا حسین علی رحمۃ اللہ علیہ)۔

(۵) حضرت قبلہ نے فرمایا معنی لاموجود ہمارے حضرات کے طریقہ میں نہیں ہے، معنی لامقصود مراد ہے۔ منتہی معنی لامعبود کرتا ہے (مولانا حسین علی

رحمۃ اللہ علیہ)۔

(۶) حضرت قبلہ قدس سرہ نے بندہ کو فرمایا گیارہ ہزار ذکر اسم ذات (لطیفہ) قلب پر، دو ہزار (لطیفہ) روح پر، دو ہزار (لطیفہ) سر پر، دو ہزار (لطیفہ) خفی پر، دو ہزار (لطیفہ) اخفی پر، اور ایک ہزار (لطیفہ) قالب پر۔ سو بار نفی اثبات اور پانچ ہزار تہلیل (مولانا حسین علی رحمۃ اللہ علیہ)

(۷) ہمارے حضرت قبلہ نے فرمایا: ہر فرض نماز کے بعد حضرات قدس اللہ تعالیٰ اسرارہم کے واسطہ سے اللہ تعالیٰ سے دعا مانگے (مولانا حسین علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ)۔

(۸) اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی آلِ سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ اَفْضَلَ صَلٰوتِکَ بِعَدَدِ مَعْلُوْمَاتِکَ وَبَارِکْ وَسَلِّمْ عَلَیْہِ۔ سید المرسلین، شفیع المذنبین، محبوب رب العالمین، انیس ارواح العاشقین حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) بن عبداللہ بن عبدالمطلب بن ہاشم بن عبدالمناف بن قصیٰ بن کلاب بن مرہ بن کعب بن لوی بن غالب بن فہر بن مالک بن نصر بن کنانہ اور والدہ مکرمہ بی بی آمنہ بنت وھب (رضی اللہ تعالیٰ عنہا)۔ ولادت باسعادت حضرت عیسیٰ علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والتسلیمات کے آسمانوں پر اٹھائے جانے کے چھ سو سال بعد، ۱۲ ربیع الاوّل بروز سوموار۔ نبوت چالیس سال کی عمر مبارک میں، ہجرت ۵۳ سال کی عمر مبارک میں۔ وصال شریف ۶۳ برس کی عمر مبارک میں بروز سوموار، ۱۲ ربیع الاوّل (۱۱ھ)۔ اس کے علاوہ بھی آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم کی تاریخ وصال کے بارے میں اقوال ہیں۔ کسی کہنے والے نے کیا خوب کہا ہے:

رباعی

چگویم وصفِ تو اے شاہِ لولاک — کہ شانت برتر است از فہم و ادراک
کلیم اللہ بر طور و تو بر عرش — چہ نسبت خاک را با عالم پاک

یعنی اے لولاک کے بادشاہ (حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم) آپ کی تعریف کیا کروں کہ آپ کا شان (مبارک) سمجھ اور بوجھ سے زیادہ بلند ہے۔

کلیم اللہ (حضرت موسیٰ علیہ السلام) طور پر پہنچے اور آپ عرش (معلیٰ) پر (تشریف فرما ہوئے)۔ خاک کی عالم پاک سے کیا نسبت ہے؟ (سید اکبر علیؒ)۔

(۹) خلیفہء اوّل اور جانشین افضل نبی مکرم حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم، حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ، نام مبارک عبداللہ بن عثمان بن عامر۔ بنی تمیم بن مرہ کی طرف سے ساتویں پشت میں آپ کا نسب شریف سید الثقلین حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے جا ملتا ہے۔ آپ کی والدہ ماجدہ سلمی بنت صخر ہیں۔ ولادت باسعادت واقعۂ فیل کے دو سال چار ماہ بعد ہوئی۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد آپ لوگوں میں سب سے زیادہ افضل ہیں۔ آپ کا وصال مبارک ۶۳ سال کی عمر میں ۲ جمادی الاوّل یا ۲۲ جمادی الآخر ۱۳ھ میں ہوا۔ اس کے علاوہ اقوال بھی ہیں۔ آپ کی قبر مبارک نبی اکرم (صلی اللہ علیہ وسلم) کے مزار مقدس سے متصل ہے، اس میں مقیم رہنے والی ہستی پر ہزار ہزار درود، رحمت اور برکتیں نازل ہوں (سید اکبر علیؒ)۔

(۱۰) صاحب رسول صلی اللہ علیہ وسلم حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ آپ کے شان میں ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

کہ سلیمان ہمارے اہل بیت میں سے ہیں۔ آپ صحاب صفہ (رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین) میں سے ہیں۔ سرورِ کائنات (حضرت محمد مصطفیٰ) صلّی اللہ علیہ وسلّم سے شرفِ صحبت رکھنے کے باوجود آپ نے طریقت حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اخذ فرمائی۔ آپ حضرت امیر المؤمنین علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کی صحبت میں بھی رہے۔ آپ کی عمر مبارک دوسو پچاس برس یا تین سو پچاس سال تھی۔ ۳۶ھ میں مدائن میں وصال فرمایا۔ (سید اکبر علیؒ)

(۱۱) حضرت امام قاسم بن محمد بن ابی بکر الصدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہم مدینہ منوّرہ کے فقہائے سبعہ میں سے ہیں۔ آپ نے حضرت سلیمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سے کسبِ فیوض فرمایا اور طابہ طیبہ میں ۲۴ جمادی الاوّلی ۱۰۱ھ میں وصال فرمایا (سید اکبر علیؒ)

(۱۲) آپ کی کنیت ابوعبداللہ اور لقب صادق (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) ہے۔ علوم ظاہر و باطن میں یکتا اور اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں سے ایک نشانی تھے۔ آپ کی ولادت باسعادت اور وصال مبارک مدینہ منورہ میں ہوا۔ ۶۸ برس عمر مبارک پائی۔ ۸۰ھ میں ولادت ہوئی (اور ۱۵ رجب) ۱۴۸ھ میں وصال فرمایا۔ مزار مبارک جنت البقیع میں اپنے آباؤ اجداد کے مقبرہ شریف میں ہے۔ آپ کو اپنے آبائے کرام کے ساتھ بھی طریقت میں انتساب ہے اور یوں آپ کے سلسلہ طریقت کو سلسلۃ الذھب کہا جاتا ہے اور آپ نے (طریقت میں) حضرت قاسم بن محمد بن ابی بکر الصدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بھی کسب فیض فرمایا ہے جو آپ کے جد مادری ہیں (سید اکبر علیؒ)۔

(۱۳) سلطان العارفین حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ کا نام مبارک طیفور ہے۔ مجاہدات و ریاضات اور کرامات میں آپ کا درجہ بہت بلند ہے۔

حضرت جنید (بغدادی) رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہے کہ بایزید رحمۃ اللہ علیہ ہمارے درمیان یوں ہے، جیسے جبرئیل (علیہ السلام) فرشتوں کے درمیان ہیں۔ آپ نے ۷۳ برس عمر مبارک پائی۔ ۱۵ شعبان ۲۶۰ھ میں بسطام میں وصال فرمایا اور آپ کا سال وفات ۲۳۴ھ بھی کہا گیا ہے۔ (سید اکبر علیؒ)

(۱۴) حضرت خواجہ ابوالحسن خرقانی رحمۃ اللہ علیہ کی طریقت میں حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ سے نسبت روحانی اور اویسی ہے۔ آپ کے ارشادات میں سے ہے کہ صوفی مرقع اور سجادہ سے صوفی نہیں بنتا اور صوفی صوم اور صلوٰۃ سے صوفی نہیں ہوتا، بلکہ صوفی وہ ہے جو شنبہ عاشورہ کی رات کو نہ ہو! کہا گیا ہے کہ آپ نے ۴۴۸ھ میں وصال فرمایا (سید اکبر علیؒ)۔

(۱۵) حضرت شیخ ابوالقاسم قدس سرہ العزیز کا تعلق طوس کے علاقہ گرگان سے ہے۔ اپنے وقت کے قطب ربانی اور عارف سبحانی تھے۔ آپ نے ۴۵۰ھ میں وصال فرمایا۔ آپ کی نسبت طریقت دو طرح ہے، پہلی حضرت خواجہ ابوالحسن خرقانی رحمۃ اللہ علیہ سے مذکورہ بالا طریقہ کے مطابق ہے اور دوسری حضرت شیخ ابوعثمان مغربی رحمۃ اللہ علیہ سے، جو حضرت بابا علی رودباری رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ تھے اور وہ حضرت سید الطائفہ جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ تھے اور یہاں سے آپ کا طریقہ حضرت امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ تک پہنچتا ہے (سید اکبر علیؒ)

(نوٹ) ہمارے حضرات کرام کے سلسلہ میں آپ کا نام شریف درج نہیں ہے (مولانا عطا محمد رحمۃ اللہ علیہ)۔

(۱۶) حضرت خواجہ ابوعلی رحمۃ اللہ علیہ زمانے کے قطب الاقطاب تھے۔ آپ کی ولادت باسعادت ۴۳۴ھ میں اور وصال مبارک ۴ ربیع الاوّل

۴۷۷ھ کو ہوا۔ آپ نے طریقت میں اویسی طریقہ پر باطنی استفادہ حضرت خواجہ ابوالحسن خرقانی رحمۃ اللہ علیہ سے کیا (سید اکبر علیؒ)۔

(۱۷) حضرت خواجہ ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کی کنیت ابو یعقوب (بھی) ہے۔ کچھ عرصہ آذر بائیجان کے پہاڑ میں رہے۔ آپ کی کرامات، اصفہان عراق، خراسان، سمرقند اور بخارا کے لوگوں میں آپ کے بلند و روشن روحانی انوار کی بدولت مشہور تھیں۔ آپ نے ۹۵ برس عمر مبارک پائی۔ ۴۴۰ھ میں ولادت باسعادت ہوئی اور ۵۳۵ھ میں وصال فرمایا اور سال وفات ۵۵۵ھ بھی کہا گیا ہے۔ آپ کا مزار مبارک مرو شاہجہان میں واقع ہے جو توابع ہرات ہے (سید اکبر علیؒ)۔

(۱۸) سلسلۂ خواجگان کے سردار حضرت خواجہ عبدالخالق غجدوانی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ حضرت خضر علیہ السلام سبق (روحانیت) میں ان کے مرشد ہیں اور حضرت ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ، ان کے پیر صحبت و خرقہ ہیں۔ آپ اتباع سنت اور اجتناب بدعت کا حد سے زیادہ اہتمام فرماتے تھے اور سلسلۂ خواجگان کی آٹھ اصطلاحات جن پر اس طریقہ پاک کی بنیاد ہے، وہ ان ہی سے منقول ہیں جو یہ ہیں: ''ہوش دردم''، ''نظر برقدم''، ''سفر در وطن''، ''خلوت در انجمن''، ''یاد کرد''، ''باز گشت''، ''نگاہ داشت'' اور ''یادداشت''۔ آپ نے ۱۲ ربیع ۶۱۶ھ میں ملاء اعلیٰ سے وصال فرمایا اور سال وصال ۶۱۵ھ بھی کہا گیا ہے۔ غجدوان بکسر غین معجمہ (سید اکبر علیؒ)۔

(۱۹) حضرت خواجہ عارف ریوگری رحمۃ اللہ علیہ، حضرت خواجہ عبدالخالق غجدوانی رحمۃ اللہ علیہ کے کبار خلفاء میں سے ہیں۔ آپ نے روحانی فیض آنجناب مستطاب سے پایا اور ۶۱۶ھ میں شوال کے مہینہ میں عالم ملکوت کی طرف سفر فرمایا۔ آپ کا مولد اور مدفن ریوگر ہے (سید اکبر علیؒ)

(۲۰) حضرت خواجہ محمود رحمۃ اللہ علیہ، حضرت خواجہ عارف ریوگری رحمۃ اللہ علیہ کے کبار خلفاء میں سے ہیں۔ خلافت و ارشاد میں ممتاز تھے اور مصلحت کے تحت آپ نے طالبان (حق) کو ذکر جہر کی تلقین بھی فرمائی ہے اور گلکاری کے ذریعے کسب معاش فرماتے تھے۔ آپ کا مولد انجیر فغنہ ہے۔ آپ نے ۱۷ ربیع الاوّل ۷۱۵ھ میں وصال فرمایا اور اس کے علاوہ بھی سال وفات منقول ہے (سید اکبر علیؒ)۔

(۲۱) حضرت خواجہ عزیزان علی رامیتنی رحمۃ اللہ علیہ زمانے کے قطب تھے۔ حنفی مذہب کے پیروکار تھے۔ جو شخص ایک روز آپ کی صحبت میں رہتا تھا وہ حقیقت کو پالیتا تھا اور جب کوئی مزدور آپ کے پاس صبح کو مزدوری کے لیے آتا تھا تو وہ شام کو صاحب حضوری بن کر لوٹتا تھا۔ آپ نے ۲۸ ذی قعدہ ۷۱۵ھ کو رحلت فرمائی۔ سال وصال ۷۲۱ھ، نیز ۷۲۸ھ بھی کہا گیا ہے۔ آپ کا مولد شریف ولایت بخارا کا ایک بڑا قصبہ رامیتن ہے اور مرقد مبارک خوارزم میں ہے (سید اکبر علیؒ)

(۲۲) حضرت خواجہ محمد بابا سماسی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت خواجہ (بہاء الدین نقشبند) رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت سے پہلے، ان پر نظر عنایت رکھتے تھے۔ اکثر جب کبھی قصر ہندوان سے گزرتے تھے تو فرمایا کرتے تھے کہ جلد ہی یہ کوشکِ ہندوان، قصر عارفاں بن جائے گا۔ آپ کی تاریخ وصال ۱۰ جمادی الاولیٰ ۷۵۵ھ ہے۔ قصبہ رامیتن کا گاؤں سماس آپ کا مدفن ہے (سید اکبر علیؒ)۔

(۲۳) حضرت سید امیر کا کلال رحمۃ اللہ علیہ وقت کے پیشوا اور زمانے کے راہنما تھے کلال واسگر ہے۔ آپ کھیتی باڑی کیا کرتے تھے۔ جب آپ بطن مادر میں تھے تو آپ کی والدہ ماجدہ جب کبھی مشتبہ لقمہ کھالیتی تھیں تو ان کے پیٹ میں درد پیدا ہو جاتا تھا۔ آپ بروز منگل ۱۵ جمادی الآخر

۷۷۴ھ کو جوار رحمت سے پیوستہ ہوئے۔ آپ کا مولد و مسکن قریہء سوخاری ہے (سید اکبر علیؒ)

(۲۴) حضرت خواجہ، امام الطریقہ مجدد الشریعۃ، خواجہ بہاء الدین نقشبند رحمۃ اللہ علیہ نے ظاہر میں حضرت سید امیر کلال رحمۃ اللہ علیہ سے تربیت پائی ہے اور روحانی طور پر آپ نے حضرت خواجہ عبدالخالق غجدوانی رحمۃ اللہ علیہ سے فیوض و برکات اخذ کیے ہیں۔ ولادت کے مراتب اور مقامات میں حضرت خواجہ نقشبند رحمۃ اللہ علیہ کے درجہ پر کم ہی لوگ فائز ہوئے ہیں:

سکہ کہ در یثرب و بطحا زدند
نوبت آخر بہ بخارا زدن

یعنی جو سکہ یثرب اور بطحا میں جاری ہوا (اس کا فیض) آخری زمانے میں بخارا میں آ پہنچا۔

آپ کا لقب مبارک نقشبند اس وجہ سے ہے کہ آپ کے آبائے کرام قالین بافی کا پیشہ رکھتے تھے اور اس میں نقش بنایا کرتے تھے۔ آپ کی ولادت باسعادت محرم ۷۱۸ھ اور وصال مبارک ۳ ربیع الاوّل ۷۹۱ھ کو ۷۳ برس اور ۲ ماہ کی عمر مبارک میں ہوا۔ سال وفات ۷۶۲ھ اور ۷۷۱ھ بھی کہا ہے (سید اکبر علیؒ)

(۲۵) حضرت خواجہ علاء الدین عطار رحمۃ اللہ علیہ، حضرت خواجہ بہاء الدین نقشبند رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ اوّل و جانشین اکمل ہیں۔ آپ کو حضرت خواجہ بہاء الدین نقشبند رحمۃ اللہ علیہ کی دامادی کا شرف بھی حاصل ہے اور آنحترم کی اولاد کا سلسلہ آپ کی طرف ہی منسوب ہے۔ حضرت خواجہ بہاء الدین نقشبند رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کو بشارت دی تھی کہ تیری قبر سے ۱۸۰ میل کے فاصلے تک تجھے شفاعت کرنے کی اجازت دی جائے گی۔ آپ نے عشاء کے بعد بدھ کی رات ۲۰ رجب ۸۰۲ھ میں

رحلت فرمائی (سیداکبر علیؒ)۔

(۲۶) حضرت خواجہ مولانا یعقوب چرخی رحمۃ اللہ علیہ سلسلہ نقشبندیہ کے محکم ستون تھے، جن کے وجود کی بدولت اس طریقہ پاک کو کامل ترقی اور رواج عام نصیب ہوا۔ آپ نے ۵ صفر ۸۵۱ھ کو وصال فرمایا۔ آپ غزنین کے قریب چرخ کے دیہات سے تعلق رکھتے تھے (سیداکبر علیؒ)

(۲۷) حضرت خواجہ عبیداللہ احرار رحمۃ اللہ علیہ وقت کے قطب اور نویں صدی ہجری کے مجدد تھے۔ نقشبندی نسبت حضرت مولانا یعقوب چرخی رحمۃ اللہ علیہ سے حاصل کی اور دوسرے مشائخ سے بھی فیض پایا۔ سوموار کی رات ۲۹ ربیع الاول ۸۹۵ھ کو عالم ملکوت سے پیوستہ ہوئے۔ آپ فرمایا کرتے کہ مجھے ترویج شریعت اور توہین بدعت کے لیے مامور کیا گیا ہے۔ تاریخ وصال بھی اس کے مطابق آئی ہے ''وقاطع بدعت بودہ''۔ (سیداکبر علیؒ)

(۲۸) حضرت خواجہ مولانا محمد زاہد رحمۃ اللہ علیہ نے خرقہ ارادت حضرت خواجہ عبیداللہ احرار رحمۃ اللہ علیہ سے زیب تن کیا اور توجہات عالیہ کی برکت سے خلافت کے درجہ پر فائز ہوئے۔ آپ نے یکم ربیع الاوّل ۹۳۶ھ میں وصال فرمایا (سیداکبر علیؒ)۔

(۲۹) حضرت خواجہ درویش محمد رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے ماموں حضرت مولانا محمد زاہد رحمۃ اللہ علیہ سے نسبت وخلافت حاصل کی۔ آپ نے ۲۹ محرم ۹۷۰ھ کو رفیق اعلیٰ سے وصال فرمایا (سیداکبر علیؒ)۔

(۳۰) حضرت خواجگی امکنگی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے والد ماجد حضرت مولانا درویش محمد رحمۃ اللہ علیہ سے خرقہ ارادت وخلافت حاصل کیا۔ طریقہ پاک کی اصل کو لازمی طور پر اختیار فرماتے تھے اور ذکر جہر وغیرہ جیسی مخترعات اور مبتدعات سے مکمل طور پر اجتناب فرماتے تھے۔ حضرت

خواجہ نقشبند رحمۃ اللہ علیہ کے نقش قدم پر چلتے تھے۔ ۹۰ برس کے قریب عمر مبارک پائی۔ ۲۲ شعبان ۱۰۰۸ھ کو وصال فرمایا اور مدفن مبارک امکنہ میں ہے۔ (سیدا کبر علیؒ)۔

(۳۱) آپ کا تعلق اصلی سمرقند سے تھا، کابل میں پیدا ہوئے۔ والد کی طرف سے حضرت شیخ محمد عمر یاغستانی رحمۃ اللہ علیہ جو حضرت خواجہ عبید اللہ احرار رحمۃ اللہ علیہ کے جد مادری تھے، تک سلسلہ نسب پہنچتا ہے۔ آپ نے علوم ظاہری مولانا صادق حلوائیؒ (م ۹۸۱ھ) سے حاصل کیے اور باطنی کمالات حضرت خواجہ عبید اللہ احرار رحمۃ اللہ علیہ کی معنوی تربیت سے نصیب ہوئے اور بحکم بشارت ظاہری بیعت حضرت مولانا خواجگی امکنگیؒ سے کی اور تین ماہ تک ان کی صحبت کے فیوض و برکات حاصل کیے۔ بعد ازاں دہلی شریف میں پہنچ کر طالبانِ حق کے مرجع بنے۔ چالیس برس عمر مبارک پائی اور ۲۵ جمادی الآخر، بروز ہفتہ ۱۰۱۲ھ میں رحمت حق کے جوار سے پیوستہ ہوئے۔ مدفن مبارک دہلی شریف میں ہے (سیدا کبر علیؒ)۔

(۳۲) حضرت مجدد الف ثانی، محبوب صمدانی شیخ احمد فاروقی سرہندی رحمۃ اللہ علیہ فروع میں حنفی مذہب کے پیروکار تھے اور اعتقادات میں مجتہد تھے۔ بعض علوم کی تحصیل اپنے والد ماجد سے کی اور دوسرے علوم سرہند شریف کے علماء سے حاصل کیے۔ پھر سیالکوٹ تشریف لے گئے اور وہاں بعض کتب معقولہ کی مولانا کمال کشمیریؒ اور کتب حدیث کی حضرت شیخ یعقوب (صرفی) کشمیری سے سند حاصل کی۔ نیز بعض کتب تفاسیر و احادیث وغیرہ کی اجازت قاضی بہلول بدخشانیؒ سے حاصل کی اور کتب اخلاق کی سند اپنے والد بزرگوار سے پائی اور اکثر سلاسل صوفیہ کی اجازت بھی اپنے والد بزرگوار سے حاصل کی اور نسبت نقشبندیہ کا فیض

حضرت خواجہ محمد باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ سے پایا اور اس مرتبہ پر پہنچے کہ حضرت خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ شیخ احمد ایک ایسا آفتاب ہے کہ ہم جیسے ہزاروں ستارے اس کے سایہ میں گم ہیں اور اس وقت آسمان کے نیچے ان جیسا کوئی نہیں ہے۔ آپ کی خوارق و کرامات حد شمار سے باہر ہیں۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی مبارک عمر (۶۳ برس) کو پہنچ کر منگل کے روز ۲۷ صفر ۱۰۳۴ھ میں دار فانی سے دار بقا کی جانب رحلت فرمائی۔ آپ کا مزار مبارک سرہند شریف میں ہے (سید اکبر علیؒ)

۳۳- آپ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے تیسرے فرزند گرامی ہیں۔ ۹ برس کی عمر میں توحید وجودی کے کلام سے متکلم ہوا کرتے تھے۔ ایک ماہ میں قرآن مجید کو حفظ فرمایا اور ۱۶ برس کی عمر میں تمام علوم کی تحصیل مکمل فرمائی۔ ۱۱ برس کی عمر میں اپنے والد بزرگوار سے طریقہ ذکر و مراقبہ اخذ کیا۔ حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ نسبتوں کے حاصل کرنے میں محمد معصوم کا حال صاحب شرح وقایہ کی طرح ہے، جن کے جد جو کچھ تالیف فرمایا کرتے تھے، وہ یاد کر لیا کرتے تھے اور طریقہ مجددیہ کو رواج دینے والے آپ ہیں۔ آپ نے ۹ ربیع الاوّل ۱۰۷۳ھ کو رحلت فرمائی۔ آپ کا مزار مبارک سرہند شریف میں ہے (سید اکبر علیؒ)

۳۴- آپ قیوم زماں، عروۃ الوثقیٰ حضرت خواجہ محمد معصوم رحمۃ اللہ علیہ کے پانچویں فرزند ہیں۔ نسبت باطن اپنے والد ماجد سے تحصیل کی ہے۔ نوجوانی کی عمر میں کامل و مکمل (ولی اللہ) تھے۔ آپ شریعت محمدیہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی ترویج اور طریقہ مجددیہ کی اشاعت کا بہت ہی زیادہ اہتمام فرماتے تھے اور امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے لیے حد

سے زیادہ سعی کرتے تھے۔آپ کی ولادت ۱۰۵۵ھ میں ہوئی اور ۲۰ جمادی الثانی کی رات ۱۰۹۵ھ میں داعی اجل کی صدا پر لبیک کہہ کر جان کو جاناں کے سپرد کر دیا۔ ۴۷ برس عمر مبارک پائی اور مزار مبارک سرہند شریف میں اپنے اجداد رحمۃ اللہ علیہم کے پاس ہے۔(سید اکبر علیؒ)

۳۵- حضرت خواجہ حافظ محسن صاحب رحمۃ اللہ علیہ اولیائے کرام میں سے ہیں اور ان کے باطنی فیوض سے ہزاروں لوگ مستفید ہوئے ہیں۔ان کا مزار پرانوار کشمیر میں ہے۔آپ نے ۱۲۱۹ھ میں وصال فرمایا (سید اکبر علیؒ)۔

(نوٹ) ہمارے حضرات کرام کے سلسلہ میں حضرت حافظ محسن صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا نام مبارک درج نہیں ہے۔(مولانا عطا محمد رحمۃ اللہ علیہ)

۳۶- حضرت سید نور محمد بدایونی رحمۃ اللہ علیہ حضرت خواجہ سیف الدین رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ ہیں۔آپ حضرت حافظ محمد محسن رحمۃ اللہ علیہ خلیفہ حضرت خواجہ محمد معصوم رحمۃ اللہ علیہ سے سالہا فیوض حاصل کرتے رہے اور بلند حالات وارادت پر فائز ہوئے۔ایسے قوی صاحب استغراق تھے کہ پندرہ برس تک سوائے نماز کے وقت کے ہوش میں نہیں آیا کرتے تھے اور بہت ہی زیادہ شریعت کی اتباع کیا کرتے تھے۔ایک بار بیت الخلاء میں دایاں پاؤں (پہلے) رکھا تو تین دن تک باطنی فیض کی بندش (قبض) لاحق رہی۔جو بہت زیادہ استغفار کرنے پر رفع ہوئی۔آپ نے ۱۱ ذی قعدہ ۱۱۳۵ھ کو ملاء اعلیٰ سے وصال فرمایا۔مزار مقدس دہلی شریف میں محبوب الاولیاء (خواجہ نظام الدین) رحمۃ اللہ علیہ کے جوار میں ہے۔(سید اکبر علیؒ)

۳۷- آپ نے اٹھارہ برس کی عمر میں حضرت سید نور محمد بدایونی رحمۃ اللہ علیہ کے مبارک ہاتھ پر اس سلسلہ میں مصافحہ اور بیعت فرمائی اور آخر میں

حضرت شیخ الشیوخ محمد عابد سنامی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور نسبت احمدیہ (مجددیہ) کو اوّل سے آخر تک مکمل اخذ کیا۔
ایک روز حضرت محمد عابد سنامی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت میرزا رحمۃ اللہ علیہ سے فرمایا کہ آپ کی تمام معلومات اور بشارات صحیح ہیں۔ اگر آپ کہیں تو میں ان پر پیغمبر (اکرم) صلی اللہ علیہ وسلم کی مہر لگا دوں۔ آپ نے ۱۰ محرم ۱۱۹۵ھ کو شربت شہادت نوش فرمایا۔ آپ کی تاریخ وصال اس رباعی سے نکلتی ہے:

رباعی:

هست حدیثی از پیغمبر — صلی الله علیه الاکبر
عاش حمیداً مات شهیداً — سال وفات مرزا مظهر

یعنی پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک حدیث مبارک ہے "عاش حمیداً مات شہیداً" (اس نے قابل ستائش زندگی گزاری اور شہادت کی موت پائی)، یہ حضرت مرزا مظہر جانجاناں کا سال وصال ہے۔
آپ کا مزار مبارک شاہجہان آباد (دہلی شریف)، اپنی خانقاہ چتلی قبر میں واقع ہے۔
آپ پر اللہ تعالیٰ کی رحمت ہو (سید اکبر علیؒ)۔

(۳۸) حضرت قبلہ شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ، حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کی اولاد سے ہیں۔ آپ کی ولادت با سعادت موضع بٹالہ، علاقہ پنجاب میں (۱۱۵۸ھ میں) ہوئی اور ۱۱۷۴ھ میں ۱۸ سال کی عمر میں حضرت میرزا مظہر جانجاناں رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہو کر شرف بیعت حاصل کیا اور باطنی فیوض حاصل کیے۔ پندرہ برس تک آپ کی صحبت شریف میں حاضر رہے اور تمام مقامات طریقہ مجددیہ طے فرمائے۔ آپ کے فیض اشتمال (جاری) کا حال سورج کی مانند روشن ہے کہ سینکڑوں، بلکہ ہزاروں لوگ دور دراز علاقوں سے حاضر

خدمت ہوتے تھے اور مرتبہ کمال اور مقام تکمیل تک رسائی پاتے تھے۔
آپ کے ملفوظات شریفہ میں ہے کہ طریقہ مجددیہ میں فیض کے چار دریا، دریائے نقشبندیہ، دریائے قادریہ، دریائے چشتیہ اور دریائے سہروردیہ جمع ہیں۔آپ کی ملہمات میں مذکور ہے کہ ایک روز میں نے کہا ''یا شیخ عبدالقادر جیلانیؒ'' آواز آئی کہ میں کہوں ''یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ شَيْءٍ لِلّٰہ''۔آپ نے ہفتہ کے روز ۲۲ صفر ۱۲۴۰ھ کو دار القرار کی طرف انتقال فرمایا۔ آپ کا مزار مبارک خانقاہ شریف (مظہریہ)، دہلی شریف میں موجود ہے:

سال تولید وحیات وفوت آن سلطان پاک
''مظہر جود'' ''امام مظہر یزدان پاک''

یعنی اس سلطان پاک (شاہ غلام علی دہلویؒ) کا سالِ ولادت (مظہر جود ''۱۱۵۸ء'') اور وفات (امام مظہر یزدان پاک ''۱۲۴۰ھ'') ہے۔

۳۹۔ حضرت شاہ ابوسعید صاحب رحمۃ اللہ علیہ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کی اولاد میں سے ہیں۔آپ کی ولادت شریف ۲ ذی قعدہ ۱۱۹۶ھ کو شہر ام پور میں ہوئی۔آپ کی تاریخ ولادت مصرع ''حافظ وعالم وولی بادا'' سے نکلتی ہے۔ظاہر ہے کہ آپ حافظ، قاری، حاجی اور محدث تھے۔شروع میں آپ حضرت شیخ درگاہی رحمۃ اللہ علیہ جو طریقہ مجددیہ زبیریہ کے خلفاء میں سے تھے، سے کسب نسبت کرتے تھے۔ اس کے بعد حضرت شاہ غلام علی دہلوی رحمۃ اللہ علیہ سے وابستہ ہو گئے۔ آنمحترم نے آپ کو جانشین مقرر فرمایا اور یوں مشرق ومغرب کے لوگ آپ کی خدمت میں حاضر ہو گئے۔اپنے مرشد گرامی کے وصال کے دس سال بعد سفر حج سے مراجعت کے دوران عید الفطر کے دن ۱۲۵۰ھ میں آپ نے رحمت حق کے جوار میں جگہ پائی۔آپ کا تابوت شریف

دہلی شریف لایا گیا اور اپنے پیر و مرشد کے پہلو مبارک میں آخری آرام گاہ پائی۔ آپ کی تاریخ وصال عربی میں "یُنَوِّرُ اللّٰہُ مَضْجَعَہٗ" (١٢٥٠ھ) اور فارسی میں یوں ہے:

امام و مرشد ما شاہ بو سعید سعید — بروز عید چو شد واصل جناب خدا
دل شکستہ و مغموم گفت تاریخش — "ستون محکم دین نبی فتادہ زپا"

(١٢٥٠ھ)

(سید اکبر علیؒ)

٤٠- حضرت شاہ احمد سعید رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت باسعادت ربیع الآخر ١٢١٧ھ میں شہر مصطفیٰ آباد، عرف رامپور میں ہوئی اور آپ نے دس سال کی عمر میں حضرت شاہ غلام علی دہلوی رحمۃ اللہ علیہ سے بیعت کی اور کسب سلوک کا آغاز فرمایا۔ تصوف اور حدیث شریف کی اکثر کتابیں، بعض کو پڑھ کر اور بعض کو سن کر حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں مکمل کیا۔ بیس سال عمر مبارک ہوئی تو علوم معقول و منقول سے فارغ ہو گئے اور دستار فضیلت باندھی۔ اپنے والد ماجد کے وصال مبارک کے بعد حضرت شاہ صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کی مسند ارشاد پر جلوہ افروز ہوئے اور ١٢٧٤ھ میں اپنے اہل و عیال کے ہمراہ دہلی شریف سے ہجرت فرمائی اور مدینہ منورہ میں قیام فرمایا اور اس شہر طیبہ میں طریقہ پاک نقشبندیہ مجددیہ کو جاری و ساری فرمایا اور ہزاروں لوگوں نے آپ سے جام معرفت نوش فرمایا۔ جب آپ کی عمر مبارک ٦٠ برس ہوئی تو بخار شدید اور اسہال مفرط کا عارضہ لاحق ہوا اور ظہر اور عصر کے درمیان، بروز منگل ٢ ربیع الاوّل ١٢٧٧ھ میں شربت وصال لایزال نوش فرمایا اور وصیت کے مطابق حضرت سیدنا عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پہلو میں جنت البقیع میں آخری آرام گاہ پائی۔ قطعہ تاریخ

....

وفات یہ ہے:

چوں شہ احمد سعید فخر کمل　　رحلت فرمود یافت در خلد محل
پراندت اگر سال وفاتش حسرت　　گو سہ شنبہ ربیع الاوّل
(۱۲۷۷ھ)

(۴۱)　حضرت حاجی دوست محمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ، قوم افغان یوسف زئی سے ہیں۔ آپ کا مولد شریف قندھار کے علاقہ میں ہے۔ آپ کی پرورش بلاد عراق میں ہوئی۔ ظاہری علم کے فنون میں بہت عظیم شخصیت تھے۔ چھوٹی عمر سے فیض وکرامت کے آثار آپ کی عالمگیر استقامت کی پیشانی پر نقش تھے اور بچپن ہی سے خرقِ عادات اور عبادات کی عظیم قوت بادِ صبا کی مانند آپ کے ساتھ تھی اور آپ نے قوی قوت جذبیہ کے ذریعے سلاسل صوفیہ کے سلوک سے قبل ہی حقائق ملکوتیہ کے شہر بند کو قبضہ تسخیر میں لے لیا تھا اور استحقاق سے آفاق کے اورنگ یکتائی کے ذریعے اکلیل خلیل میں زمانے کی قبولیت خاص وعام حاصل کر لی تھی اور شیخ یکتا ویگانہ حضرت حافظ شاہ احمد سعید مجددی رحمۃ اللہ علیہ وجلت برکاتہ کی خدمت میں حاضر ہو کر اور ان کی صحبت میں رہ کر، اپنی قوت استعداد سے اور شیخ افاضت کیش کے ارشاد کے حسن تاثیر سے قلیل مدت میں تمام مشہور ومعروف سلاسل میں خلافت عظمیٰ حاصل کر لی اور ہدایت عامہ میں مشغول ہو گئے۔ آپ سرعت تاثیر اور تسہیل تسلیک کے لحاظ سے دور ونزدیک میں متفق علیہ تھے اور کثرت ارشاد کی وجہ سے شہروں میں ضرب المثل بن گئے۔ آپ کا مزار مبارک خانقاہ شریف، موسیٰ زئی شریف میں ہے، جو کوہ کسیغر کے دامن میں ضلع ڈیرہ اسماعیل خان میں واقع ہے۔ آپ کی تاریخ ولادت باسعادت ۱۲۱۶ھ اور تاریخ وصال ۲۲ شوال المکرم ۱۲۸۴ھ ہے۔ (سید اکبر علیؒ)

(۴۲) حضرت حاجی محمد عثمان صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت باسعادت ۱۲۴۴ھ میں موضع لونی، علاقہ تحصیل کلاچی، توابع ڈیرہ اسماعیل خان، متعلق سرحد پنجاب میں ہوئی۔ آپ نے حضرت دوست محمد قندھاری صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہو کر بیعت کا شرف پایا اور فیوض باطنی حاصل کیے۔ ۱۸ سال ۴ ماہ اور ۱۳ دن آپ کی صحبت شریف میں رہے اور تمام مقامات طریقہ نقشبندیہ مجددیہ طے کیے۔ باوجود اس کے کہ حضرت حاجی دوست محمد قندھاری رحمۃ اللہ علیہ کے ہزاروں خلفاء تھے، آپ نے اپنے وصال کے وقت آپ کو اپنا خاص قائم مقام اور اپنا خلیفہ مطلق اور نائب مناب برحق مقرر فرمایا اور اپنا جانشین بنایا۔ آپ کے باطنی فیوضات کے حالات زمانے میں مشہور ہیں اور خراسان، دامان، دوسرے علاقوں پنجاب، ہندوستان، سندھ کے شہروں کے ہزاروں لوگ آپ کے مبارک ہاتھ پر بیعت ہو کر فیضیاب ہوئے۔ آپ ۲۹ سال ۲ ماہ مسند ارشاد پر جلوہ افروز ہو کر طریقہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ کی ترویج فرماتے رہے۔ اشراق کے وقت بروز منگل ۲۲ شعبان المعظم ۱۳۱۴ھ کو وصال فرمایا۔ آپ کا مزار مبارک خانقاہ شریف، موسیٰ زئی شریف، کوہ کسیغر کے دامن میں ضلع ڈیرہ اسماعیل خان میں اپنے مرشد و شیخ کے مبارک قدموں میں واقع ہے (سید اکبر علیؒ)

فصل اوّل:

ہمارے حضرت قبلہ قلبی وروحی فداہ

(میرے دل وجان آپ پر قربان ہوں) کے ملفوظات

ملفوظ (۱)

ایک روز حقیر آپ کے حضور مبارک میں حاضر ہوا اور اپنے باطنی احوال کے ضمن میں لکھی ہوئی ایک تحریر حضرت قبلہ قلبی وروحی فداہ (میرا دل اور روح آپ پر قربان ہوں) کی خدمت میں پیش کی۔ ایک لحظہ کے بعد بندے سے مخاطب ہو کر ارشاد فرمایا کہ فقیری کے جو کمالات بزرگوں نے کتابوں میں لکھے ہیں، وہ اس آخری زمانہ میں نایاب ہیں اور ہر آدمی اپنے حوصلہ کے مطابق کوشش کر رہا ہے اور اپنی استعداد کے موافق سعی کر رہا ہے۔ زمانے کی حالت کے مطابق یہ بھی غنیمت ہے۔ دکاندار پیروں کا یہ گروہ جس نے اب رواج پکڑ لیا ہے، اس طرح کی پیری سے اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو محفوظ رکھے۔ پھر فرمایا روز بروز جاہلوں کی تعداد بڑھ رہی ہے اور دن بدن زمانے کی حالت ابتر ہو رہی ہے۔ صرف فقیری کا نام رہ گیا ہے، ورنہ (اصل) فقیری کہاں ہے؟

ملفوظ (۲)

ایک روز بندہ ہمارے حضرت قبلہ قلبی وروحی فداہ (میرا دل اور روح آپ پر فدا ہوں) کے فیض بخش حضور میں حاضر ہوا۔ اس وقت مولوی سعد اللہ صاحب، حقائق و معارف آگاہ جناب حاجی مولوی غلام حسن صاحب (نیلگر) مرحوم ڈیروی کے پوتے بھی آئے اور انہوں نے ہمارے حضرت قبلہ قلبی وروحی فداہ (میرا دل اور روح آپ پر فدا ہوں) کی خدمت میں اس زمانے کی شکایت کی اور اپنی معاشی تنگدستی کا اظہار کیا۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ

تمہیں اپنا محتاج بنائے اور غیر کا محتاج نہ بنائے اور وہ تمہاری مشکل کو غیب سے حل فرمائے۔ حضرت قبلہ نور اللہ مرقدہ الشریف (اللہ آپ کی قبر پر نور برسائے) کی برکت سے آپ کو ضائع نہیں کیا جائے گا۔ پھر حضرت قبلہ قلبی وروحی فداہ (میرا دل اور روح آپ پر قربان ہوں) نے اس گنہگار پر تقصیر کی طرف اشارہ کرتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ یہ سید جو دہلی کا رہنے والا ہے، کتنے سال ہو گئے کہ خانقاہ شریف میں (رہتا) ہے اور عیال دار ہونے کی وجہ سے موسیٰ زئی کے اس شہر میں اس کا گھر ہے، ناداری اور غربت کے باوجود کسی سے کوئی تعلق نہیں رکھتا (اور) اس نے ہم سے کبھی معاشی تنگی کا تذکرہ نہیں کیا۔ جو آدمی بھی توکل اور قناعت پر کمر ہمت کس لے، اللہ تعالیٰ اس کے لیے خیر کا سبب غیب سے مہیا فرماتا ہے اور آپ نے یہ مصرعہ ارشاد فرمایا:

ع۔ خدا خود میر سامانست ارباب توکل را

یعنی اللہ تعالیٰ ارباب توکل کو خود سامان مہیا فرماتا ہے۔

ملفوظ (۳۰)

ایک روز آپ کے حضور پرنور میں حاضر ہو کر آستان بوسی کے شرف سے مشرف ہوا۔ ملا محمد رسول آخوندزادہ، جو ہمارے حضرت قبلہ کے خلفاء میں سے ہیں، کا خراسان سے خط آیا۔ اس میں لکھا تھا کہ میں نے سردیوں کے قیام کے لیے تنگ سی ایک جگہ بنائی ہے، کیونکہ یہاں گرمی کا آرام ہے۔ گرمی کی اتنی شدت نہیں ہے۔ میں مکانات اور حجروں کی تعمیر میں مشغول ہوں۔

حضرت قبلہ قلبی وروحی فداہ (میرا دل اور روح آپ پر قربان ہوں) نے لحظہ بھر سکوت فرما کر ارشاد فرمایا کہ دینی اور دنیاوی تمام کام نیت پر موقوف ہیں اور اجر وثواب بھی نیت کے مطابق ملتا ہے۔ میں مکانات اور حجروں کی تعمیر اور حضرت قبلہ نور اللہ مرقدہ الشریف (اللہ آپ کی قبر پر نور برسائے) کی خانقاہ شریف کی جو خدمت کرتا ہوں، یہ صرف اللہ اور اس کی رضا کی خاطر، ان مسافر مہمانوں کے لیے جو دور گھروں سے طلب خدا کے لیے آتے ہیں اور ان درویش طالبوں کے لیے ہے، جو یاد الٰہی کے لیے اس جگہ مقیم ہیں اور مولیٰ جل شانہ کی عبادت

اور ذکر کرتے ہیں اور میں یہ کام اپنے نفس اور اپنے بیوی بچوں کی راحت کے لیے نہیں کرتا ہوں۔

ملفوظ (۴)

ایک روز یہ بدنام بلند مقام محفل میں حاضر ہوا۔ حضرت قبلہ قلبی وروحی فداہ (میرا دل اور روح آپ پر قربان ہوں) کے پاس ایک شخص آیا۔ نئے موسم کے خربوزہ کا تحفہ دنیاوی لالچ کے لیے لے آیا۔ (حضرت قبلہ نے) ارشاد فرمایا کہ بے یقین لوگ سمجھتے ہیں کہ عثمان کے پاس نہ ختم ہونے والی کوئی دولت ہے اور بعض کیمیا کا گمان کرتے ہیں۔ حالانکہ میری یہ حالت ہے کہ جو فتوحات (تحائف) بھی مجھے ملتی ہیں وہ درویشوں پر خرچ کر دیتا ہوں اور کل کا فکر نہیں کرتا اور یونہی (ہے)۔ پھر ارشاد فرمایا کہ حضرت شاہ غلام علی دہلوی صاحب قبلہ (رحمۃ اللہ علیہ) اس حد تک توکل اور قناعت رکھتے تھے کہ ایک مرتبہ خرچ کے لیے کوئی چیز ہاتھ میں نہ تھی۔ فاقہ آ پہنچا۔ ایک حجرہ میں داخل ہوئے اور اس کا دروازہ بند کر لیا، اس خیال سے کہ یہ کپڑے جو میرے تن پر ہیں، (میرا) کفن ہے اور یہ حجرہ ہماری قبر ہے۔ میں اپنی تجہیز وتکفین کے لیے لوگوں کو (زحمت میں) مبتلا کیوں کروں؟ تیرہ روز سے فاقہ کی حالت میں اس حجرہ میں تھے کہ ایک آدمی نے آ کر اس حجرہ کے دروازے پر آواز دی کہ میں یہ تیرہ روپے جناب کے لیے لایا ہوں (ان کو) قبول فرمالیں۔ حضرت شاہ صاحب قبلہ (قدس سرہ) نے آواز نہ دی۔ آخر کار اس آدمی نے مذکورہ رقم حجرے کے دروازے کے سوراخ سے اندر گرا دی، جس کے بعد حضرت شاہ قبلہ کا کام جاری ہوا۔ (حضرت شاہ صاحبؒ کی) عادت شریف ہمیشہ یہ تھی کہ خانقاہ شریف کے خرچہ کے لیے قرض لے کر درویشوں پر خرچ کیا کرتے تھے، یہاں تک کہ رفتہ رفتہ دس ہزار روپیہ نان بائی کا قرض ہو جاتا تھا۔ فتوحات (تحائف) ملنے پر اوّل پہلا قرض ادا فرماتے تھے (اور) باقی بچ رہنے والا (مال) خانقاہ شریف کے لیے خرچ کرتے تھے اور اس کے ختم ہو جانے پر (پھر) قرض لینا شروع کر دیتے تھے۔

پھر (حضرت قبلہ صاحب) نے فرمایا کہ عیالدار آدمی سے توکل اور قناعت کرنا بڑا مشکل

ہے۔ اگر وہ اپنے نفس پر قدرت کر کے توکل اختیار کرتا ہے تو بیوی بچے متوکل نہیں ہوتے۔ اس آیت کریمہ کے مصداق:

يَا اَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوْا اِنَّ مِنْ اَزْوَاجِكُمْ وَاَوْلَادِكُمْ عُدُوًّا لَّكُمْ فَاحْذَرُوْاهُمْ (سورہ التغابن ۱۴):

یعنی مومنو! تمہاری بیویوں اور اولاد میں سے بعض تمہارے دشمن ہیں،

سو ان سے بچتے رہو۔

ضرور فساد برپا کرتے ہیں لہٰذا چاہیے کہ حلال کھانے کا کوئی کسب یا ہنر اختیار کرے جو پیغمبران عظام علٰی نَبِیِّنَا وَعَلَیْھِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ کی سنت ہے۔

ملفوظات (۵)

ایک روز یہ حقیر پر تقصیر حضرت قبلہ قلبی و روحی فداہ (میرا دل اور روح آپ پر فدا ہوں) کے حضور پر نور حاضر ہوا۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ ایک روز ایک خراسانی سوالی آیا اور کہنے لگا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو بادشاہی دی ہے۔ ہمیں سر سے پاؤں تک پہننے کے لیے لباس دیں۔ میں نے اس سے کہا کہ تم پہلے ہماری بادشاہی ثابت کرو، یعنی بادشاہوں کی سلطنت ہوتی ہے، ہماری سلطنت ظاہر کرو، اس کے بعد میں اپنی سلطنت کا تیسرا حصہ تمہیں بخش دوں گا۔ اگر تم اس سے راضی نہ ہوئے تو میں تمہیں آدھی سلطنت دے دوں گا۔ سوال کرنے والا آدمی لاجواب ہو گیا اور اس نے کہا کہ میری غرض سوال کرنا ہے۔ سو جو کچھ دینے کے قابل تھا، میں نے اس کے سوال کے مطابق اسے دے دیا۔

فائدۂ کلام: پھر آپ نے فرمایا کہ دنیا میں ہمارے غنا کی شہرت ہمارے حضرت پیر و مرشد قدسنا اللہ تعالیٰ بسرہم الاقدس (اللہ تعالیٰ ہمیں ان کے مقدس راز سے پاکیزہ بنائے) کی برکت سے ہو گئی ہے، ورنہ جہان میں ہم جیسا کوئی مسکین نہیں ہے۔

ملفوظ (٦)

ایک روز اس حقیر نے حضرت قبلہ قلبی وروحی فداہ (میرا قلب اور روح آپ پر فدا ہوں) کی فیض پرور محفل میں حاضر ہو کر آستان بوسی کا شرف حاصل کیا۔ آپ کے فیض گنجور حضور میں گیان سنگھ نامی ایک شخص آیا۔ اس نے قدم بوسی کرنے کے بعد عرض کیا کہ بندہ آپ کا نام نامی سن کر آیا ہے۔ آپ ہمیں اسلام میں داخل کریں اور ہمیں کلمہ شریف اور اسم ذات کے ذکر کی تلقین فرمائیں۔ حضرت قبلہ نے ایک خادم کو ارشاد فرمایا کہ اس کے جوڑا (بالوں کے گچھا) کو کاٹ دیں اور اس کا سارا سر کتر دیں اور پورے کو مونڈ ڈالیں۔ بعد ازاں اس (سکھ) کو دین متین (اسلام) کی تلقین فرمائی اور ایک خادم کو ارشاد فرمایا کہ اسے نماز کا طریقہ سکھا دیں اور اس کا نام عبدالکریم رکھا۔ تین دن کے بعد اسے بیعت کیا اور ذکر قلب کی تلقین فرمائی، اسی وقت اس کا قلب جاری ہو گیا اور وہ لحہ بھر میں مجذوب ہو گیا۔

ملفوظ (٧)

ایک روز میں آپ کے فیض گنجور حضور میں حاضر ہوا۔ حاضرین مجلس میں سے ایک آدمی نے عرض کیا کہ قبلہ حلقہ کے بارے میں ہمارے لیے کوئی چیز سند ہے۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ اس ضمن میں کئی حدیثیں موجود ہیں اور آپ نے درافشاں زبان سے یہ حدیث پڑھی:

عَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ: قال خرج معاویۃ علٰی حلقۃ فی المسجد، فقال ما اجلسکم؟ قالوا اجلسنا نذکر اللّٰہ، قال اللّٰہ ما اجلسکم اِلَّا ذالک. قالوا اللّٰہ ما اجلسنا غیرہ. قال اما انی لم استحلفکم تھمۃ لکم وما کان احد بمنزلتی من رسول اللّٰہ صلّی اللّٰہ علیہ وسلّم اقل عنہ حدیثًا منّی واِنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہ عَلَیْہِ وَسَلَّمُ خَرَجَ عَلٰی حَلْقَۃٍ مِنْ اَصْحَابِہٖ. فَقَالَ مَا اَجْلَسَکُمْ ھھنا؟ قَالُوْا جَلَسْنَا نَذْکُرُ اللّٰہَ وَنَحْمَدُہٗ عَلٰی مَا ھَدَانَا لِلْاِسْلَامِ وَمَنَّ بہ وَلَیْنَا

بِکَ قَالَ اللّٰهِ مَا اَجلَسَکُمْ اِلَّا ذَالِکَ .
قَالُوا اَللّٰهِ مَا اَجلسنَا اِلَّا ذَالِکَ. قَالَ اَمَا اِنِّی لَمْ اَستَحْلِفُکُمْ تُهْمَةً لَکُمْ وَلٰكِنَّه اَتَانِی جِبْرَائِیْلُ (عَلَیْهِ السَّلَامْ) فَاَخْبَرَنِیْ اَنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ یُبَاهِیْ بِکُمُ الْمَلَآئِکَةَ (سنن النسائی نمبر ۵۴۲۸، ص ۷۳۸):

ترجمہ: حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے صحابہ کرام (رضوان اللہ علیہم اجمعین) کے حلقے پر باہر تشریف لائے۔ آپ نے دریافت فرمایا تم کیوں بیٹھے ہو؟ صحابہ کرامؓ نے عرض کیا کہ ہم اللہ کی حمد کرتے ہیں اور اللہ کا شکر ادا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں اپنا دین بتایا اور آپ کو مبعوث فرما کر ہم پر احسان فرمایا۔ رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''کیا تم اسی لیے بیٹھے ہو؟'' انہوں نے عرض کیا: ''اللہ کی قسم ہم اسی لیے بیٹھے ہیں''۔ آپ نے انھیں بتایا کہ ہم نے تم سے قسم نہیں لی کہ تمہیں جھوٹا سمجھا ہے، بلکہ اس لیے کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام میرے پاس تشریف لائے اور مجھے بتایا کہ اللہ تعالیٰ فرشتوں کے سامنے تمہارے اوپر فخر کرتا ہے۔''

ملفوظ (۸)

ایک روز یہ عاصی پر معاصی آپ کے حضور مبارک میں حاضر تھا کہ ہمارے حضرت قبلہ قلبی و روحی فداہ (میرا دل اور روح آپ پر قربان ہوں) نماز فجر کے بعد ختم خواجگان، جو ہمارے نقشبندیہ مجددیہ پیروں کا معمول ہے، پڑھنے کے لیے بیٹھے اور خانقاہ شریف کے تمام خادم اور درویش آپ کے آس پاس ایک دوسرے سے الگ الگ، یعنی آگے پیچھے، درمیان میں فاصلہ چھوڑ کر بیٹھ گئے۔ حضرت قبلہ قلبی و روحی فداہ (میرا دل اور روح آپ پر فدا ہوں) نے ارشاد فرمایا کہ اس طرح نہیں (بیٹھنا) چاہیے کہ ان فاصلوں سے شیطان بکری کے بچہ کی

مانند اندر گھس آتا ہے، یہ حدیث شریف میں آیا ہے۔ ختم اور حلقہ سے فارغ ہونے کے بعد اس گنہگار پر تقصیر نے عرض کیا کہ قبلہ آپ اپنی درافشاں زبان سے حدیث شریف بیان فرمائیں۔ حضرت قبلہ نے یہ حدیث پڑھی:

عن انس قال قال رسول اللّٰہ صلّی اللّٰہ علیہ وسلّم رُصُّوْا صُفُوفَکُمْ وَقَارِبُوْا بَیْنَھَا وَحَاذُوْا بِالْاَعْنَاقِ، فَوَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِہٖ اِنِّیْ لَاَرَی الشَّیْطٰنَ یَدْخُلُ مِنْ خَلَلِ الصَّفِّ کَاَنَّھَا الْحَذَفُ رواہ ابو داؤد۔

(سنن ابی داود، حدیث نمبر ۶۶۷، ص ۱۰۶):

ترجمہ: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ خوب مل کر کھڑے ہو اور ایک صف سے دوسری صف نزدیک رکھو اور گردنوں کو بھی برابر رکھو، قسم اس کی جس کے قبضے میں میری جان ہے، میں دیکھتا ہوں شیطان کو صف کے اندر جو جگہ خالی ہوتی ہے، وہاں سے گھس آتا ہے، گویا وہ بکری کا بچہ ہے۔

پھر ارشاد فرمایا کہ مشکوٰۃ شریف، بخاری (شریف)، مثنوی مولانا روم صاحبؒ اور دوسری کتابیں پڑھنے کے لیے احادیث کی استعداد وافر اور زیادہ ہونی چاہیے، کیونکہ اکثر علماء اور فضلا قرآن شریف پڑھتے ہیں اور تفسیریں (بھی) پڑھتے ہیں، لیکن (ان کو) پوری طرح نہیں سمجھتے۔ پھر آپ نے یہ شعر پڑھا:

جمیع العلم فی القرآن لکن   تقاصر عنہ افھام الرجال

یعنی تمام علوم قرآن مجید میں ہیں، لیکن لوگوں کے ذہن ان کو سمجھنے سے قاصر ہیں۔

بعد ازاں ارشاد فرمایا کہ ہمارے پیر و مرشد برد اللہ مضجعہ الشریف ونور اللہ مرقدہ المنیف (اللہ تعالیٰ ان کے مزار شریف کو خنک بنائے اور ان کی قبر مبارک کو منور فرمائے) نے ایک روز مجھے ایک قرآن مجید عنایت فرمایا۔ میں نے عرض کیا کہ قبلہ مجھے قرآن شریف شروع بھی کرا دیں۔ حضرت نے ہمیں شروع فرما دیا۔ اسی طرح تین روز تک مختلف اوقات میں حضرت قبلہ

سے میں نے تبرک کے طور پر قرآن شریف (پڑھنا) شروع کیا۔ چند سالوں کے بعد جب میں حرمین الشریفین کی زیارت کو گیا تو واپسی پر جب عدن کی بندرگاہ پر پہنچا، جو قرآن شریف میں نے اپنے پیر و مرشد سے تبرکاً پڑھا تھا اس کی تاثیر اور فائدہ ملنا شروع ہو گیا اور قرآن مجید کے مقطعات اور متشابہات کے حجاب مجھ سے اٹھا لیے گئے۔[۲]

راقم (سید اکبر علی دہلوی) عفی عنہ کہتا ہے کہ حضرت قبلہ قلبی و روحی فداہ (میرا دل اور روح آپ پر قربان ہوں) کے اس کلام سے معلوم ہوا کہ بعض مقامات کے فوائد اور تاثیرات کئی سالوں کے بعد ظاہر ہوتے ہیں۔

اس کے بعد حضرت خواجہ محمد معصوم صاحب (رحمۃ اللہ علیہ) کے مکتوبات کا سبق شروع ہوا۔ حضرت قبلہ قلبی و روحی فداہ (میرا دل اور روح آپ پر فدا ہوں) نے سبق کے دوران ارشاد فرمایا کہ فقہاء نے رکوع اور سجود کے وقت جو ''اِلْصَاقُ کَعْبَیْنِ'' (دونوں ٹخنوں کو ملانا) لکھا ہے اور اس بارے میں جو حدیث موجود ہے (دیکھئے سنن ابی داؤد، نمبر ۶۶۲، صحیح البخاری، نمبر ۷۲۵)، انہوں نے اس کا مقصد نہیں سمجھا ہے[۱] ان دونوں کو ایک دوسرے کے مقابل کرنے اور سیدھا و برابر کرنے سے مراد صفوں کو سیدھا اور برابر کرنا ہے۔ حضرت شاہ عبدالغنی صاحب نے اس بارے میں ایک رسالہ مکہ معظّمہ سے حقیر اور حقائق و معارف آگاہ مولوی غلام حسن صاحب کے لیے بھیجا تھا۔

ملفوظ (۹)

ایک روز میں مجلس شریف میں حاضر ہوا۔ اس وقت حضرت امام ربانی قیوم زمانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے مکتوبات کا سبق شروع ہوا۔ سبق کے دوران حضرت قبلہ قلبی و روحی فداہ (میرا دل اور روح آپ پر قربان ہوں) نے ارشاد فرمایا کہ ہندوستان کی سرزمین کو ایک ایسا شرف حاصل ہے کہ وہاں کا ادنیٰ جاہل فہم و ذکا اور عقل و فکر میں یہاں کے عالم پر فوقیت رکھتا ہے اور اس ملک کے اکثر لوگ علم حاصل کرنے کے لیے ہندوستان جاتے ہیں اور قلیل عرصہ میں علم سیکھ کر واپس آجاتے ہیں۔

ملفوظ (۱۰)

ایک روز حقیر نے فیض پرور محفل میں حاضر ہو کر حضرت قبلہ قلبی وروحی فداہ (میرا دل اور روح آپ پر فدا ہوں) سے کتاب دارالمعارف کا سبق شروع کیا۔ جب یہ عبارت آئی ''اور پھر اس روز خواجگان نقشبندیہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے ناموں کا ذکر آیا تو حضرت ایشان نے فرمایا کہ خواجگان نقشبندیہ، جن کا ختم مشہور ہے، سات ہیں۔ پہلے خواجہ عبدالخالق عجدوانی، دوسرے خواجہ عارف ریوگری، تیسرے خواجہ محمود انجیر فغنوی، چوتھے خواجہ علی رامیتنی، پانچویں خواجہ بابا سماسی، چھٹے خواجہ امیر کلال اور ساتویں خواجہ بہاء الدین نقشبندیہ قدس اللہ تعالیٰ باسرارہم'' اَللّٰهُمَّ ارْزُقْنِیْ مِنْ فُیُوْضَاتِهِمْ وَلَا تُحَرِّمْنِیْ مِنْ بَرَكَاتِهِمْ۔ آمین یارب العالمین (اے اللہ تو مجھے ان کے فیوضات نصیب فرما اور مجھے ان کی برکات سے محروم نہ رکھ، قبول فرما اے سارے جہانوں کے پالنے والے)۔ گناہوں سے پر گنہگار نے عرض کی کہ قبلہ یہ خواجگان جو ہمارے پیر ہیں، دوسرے سلاسل میں بھی یہی خواجگان ہیں یا ان کے علاوہ دوسرے حضرات ہیں اور دوسرے لوگ جو دنیاوی حاجات کے لیے ختم خواجگان پڑھتے ہیں۔ یہی خواجگان مراد ہیں یا ان کے علاوہ دوسرے حضرات ہیں؟

حضرت قبلہ قلبی وروحی فداہ (میرا دل اور روح آپ پر قربان ہوں) نے ارشاد فرمایا کہ ہر آدمی کے اپنے پیر اس کے خواجگان ہیں اور ہمارے لیے ہمارے پیر خواجگان ہیں۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ میں نے بھی ایک روز اپنے پیرو مرشد برد اللہ مرقدہ المنیف (اللہ تعالیٰ ان کی قبر مبارک کو خنک بنائے) سے اس بارے میں عرض کیا تو آپ کی گوہر فشاں زباں سے یہی جواب جاری ہوا تھا۔

ملفوظ (۱۱)

ایک روز یہ گناہوں سے پر گنہگار تہجد کے وقت حضرت قبلہ کے حضور حاضر تھا۔ اس وقت حضرت قبلہ قلبی وروحی فداہ (میرا دل اور روح آپ پر فدا ہوں) حضرت حاجی الحرمین

الشریفین جناب حضرت حاجی دوست محمد صاحب (قندھاری) برد اللہ مضجعہ الشریف ونور اللہ مرقدہ المنیف (اللہ تعالیٰ ان کے مزار شریف کو خنک بنائے اور ان کی قبر مبارک کو منور فرمائے) کے مزار پر انوار کی طرف متوجہ ہو کر بیٹھے تھے۔ پھر تھوڑی دیر کے بعد اس جگہ سے اُٹھ کر خانقاہ شریف کی مسجد کے صحن میں استراحت کرتے ہوئے، ظاہراً سونے کے لیے باریک کپڑا اپنے وجود مبارک پر ڈال کر ذکر میں مشغول ہوئے۔ کچھ دیر بعد موذن نے فجر کی اذان دی۔ حضرت قبلہ قلبی وروحی فداہ (میرا دل اور روح آپ پر فدا ہوں) صبح کی سنتیں پڑھنے کے لیے اُٹھے اور فرمایا کہ سنت کا وقت ہے۔ سید امیر شاہ صاحب نے اس خیال سے کہ شاید حضرت صاحب سو گئے تھے، عرض کی کہ وضو کے لیے پانی لاؤں۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ مجھے وضو (نیا کرنے) کی ضرورت نہیں اور کمال کسر نفسی سے بیان فرمایا کہ میں گنہگار ہوں اور کوئی عمل نہیں رکھتا۔ بعد ازاں جوش میں آ کر یہ اشعار (اپنی زبان مبارک سے ارشاد) فرمائے:

قطعہ

بزمین چو سجدہ کردم ز زمین ندا آمد   کہ مرا خراب کردی تو بسجدۂ ریائی

بطواف کعبہ رفتم بحرم رہم ندادند   کہ برون در چہ کردی کہ درون خانہ آئی

یعنی جب میں نے زمین پر سجدہ کیا تو زمین سے آواز آئی کہ تو نے مجھے اپنے ریا کے سجدہ سے خراب کر ڈالا۔

جب میں کعبہ کے طواف کو گیا تو مجھے راستہ نہ دیا گیا کہ تو نے دروازے سے باہر کیا کیا ہے کہ اب گھر کے اندر آتے ہو۔

ملفوظ (۱۲)

ایک روز میں حضرت قبلہ قلبی وروحی فداہ (میرا دل اور روح آپ پر فدا ہوں) کے حضور پرنور میں حاضر ہوا۔ اس وقت حضرت خواجہ محمد معصوم صاحب (رحمۃ اللہ علیہ) کے مکتوبات کا سبق شروع ہوا۔ جب یہ عبارت آئی کہ ''فرض کریں اگر (حضرت) نوح (علیہ السلام) کی عمر

مل جائے تو بھی خطرہ غیر خطور نہ کرے''۔ تو میں نے عرض کیا کہ قبلہ اس فیض بخش کلام کا معنی کیا ہے؟ حضرت قبلہ قلبی وروحی فداہ (میرا دل اور روح آپ پر قربان ہوں) نے یہ معنی ارشاد فرمایا کہ خطرۂ غیر سے مراد ہے کہ اس کے باطن میں کوئی تصرف کرے، کیونکہ یہ اس کے حضور کے ملکہ میں رکاوٹ ہے۔

ملفوظ (۱۴)

میں حضرت قبلہ قلبی وروحی فداہ (میرا دل اور روح آپ پر فدا ہوں) کے حضور پرنور میں حاضر ہوا تو اس وقت حقائق ومعارف آگاہ جناب حضرت صاحبزادہ مولوی محمد سراج الدین صاحب مدظلہ وعمرہ نے حضرت قبلہ کی خدمت میں آکر عرض کیا کہ حضرات کے ختم کیسے مقرر ہوئے ہیں؟ آپ نے ارشاد فرمایا کہ ہمارے پیر ومرشد مرشد حضرت حاجی صاحب برد اللہ مضجعہ الشریف ونور اللہ مرقدہ المنیف (اللہ تعالیٰ ان کے مزار شریف کو خنک کرے اور ان کی قبر مبارک کو منور فرمائے) نے حضرت قبلہ شاہ احمد سعید صاحب کی خدمت میں عرض کیا تھا کہ کوئی ایسا کلام فرمائیں کہ ہم اپنے حضرت قبلہ کے لیے ثواب کی نیت سے ختم کے طور پر پڑھیں (اس پر) حضرت شاہ احمد سعید صاحب قبلہ نے ''**یارحیم کل صریخ و مکروب و غیاثه و معاذه یا رحیم**'' ارشاد فرمایا۔

(پھر) فرمایا کہ جناب مولوی رحیم بخش صاحب نے ختم شریف کی اجازت حاصل کرنے کے لیے ایک عریضہ دہلی سے لکھا تھا تو ہمارے پیر ومرشد جناب حضرت (حاجی دوست محمد قندھاری) برد اللہ مضجعہ الشریف ونور اللہ مرقدہ المنیف نے اس عریضہ کے جواب میں یہ ختم شریف تحریر فرمایا تھا:

''رَبِّ لَا تَذَرْنِیْ فَرْدًا وَّاَنْتَ خَیْرُ الْوَارِثِیْنَ'' (سورہ الانبیاء ۸۹):

ترجمہ: ''اے رب مجھے اکیلا نہ چھوڑ اور تو سب سے بہتر وارث ہے''

اس کے بعد میں نے بھی اپنے پیر ومرشد کی خدمت میں عرض کیا تھا کہ یہ ختم شریف پڑھنے کی مجھے بھی اجازت عنایت فرمائیں تو آپ نے فرمایا ''تجھے بھی اجازت ہے''۔

پھر حضرت قبلہ قلبی وروحی فداہ (میرا دل اور روح آپ پر قربان ہوں) نے ارشاد فرمایا کہ حضرات کے دوسرے ختم بھی اسی طرح جاری ہوئے ہیں۔ اس دوران حضرت صاحبزادہ مولانا مولوی محمد سراج الدین صاحب اور جناب مولوی حسین علی صاحب نے التماس کی کہ یہ ختم شریف پیروں کی زندگی میں جاری ہوئے تھے یا (ان کی) وفات کے بعد؟ آپ نے گوہر فشاں زباں سے (ارشاد) فرمایا کہ پیروں کی زندگی میں مقرر ہوئے تھے۔ بعدازاں حضرت صاحبزادہ صاحب ممدوح اور جناب مولوی صاحب موصوف نے سوال کیا کہ قبلہ ہم خواروں کے لیے بھی کسی کلام کے پڑھنے کی اجازت مرحمت فرمائیں۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ میں اتنی لیاقت نہیں رکھتا کہ ہمارے لیے بھی ختم پڑھا جائے۔ پھر التجا کی گئی کہ قبلہ حضرات کی سنت اسی طرح جاری رہی ہے اور ہم کمینوں کے لیے آپ حضرت ہی وہ مجدد ہیں، جن سے ہم نے فیض اور نفع حاصل کیا ہے۔ تھوڑی دیر رک کر ارشاد فرمایا کہ یہ جرأت نہیں کی جاسکتی کہ فقیر کی زندگی میں ہمارے پیر ومرشد (حضرت دوست محمد قندھاری) برد اللہ مضجعہ الشریف ونور اللہ مرقدہ المنیف (اللہ تعالیٰ ان کے مزار مبارک کو خنک کرے اور ان کی قبر مبارک کو منور فرمائے) کے مزار پرانوار کے سامنے فقیر کے لیے ختم پڑھا جائے۔ بعدازاں جناب مولوی حسین علی صاحب نے عرض کیا کہ قبلہ ہم کمینے کچھ وقفے کے بعد کسی دوسری جگہ (بیٹھ کر یہ ختم) پڑھ لیں گے۔

دوسرے روز جناب حضرت صاحبزادہ مولانا مولوی سراج الدین صاحب نے حضرت قبلہ کے حضور عرض کی کہ قبلہ آپ ہمیں ختم شریف کے لیے کوئی کلام ارشاد فرمائیں۔ اس پر حضرت قبلہ نے بخاری (شریف) کے آخر سے یہ حدیث شریف اپنی گوہر فشاں زباں سے پڑھی:

حدیثی احمد بن اشکاب حدثنا محمد بن فضیل عن عمارة بن القعقاء عن ابی زرعه عن ابی هریرہ رضی اللہ عنه قال قال النبی صلی اللہ علیه وسلم: کَلِمَتَان، خَفِيفَتَانِ عَلَى اللِّسَانِ، ثَقِيلَتَانِ فِي الْمِيزَانِ، حَبِيبَتَانِ إِلَى الرَّحْمٰنِ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ وَسُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِيمِ. (سنن ابن ماجہ، نمبر ۳۸۰۶، ص ۵۴۳):

یعنی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا دو کلمات ہیں جو زبان پر

بہت ہلکے ہیں (یعنی پڑھنے میں آسانی ہے) ان کا وزن میزان میں بہت زیادہ ہے اور اللہ تعالیٰ کو بہت محبوب ہیں: سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ وَسُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِيْمِ۔

اور فرمایا کہ (اس کے) شروع میں سو بار درود شریف اور پانچ سو بار اس حدیث کے کلمات، یعنی سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ وَسُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِيْمِ، اس کے آخر میں لفظ ''وَبِحَمْدِهٖ'' کا اضافہ کر کے (پھر) آخر میں سو بار درود شریف جیسا کہ دوسرے ختموں میں معمول ہے، پڑھ لیا جائے لیکن (یہ) فقیر کی زندگی میں خانقاہ شریف میں نہ پڑھا جائے، اس کے بعد (پڑھنے) کا اختیار ہے۔

پھر فرمایا کہ حدیث شریف (کے کلمات) کے آخر میں لفظ ''وَبِحَمْدِهٖ'' کا جو اضافہ کیا ہے، ہمارے پیر و مرشد (حضرت دوست محمد قندھاری) برد اللہ مضجعہ الشریف ونور اللہ مرقدہ المنیف (اللہ تعالیٰ ان کے مزار شریف کو خنک کرے اور ان کی قبر کو منور فرمائے) نے اس فقیر کو وظیفہ پڑھنے کے لیے ایسے ہی ارشاد فرمایا تھا اور فقیر ہمیشہ نماز تہجد کے بعد (یہ) وظیفہ پڑھتا ہے اور ترمذی شریف، جلد دوم باب ماجاء فی فضل التسبیح والتکبیر و التھلیل و التمجید کی ایک حدیث میں آیا ہے:

مَنْ قَالَ سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِيْمِ وَبِحَمْدِهٖ غُرِسَتْ لَهٗ نَخْلَةٌ فِي الْجَنَّةِ۔

(جامع الترمذی نمبر ۳۴۶۴، ص ۷۹۱):

یعنی جو شخص سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِيْمُ وَبِحَمْدِهٖ کہے اس کے لیے جنت میں ایک درخت لگایا جاتا ہے۔

نیز ایک دوسری حدیث میں آیا ہے:

مَنْ قَالَ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ مِائَةَ مَرَّةٍ غُفِرَتْ لَهٗ ذُنُوْبُهٗ وَاِنْ كَانَتْ مِثْلَ زَبَدِ الْبَحْرِ (جامع الترمذی، نمبر ۳۴۶۵، ص ۷۹۱):

یعنی جس نے سو بار سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ کہا اس کے تمام گناہ بخش دیے جاتے ہیں، خواہ وہ سمندر کی جھاگ کے برابر ہوں۔

ملفوظ (۱۴)

ایک روز میں فیض بخش محفل میں حاضر ہوا۔ اس وقت حضرت خواجہ محمد معصوم صاحب (رحمۃ اللہ علیہ) کے مکتوبات کا سبق شروع ہوا۔ سبق کے دوران جناب مولوی حسین علی صاحب نے سوال کیا کہ میں آپ کے قربان ہو جاؤں اگر کوئی آدمی سورہ واقعہ جیسا کہ حدیث شریف میں آیا ہے:

مَنْ قرء سورة الواقعه كل ليلة لم تصبه فاقة ابداً (رواہ البیہقی فی الشعب عن ابن مسعودؓ):

یعنی جو شخص سورہ واقعہ کی ہر رات تلاوت کرے اسے کبھی فاقہ نہیں آئے گا۔

رزق کی تنگی کے لیے پڑھے، اسے تلاوت کا ثواب حاصل نہیں ہوتا، کیونکہ یہ (عمل) عبادت میں ریا کی طرح کا گناہ نہیں ہے؟ حضرت قبلہ نے (ارشاد) فرمایا: ''بلاشبہ (یہ) گناہ نہیں ہے، لیکن اہل اللہ کے نزدیک اس میں وبال ہے''۔ جناب مولوی صاحب موصوف نے پھر عرض کی کہ قبلہ اگر کوئی شخص شریعت کے مطابق کوئی کسب کرے، تو اس میں گناہ بھی نہیں اور اس میں وبال بھی نہیں ہے تو پھر تنگی رزق کے تلاوت کرنے میں وبال کس وجہ سے ہے؟ حضرت قبلہ قلبی وروحی فداہ (آپ پر میرا دل اور روح فدا ہوں) نے گوہر افشاں زباں اور دہان مبارک سے یہ سلک منظوم بیان فرمائے کہ قرآن شریف کی تلاوت کرنا از خود ایک عظیم فرمان (الٰہی) کی ادائیگی ہے (لیکن اس نے) اپنی کم استعداد کی وجہ سے اپنے اصلی مصرف ''کسب'' کے خلاف ایسا کیا، جس کی وجہ سے یہ گناہ بن گیا۔

ملفوظ (۱۵)

ایک روز یہ گنہگار پر تقصیر حضرت قبلہ کے حضور میں حاضر ہوا۔ اس وقت حضرت خواجہ محمد معصوم صاحب (رحمۃ اللہ علیہ) کے مکتوبات کا سبق شروع ہوا۔ سبق کے دوران جناب مولوی

حسین علی صاحب نے سوال کیا کہ قبلہ چونکہ اس طریقہ (نقشبندیہ) میں کام کا دارو مدار پیرو مرشد کی صحبت پر منحصر ہے اور ہم لوگوں کو گھریلو مجبوریوں، یا کمال محبت کے میسر نہ ہونے کی وجہ سے یہ نصیب نہیں ہوتی، لیکن کیا وجہ ہے کہ بہت سارے ارباب کمال نے دائمی صحبت اختیار نہیں فرمائی، بلکہ مدتوں شیخ کی صحبت میں رہ کر انہوں نے (بالآخر) رخصت پائی۔ اس کی کیا وجہ ہے؟ حضرت قبلہ نے فرمایا کہ بے شک شیخ کی صحبت ضروری ہے اور اس کی صحبت کا ترک کرنا نہایت نقصان کا سبب ہے، بلکہ اہل تصوف نے فرمایا ہے کہ جو دس روز (صحبت شیخ میں) رہے، وہ واردین میں سے ہے اور اگر گیارہ بارہ روز رہے تو وہ زائرین میں سے ہے اور جو شخص اپنی جان کو پیر کے سپرد کردے اور کالمیت بین یدی الغسال (جیسے مردہ نہلانے والے کے ہاتھ میں ہو) کی طرح ہو جائے تو وہ مرید کے درجہ میں ہوتا ہے، لیکن جب پیر کامل سمجھتا ہے کہ یہ مرید اس مقام پر پہنچ گیا ہے کہ اب غیر حاضری اور دوری اس کو نقصان نہیں پہنچائے گی اور اس کے بھیج دینے میں فائدے پائے جاتے ہیں تو لاچار اسے رخصت کر دیتا ہے اور اس کی غیر حاضری اس طرح بھی نہیں ہوتی کہ وہ پھر کبھی ملاقات نہ کرے، بلکہ وہ مدت بعد مدت آتے رہتے ہیں۔ جناب مولوی صاحب موصوف نے پھر عرض کی کہ ہم جیسے واردین کی حالت کیسی ہے؟ (آپ نے ارشاد) فرمایا یہ بھی خوب ہے:

مالم یدرک کله لایترک کله:

یعنی جو چیز پوری نہیں مل سکتی اسے پورا چھوڑا بھی نہیں جا سکتا۔

ملفوظ (۱۶)

ایک روز میں حضور میں حاضر ہوا۔ اس وقت مکتوبات خواجہ محمد معصوم (رحمۃ اللہ علیہ کا سبق) شروع ہوا، جب سبق تیئسویں مکتوب جاناں بیگم (مکتوبات معصومیہ ا: ۷۰-۷۲) پر پہنچا تو حضرت قبلہ قلبی و روحی فداہ (میرا دل اور روح آپ پر قربان ہوں) نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے ہندوستان کو فہم و ذکا اور علم و دانائی (کی دولت) عطا فرمائی ہے، وہاں کے اکثر لوگ زکی الطبع ہوتے ہیں۔ (آپ نے ارشاد) فرمایا کہ دہلی شریف میں (حضرت) شاہ عبدالعزیز

صاحب (دہلوی رحمۃ اللہ علیہ) کے صاحبزادے کی بیٹی (صاحبہ) قرآن مجید، حدیث شریف اور مثنوی مولانا روم صاحبؒ کا وعظ فرمایا کرتی تھیں اور ان کے وعظ میں عورتوں کی کثیر تعداد شامل ہوتی تھی۔

پھر فرمایا کہ جب فقیر ہندوستان گیا تھا تو اس وقت فقیر کے پاس خواتین کی طرف سے خطوط آیا کرتے تھے، جن میں ایسی گوناگوں اور رنگین عبارتیں، علمی الفاظ اور دقیق لغات لکھی ہوتی تھیں کہ اس طرح کے خطوط اس ملک کے علما نہیں لکھ سکتے۔

ملفوظ (۱۷)

ایک جمعرات تین محرم الحرام ۱۳۱۲ھ کو نماز عصر کے بعد کمترین اور کہترین دیرینہ خادم حضرت قبلہ قلبی وروحی فداہ (آپ پر میرا دل اور جان فدا ہوں) کے حضور حاضر تھا۔ حضرت قبلہ نے اپنے احوال کی صورت کو یوں ارشاد فرمایا کہ ہمارا وطن آباؤ اجداد کے زمانے سے شہر ''لونی'' ہے۔ ایک روز میں اپنے بھائی محمد سعید کے لیے جو ماموں صاحب مولوی نظام الدین کے پاس کھوئی بہاراں کے شہر میں زلیخا کا سبق پڑھ رہے تھے، پہننے کے کپڑے لے کر وہاں اپنے برادر عزیز کے پاس گیا۔ بعد ازاں میرے ماموں مولوی نظام الدین صاحب نے فرمایا کہ تم میرے پیر، جن کا نام مبارک حضرت حاجی دوست محمد صاحب ہے اور ان کی کڑی چودھواں شہر کے قریب موجود ہے، کے متعلق خبر اور آگاہی رکھتے ہو یا نہیں؟ میں نے جواب میں بتایا کہ ہمیں کوئی خبر نہیں ہے اور میں نہیں جانتا کہ آپ کے پیر کون ہیں اور وہ کس جگہ مقیم ہیں؟ جب میں اس جگہ سے واپس ہونے لگا تو میرے ماموں مولوی نظام الدین صاحب نے فرمایا کہ چودھواں کا شہر تمہارے راستے میں ہے۔ میرا اسلام میرے پیر کو پہنچانا اور عرض کرنا کہ آپ کے جو درویش ایک کام سے یہاں آئے ہوئے ہیں وہ کل (آپ کے) حضور میں حاضر ہو جائیں گے۔ بندہ روانہ ہو کر چودھواں شہر میں حضرت اقدس کی کڑی میں آیا اور ایک اجنبی کی طرح حضرت صاحب کی خدمت میں حاضر ہو کر اپنے ماموں صاحب کا سلام پہنچایا۔ حضرت صاحب نے مجھے مخاطب کر کے (ارشاد) فرمایا: میرے درویش جو وہاں گئے ہوئے

ہیں، وہ کس وقت (واپس) آئیں گے؟ میں نے عرض کیا کہ قبلہ وہ کل آئیں گے۔ بس میں اسی قدر بات کر کے اپنے سبق کے لیے روانہ ہو گیا۔

کچھ مدت کے بعد ذوق وشوق الٰہی کا غلبہ پیدا ہوا اور ہر وقت اور ہر گھڑی استغراق طاری رہتا تھا، یہاں تک کہ میں کتاب اور سبق سے محروم ہو گیا۔ میں نے اپنے استاد کی خدمت میں عرض کیا کہ میں اب پڑھ نہیں سکتا، کیونکہ روز بروز محبت الٰہی کا غلبہ ہو رہا ہے، میں پختہ عزم کر چکا ہوں کہ کسی اہل اللہ کی خدمت میں حاضر ہو کر بیعت کرلوں۔ استاد صاحب نے فرمایا یہ آخر ہدایہ جس قدر باقی ہے، اسے ختم کرلو، اس کے بعد ان شاء اللہ میں بھی تمہارے ساتھ جاؤں گا اور دونوں ایک جگہ بیعت ہو جائیں گے۔ میں نے عرض کیا کہ ہدایہ کے ختم کرنے کے انتظار میں چند روز رکنا پڑے گا، جبکہ ہمیں کمال درجے کا اضطراب لاحق ہے، جس سے ہر وقت استغراق کا غلبہ ہے اور یہ کوئی کام نہیں کرنے دیتا۔ میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے کل (ہی) روانہ ہو جاؤں گا۔ اس اثنا میں میرے استاد کے بڑے بھائی جو میرے استاد کے استاد تھے، نے فرمایا کہ اگر تم نے فقیری اختیار کرنے کا ارادہ یقینی طور پر کرلیا ہے تو (پھر) مناسب ہے کہ اس کام پر مضبوط رہو۔ میں نے کہا کہ اس وقت میرے دل کی تہہ سے آواز آرہی ہے کہ جناب حضرت حاجی دوست محمد صاحب کی خدمت میں حاضر ہو کر بیعت کروں۔ بعد ازاں اپنے درس سے (اُٹھ کر) بیعت کے ارادہ سے چودھواں شہر کی طرف چل پڑا۔ جب میں موسیٰ زئی شہر کی نہر پر پہنچا تو ذکر اور نسبت کے غالب ہونے کی وجہ سے میرے تن میں ایک سخت گرمی پیدا ہوئی، میں نے لحظہ بھر نہر میں بیٹھ کر غسل کیا، جب کہ ان دنوں میں ایسی قوت کا حامل تھا کہ اگر ہاڑ کے مہینے میں دوپہر کے وقت پیاسہ چل پڑتا تھا تو سورج غروب ہونے تک پیدل سفر کرتا رہتا تھا اور گرمی کی وجہ سے دل نہیں گھبراتا تھا۔

اس کے بعد میں وہاں سے روانہ ہو کر عصر کے وقت، بروز جمعہ ۸ جمادی الثانی ۱۲۶۶ھ کو جناب حضرت حاجی صاحب کی خدمت میں حاضر ہوا اور بیعت کے لیے عرض کیا۔ حضرت نے انکار فرمایا کہ فقیری اختیار کرنا بہت مشکل (کام) ہے۔ میں نے دوبارہ عرض کی کہ میں صرف اس کام کے لیے تیاری کر کے آیا ہوں اور میں نے ہر چیز سے تعلق ختم کر دیا ہے اور سب کچھ

پیٹھ کے پیچھے ڈال دیا ہے اور (اسے) تین طلاقیں دے دی ہیں۔ (حضرت نے) فرمایا کہ ٹھہرو! مغرب کی نماز کے بعد آپ نے مجھے بیعت کی سعادت اور شرف سے مشرف فرمایا۔ اس وقت ایک عجیب و غریب حالت ظاہر ہوئی۔

اس سے قبل میں نے صرف و نحو، عقائد، فقہ، اصول، تفسیر اور دوسرے تمام ضروری علوم کی کتب پڑھ لی تھیں۔ اس کے بعد علم حدیث میں، مشکوٰۃ شریف، صحاح ستہ یعنی صحیح بخاری، صحیح مسلم، جامع ترمذی، سنن ابوداؤد، نسائی، ابن ماجہ، علم اخلاق میں، احیاء العلوم کامل، علم تفسیر میں، معالم التنزیل مکمل، علم سیر پورا اور مکمل، علم تصوف میں، مکتوبات قدسی آیات جناب حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی صاحبؒ، تینوں جلدیں، مکتوبات جناب حضرت خواجہ محمد معصوم صاحبؒ، تینوں جلدیں، پوری تحقیق کے ساتھ اور تصوف کی تمام دوسری کتابیں پوری طرح، سند کے ساتھ اپنے پیرومرشد حضرت (اقدس) سے پڑھیں۔

ایک روز پیرومرشد حضرت (صاحب) نے مجھے فرمایا کہ تمہیں وہ دن یاد ہے کہ جس روز تم نے اپنے ماموں کے سلام کا پیغام مجھے پہنچایا تھا؟ میں نے عرض کیا کہ مجھے اچھی طرح یاد ہے! آپ نے (اپنی) گوہر فشاں زبان (مبارک) سے (ارشاد) فرمایا کہ میں نے اسی روز تمہاری پیشانی میں اپنے حضرات کی نسبت کا مشاہدہ کرلیا تھا اور میں نے دل میں سمجھا تھا کہ یہ آدمی ہمارے حضرات کے فیض اور نسبت سے ضرور رنگین اور مالا مال ہوگا اور اس کے بعد کچھ مدت گزری اور تم نہ آئے تو میں نے اپنے دل میں خیال کیا کہ شاید میرے کشف میں خطا واقع ہوئی ہے۔ اب تمہاری ازل کا لکھا ہوا ظاہر ہوگیا ہے۔

بعد ازاں کبھی کبھی حضرت قبلہ فرمایا کرتے تھے کہ تمہارے لیے مناسب ہے کہ علم منطق سے تھوڑا بہت پڑھ لو۔ میں نے حضرت کی خدمت میں عرض کیا کہ قبلہ منطق پڑھنے کے لیے دل نہیں چاہتا، کیونکہ مقصود خدا ہے۔ چند دنوں کے بعد (حضرت نے) فرمایا کہ مجھے سفید ریش یعنی حضرت خضر علیٰ نبینا و علیہ السلام، فرماتے ہیں کہ عثمان کو علم منطق پڑھنے کے لیے مجبور نہ کریں کہ مقصود خدا ہے۔ (حضرت نے) پھر فرمایا کہ ہمیں ہر کام میں سفید ریش مشورہ دیتے ہیں اور میں ان کے مشورہ کے بغیر کوئی کام نہیں کرتا۔

ملفوظ (۱۸)

ایک روز میں (حضرت قبلہ کے) حضور پر نور میں حاضر ہوا۔ اس وقت حقائق اور معارف آگاہ جناب صاحبزادہ مولوی محمد سراج الدین صاحب نے حضرت قبلہ قلبی وروحی فداہ (میرا دل اور جان آپ پر قربان ہوں) کی خدمت میں عرض کیا کہ قبلہ تصوف وطریقت کی تمام کتابوں سے حبیب خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع حاصل کرنی چاہیے یا کچھ اور؟ (حضرت نے اپنی) گوہر فشاں زباں (مبارک) سے ارشاد فرمایا کہ بے شک حبیب خدا (صلی اللہ علیہ وسلم) کی اتباع کے بغیر کوئی فیض نصیب نہیں ہوتا، لیکن اس زمانے میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی (کامل) پیروی بہت مشکل ہوگئی ہے۔ تصوف وطریقت کی تمام کتابوں سے عوام الناس کو دس مقامات، جو توبہ، انابت، زہد، قناعت، تقویٰ، صبر، شکر، توکل، تسلیم اور رضا ہیں، حاصل کرنے چاہئیں اور حالات کے اسرار، جو اسرار الٰہی خاصان (درگاہ) کو نصیب ہوتے ہیں، (ان کا حصول) اس زمانے میں بہت مشکل ہوگیا ہے، ہزاروں میں سے کوئی ایک ایک ہوگا، جن کے ازلی نصیب میں یہ نعمت عظمیٰ لکھی ہوتی ہے، انھیں یہ حاصل ہوتے ہیں۔

ملفوظ (۱۹)

ایک روز یہ خادم پر فیض محفل میں حاضر ہوا۔ اس وقت حضرت قبلہ قلبی و روحی فداہ (میرا دل اور جان آپ پر قربان ہوں) نے بیان فرمایا کہ ایک مرتبہ جناب حضرت لعل شاہ صاحب بیت اللہ شریف کے حج کے لیے حرمین الشریفین کی طرف تشریف لے گئے تھے۔ آپ نے مدینہ منورہ میں درویشوں کی ایک جماعت ان کے پیر کے ساتھ دیکھی جو حلقہ باندھے ہوئے پھرتے تھے، ہاتھ پر ہاتھ مارتے تھے (تالی بجاتے تھے) اور پڑھتے تھے: ''یَا شَیْخ عَبْدُ القَادِرِ شَیْئًا لِلّٰه''۔ ان کے پیر نے توجہ کے طور پر اپنے ایک مرید کی طرف دیکھتے ہوئے حق کی ضرب لگائی۔ وہ پھر اسی طرح ہوگئے۔ ان کے پیر نے اسی طرح دوبارہ اپنے ایک اور مرید کی طرف نگاہ کرتے ہوئے حق کی ضرب لگائی۔ اسی طرح انہوں نے اپنے تمام

درویشوں پر یونہی توجہ ڈالی۔ میں نے عرض کیا کہ (یہ درویش) طریقہ قادریہ رکھتے تھے۔
(حضرت نے پھر) بیان فرمایا کہ فقیر بھی جب حج کے لیے گیا تھا اور جب میں نے ارکان حج کی تکمیل کرنے کے بعد اپنی جان کو مدینہ منورہ میں پہنچایا تھا اور ہمارے جائے قیام روضہ مطہرہ کے متصل تھی۔ ایک روز میرا ایک دوست آیا اور کہنے لگا: ''تشریف لائیں قادری لوگوں کا تماشہ دیکھیں کہ ان کے ذکر کرنے کا معمول عجیب طرح ہے''۔ میں نے اسے جواب دیا کہ فقیر تماشا دیکھنے اور دوسروں کی غیبت اور عیب جوئی کرنے کے لیے نہیں آیا۔ فقیر عاجزی اور زاری کرنے کے لیے آیا ہے کہ اللہ تعالیٰ مجھے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کی کامل اتباع نصیب فرمائے۔
(حضرت اقدس نے) پھر فرمایا کہ فقیر اسی وجہ سے اکثر فقرا کی خدمت میں ملاقات اور شرف صحبت کے لیے نہیں جاتا۔

ملفوظ (۲۰)

ایک روز یہ گمنام خادم اس قبلہ انام اور کعبہ خاص و عام کے حضور میں حاضر ہوا۔ اس وقت فنا کا ذکر درمیان میں آیا۔ میں نے عرض کیا کہ میں آپ پر قربان ہو جاؤں کہ جب انسان کو فنا کا پہلا درجہ نصیب ہو جائے تو اس کے بعد معرفت الٰہی جو اصلی مقصود ہے، اس سے کیا حاصل ہوتا ہے؟ حضرت قبلہ قلبی وروحی فداہ (میرے دل و جان آپ پر فدا ہوں) نے ارشاد فرمایا کہ فنا کا مطلب یہ ہے کہ آدمی نہ دنیا کی خوشی پر خوش ہوتا ہے اور نہ دنیاوی غم پر غمگین ہوتا ہے، وہ تمام اعمال، افعال، اپنی ذات کو اور تمام ممکنات کو ہیچ سمجھتا ہے اور اللہ تعالیٰ کے سوا سب چیزوں کو نیست و نابود خیال کرتا ہے۔ سو اس طرح کی فنا کا حاصل ہو جانا ہی معرفت الٰہی کا کمال ہے۔

ملفوظ (۲۱)

ایک روز عاجز عالی محفل میں حاضر ہوا۔ اس وقت گرمی کی شدت زیادہ تھی۔ ایک شخص نے کھڑے ہوئے وزن ڈال کر گرمی کو دفع کرنے کے لیے حضرت قبلہ قلبی وروحی فداہ (میرے دل و جان آپ پر قربان ہوں) کے سر مبارک کو دبایا۔ (حضرت نے) اسے اس کام سے منع فرمایا کہ یوں کھڑے ہو کر اس طرح کی خدمت نہیں کرنی چاہیے۔ بیٹھ جاؤ، وہ بیٹھ گیا۔ پھر اس شخص نے عرض کی کہ قبلہ میں خادم ہوں، سو خدمت کرنا ہم پر واجب ہے۔ (حضرت نے) ارشاد فرمایا بے شک خدمت (کرنی) جائز ہے، لیکن اتنی کہ جو شریعت (حضرت) مصطفیٰ (صلّی اللہ علیہ وسلّم) میں روا ہے، نہ کہ اس کے خلاف۔ پس (حضرت کی) گوہر فشاں زبان مبارک سے یہ فیض پرور کلام سن کر مذکورہ شخص نے ایک نعرہ لگایا اور مجذوب ہو گیا۔ ایک مولوی اس محفل میں بیٹھے تھے۔ حضرت قبلہ نے ان کو خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ حضرت خواجہ بہاء الدین نقشبند صاحب قبلہ کی نسبت آسان ہے، جیسے کہ تم اس مجذوب کی حالت دیکھ رہے ہو اور حضرت جناب امام ربانی صاحب کی نسبت مجددی مشکل ہے۔

ملفوظ (۲۲)

ایک روز یہ حقیر اصحاب دین کے اس قبلہ کے حضور حاضر ہوا۔ حضرت قبلہ قلبی وروحی فداہ (میرے دل و جان آپ پر قربان ہوں) نے بیان فرمایا کہ ایک روز ہمارے پیر و مرشد (حضرت حاجی دوست محمد قندھاری) برد اللہ مضجعہ الشریف ونور اللہ مرقدہ المنیف ورحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (اللہ تعالیٰ ان کے مزار شریف کو خنک کرے اور ان کی قبر مبارک کو منور کرے اور اللہ تعالیٰ آپ پر رحم فرمائے) صحرا میں قضائے حاجت کے لیے بیٹھے تھے۔ اچانک بے خیالی میں زمین سے سبز گھاس کا ایک پتا توڑا۔ اس کے بعد چند سال تک اس بات پر استغفار کرتے رہے کہ اے اللہ! میں نے گناہ کیا کہ تیرے ملک میں بغیر تیری اجازت کے تصرف کیا۔ آپ کی ہمیشہ یہ عادت مبارک تھی کہ اگر درویشوں میں سے کوئی ادنیٰ سی چیز مثلاً جنگلی گوبر، مینگنی یا گھاس

پوس وغیرہ بے جا اسراف کرتا تھا تو آپ بہت ناراض ہو کر ڈانٹتے تھے کہ یہ اللہ تعالیٰ کا مال ہے، تم نے کیوں اسراف سے اور بلا ضرورت اسے صرف کیا، بلکہ اسے اٹھاؤ اور اس سے فائدہ حاصل کرو۔ تمام چیزیں مال کا حکم رکھتی ہیں اور مال کو بلا ضرورت ضائع اور برباد کرنا اسراف ہے۔

ملفوظ (۲۳)

ایک روز یہ خاکسار حضور فیض گنجور میں حاضر ہوا۔ حضرت قبلہ قلبی وروحی فداہ (میرے دل و جان آپ پر فدا ہوں) نے ارشاد فرمایا کہ ایک بار ہمارے پیر و مرشد (حضرت حاجی دوست محمد قندھاری) برد اللہ مضجعہ الشریف ونور اللہ مرقدہ المنیف ورحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (اللہ تعالیٰ ان کے مزار شریف کو خنک کرے اور ان کی قبر مبارک کو منور کرے اور آپ پر اللہ تعالیٰ رحم فرمائے) نے دشمنوں کے فساد کے خوف کی وجہ سے خراسان کے سفر کو ترک کرتے ہوئے کوہ کسیغر جو کوہ سلیمانی کے نام سے مشہور ہے، میں اقامت اختیار فرمائی۔ جب جناب حضرت شاہ احمد سعید صاحب قبلہ اس قصہ سے آگاہ ہوئے تو آپ نے ہمارے قبلہ (صاحب) کے نام نامی اس مضمون کا مکتوب (گرامی) تحریر فرمایا کہ سیاہ جھوٹ کو رسوائی کے علاوہ کچھ حاصل نہیں ہے۔ اپنے کاروبار میں سرگرم عمل رہیں۔ ع:

دیدۂ احمد و دل ہمراہ تست

یعنی احمد کی آنکھیں اور دل تمہارے ساتھ ہے۔

اَنْتَ کَافِیْ اَنْتَ شَافِیْ فِیْ مُھِمَّاتِ الْاُمُوْرِ، اَنْتَ حَسْبِیْ اَنْتَ رَبِّیْ اَنْتَ لِیْ نِعْمَ الْوَکِیْلُ:

یعنی اے اللہ! میرے لیے تو کافی ہے، تمام مشکل کاموں میں تو میرے لیے شافی ہے، تو ہی میرے لیے کافی ہے، تو میرا پروردگار ہے، تو ہی میرے لیے بہترین کارساز (مشکل کشا) ہے۔

یُرِیْدُوْنَ لِیُطْفِؤُا نُوْرَ اللّٰهِ بِاَفْوَاهِهِمْ وَاللّٰهُ مُتِمُّ نُوْرِهٖ وَلَوْ کَرِهَ الْکٰفِرُوْنَ (سورہ الصف ۸):

یعنی یہ چاہتے کہ اللہ کی روشنی کو منہ سے بجھادیں، حالانکہ خدا اپنی روشنی کو
پورا کر کے رہے گا، خواہ کافر ناخوش ہی ہوں۔

ملفوظ (۲۴)

ایک روز میں فیض پرور محفل میں حاضر ہوا۔ ایک خواب جو اس حقیر کو آیا تھا، اس سے متعلق ایک عریضہ میں نے حضرت قبلہ قلبی وروحی فداہ (میرے دل وجان آپ پر قربان ہوں) کے حضور میں پیش کیا۔ اس خواب کا مضمون بعینہ یہاں نقل کرتا ہوں:

(قبلہ) ''میں آپ کے قربان ہو جاؤں! گذشتہ کل دو پہر کے وقت خواب کی حالت میں دیکھتا ہوں کہ میں شاہ ترکمان صاحب کے مزار پر جو دہلی شریف کی خانقاہ (مظہریہ) کے قریب ہے، گزر رہا ہوں اور میرے دل میں خیال آتا ہے کہ یہ بزرگ شاید صاحب نسبت نہیں ہیں۔ شہرت بہت رکھتے ہیں، لیکن ان کی بزرگی کی اسناد کسی سے سننے میں نہیں آئیں۔ بغیر دعائے فاتحہ پڑھے میں اس جگہ سے گزر گیا۔ میں ابھی ان کی درگاہ سے چند قدم باہر نہیں گیا تھا کہ اس کمترین کے باطنی احوال تباہ و برباد ہو گئے اور دل پر بہت زیادہ سیاہی چھا گئی۔ میں بہت زیادہ حیران اور پریشان ہو گیا۔ یہاں تک کہ اس غم کی وجہ سے چلنے کی طاقت نہ رہی اور میں بیٹھ رہا۔ اس حالت کے خوف کی وجہ سے میں واپس ہوا اور شاہ ترکمان صاحب کے مزار پر گیا اور بڑے دھیان سے دعائے فاتحہ پڑھی فوراً اسی وقت میں نے اپنی حالت (باطنی) کو بحال پایا۔ دل کو تسلی ہوئی۔ اسی وقت میں جاگ گیا۔ اپنے لطائف کی طرف متوجہ ہو کر میں نے محسوس کیا کہ ذکر جاری ہے۔ ضروری سمجھتے ہوئے میں عرض کرتا ہوں کہ اگر آپ اس خواب کی تعبیر میں کچھ ارشاد فرمائیں، تاکہ دل کو تسلی آئے اور آئندہ اس پر عمل کیا جائے۔''

حضرت قبلہ قلبی و روحی فداہ (میرے دل و جان آپ پر فدا ہوں) نے اس عریضہ کی پشت پر جواب تحریر فرمایا، جو بطور تبرک پیش کیا جاتا ہے اور وہ یہ ہے:

''جواب: مسلمان کے ساتھ بدگمانی کرنا، شریعت پاک کی رو سے گناہ ہے اور عارضہ گناہ کی وجہ سے باطن میں سیاہی محسوس ہوئی۔ جب تم نادم اور تائب ہو گئے تو ذکر کی نورانیت ظاہر ہو گئی اور شاہ ترکمان صاحب مرحوم ایک بزرگ ہیں جن کا مزار اس شہر میں مشہور و معروف ہے۔ آئندہ زندہ یا مردہ میں سے کسی آدمی کے بارے میں بدگمانی نہ کی جائے۔''

ملفوظ (۲۵)

ایک روز یہ کمترین نماز تہجد کے وقت تسبیح خانہ میں (حضرت قبلہ کے) حضور فیض گنجور میں حاضر ہوا۔ حضرت قبلہ قلبی و روحی فداہ (میرے دل و جان آپ پر قربان ہوں) نے بندہ کو مخاطب کرتے ہوئے (ارشاد) فرمایا کہ ہمارے پیر و مرشد حضرت (حاجی دوست محمد قندھاری) برد اللہ مضجعہ الشریف ونور اللہ مرقدہ المنیف ورحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (اللہ تعالیٰ ان کے مزار شریف کو خنک کرے اور قبر مبارک کو منور کرے اور اللہ تعالیٰ آپ پر رحم فرمائے) کے عرس شریف کے روز (تم نے) اپنے باطن میں ترقی کی تاثیر پائی یا نہیں؟ میں نے عرض کیا کہ قبلہ میں نے بہت زیادہ تاثیر ملاحظہ کی ہے۔ (آپ نے) فرمایا کہ تم نے کس مقام میں ترقی ملاحظہ کی ہے؟ میں نے عرض کیا کہ مراقبات مشارب میں، یعنی تمام لطائف جوش وخروش میں آ گئے اور عجیب حالت ظاہر ہوئی اور چند ساعت بے ہوشی کی حالت غالب رہی۔ پھر (آپ نے) میرا صاحب قلندر کو مخاطب کرتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ عرس کے اس روز میں تمہیں کون سی ترقی کی تاثیر ظاہر ہوتی ہوئی محسوس ہوئی؟ انہوں نے عرض کیا کہ قبلہ خانقاہ شریف میں کوئی دن تاثیر سے خالی نہیں ہے، لیکن عرس شریف کے روز ایک ایسی حالت ظاہر ہوئی کہ مجھے زمین و آسمان سے کوئی خبر نہ تھی، بلکہ اس طرح معلوم ہوا کہ مزار پر انوار سے نور کا شعلہ باہر نکل کر بلند ہونے لگا، یہاں تک کہ سارے جہاں کے خاص و عام پر چھا گیا۔ بعد ازاں حضرت قبلہ قلبی و روحی فداہ

(آپ پر میرے دل و جان قربان ہوں) نے (اپنی) موتی بکھیرنے والی زبان مبارک سے ارشاد فرمایا کہ ہر ملک اور زمانے کی عورتوں کی عادت ہے کہ وہ ہر روز اپنے گھر میں جھاڑو دیتی ہیں اور گرد و غبار اور کوڑا کرکٹ صاف کرتی ہیں اور گندگی اور کدورت دور ہو جاتی ہے، جس سے گھر میں رہنے والے کو مکان کی صفائی سے ایک طرح کی خوش اسلوبی اور رونق نظر آتی ہے اور دل کی نورانیت بڑھ جاتی ہے۔ صوفی کے دل کی بھی یہی حالت ہے۔ چاہیے کہ مراقبہ سے پہلے استغفار اور تہلیل کی چند تسبیحات پڑھ کر جو گرد و غبار دل پر دنیاداری کی وجہ سے آ بیٹھا ہے، اسے صاف کرے اور بشریت کی بنا پر جو کوڑا کرکٹ دل پر آ گرا ہے، اسے صاف کرے اور دل کو اللہ تعالیٰ کی محبت کے سوا تمام خیالات سے پاک بنائے۔ اس کے بعد مراقبہ کرے اور متوجہ فیض ہو جائے۔ اِنْ شَاءَ اللہ تعالیٰ فیض خالص آئے گا اور وہ فیضیاب ہوگا اور دل کی نورانیت حاصل ہوگی، ورنہ کدورت و آلائش، (جو (دنیاوی) تعلقات اور رکاوٹوں کی وجہ سے دل پر آ پڑی ہے، وہ فیض کو گدلا کر دے گی، جس طرح کہ بارش کا پانی پاک، صاف اور مصفا پہاڑ پر برستا ہے اور بارش کا پانی آفاقی گرد و غبار، جو پہاڑ پر گری پڑی ہوتی ہے کے ساتھ مل جاتا ہے اور پہاڑ کی بلندی اور پستی جو خاک کا ڈھیر ہوتا ہے، وہ اس پانی میں مل جاتی ہے۔ جس وقت وہ پانی پہاڑ سے نیچے آتا ہے تو اتنا زیادہ غلیظ اور گندا ہو جاتا ہے کہ آدمی کا دل اس سے بے حد نفرت کرتا ہے اور وہ نہ تو پینے کے قابل ہوتا ہے اور نہ کپڑے دھونے کے کام آتا ہے، کیونکہ خود گندا ہے، کپڑے کو کیونکر سفید کر سکتا ہے، بلکہ اس پانی سے ایک قطرہ سفید کپڑے پر گر پڑے تو کپڑے کو داغ لگا دیتا ہے اور (یہ پانی) نہ کھانا پکانے کے کام آ سکتا ہے اور نہ آٹا گوندھنے کے لیے استعمال ہو سکتا ہے۔ غرض یہ کہ بارش کے پانی کی صفائی میں کوئی کمی نہیں ہوتی، لیکن وہ خاک اور کوڑے کرکٹ کی آمیزش سے غلیظ اور گندا ہو جاتا ہے۔ سعدی شیرازی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

باراں کہ در لطافت طبعش خلاف نیست
در باغ لالہ روید در شور بوم خس

یعنی بارش کے پانی کے مزاج کی لطافت میں کوئی چیز خلاف امر نہیں

ہے۔ باغ میں اس سے لالہ کے پھول اُگتے ہیں، جبکہ بنجر زمین میں
جھاڑیاں اور تنکے اُگتے ہیں۔

بعضے ناسمجھ بھی کہتے ہیں کہ فلاں فقیر کی صحبت میں اس طرح تاثیر حاصل ہوئی اور فلاں بزرگ کی وجہ سے ایسا فیض حاصل ہوتا ہے، مگر اس زمانے کے جاہل نہیں جانتے کہ کس طرح فیض (وارد) ہوا ہے۔ اگر اس فقیر (بزرگ) کا فیض شفاف ہے تو وہ (دوسروں کو) فیضیاب کرتا ہے اور اگر اس بزرگ کا فیض مکدر (غیر شفاف) ہے تو وہ دوسروں کو بھی گدلا بنا ڈالتا ہے۔

آپ نے (اس کی) تفصیل میں (ارشاد) فرمایا کہ غیر شرع فقیروں اور بزرگوں کو بھی فیض ہوتا ہے اور وہ بھی تاثیر رکھتے ہیں، لیکن ان کا فیض اور تاثیر گدلے (غیر شفاف) پانی کی طرح ہوتا ہے کہ وہ خود ناپاک ہیں اور دوسروں کو بھی ناپاک بناتے ہیں۔

فائدہ: اس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ ایسا (فقیر) انسان کو حرص وہوس پر ابھارتا ہے اور نفسانی اور شہوانی لذتوں کی جانب راغب کر کے دل کو دین کے کاموں سے سرد کر دیتا ہے۔

اہل اللہ بزرگ جو متشرع ہوتے ہیں، کے فیض وتاثیر کی مثال مصفا (پاکیزہ) پانی کی طرح پاک اور صاف ہوتی ہے اور وہ لوگوں کے دلوں میں بہت جلد سرایت کرتی ہے۔

فائدہ: ان کا فیض اور تاثیر یہ ہے کہ وہ انسان کو دین کے کاموں پر آمادہ کرتا ہے اور نفسانی و شہوانی لذتوں سے متنفر کرتا ہے اور دل کو ماسویٰ اللہ (اللہ کے علاوہ دوسری چیزوں) سے دور کر ڈالتا ہے۔

(حضرت اقدس نے) پھر فرمایا کہ بزرگوں نے فرمایا ہے کہ تصوف کی کتابوں میں لکھا ہے کہ صوفی کو چاہیے کہ اوّل فقراء کی خانقاہوں کا ادب کرے اور ان میں باادب (ہوکر) رہے، کیونکہ بزرگوں کی خانقاہ فیض کی جگہ ہے۔

ملفوظ (۲۶)

ایک بار حضرت قبلہ قلبی وروحی فداہ (میرے دل وجان آپ پر قربان ہوں) سردیوں کے موسم میں گوناگوں بیماریوں میں مبتلا تھے، اور لوگ آس پاس سے عیادت کے لیے کثیر تعداد

میں آئے ہوئے تھے۔ یہ دیرینہ خادم آپ کے حضور مبارک میں تہجد کے آخری وقت میں حاضر ہوا۔ اس مجلس میں خانقاہ شریف کے دوسرے مخلصین اور درویش بھی جمع تھے اور اس وقت حضرت قبلہ قلبی وروحی فداہ (میرے دل وجان آپ پر فدا ہوں) نے (اپنی) موتی بکھیرنے والی زبان (مبارک) سے ارشاد فرمایا کہ میں نماز مغرب کے بعد بیماری کی حالت میں تکیہ لگائے بیٹھا تھا اور میں نے دل میں خیال کیا کہ اے اللہ! یہ تمام لوگ جو بیماری کی عیادت کے لیے اکٹھے ہوئے ہیں اور میری بیماری کی وجہ سے تکلیف میں مبتلا ہیں، اگر میرا وقت آخر کو پہنچ چکا ہے، تو تو جلد خاتمہ بالخیر فرما کہ لوگ میری وجہ سے تنگ نہ ہوں اور اگر زندگی (ابھی) باقی ہے تو صحت عطا فرما کہ دوستوں اور درویشوں کا اضطراب ختم ہو جائے۔ اس اثناء میں بیماری کی وجہ سے کمزوری کا کچھ غلبہ ہو گیا اور بے ہوشی طاری ہو گئی۔ میں نے اس حالت میں دیکھا کہ حضرت غوث صمدانی محبوب سبحانی حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی صاحب، حضرت شاہ غلام علی دہلوی صاحب، حضرت شاہ ابوسعید صاحب، حضرت شاہ احمد سعید صاحب اور حضرت حاجی دوست محمد صاحب قبلہ برد اللہ مضجعہم الشریف ونور اللہ مرقدہم المنیف ورحمۃ اللہ علیہم اجمعین (اللہ تعالیٰ ان کے مزارات شریف کو خنک کرے اور مبارک قبروں کو منور فرمائے اور ان سب پر اللہ کی رحمت ہو) تشریف مبارک لے آئے ہیں اور انہوں نے فقیر کے ساتھ مصافحہ کیا اور حضرت عزرائیل علیٰ نبینا وعلیہ السلام نے بھی تشریف فرما ہو کر فقیر سے مصافحہ کیا اور ان کی پیشانی مبارک سے ستارہ کی طرح نور کی تجلی ظاہر ہوئی اور میں نے دل میں خیال کیا کہ ان حضرات کرام اور حضرت عزرائیل علی نبینا وعلیہ السلام کی تشریف آوری دو امر سے خالی نہیں ہے:

(۱) شاید کہ فقیر کا وقت (زندگی) آخر کو پہنچ گیا ہے (۲) یا صحت نصیب ہو گی۔ اس کے بعد ایک پوری گھڑی میں ان کی زیارت سے مشرف رہا اور پھر یہ حضرات کرام علیہم الرضوان اور حضرت عزرائیل علیٰ نبینا وعلیہ السلام تشریف لے گئے۔ اس وقت سے فقیر کی بیماریوں میں قدرے افاقہ معلوم ہوتا ہے۔ آپ کی موتی بکھیرنے والی زبان (مبارک) سے یہ باتیں سن کر تمام حاضرین مجلس نے اللہ کریم کا شکر ادا کیا۔

ملفوظ (۲۷)

جناب حضرت حاجی دوست محمد صاحب برد اللہ مضجعہ الشریف ونور اللہ مرقدہ المنیف رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (اللہ تعالیٰ ان کے مزار شریف کو خنک کرے اور ان کی قبر مبارک منور کرے اور اللہ تعالیٰ آپ پر رحم فرمائے) کے عرس شریف کے روز حقیر قبلہ انام حضرت قبلہ قلبی وروحی فداہ (آپ پر میرے دل وجان قربان ہوں) کے حضور حاضر تھا کہ خدام میں سے ایک مولوی آدمی نے حضرت قبلہ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ قبلہ مجھے پڑھنے کے لیے کوئی وظیفہ (عنایت) فرمائیں کہ اس پر ہمیشہ عمل کروں۔ (آپ نے) ارشاد فرمایا کہ استغفار کی ایک تسبیح نماز عصر کے بعد اور نماز مغرب سے پہلے پڑھو اور ایک تسبیح استغفار اور ایک تسبیح سُبۡحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمۡدِهٖ، سُبۡحَانَ اللّٰهِ الۡعَظِيۡمِ وَبِحَمۡدِهٖ نماز تہجد کے بعد اور نماز فجر سے پہلے پڑھو۔ ان شاءاللہ تعالیٰ بہت بڑا فائدہ نصیب ہوگا۔

ملفوظ (۲۸)

ایک روز میں حضرت قبلہ قلبی وروحی فداہ (آپ پر میرے دل وجان قربان ہوں) کے فیض گنجور میں حاضر ہوا۔ (آپ نے ارشاد) فرمایا کہ اگر خطوط کے جواب لکھے ہیں تو لے آؤ۔ میں نے حسب فرمان لا کر ملاحظہ کرائے۔ ایک خط جو حقائق ومعارف آگاہ جناب حافظ محمد یار صاحب کے نام تھا، کے جواب میں میں نے یہ عبارت لکھی تھی کہ حضرت لعل شاہ صاحب مرحوم کے جانگداز انتقال کے واقعہ نے اس قدر غم اور الم دیا ہے کہ وہ بیان وتحریر کی حد سے باہر ہے اور اس نے دل پر یوں آگ بھڑکائی ہے کہ اس کے بجھنے کا امکان نہیں ہے۔ (آپ نے اس پر) فرمایا کہ آئندہ اس طرح کے مبالغہ آمیز الفاظ مت لکھو اور (پھر) اپنے ہاتھ مبارک سے یہ عبارت تحریر فرمائی: ''یقیناً حضرت شاہ صاحب مرحوم کا انتقال ایک سخت مصیبت ہے۔ اللہ تعالیٰ شانہ ان مرحوم کو بخشش کے سمندروں میں غرق فرمائیں اور اے لوگوں کے رب! تو ان کے پسماندگان کو حضرات کرام کے فیوض سے (حصہ) نصیب فرما۔''

اس کے بعد (آپ نے ارشاد) فرمایا کہ خطوط کے جواب میں ایسے الفاظ لکھنے چاہئیں کہ جو جھوٹ پر مبنی نہ ہوں اور آسان اور عام فہم ہوں۔

پھر فرمایا کہ فقیر بھی کئی برس تک عریضوں وغیرہ کے جواب لکھنے کے لیے اپنے پیر و مرشد کی خدمت میں رہا ہے۔ ایک روز میں نے ایک عریضے میں ''گلہ اشتران'' کی جگہ ''اروانہ جات'' لکھ ڈالا تو آپ نے فرمایا کہ پھر اس طرح کے غریب (اجنبی) الفاظ مت لکھنا۔

ملفوظ (۲۹)

ایک روز حقیر (آپ کے) فیض گنجور حضور میں حاضر ہوا۔ حضرت قبلہ قلبی و روحی فداہ (آپ پر میرے دل و جان قربان ہوں) نے موتی بکھیرنے والی زبان مبارک سے ارشاد فرمایا کہ اس زمانے کے علماء سمجھتے ہیں کہ علم دین اور چیز ہے اور علم تصوف وفقیری کوئی دوسری شے ہے اور نہیں سمجھتے کہ تمام فقہاء نے فقہ کی کتابوں میں اللہ اور رسول (کریم صلی اللہ علیہ وسلم) کی فرمانبرداری کا ہی لکھا ہے۔ پس اس پر پوری طرح عمل کرنا ہی فقیری اور کمال تصوف ہے۔ اگر کسی کی تشفی نہیں ہوتی تو وہ فقیر کے پاس آئے کہ میں کتاب کنز (الدقائق) سے لطیفہ قلب سے دائرہ لاتعین تک تصوف کے تمام مقامات اس کے لیے بیان کروں۔ اِنْ شَاءَ اللہ تعالیٰ اپنی زبان سے اقرار کرے گا کہ صحیح اور درست ہے۔ البتہ بعض مقامات کے حالات ایسے ہیں جن کے ہر ہر مقام کی تاثیر پیران کبار کے واسطہ سے نصیب ہوتی ہے اور اس ضمن میں علماء کا کوئی تعلق نہیں۔

پھر فرمایا کہ کتاب مشکوٰۃ شریف میں نے اپنے پیر دستگیر (حاجی دوست محمد قندھاری) قدس سرہ سے پڑھی۔ جب میں کتاب البیوع پر پہنچا تو حضرت قبلہ نے فقیر سے فرمایا کہ اسے بھی پڑھو گے؟ میں نے عرض کیا کہ اس کی مجھے ضرورت نہیں کیونکہ خرید وفروخت سے میرا کوئی تعلق نہیں ہے! اس پر (حضرت قبلہ) نے فرمایا کہ میری بھی یہی رائے ہے کہ اسے چھوڑ دو، کیونکہ نہ میرے پاس کوئی چیز ہے اور نہ تم کچھ رکھتے ہو! پھر حضرت قبلہ نے یہ شعر پڑھا:

علم کثیر آمدہ عمرت قصیر

آنچہ ضروری ست بدان شغل گیر

یعنی علم بہت وسیع ہے اور تیری عمر بہت تھوڑی، لہٰذا جو چیز ضروری ہے اسے سیکھ لے۔

بعدازاں (حضرت قبلہ نے) ہمیں کتاب الادب (پڑھانی) شروع فرمادی۔

ملفوظ (۳۰)

ایک روز میں (حضرت قبلہ کے) فیض گنجور حضور میں حاضر ہوا۔ ایک شخص نے عرض کی کہ قبلہ فلاں جگہ ایک بزرگ ہیں جو کسی کو اپنی ملاقات کی اجازت نہیں دیتے۔ لحظہ بھر کے بعد (حضرت قبلہ نے) ارشاد فرمایا کہ ہمارے پیرومرشد حضرت (دوست محمد قندھاری) قدس اللہ سرہ الاقدس (اللہ تعالیٰ ان کے راز کو پاک بنائے) ایک بار بے حد بیمار تھے۔ خدام نے عرض کی کہ قبلہ اگر نماز عشاء کے بعد کوئی آدمی آپ کے قریب نہ آئے تو بہتر ہے تاکہ کچھ وقت آپ استراحت فرمالیں۔ (آپ نے) ارشاد فرمایا کہ تم کسی وقت بھی جو آدمی ملاقات کی غرض سے آئے اسے مت روکو۔ اللہ کی خلقت جو فقیروں اور بزرگوں کی زیارت کو جاتی ہے۔ یہ لوگ اپنے اخلاص کے مطابق فیض حاصل کرتے ہیں۔ جو آدمی زیادہ اخلاص لے کر آیا ہے، وہ زیادہ فیض لے کر جاتا ہے (اور) جو شخص تھوڑے اخلاص کے ساتھ آتا ہے وہ کم فیض حاصل کرتا ہے۔ اپنی توفیق کے مطابق چیزیں خرید کرتے ہیں۔ جو آدمی زیادہ مال رکھتا ہے وہ زیادہ چیزیں خریدتا ہے اور جس کے پاس کم مال ہوتا ہے، وہ تھوڑی چیزیں خریدتا ہے۔ جس آدمی کے ہاتھ میں کچھ نہیں ہوتا وہ خالی واپس آتا ہے۔ سعدی شیرازی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

اے تہی دست رفتہ در بازار

ترسمت بر نیاوری دستار

یعنی اے خالی ہاتھ بازار میں جانے والے، مجھے تیرا ڈر ہے کہ پگڑی تیرے ہاتھ نہیں آئے گی۔

ملفوظ (۳۱)

ایک روز میں فیض بخش محفل میں حاضر ہوا۔ اس وقت حضرت قبلہ قلبی وروحی فداہ (میرے دل وجان آپ پر قربان ہوں) حاضرین مجلس کو عجیب وغریب نصیحت آمیز باتیں سنا رہے تھے۔ اثنائے کلام میں آپ یہ عبارت پڑھ رہے تھے کہ حضرت قبلہ شاہ غلام علی دہلوی فرماتے تھے کہ اے بھائی! ہوس اور چیز ہے اور جانبازی دوسری شے ہے۔ آج کل کی درویشی لقمہ فروشی ہے، اللہ تعالیٰ اس درویشی جو دین فروشی ہے، سے توبہ (کی توفیق) عطا فرمائے۔ میں پہلے مسلمانی درست کرتا ہوں (اور) اس کے بعد درویشی۔

ملفوظ (۳۲)

ایک روز فقیر اس قبلہ نما مرشد کے حضور میں عید الاضحیٰ کے دن حاضر ہوا۔ (آپ نے) ارشاد فرمایا کہ عید کا دن مولیٰ (کریم) کی عبادت سے عبارت ہے اور اس روز جو لوگ صبح سے شام تک فقیر کے پاس مبارکباد کے لیے آتے ہیں اور فقیر کا وقت ضائع کرتے ہیں، کیا کروں میں اس روز ان لوگوں سے روگردانی کرنا مناسب نہیں سمجھتا۔

پھر فرمایا کہ میں خانقاہ شریف کے درویشوں کو بعض بعض اوقات میں خانقاہ شریف کی خدمت کے کاموں میں مشغول رکھتا ہوں اور اس زمانے کے جو درویش علم تصوف سے آگاہی نہیں رکھتے اور وہ کوتاہ فہم ہیں، اس کام کا انھیں کوئی نفع نظر نہیں آتا۔

فائدہ: خانقاہ شریف کے جو درویش صبح و شام بلاناغہ گندم کی تیار روٹی کھاتے ہیں اور بلاتکلیف لباس پہنتے ہیں اور وہ خوراک و پوشاک کا کوئی فکر نہیں رکھتے۔ مبادا ماسویٰ اللہ کے وسوسے ان کے دلوں میں پیدا ہو جائیں، اس لیے انھیں کبھی کبھی خانقاہ شریف کی خدمت میں مصروف رکھتا ہوں تاکہ ان کے خیالات کی توجہ اس طرف مائل نہ ہو۔

پھر فرمایا کہ فقہاء نے جو کتابوں میں لکھا ہے کہ طَلَبُ الْعِلْمِ فَرِیْضَۃٌ یعنی علم کا حاصل کرنا فرض ہے (دیکھئے سنن ابن ماجہ، نمبر ۲۲۴، مشکاۃ المصابیح، نمبر ۲۱۸)، یہ صحیح ہے لیکن آدمی

جو (نیک) کام (بھی) اختیار کرتا ہے، اس وقت اس پر اسی کے علم کا طلب کرنا فرض ہے اور جو آدمی دنیا سے تعلق رکھتا ہے اس کے لیے خرید وفروخت کے مسائل سیکھنا فرض ہے۔ جو آدمی مسکین ہے زکوٰۃ کے مسائل اسے کیا فائدہ دیں گے؟ اور جو آدمی مجرد ہے، نکاح اور طلاق کے مسائل کو اس سے کیا مناسبت ہے؟

(آپ نے) پھر فرمایا کہ علم فقر صوفی کے دل میں تھوڑی سی کثافت پیدا کرتا ہے لیکن عقائد کی درستگی کا جمال اس تقصیر کو مٹا ڈالتا ہے۔ اس وقت جناب مولوی حسین علی صاحبؒ بھی حضور میں حاضر بیٹھے تھے۔ حضرت قبلہ نے اس دیرینہ خادم کو ارشاد فرمایا کہ تسبیح خانہ سے کتاب مستطاب مکتوبات امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کی پہلی جلد لے آؤ۔ حسب فرمان میں لے آیا (حضرت قبلہ نے) جناب مولوی صاحب موصوف کو آٹھویں مکتوب کی یہ عبارت ملاحظہ کرائی:

> ''اور اہل سنت و جماعت کے علمائے ظاہر اگرچہ بعض اعمال میں قاصر ہیں، لیکن ذات وصفات الٰہی میں ان کی درستی عقائد کا جمال اس قدر نورانیت رکھتا ہے کہ وہ کوتاہی اور کمی اس کے مقابلہ میں ہیچ و ناچیز دکھائی دیتی ہے اور بعض صوفی باوجود ریاضتوں اور مجاہدوں کے چونکہ ذات و صفات میں اس قدر درست عقیدہ نہیں رکھتے۔ وہ جمال ان میں پایا نہیں جاتا اور علماء و طالب علموں سے بہت محبت پیدا ہوگئی ہے اور ان کا طریقہ اچھا معلوم ہوتا ہے اور آرزو کرتا ہے کہ ان لوگوں کے گروہ میں ہو اور (کتاب) تلویح کا مقدمات اربعہ سے ایک طالب علم کے ساتھ مباحثہ کرتا ہے اور (کتاب) ہدایہ فقہ کا بھی ذکر ہوتا ہے اور معیت اور احاطہ علمی میں علماء کے ساتھ شریک ہے۔'' (مکتوبات امام ربانیؒ ۱:۱۷)۔

ملفوظ (۳۳)

ایک روز یہ کمترین دیرینہ خادم (حضرت قبلہ کے) حضور عالی میں حاضر ہوا۔ (آپ

نے ارشاد) فرمایا کہ وقت آخر کو پہنچ گیا ہے اور اس زمانے کے اکثر لوگ فقیر کے پاس آتے ہیں، وہ اپنی مرادوں کو ظاہر کر کے دلی تمنا اور پسندیدہ چیزوں کو پانے کے لیے (مجھ سے) دعا کے ذریعے مدد مانگتے ہیں اور دنیاوی اغراض وامور کی تکمیل کے لیے دعا کے طالب بنتے ہیں۔ حالانکہ ہر علم کے لیے ایک موضوع ہوتا ہے اور اس کے نفع وضرر ہوتے ہیں۔ فقیری کے لیے ضروری ہے کہ پیر اور مرید اپنی مرادوں کو ترک کر دیں اور ماسوی اللہ خیالات کو چھوڑ دیں۔

(آپ نے) پھر فرمایا کہ اولاد دو قسم کی ہے۔ ایک صوری اولاد اور دوسری معنوی اولاد۔ صوری اولاد کی نسبت حضرت آدم علیہ السلام کی طرف ہے اور معنوی اولاد کی نسبت حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف کی جاتی ہے۔ پیر اور مرید کے درمیان بھی یہی مثال ہے کہ مرید صوری اولاد کے اعتبار سے اپنے والدین سے ہے، لیکن معنوی اولاد کے لحاظ سے وہ اپنے پیر و مرشد سے تعلق رکھتا ہے۔

ملفوظ (۳۴)

ایک روز فقیر دیرینہ خادم قبلہ انام کے حضور میں حاضر ہوا اور اس وقت حضرت قبلہ قلبی و روحی فداہ (میرے دل و جان آپ پر قربان ہوں) جوش کے عالم میں تشریف فرما تھے:

باخدا دادہ گان ستیزان مکن

خدا دادہ گان را خدا دادہ است

یعنی تو خدا کے ہو جانے والوں کے ساتھ لڑائی مت کر کیونکہ خدا کے ہو جانے والوں کا خدا خود ہو جاتا ہے۔

پھر (آپ نے) یہ شعر پڑھا:

خود بخود آن مہ دلدار بہ بر می آید

نہ بزور نہ بزاری نہ بزر می آید

یعنی وہ پیارا چاند (محبوب) خود بخود نکل آتا ہے، وہ زور، زاری اور زر کے ذریعے دیدار نہیں کراتا۔

ملفوظ (۳۵)

ایک روز میں (حضرت قبلہ کے) فیض گنجور حضور میں حاضر ہوا۔ عرض کی کہ قبلہ توحید کا مسئلہ اس ناقص فہم حقیر کی سمجھ میں پوری طرح نہیں آتا۔ آپ نے موتی بکھیرنے والی زبان (مبارک) سے دلچسپ تقریر بیان فرمائی۔ پھر فرمایا کہ تسبیح خانہ سے کتاب مستطاب مکتوب حضرت شاہ احمد سعید صاحب قبلہ لے آؤ۔ میں حسب فرمان لے آیا۔ (آپ نے) کمال مہربانی سے یہ عبارت اس خادم کو پڑھائی:

بارہویں مکتوب کی عبارت: صوفیہ صافیہ رحمۃ اللہ علیہم کے نزدیک توحید کی دو قسمیں ہیں: توحید وجودی اور توحید شہودی۔ توحید وجودی کا معنی ہے اتحاد وجود سمجھنا، جو مابہ الموجودیت کے معنی سے تمام چیزوں میں (ایک) ہے۔ یعنی موجودات علوی و سفلی میں وجود کی مقوم ذات (سب کو قائم رکھنے والی ہستی) صرف حق سبحانہ وتعالیٰ کی ذات احد ہے اور ایسا (ہرگز) نہیں کہ موجودات کی ذات اور حق سبحانہ وتعالیٰ کی ذات ایک ہے، جس طرح کہ بعض جاہلوں کا خیال ہے کہ یہ وحدت موجود ہے۔ وحدت وجود (ہرگز) نہیں (ہے)۔ (لوگ) جہالت کی زیادتی کی وجہ سے مصدر اور مشتق میں فرق نہ کر کے گمراہی میں جا پڑتے ہیں۔

ضلّوا فاضلّوا، ضاعوا فاضاعوا (صحیح البخاری نمبر ۱۰۰، ۷۳۰۷، صحیح مسلم ۶۷۹۶)، یعنی وہ گمراہ ہوئے، سو دوسروں کو گمراہ کیا، وہ ضائع ہوئے سو دوسروں کو ضائع کر دیا، محققین صوفیا اس طرح کی اغلاط سے بری الذمہ ہیں۔ اگرچہ وہ جس وجود کو عین حق سمجھتے ہیں، اس میں وہ مراتب خمسہ ثابت کرتے ہیں، لیکن ایک مرتبہ کے احکام کو دوسرے مرتبہ پر اطلاق کرنے کو وہ کفر والحاد خیال کرتے ہیں، جس طرح کہ مولانا جامی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں، شعر:

ہر مرتبہ از وجود حکمی دارد
گر فرق مراتب نکنی زندیقی

یعنی وجود کا ہر مرتبہ ایک الگ حکم رکھتا ہے، اگر تو مراتب کا فرق نہ کرے تو تو زندیق ہے۔

توحید شہودی کا مطلب ہے صرف حق سبحانہ وتعالیٰ کا مشاہدہ اور سالک کی نظر سے کثرت کا چھپ جانا، نہ کہ (اس کا) کثرت کو دیکھنا اور کثرت و وحدت کے درمیان عینی نسبت، یا مراتب کا اثبات کرنا، جیسا کہ توحید وجودی میں ہے۔ سو محب کی نظر میں دونوں کا منشاء محبوب حقیقی کی محبت کا غلبہ ہوتا ہے، جو وہ توحید اوّل (وجودی) میں ماسویٰ اللہ کو عینی یا مراتبی عنوان سے محبت کے غلبہ کی وجہ سے ملاحظہ کرتا ہے اور سایہ (اپنے) اصل کے ساتھ مشتبہ ہو جاتا ہے۔ عارف نامی حافظ شیرازی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

عکس روئے تو چو در آئینہ جام اوفتاد
عارف از خندۂ می در طمع خام افتاد

یعنی تیرے چہرہ کا عکس جب جام کے آئینہ میں پڑا تو عارف شراب کی مسکراہٹ پر طمع خام میں جا پڑا۔

توحید ثانی (شہودی) میں ماسویٰ اللہ ہرگز اس (محب) کی نظر میں نہیں آتا، تاکہ نسبت کے اثبات میں کیا ہوتا ہے اور یہ قسم (توحید شہودی)، قسم اوّل (توحید وجودی) سے بلند ہے اور پہلی کا منشاء تو تصفیہ قلب ہے اور دوسری کا مصدر تزکیہ نفس ہے اور اس کا (نفس) مطمئنہ بن جانا۔ سالک توحیدی کو یقیناً فنا حاصل ہو جاتی ہے اور اس کی دید اور دانش سے ماسویٰ اللہ محو ہو جاتا ہے اور اس کی بصیرت حق سبحانہ وتعالیٰ کے علاوہ کسی چیز کو نہیں پاتی، جس طرح کہ روشن دن میں سورج کی شعاعوں کے غلبہ کی وجہ سے سورج کے علاوہ کچھ دکھائی نہیں دیتا اور ستارے ہرگز نظر نہیں آتے، باوجود اس کے کہ درحقیقت ستاروں کا وجود ثابت ہوتا ہے۔ ایسے ہی کثرت (کی مثال) ہے، لیکن عاشق کی نظر اپنے معشوق پر کم ہے اور اپنے محبوب کے جمال کے مشاہدہ میں مستغرق ہے:

در و دیوار چو آئینہ شد از کثرت شوق
ہر کجا می نگرم روئے ترا می بینم
(حافظ شیرازیؒ)

یعنی جب شوق (زیارت محبوب) کی کثرت سے در و دیوار شیشہ بن

گئے تو میں جس طرف بھی دیکھتا ہوں، تیرا چہرہ (ہی) نظر آتا ہے۔

بخلاف (اس کے) توحید وجودی (ہے) جو راہ (سلوک) کی شرائط میں سے نہیں ہے۔ لہٰذا بعض طالبوں کے لیے واضح ہوتا ہے اور اکثر کو نہیں (ہوتا)۔ حضرت شاہ نقشبند (خواجہ بہاء الدین رحمۃ اللہ علیہ) نے سالکین کے لیے ایسا راستہ مقرر فرمایا ہے جس میں توحید وجودی کا انکشاف (داخل) نہیں ہے، تاکہ (سالک) مزلت اقدام (پاؤں کی لغزش) جو توحید وجودی (کے قائل) بعض ارباب کو واقع ہوتی ہے، سے محفوظ رہے اور تہہ ضلالت میں نہ گر پڑے۔ اللہ تعالیٰ انہیں بہت بھلی جزا عطا فرمائے۔ جس طرح کہ اس زمانے کے اکثر لوگ ''ہمہ اوست'' کے عقیدہ کو محکم بنا کر شطحیات بیان کرتے ہیں اور شرعی امور کو حقیر بناتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ انھیں توبہ کی توفیق عطا فرمائے۔

مکتوب پچانویں کی عبارت:

والفرق بین التوحید الوجودی والشہودی، ان التوحید الوجودی عبارۃ عن انکشاف سریان الوجود فی مراتب الامکان وفی کل ذرۃ من ذراتہ وفی هذا المقام یترن بهذه الابیات:

البحر یجری علی ما کان فی قدیم	ان الحوادث، مواج و انهار
فلا یعجبنک اشکال تشاکلها	عمن تشکل فیها وهی استار
لا آدم فی الکون ولا ابلیس	لا ملک سلیمان ولا بلقیس
فالکل عبارة وانت المعنی	یا من هو للقلوب مقناطیس
رق الزجاج ورقت الخمر	فتشابهاوتشاکل الامر
فکانما خمر ولا قدح	وکانما قدح ولا خمر

والتوحید الشہودی عبارۃ عن شہود الحق واختفاء الکثرۃ عن النظر لا فی الواقع۔ فافترق افرقاً واضحاً۔ والتوحید الشہودی لابد انکشافہ لیحصل الفناء الاتم وانکشاف التوحید الوجودی لیس بضروری للسالک انہ لا مدخل لہ فی حصول الفناء۔

ترجمہ: وجودی اور شہودی توحید میں فرق یہ ہے کہ وجودی توحید مراتب امکان میں وجود کے سرایت کر جانے کے انکشاف سے عبارت ہے، اور اس کا تعلق ہر ایک ذرہ سے ہوتا ہے اور اس مقام پر آپ حسب ذیل اشعار پڑھا کرتے تھے:

ترجمہ: دریا قدیم زمانہ سے جاری و ساری ہے اور حوادث موجوں اور نہروں کی صورت میں بہہ رہے ہیں۔

ہم جنس شکلیں تمہیں حجاب میں مبتلا نہ کر دیں، کیونکہ جو شکلیں تمہیں نظر آ رہی ہیں، وہ حقیقت میں پردے ہیں۔

اس کائنات میں نہ کوئی آدمؑ ہے اور نہ ہی ابلیس، نہ ملک سلیمانؑ ہے اور نہ ہی بلقیس۔

یہ سب کچھ عبارت ہے اور تو معنی ہے، اے وہ ذات جو دلوں کے لیے مقناطیس کی حیثیت رکھتی ہے۔

شیشہ بھی باریک ہے اور شراب بھی باریک ہے، اس طرح معاملہ آپس میں متشابہ اور ہم شکل ہے۔

گویا یوں سمجھ کہ شراب ہے اور پیمانہ نہیں، یا پیمانہ ہے اور شراب نہیں۔

اور توحید شہودی شہود حق اور کثرت کے نظر سے، نہ کہ واقع سے مخفی رہنے کا نام ہے تو اس سے دونوں میں فرق واضح ہو گیا۔ توحید شہودی کا انکشاف ضروری ہے، تاکہ مکمل بے نیازی حاصل ہو اور توحید وجودی کا انکشاف سالک کے لیے ضروری نہیں ہے، کیونکہ بے نیازی کے حصول کی اسے کوئی ضرورت نہیں۔

ملفوظ (۳۶)

ایک روز یہ خادم خاص و عام کے آں قبلہ کی مجلس میں حاضر ہوا (آپ نے) فرمایا کہ طالب کے لیے فتور کا سب سے مضبوط سبب اس کا ایسے ناقص شیخ کی طرف رجوع کرنا

ہے، جس نے ناقص سلوک وجذبہ کے ساتھ اپنی شیخی کی مسند بچھا رکھی ہو۔ طالب کو اس طرح (کے شیخ) کی صحبت پستی کی جانب لے آتی ہے اور اسے بلندی (مقام) سے گرا کر پستی (ناکامی) سے دوچار کر ڈالتی ہے۔ حضرت خواجہ بہاء الدین نقشبند قدس اللہ سرہ العزیز فرمایا کرتے تھے کہ جس طالب کا بیضہ ءقابلیت مختلف صحبتوں سے فاسد ہو جائے، اس کا کام سوائے اہل تدبیر (کامل ومکمل مرشد) جو اصلاح کے لیے کبریت احمر (ہوتے) ہیں، کے نہیں بن سکتا۔

ملفوظ (۳۷)

ایک روز میں (حضرت قبلہ) کی فیض پرور محفل میں حاضر ہوا۔ اس وقت حضرت قبلہ قلبی وروحی فداہ (میرے دل وجان آپ پر قربان ہوں) نے ارشاد فرمایا کہ ہر آدمی نے یہ شعر یاد کر رکھا ہے اور وہ (اسے) خطوط میں نقل کرتا ہے: شعر

اولیا را ہست قدرت ازالہ

تیر جستہ بازؑ گردانند ز راہ

یعنی اولیائے کرام کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ طاقت حاصل ہے کہ وہ چلے ہوئے تیر کو راستہ سے موڑ لیتے ہیں۔

لیکن وہ اس کو سمجھتے نہیں ہیں۔ جس وقت اولیاء اللہ کو مشکل پیش آتی ہے (اور) لاچاری سامنے آتی ہے، تو اس وقت اس طرح کے کام بے اختیار صادر ہوتے ہیں۔ چنانچہ حضرت شاہ احمد سعید صاحب قبلہ ایک بارؒ سفر میں تھے کہ عشاء کے وقت سامنے دریا آ گیا اور (وہاں) ملاح (موجود) نہ تھا (آپ) جس گاڑی میں سوار تھے، اس کا مالک مشرک تھا۔ آپ نے اس کو فرمایا کہ گاڑی کو دریا میں ڈال دو۔ اس نے آپ کے رعب کی وجہ سے (گاڑی کو) دریا میں جانے دیا۔ آپ کے تصرف سے (وہ گاڑی) صحیح اور سالم (دریا سے) گزر گئی اور وہ مشرک یہ کرامت دیکھ کر مسلمان ہو گیا۔

پھر (آپ نے) یہ کلام (بیان) فرمایا:

"یجب علی النبی اظہار المعجزۃ ویجب علی الولی کتمان

الکرامات":

نبی پر معجزہ کا اظہار واجب ہوتا ہے اور ولی پر کرامات کو چھپانا واجب ہے۔

پھر فرمایا کہ نفحات الانس میں (مولانا جامیؒ) نے حضرت شاہ نقشبند (خواجہ بہاء الدین) صاحبؒ کا قول لکھا ہے کہ کرامت خور اگر چہ کتے کی آواز نہیں رکھتا (لیکن وہ) کتا ہے۔ حضرت خواجہ محمد معصوم صاحبؒ فرماتے ہیں:

''اے پروردگار سارے جہاں کو میرے لیے بدخو بنا دے''

ملفوظ (۳۸)

ایک روز میں (حضرت قبلہ) کے فیض گنجور حضور میں حاضر ہوا۔ اس وقت جناب حضرت لعل شاہ صاحب مرحوم دندہ شریف والا کے بھتیجے جناب شاہ سید محمد صاحب بھی آپ کے حضور حاضر تھے۔ حضرت قبلہ نے ان کو مخاطب کرتے ہوئے (ارشاد) فرمایا کہ فقیر کی یہ نصیحت یاد رکھیں کہ کسی کی امانت کو اپنے پاس مت رکھو اور یہی نصیحت ہمارے پیر و مرشد (حضرت دوست محمد قندھاری) رحمۃ اللہ علیہ نے کئی بار فقیر کو فرمائی تھی کہ کسی کی امانت اپنے پاس مت رکھو۔

نیز (آپ نے) فرمایا کہ ملا علی قاریؒ نے لکھا ہے کہ سید اگر چہ خالص شیعہ ہو، مذہبی گفتگو کے علاوہ اس کی تعظیم و ادب کرنا چاہیے۔

نیز (آپ نے) فرمایا کہ قیامت کے دن تمام نسب ختم ہو جائیں گے اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا نسب (مبارک) باقی رہے گا۔

ملفوظ (۳۹)

ایک روز میں حضرت قبلہ کی خدمت میں حاضر تھا کہ آپ نے نماز فجر کی امامت کے لیے اس خادم کو حکم فرمایا۔ حضرت قبلہ کے ارشاد کی تعمیل میں میں آگے ہوا۔ میں نے پہلی رکعت میں سورہ جمعہ[۵] اور دوسری رکعت میں سورہ عم یتسا٫لون[۶] پڑھی۔ ختم اور حلقہ شریف سے فارغ

ہونے کے بعد (حضرت قبلہ نے) اس گنہگار پر تقصیر کو خطاب کرتے ہوئے (ارشاد) فرمایا کہ تمہیں کبھی کبھی امامت کا کام پیش آتا ہے، یہ مسئلہ یاد رکھیں کہ قرأت کی طوالت آیات کے اعتبار سے نہیں ہے، بلکہ یہ کلمات وحروف کے لحاظ سے ہوتی ہے۔ آپ نے کتاب ملا مسکین شرح کنز: باب صفۃ الصلوٰۃ، فصل وجہر الامام بقرأۃ الفجر میں یہ عبارت دکھائی:

وتطاول اولی الفجر فقط ای اطالة القرأة فی الركعة الاولیٰ علی الثانیه فی الفجر مسنون اجماعاً وفی سائر الصلوٰة كذلک عند محمد وعندهما لا تطال، ثم يعتبر التطويل من حيث الآی اذا لم يكن بين ما يقراء فی الاولیٰ وبين ما يقرأ فی الثانية تفاوت من حيث الآی أما اذا كان بين الآی تفاوت طولاً وقصراً، فيعتبر التفاوت من حيث الكلمات والحروف وينبغی ان يكون التفاوت بقدر الثلث والثلثين الثلثان فی الاولیٰ والثلث فی الثانية وهذا بيان الاستحباب، اما بيان الحكم، فالتفاوت وان كان فاحشا لا بأس به واطالة الثانية علی الاولیٰ تكره اجماعاً وانما يكره التفاوت بثلاث آيات وان كان آية اؤ آيتين لا يكره:

ترجمہ: اور انہوں نے فجر کی صرف دو رکعت کو طویل کیا، یعنی فجر کی پہلی رکعت میں دوسری رکعت کی نسبت طویل قرأت کی، کیونکہ یہ بالاجماع مسنون ہے۔ اسی طرح امام محمدؒ کے نزدیک تمام نمازوں میں قرأت کو طویل کرنا مسنون ہے لیکن امام ابوحنیفہؒ اور قاضی ابو یوسفؒ کے نزدیک قرأت کو طویل نہ کیا جائے۔ پھر طوالت کا اعتبار آیات کے اعتبار سے ہے، جبکہ پہلی رکعت میں اور دوسری رکعت میں پڑھی جانے والی آیات میں کوئی تفاوت نہ ہو اور اگر آیات میں طوالت اور اختصار کے اعتبار سے تفاوت ہو تو تفاوت کا اعتبار کلمات اور حروف سے کیا جائے گا اور تفاوت ایک ثلث دو ثلث کے اعتبار سے ہوگا، یعنی پہلی رکعت میں

دو ثلث اور دوسری رکعت میں ایک ثلث ہوگا اور یہ مستحب ہے۔ جہاں تک بیان حکم کا تعلق ہے، تو اگر تفاوت بہت زیادہ بھی ہو تو کوئی حرج نہیں، لیکن دوسری رکعت کو پہلی رکعت کی نسبت طویل کرنا بالاجماع مکروہ ہے اور تین آیات کے بقدر تفاوت بھی مکروہ ہے، البتہ ایک یا دو آیت کے برابر تفاوت مکروہ نہیں ہے۔

ملفوظ (۴۰)

ایک روز حضرت قبلہ قلبی وروحی فداہ (میرے دل وجان آپ پر قربان ہوں) نے ظہر کی نماز سے پہلے اس خادم کو طلب کیا (اور) ارشاد فرمایا کہ آپ کے کتنے فرزند فوت ہو گئے ہیں؟ میں نے عرض کیا کہ تین بیٹے فوت ہوئے ہیں۔ پھر فرمایا کہ تم کبھی کبھی اولاد کے غم میں غمگین مت ہوا کرو۔ (آپ نے) کمترین کے تسلی دینے کے لیے کتاب عقود الجواہر المنیفہ فی ادلۃ مذھب الامام ابی حنیفہ سے یہ حدیث شریف دکھائی:

ابو حنيفة عن علقمة بن مرثد عن ابن بريدة عن ابيه: ان رسول الله صلّى الله عليه وسلّم قال ما من مسلم يموت له ثلاثه من الولد الا ادخله الله الجنة، فقال عمرو اثنان، فقال النبى صلّى الله عليه وسلّم واثنان هكذا رواه الحارثى وابن المظفر واخرجه الامام احمد و مسلم و الحاكم عن ابى بريدة عن ابيه واخرجه البخارى فى الادب والنسائى عن انس. (عقود الجواہر المنیفہ ۱:۱۰۴):

ترجمہ: (امام) ابوحنیفہؒ نے علقمہ بن مرثدؒ سے اور انہوں نے بریدہؓ سے اور انہوں نے اپنے باپ سے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس مسلمان شخص کے تین بچے فوت ہو جائیں تو اسے اللہ تعالیٰ جنت میں داخل فرمائے گا۔ عمروؓ نے عرض کیا کہ اگر دو ہوں تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: دو بھی (ہوں تو جنت میں جائے گا)

اس روایت کو حارثؒ اور ابن مظفرؒ نے نقل کیا ہے۔ جبکہ امام احمدؒ، مسلمؒ اور حاکمؒ نے ابی بریدہؓ سے روایت کی ہے اور امام بخاریؒ نے ادب (المفرد) میں اور امام نسائیؒ نے اسے بروایت حضرت انسؓ بیان کیا ہے۔

ملفوظ (۴۱)

ایک روز میں (حضرت قبلہ کی) فیض پرور محفل میں حاضر ہوا۔ میں نے عرض کیا کہ قبلہ ذکر کے لیے جو خلوت کیا کرتے ہیں، اس سے کیا مراد ہے؟ اور خلوت کے کیا معنی ہیں؟ اور لف رأس (سر کے ڈھانپنے) اور غمض عین (نگاہ کو نیچے رکھنے) سے کیا فائدہ ہے؟ (آپ نے) ارشاد فرمایا کہ خلوت دل کو شواغل (مختلف کاموں) سے فارغ کر ڈالتی ہے اور مشائخ کرام علیہم الرضوان نے خلوت کے مفصل معنی میں اختلاف فرمایا ہے۔ ان میں سے بعض نے فرمایا ہے کہ خلوت کا مدار دل کو ماسوی اللہ سے خالی کرنے پر ہے، خواہ (سالک) عام مجمع میں ہو اور بعض نے بیان کیا ہے کہ (خلوت) منتہی کی آسودگی اور مبتدی کی سہکی (آسانی) کے لیے ہے اور لف راس (سر کا ڈھانپنا) اور غمض عین (نظر کا نیچے رکھنا) اس لیے ہے تا کہ حواس آرام پائیں اور قرار پکڑیں تا کہ دل کو اطمینان نصیب ہو۔

اس کے بعد حضرت قبلہ قلبی و روحی فداہ (آپ پر میرے دل و جان قربان ہوں) نے موتی بکھیرنے والی زبان سے (ارشاد) فرمایا کہ ملا علی قاریؒ کی کتاب شرح عین العلم لے آؤ۔ میں حسب فرمان تسبیح خانہ سے لے آیا۔ آپ نے کمال عنایت و کرم بخشی سے یہ عبارت دکھائی:

فهو ای السلوک بلزوم الوضوء، فهو ینور القلب والخلوة، ای بلزوم الخلوة، فهی ای الخلوة تفرغ عن الشواغل عن تحصیل الفضائل وقد تقدم تحقیق الخلطة والعزلة، ثم القوم مختلفون فی سلوک طریقهم فمنهم من جعل مدار الخلوة علی خلوا القلب عن غیر ذکر الربّ ومشاهدة الحق ولو کان فی مجمع الخلق،

كما يشير اليه قوله تعالىٰ: "رِجَالٌ لَّا تُلْهِيْهِمْ تِجَارَةٌ وَّلَا بَيْعٌ عَنْ ذِكْرِ اللّٰه"۔ وهو طريق السادة النقشبندية القادة الشاذلية ويقال فى حقهم انهم غريبون قريبون وكاتبون بانيون وعرشيون وفرشيون ومنهم من اختار الخلوة المتعارفة بينهم تهويناً للمبتدى وتسهيلا للمنتهى وكان المص منهم ولذا قال والاولى ان يكون السالك الذاكر فى بيت مظلم ضيق ليس فيه متاع الا مالا بد منه او يلف رأسه اذا كان فى مسجد ونحوه ويغمض عينيه محال ذكره و فكره لا حين صلوته فانه مكروه على خلاف دابه عليه الصلوٰة والسّلام وسنة وانما اختار البيت المظلم ولف الرأس وتغمض العين ليركد الحواس اى تسكين وتستقر وفيه ان ما ذكر انما هو ليسكن حاسة البصر ولعل ايراده بصيغة الجمع لتواتر النظر:

ترجمہ: پس وہ، یعنی سلوک جس میں ہر وقت وضو کی پابندی کی جائے وہ دل کو منور کر دیتا ہے اور خلوت یعنی خلوت کو لازم اختیار کرنا، یعنی اپنے آپ کو فضائل کے حاصل کرنے کے لیے مشاغل سے فارغ کر دینا اور اختلاط اور علیحدگی کی تحقیق قبل ازیں گزر چکی ہے۔ پھر قوم کا اپنے طریقہ سلوک میں اختلاف ہے، ان میں سے کچھ لوگوں نے مدار خلوت کو ذکر رب کے غیر سے دل کو خالی کر لینے پر اور مشاہدہ حق پر منحصر قرار دیا ہے، خواہ وہ مخلوق کے مجمع میں ہی کیوں نہ ہو، جیسا کہ اس ارشاد باری تعالیٰ:

رِجَالٌ لَّا تُلْهِيْهِمْ تِجَارَةٌ وَّلَا بَيْعٌ عَنم ذِكْرِ اللّٰهِ (سورہ النور ۳۷):

یعنی ایسے لوگ جن کو خدا کے ذکر سے نہ تجارت غافل کرتی ہے، نہ خرید و فروخت میں اس طرف اشارہ ہے اور یہی سادات نقشبندیہ اور قائدین شاذلیہ کا طریقہ ہے اور ان کے حق میں کہا جاتا ہے کہ یہ لوگ غریب،

قریب، کاتب، بانی، عرشی اور فرشی ہیں اور ان میں بعض نے اس خلوت کو اختیار کیا ہے جو ان کے ہاں متعارف ہے، تاکہ مبتدی اور منتہی کے لیے آسانی پیدا کی جا سکے اور مصنف بھی ان ہی میں سے تھا، لہٰذا اس نے کہا ہے کہ زیادہ بہتر بات یہ ہے کہ سالک ذاکر کسی ایسے گھر میں ہو جو تاریک اور تنگ ہو اور اس میں بہت ہی ضروری چیز کے سوا اور کوئی سامان نہ ہو، یا اگر وہ مسجد میں ہو تو اپنے سر کو جھکا لے اور اپنی آنکھوں کو بند کر لے۔ اس کا ذکر و فکر محال ہے۔ خصوصاً نماز کے وقت، کیونکہ یہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقہ اور سنت کے خلاف ہونے کی وجہ سے مکروہ ہے۔ اس لیے کہ اس نے تاریک گھر کو اور سر کے جھکا لینے اور آنکھوں کے بند کر لینے کو اختیار کیا ہے، جس کی وجہ سے حواس سو جاتے ہیں، یعنی سکون قرار حاصل کرتے ہیں اور اس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ جو ذکر کرتا ہے اس سے آنکھ ساکن ہو جاتی ہے اور شاید اس کا جمع کے صیغے کو استعمال کرنا تواتر نظر کی وجہ سے ہے۔

ملفوظ (۴۲)

ایک روز میں (آپ کی) خدمت اقدس وانور میں حاضر تھا۔ حضرت قبلہ قلبی و روحی فداہ (میرے دل و جان آپ پر قربان ہوں) نے ارشاد فرمایا کہ بیچارے انسان نے اپنی حقیقت کو بھلا کر انانیت (غرور) کی پوشاک پہن لی ہے۔ اگر وہ اپنی اصلیت کو یاد رکھتا تو اسے عجز و انکساری کے علاوہ کوئی چارہ نہ ہوتا اور وہ شکستگی اور نیستی کو اپنا شعار بناتا۔ بعد ازاں آپ نے یہ آیات مبارک پڑھیں:

وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنْ سُلٰلَةٍ مِّنْ طِيْنٍ ثُمَّ جَعَلْنٰهُ نُطْفَةً فِيْ قَرَارٍ مَّكِيْنٍ. ثُمَّ خَلَقْنَا النُّطْفَةَ عَلَقَةً فَخَلَقْنَا الْعَلَقَه مُضْغَةً فَخَلَقْنَا الْمُضْغَةَ عِظٰمًا، فَكَسَوْنَا الْعِظٰمَ لَحْمًا ثُمَّ اَنْشَانٰهُ خَلْقًا آخَرَ فَتَبٰرَكَ اللّٰهُ

اَحْسَنُ الْخَالِقِيْنَ." (سورہ المؤمنون ۱۳-۱۴):

ترجمہ: اور ہم نے انسان کو مٹی کے خلاصے سے پیدا کیا۔ پھر اس کو ایک مضبوط (اور محفوظ) جگہ نطفہ بنا کر رکھا۔ پھر نطفے کا لوتھڑا بنایا۔ پھر لوتھڑے کی بوٹی بنائی۔ پھر بوٹی کی ہڈیاں بنائیں۔ پھر ہڈیوں پر گوشت (پوست) چڑھایا۔ پھر اس کو نئی صورت بنا دیا، تو خدا سب سے بہتر بنانے والا ہے، بابرکت ہے۔

بعدازاں (آپ نے) فرمایا کہ مولانا روم صاحبؒ اسی چیز سے آگاہ کرتے اور اسی مطلب کو بیان فرماتے ہیں:

مولوی گشتی و آگاہ نیستی — از کجا و ز کجا و کیستی

از خودی آگاہ نئی اے بیشعور — بر چنین علمت نباید شد غرور

یعنی تو مولوی بن گیا ہے اور نہیں جانتا کہ تو کہاں اور کس سے ہے اور تو کون ہے؟

اے بے عقل! تو خودی سے آگاہ نہیں ہے، تجھے اپنے ایسے علم پر مغرور نہیں ہونا چاہیے۔

ملفوظ (۴۴)

ایک روز صبح کی نماز سے پہلے میں حضور عالی میں حاضر تھا۔ جناب حضرت قبلہ قلبی و روحی فداہ (میرے دل و جان آپ پر قربان ہوں) نے بے حد مہربانی اور شفقت کرتے ہوئے اس گنہگار پر تقصیر کو مخاطب کر کے ارشاد فرمایا کہ اس شرارت نشان زمانے میں ارکان اسلام اور ایمان میں فتور پیدا ہو گیا ہے۔ نبی (کریم) علیہ (الصلوٰۃ و) السلام نے فرمایا کہ اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر ہے (آخر تک)۔ ان امور میں سے کوئی امر اپنی حالت پر نہیں رہا بلکہ (لوگوں کی) طبیعتوں کے لیے ان کی اصل معیوب اور ان کا عیب مرغوب اور پسندیدہ ہو گیا ہے۔ مجددی نسبت جو بہت بلند ہے، اس وقت میں اس کا حصول اگرچہ محال نہیں ہے، لیکن وہ سو

طرح کی مشکلات سے مشکل ہو گیا ہے۔

نیز (آپ نے) فرمایا کہ اس زمانے کے لوگ کشف و کرامات کے طالب بن گئے ہیں اور وہ فقیری کو اسی میں منحصر رکھ کر مقصود سے کئی منازل دور جا پڑے ہیں۔ فقیری سے مقصود وہ ہے جو آنسرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے (حضرت) جبرئیل علیٰ نبیا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کو بیان فرمایا تھا کہ **فاعبدالله كانک تراه، فان لم تكن تراه، فانه يراک** (صحیح البخاری نمبر ۵۰)۔ یعنی سو تو اللہ کی عبادت یوں کر کہ تو اسے دیکھ رہا ہے اور اگر یہ نہ ہو سکے کہ تو اسے دیکھ رہا ہے، تو یوں سمجھ کہ وہ تجھے دیکھ رہا ہے۔ اگر کوئی آدمی خانقاہ شریف میں چند مہینے اخلاص نیت اور عدم اختلاط جو پراکندگی کا ذریعہ ہے، کے ساتھ رہے تو اِنْ شَاءَ اللّٰهُ الْعَزِيْز وہ مقصود سے حصہ پائے گا۔

اس کے بعد حضرت قبلہ قلبی وروحی فداہ (آپ پر میرے دل و جان قربان ہوں) نے مشکوٰۃ شریف سے یہ حدیث (پاک) دکھائی:

عن عمر الخطاب رضى الله عنه، قال بينما نحن عند رسول الله صلى الله عليه وسلم ذات يوم اذ طلع علينا رجل شديد بياض الثياب شديد سواد الشعر، لا يرى عليه السفر ولا يعرفه منا احد حتّى جلس الى النّبى صلّى الله عليه وسلم، فاستند ركبتيه الى ركبتيه ووضع كفيه على فخذيه، وقال: يا محمد اخبرنى عن الاسلام. قال: الاسلام ان تشهد ان لا اله الا الله وان محمداً رسول الله، وتقيم الصلوٰة وتؤتى الزكوٰة وتصوم رمضان وتحج البيت ان استطعت اليه سبيلا. قال: صدقت، فعجبنا يسئاله ويصدقه. قال: فاخبرنى عن الايمان. قال: ان تؤمن بالله وملئكة وكتبه ورسله واليوم الآخر وتؤمن بالقدر خيره وشره. قال: صدقت.

قال: فاخبرنی عن الاحسان. قال: ان تعبداللّٰہ کانک تراہ، فان لم تکن تراہ، فانہ یراک (مشکاۃ المصابیح ۱:۹،نمبر۲،صحیح البخاری نمبر ۵۰، ۴۷۷۷):

ترجمہ: حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ ایک دن ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ اچانک ایک شخص آیا، جس کے کپڑے بہت سفید اور جس کے بال بہت سیاہ تھے۔ اس پر سفر کا کوئی نشان نظر نہیں آتا تھا اور نہ ہم میں سے کوئی اسے پہچانتا تھا۔ حتیٰ کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آ کر بیٹھ گیا اور اس نے اپنے دونوں گھٹنے نبی اکرم صلّی اللہ علیہ وسلّم کے گھٹنوں کے ساتھ لگا دیے اور اپنی دو ہتھیلیوں کو آپ کی دونوں رانوں پر رکھ دیا اور عرض کیا کہ اے محمد (صلّی اللہ علیہ وسلّم) مجھے اسلام کے بارے میں بتایئے۔ آپؐ نے فرمایا: ''اسلام یہ ہے کہ تو اس بات کی گواہی دے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد (صلّی اللہ علیہ وسلّم) اللہ کے رسول ہیں اور تو نماز قائم کرے، زکوٰۃ ادا کرے اور رمضان کے روزے رکھے اور اگر رستے کی استطاعت ہو تو بیت اللہ کا حج کرے۔'' اس نے عرض کیا کہ آپ نے سچ فرمایا تو ہم نے تعجب کیا کہ وہ سوال بھی کرتا ہے اور تصدیق بھی کرتا ہے۔ اس نے کہا کہ آپ مجھے ایمان کے بارے میں بتائیں۔ آپؐ نے فرمایا: ''ایمان یہ ہے کہ تو اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتوں اور اس کی کتابوں اور اس کے رسولوں اور آخرت کے دن پر ایمان لائے اور تو اچھی بری تقدیر کے ساتھ بھی ایمان لائے۔'' اس نے عرض کیا کہ آپ نے سچ فرمایا۔ پھر اس نے کہا کہ آپ مجھے احسان کے بارے میں بتائیں۔ آپ نے فرمایا: ''احسان یہ ہے کہ تو اللہ کی اس طرح عبادت کرے، گویا تو اسے دیکھ رہا ہے اور اگر تو اسے نہیں دیکھ رہا تو وہ تجھے دیکھ رہا ہے۔''

ملفوظ (۴۴)

ایک روز یہ دیرینہ خادم ظہر کی نماز کے بعد (قبلہ حضرت کے) فیض گنجور حضور میں تسبیح خانہ میں حاضر ہوا۔ (آپ نے) ارشاد فرمایا کہ فقیر کے تعویذات و عملیات وغیرہ لکھنا تمہارے ذمہ ہے۔ پھر کمال مہربانی سے مکتوبات شاہ احمد سعید صاحب سے یہ مکتوب دکھایا کہ اسے لکھ کر اپنے پاس رکھ لو، یہ تمہارے لیے ضروری ہے:

مکتوب نمبر ۱۰۴ کی عبارت

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

(۱) اذا جاء ک من یتالکم ضرسه اوراسه او توجعه الریاح، فخذ لوحاً طاهراً وضع علیه رملاً طاهراً او اکتب بمسمارٍ ابجد هوز حطی و اشدد بالمسار علیٰ الالف واقرأ الفاتحة مرة وصاحب الا لم واضع اصبعه علی موضع الا لم بقوة، ثم اسئاله هل شفیت، فان شفی فبها والا نقلت المسمار الی الباء وقرأت الفاتحة مرتین وسئالة کا لاولیٰ فان شفی فبها والا نقلت الی الجیم و قرأت الفاتحه ثلثا وهکذا. فلا تصل الی آخر الحروف، الاقد شفاه اللّٰه تعالیٰ.

(۲) اذا عنت لک حاجة او کان لک غائب، فاردت ان یرجعه اللّٰه تعالیٰ سالماً غانماً او کان لک مریض فاردت ان یشفیه اللّٰه فاقرء سورة الفاتحة احدی واربعین مرة بین سنة الفجر وفرضه.

(۳) ومن عضه الکلب المجنون وخیف علیه الجنون فاکتب له هذه الآیة علی اربعین کسرة من الخبز: اِنَّهُمۡ يَكِيۡدُوۡنَ كَيۡدًا وَّاَكِيۡدُ كَيۡدًا، فَمَهِّلِ الۡكٰفِرِيۡنَ اَمۡهِلۡهُمۡ رُوَيۡدًا. ومره ان یاکل کل یوم کسره.

(۴) من خاف ذا سلطان فليقرء كهٰيعص كُفِيتُ حٰمعسق حُمِيتُ" وليقبض كل اصبع من اليه اليمنى عند. كل حرف من اللفظ الاوّل ومن اليسرى عند كل حرف من الثانى ليفتحهما جميعاً فى وجه من يخاف۔

(۵)وتعويذ الطفل

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْم

اَعُوْذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَاتِ مِنْ شَرِّ كُلِّ شَيْطَان وَهَامَة وَعَيْن لاَمَة تَحَصَّنْتُ بِحَصْنِ الف الف لاَ حَوْلَ وَلاَ قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْم.

(٦) اذا ظهر مرض الحصبة، فخذ خيطا ازرق واقرء سورة الرّحمٰن وكلما مررت على قوله تعالىٰ فَبِاَيِّ آلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ، فاعقد عقدة وانفث فيها وعلق الخيظ فى عنق الصبى يعافيه اللّٰه تعالىٰ من ذلک المرض.

مکتوب نمبر۱۰۴ کی عبارت کا ترجمہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْم

(۱) جب تمہارے پاس کوئی ایسا شخص آئے جس کی داڑھ یا سر میں درد یا اسے درد ریح ہو تو ایک پاک تختی لے لو اور اس پر پاک ریت رکھو اور اس پر کیل کے ساتھ ابجد ھوز حطی لکھو اور کیل کو الف پر ٹھوک دو اور سورہ فاتحہ ایک بار پڑھو اور اس وقت درد والے آدمی نے اپنی انگل کو مضبوطی کے ساتھ درد کی جگہ پر رکھا ہو، پھر تم اس سے پوچھو کیا تمہیں شفا حاصل ہوگئی ہے۔ اگر وہ شفایاب ہو جائے تو بہت خوب ورنہ کیل کو باء (ب) پر رکھو اور سورہ فاتحہ دوبارہ پڑھو اور اس سے پہلے کی طرح پوچھو۔ اگر شفایاب ہو جائے تو بہت بہتر، ورنہ جیم (ج) کی طرف منتقل ہو جاؤ اور تین بار سورہ فاتحہ پڑھو، اور پھر اس طرح عمل کرتے جاؤ، آخری حرف تک نہ پہنچو گے کہ اللہ تعالیٰ اسے شفا عطا فرمادے گا۔

(۲) جب تمہیں کوئی حاجت پیش آئے، یا کوئی تمہارا آدمی غائب ہو اور تم چاہو کہ اللہ تعالیٰ اسے سلامت غنیمت کے ساتھ واپس لوٹا دے، یا تمہارا کوئی مریض ہو اور تم چاہو کہ اللہ تعالیٰ اسے شفا نصیب فرمادے تو فجر کی سنت اور فرض کے درمیان ۴۱ بار سورہ فاتحہ پڑھو۔

(۳) جس شخص کو باؤلے کتے نے کاٹ لیا ہو اور اس کے بارے میں پاگل ہو جانے کا اندیشہ ہو تو اس کے لیے روٹی کے چالیس ٹکڑوں پر یہ آیت کریم لکھ دو:

''اِنَّهُمْ يَكِيْدُوْنَ كَيْدًا وَّاَكِيْدُ كَيْدًا، فَمَهِّلِ الْكَافِرِيْنَ اَمْهِلْهُمْ رُوَيْدًا''

اور اسے کہو کہ وہ ہر روز ایک ٹکڑا کھالیا کرے۔

(۴) جس کسی کو حکمران کی طرف سے خوف ہو وہ پڑھے:

''كهيعص كُفِيْتُ حمعسق حُمِيْتُ'' اور دائیں ہاتھ کی تمام انگلیوں کو بند کرلے پہلے لفظ کے ہر حرف کے پڑھنے کے وقت اور بائیں ہاتھ کی انگلیوں کو بند کرلے دوسرے لفظ کے ہر حرف کے پڑھنے کے وقت اور پھر ان دونوں (ہاتھوں کی انگلیوں) کو اس شخص کے سامنے کھول دے، جس سے وہ ڈرتا ہو۔

(۵) بچے کے لیے تعویذ:

عبارت کے ترجمہ کی ضرورت نہیں ہے۔ اصل پہلے موجود ہے۔

(۶) جب خسرے کا مرض ظاہر ہو تو نیلے رنگ کا ایک دھاگہ لے لو اور اس پر سورہ الرحمٰن پڑھو اور جب بھی اس آیت کریمہ: ''فَبِاَيِّ آلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ'' کو پڑھو تو ایک گرہ لگا دو اور اس پر پھونک مار دو اور (اس) دھاگے کو بچے کی گردن میں ڈال دو۔ اللہ تعالیٰ اسے اس بیماری سے شفا عطا فرمادے گا۔

ملفوظ (۴۵)

ایک روز یہ حقیر (ہر) چھوٹے بڑے کے قبلہ (محترم) کی مجلس میں حاضر ہوا۔ (آپ نے) فرمایا کہ کتاب حصن حصین تسبیح خانہ سے لاؤ۔ حسب ارشاد میں لے آیا۔ (آپ نے) فرمایا کہ شاہ سید محمد صاحب نے حضرت لعل شاہ صاحب مرحوم کے ختم کے لیے کسی کلام کی

اجازت مانگی ہے۔ پس پھر اس حدیث شریف:

"لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ يُحْيِىْ وَيُمِيْتُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ" (حصن حصین، ص ۱۰۰، جامع الترمذی نمبر ۳۴۱۴، ص ۷۷۹)

کا مطالعہ فرمانے کے بعد مجھے دکھائی اور فرمایا کہ یہ ان کے لیے لکھ لو (اور ان سے کہو) کہ تمہیں حضرات کے دوسرے ختموں کی طرح اس کی اجازت ہے۔ اسے پانچ سو بار پڑھو اور اس کے شروع اور آخر میں سو سو بار درود شریف پڑھیں۔

ملفوظ (۴۶)

ایک روز تہجد کے وقت میں حضور والا میں حاضر تھا۔ آپ نے کمال مہربانی سے اس دیرینہ خادم کو مخاطب کرتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ لوگ روزی کے حصول کے لیے کیسی تکلیفیں اور ریاضتیں اُٹھاتے ہیں، اور کیسا رنج اور محنت برداشت کرتے ہیں۔ نصاریٰ کی نوکری، مال کی تجارت وغیرہ، زراعت، مزدوری اور صنعتوں وغیرہ جیسے حیلے اختیار کرتے ہیں۔ ان تمام ریاضتوں کا مقصد روٹی حاصل کرنا ہے۔ طریقہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ کے صاحب کمال اہل اللہ کی مثال بھی یونہی ہے جو خدا کے طالبوں اور باصدق وصفا درویشوں کو شب بیداری اور عبادتوں، گوشہ نشینی، ذکر کی زیادتی، کم کھانے، کم بولنے، لطائف پر ذکر اسم ذات کی ہمیشگی، نفی اثبات، تہلیل لسانی، مراقبہ احدیت سے لے کر مراقبہ لاتعین تک کے مراقبات، نفلی عبادتوں میں اعتدال، مالوفات کے ترک میں توسط اور اوراد و اذکار کے ذریعے تعمیر اوقات جو صحیح حدیثوں سے ثابت ہو چکے ہیں، کی تاکید کرتے ہیں اور دوسرے سلاسل میں سخت ریاضتوں اور شدید مجاہدوں کا حکم دیا جاتا ہے۔ ان سب سے مراد اللہ کی یاد اور عشق الٰہی ہے، تاکہ (دنیاوی) تعلقات اور ماسویٰ اللہ کی محبت سے بے تعلقی نصیب ہو جائے اور جاہ و ریاست کی حب دل میں بالکل نہ رہے، کیونکہ پروردگار عالم عز اسمہ کو کسی کی شرکت بھلی نہیں لگتی اور آیت مبارک:

اَلَا لِلّٰهِ الدِّيْنُ الْخَالِصُ (سورہ الزمر ۳):

یعنی جان لو کہ خالص عبادت خدا ہی کے لیے ہے۔

کے مطابق حق تعالیٰ جل شانہ اپنے بندوں سے خالص دین کا تقاضا کرتے ہیں۔

نیز (آپ نے) فرمایا کہ بلند شریعت میں نماز و روزہ اور زکوٰۃ کی واجب وقت میں ادائیگی، شرطوں کے حاصل ہونے پر حج ادا کرنا، کبیرہ اور صغیرہ گناہوں سے بچنا، حلال کا سمجھنا اور حرام سے پرہیز اور دوسری منع کی گئی چیزوں وغیرہ سے رکنا، جن کا حکم دیا گیا ہے، ان پر عمل کرنا اللہ تعالیٰ کے اس فرمان: ''لَا یُکَلِّفُ اللّٰہُ نَفْساً اِلَّا وُسْعَھَا'' (سورہ البقرہ ۲۸۶): یعنی خدا کسی شخص کو اس کی طاقت سے زیادہ تکلیف نہیں دیتا، کے مطابق نجات کے لیے کافی ہو جاتا ہے، لیکن حدیث شریف اَلْاَحْسَانُ اَنْ تَعْبُدَ ربک کانک تراہ (صحیح بخاری نمبر ۵۰، ۴۷۷) یعنی احسان یہ ہے کہ تو اس کی یوں عبادت کرے، جیسے تو اسے دیکھ رہا ہے۔ کے مطابق ذات الٰہی کے دوام حضور، اس کی حب کے انجذاب (کھینچے جان)، ذوق وشوق، جمعیت قلبی اور اپنے مشہود میں استغراق کے بغیر درجہ ولایت نصیب نہیں ہوتا۔

ملفوظ (۴۷)

ایک روز یہ کمترین اور حقیر ترین دیرینہ خادم حاضرین اور غائبین کے قبلہ کی محفل میں حاضر ہوا، جب حضرت قبلہ قلبی وروحی فداہ (آپ پر میرے دل و جان قربان ہوں) نماز عصر سے فراغت کے بعد ختم خواجگان جو ہمارے نقشبندیہ مجددیہ پیروں کا معمول ہے، پڑھنے کے لیے تشریف فرما ہوئے تو اس اثناء میں ایک پوندہ عورت خراسان سے حضرت حاجی الحرمین الشریفین جناب حضرت حاجی دوست محمد (قندھاری) صاحب برد اللہ مضجعہ الشریف ونور اللہ مرقدہ المنیف ورحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (اللہ ان کے مزار شریف کو خنک کرے اور ان کی قبر مبارک کو منور کرے اور آپ پر اللہ تعالیٰ رحم فرمائے) کے مزار کی زیارت کے لیے آئی اور اس نے کمال اخلاص اور شوق سے مزار پرانوار پر سجدہ کیا۔ جیسے ہی اس نے یہ عمل کیا، حضرت قبلہ نے ایک خوفناک آواز میں فرمایا کہ اے بے سعادت توفیض اور برکت حاصل کرنے کے لیے آئی ہے اور (اب) بھلائی سے محروم کیوں ہوتی ہے، قبروں پر سجدہ کرنا حرام ہے۔ سو حضرت قبلہ کی آواز

کو سن کر مذکورہ عورت اس حرکت سے باز آ گئی اور اس نے زیارت کر کے دعائے فاتحہ پڑھی اور چلی گئی۔

ملفوظ (۴۸)

ایک روز میں قبلہ انام کے حضور عالی مقام محفل میں حاضر ہوا۔ حضرت قبلہ قلبی وروحی فداہ (میرے دل و جان آپ پر قربان ہوں) نے یہ حکایت بیان فرمائی کہ سلطان ابراہیم ادھم (رحمۃ اللہ علیہ) نے ایک غلام خریدا اور اس سے کہا کہ تو کیا کھائے گا؟ اس نے کہا: ''جو سلطان دے گا''، (انہوں نے) پھر پوچھا: ''کیسا (لباس) پہنے گا؟'' اس نے کہا: ''جو سلطان نے عنایت کیا''۔ غرض جو کچھ سلطان (ابراہیم ادھمؒ) اس سے پوچھتے وہ جواب دیتا کہ جو سلطان نے دیا۔ (اس پر) سلطان ابراہیمؒ نے فرمایا: ''تم اپنی مرضی سے بھی کچھ کہو۔'' اس نے جواب میں کہا: ''چونکہ میں غلام ہوں، اپنی طرف سے کوئی چیز کیسے کہوں؟''۔ پس سلطان ابراہیم ادھم صاحب (رحمۃ اللہ علیہ) نے اس بات سے عبرت پکڑی اور خیال کرتے ہوئے اپنے دل میں کہا: ''چونکہ میں بھی اللہ کریم کا غلام ہوں، سو میں یہ حکمرانی اپنی چاہت سے کیوں کر رہا ہوں۔'' اپنی تمام بادشاہت کو چھوڑ کر نکل پڑے۔ ایک سرہانہ اور لوٹا اپنے ساتھ لیا۔ (راستے میں) ایک آدمی کو دیکھا کہ سر کے نیچے پتھر رکھ کر سو رہا ہے۔ (آپ نے) سرہانہ یہیں رکھ چھوڑا اور (خیال فرمایا) کہ لوٹے کا ساتھ اللہ کریم نے دیا ہے۔

نیز (آپ نے) فرمایا کہ اس فتنے کے زمانے اور ابتلا وغم کے وقت میں نقشبندیہ مجددیہ نسبت کو محفوظ رکھنے کی مثال ایسی ہے جیسے ایک آدمی تیلیوں کے گھر میں رہتا ہو اور اپنے کپڑوں کو محفوظ رکھے۔

نیز تعلیم و تعلم کے بارے میں بات چلی (تو آپ نے) فرمایا کہ ایک آدمی نے لوہار کے بیٹے سے پوچھا کہ تیرا باپ جلدی آئے گا یا دیر سے؟ (وہ) بولا: ''اگر اس نے جلدی کی تو دیر سے آئے گا اور اگر دیر کی تو جلدی آئے گا۔'' (اس سے) پوچھا گیا: (اس کی) ''کیا وجہ ہے؟'' کہنے لگا: ''اگر اس نے جلدی کی (تو) بعض چنگاریاں جلتی رہیں گی اور ہوا چلنے کی وجہ سے بوری

میں آگ لگ جائے گی اور وہ بوری کو جلا ڈالے گا (اس طرح) اسے ضرور دیر ہو جائے گی۔ اگر اس نے دیر کی تو تمام انگارے بجھ جائیں گے اور ان میں آگ نہیں ہوگی (اور) پھر وہ آسانی سے سب (چیزوں) کو بوری میں رکھ کر، بغیر تشویش کے آرام سے گھر پہنچ جائے گا۔" غرض طالبوں اور شاگردوں کو چاہیے کہ اوّل علم وغیرہ کے کام کی خوب مضبوطی سے بنیاد رکھیں، تا کہ باقی عمارت اس پر مضبوط بنے۔ اگر کوئی ابتداء میں خراب اور خام بنیاد رکھے تو باقی (تمام عمارت) خام ہوگی۔

نیز حضرت قبلہ نے جناب مولوی نور خان صاحب کو ولایت کبریٰ کے دوائر کا سبق عنایت فرمایا۔ انہوں نے عرض کیا کہ قبلہ اسم ذات اور نفی واثبات کے ورد کو کثرت سے کرنے کی وجہ سے غصہ زیادہ ہو جاتا ہے۔ (آپ نے) فرمایا: "اللہ کریم تیرے غصہ کو اپنے (حکم کے) لیے بنائے۔" جناب مولوی صاحب موصوف نے پھر عرض کی کہ قبلہ دل میں خیال آتا ہے کہ کہیں (علیحدگی میں) جا کر حق تعالیٰ عزاسمہ کا خوب ذکر کروں، کیونکہ گھر میں یہ دوسروں کے غصہ اور ضرر کا موجب بنتا ہے۔ (آپ نے) فرمایا کہ تمہیں ایسے نہیں کرنا چاہیے کہ تمہارے بچے چھوٹے ہیں اور وہ علم سے محروم رہ جائیں گے اور تمہارے غصہ کی زیادتی اس وجہ سے ہے کہ تمہیں آخرت کی فکر ہے اور معاش کی ہوش نہیں۔ اس زمانے میں ہر آدمی اپنی اغراض کے مطابق شریعت کی رعایت کے بغیر کام کر رہا ہے اور یہی چیز غصے کا موجب ہے۔ مولوی صاحب موصوف نے پھر التماس کی کہ قبلہ میں جس قدر ذکر واذکار کا ورد زیادہ کرتا ہوں، غصہ بڑھ جاتا ہے اور اگر ذکر کا ورد کم کروں تو غصہ نہیں آتا۔ (حضرت قبلہ نے) اپنی گوہر افشاں زبان (مبارک) سے ارشاد فرمایا: "جو چیز سفید ہوتی ہے (اس میں) داغ نمایاں ہوتا ہے اور اگر وہ میلی ہو تو (اس سے) کسی داغ کا خوف نہیں ہوتا اور اس پر کوئی کدورت دکھائی نہیں دیتی"۔ یعنی اللہ تبارک وتعالیٰ جلہ شانہ کے ذکر اذکار کا ورد دل کی پاکیزگی کا ذریعہ ہے، جب خلاف شرع کام، اس پر اثر انداز ہو تو وہ غصے کا سبب بن جاتا ہے، جبکہ غیر پاکیزہ دل پر کوئی اثر ظاہر نہیں ہوتا۔

نیز حضرت قبلہ نے فرمایا کہ دل میں خیال آتا ہے کہ اپنی زندگی (ہی) میں کتب خانہ کی

تمام کتابیں جناب حضرت مرشدنا ومولانا حضرت حاجی دوست محمد صاحب قبلہ برداللہ مضجعہ الشریف ونور اللہ مرقدہ المنیف ورحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (اللہ تعالیٰ ان کے مزار شریف کو خنک کرے اور ان کی قبر مبارک کو منور کرے اور آپ پر اللہ تعالیٰ کی رحمت ہو) کے نام مبارک وقف کردوں اور اپنے تینوں بیٹوں کو اس کا متولی بنا دوں۔ اس کام کے تین فائدے ہیں:
''اوّل یہ کہ اس کا ثواب ہمیشہ حضرت قبلہ صاحب کے روح (مبارک) کو ہوتا رہے گا، دوسرا یہ کہ کتابیں تقسیم کے تنازعہ وغیرہ سے محفوظ رہیں گی اور (بیٹے) کہیں گے کہ یہ کتابیں وقف ہیں (اور) ہماری ملکیت نہیں ہیں، سو (یوں) جھگڑا نہیں کریں گے، تیسرا یہ کہ فقیر کے تینوں بیٹے اپنی خواہش کے مطابق ان کتابوں سے نفع اٹھاتے رہیں گے۔''

ملفوظ (۴۹)

ایک روز یہ دیرینہ خادم فیض پرور محفل میں حاضر ہوا۔ آپ کے حضور فیض گنجور میں ''جو کچھ مولیٰ سے ہے وہ سب سے اولیٰ ہے'' کی بات چلی۔ حضرت قبلہ قلبی وروحی فداہ (آپ پر میرے دل و جان قربان ہوں) نے ارشاد فرمایا کہ نفع اور نقصان، نہ ملنا اور عطا ہونا، عزت اور ذلت، صحت اور بیماری سے جو چیز بھی انسان کو پہنچتی ہے، وہ تقدیر الٰہی سے ہوتی ہے۔ اگرچہ بعضے امور ظاہری طور پر نازیبا دکھائی دیتے ہیں، لیکن باطنی طور پر کیونکہ وہ حق تعالیٰ کی طرف سے ہوتے ہیں، لہٰذا وہ سب شائستہ، زیبا، عین مصلحت اور ثواب ہوتے ہیں۔ (پھر) آپ نے مکتوبات قدسی آیات حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی امام الشریعہ والطریقہ والحقیقہ قطب المدققین حضرت شیخ احمد سرہندی رحمۃ اللہ علیہ کی جلد سوم، مکتوب نمبر ۳۷ (ص ۴۳۰) کی یہ عبارت دکھائی:

> ''پراگندہ چیزوں سے پریشان اور دل تنگ نہ ہونا چاہیے، کیونکہ جمیل مطلق (یعنی اللہ تعالیٰ) کی طرف سے جو کچھ بھی آئے، وہ زیبا اور اچھا ہے۔ اس کی بلا اگرچہ جلال کی صورت میں ظاہر ہوتی ہے، لیکن درحقیقت جمال ہوتا ہے۔ یہ بات صرف کہنے پر ہی محمول نہیں اور

صرف منہ سے بولنے پر ہی مصروف نہیں، بلکہ حقیقت رکھتی ہے اور سراسر مغز ہے۔ کہنے اور لکھنے میں نہیں آ سکتی، اگر چہ دنیا میں ملاقات میسر ہو جائے تو بہتر ہے، ورنہ آخرت کا معاملہ نزدیک ہے۔ اَلْمَرْءُ مَعَ مَنْ اَحَبَّ (صحیح البخاری، نمبر ۶۱۶۸، ۶۱۶۹، ۶۱۷۰) یعنی آدمی اسی کے ساتھ ہے، جس سے وہ محبت کرتا ہے۔ کی بشارت ہجر کے ماروں کو تسلی بخشنے والی ہے۔

شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ یوں فرماتے ہیں، اشعار:

گر گزندت رسد ز خلق مرنج　　　که نه راحت رسد ز خلق نه رنج
از خدا دان خلاف دشمن دوست　　　که دل هر دو در تصرف اوست
گر چه تیر از کمان همی گذرد　　　از کماندار بیند اهل خرد

یعنی اگر خلقت سے تجھے تکلیف پہنچے تو دکھی مت رہو، کیونکہ خلقت سے آرام اور رنج نہیں پہنچتا۔

دشمن اور دوست کے برعکس خدا سے سمجھ، کیونکہ دونوں کا دل اس کے قابو میں ہے۔

اگر چہ تیر کمان ہی سے نکلتا ہے، لیکن عقلمند اسے کمان چلانے والے کی طرف سے سمجھتا ہے۔

نیز (آپ نے) فرمایا کہ حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کا یہ فیض نظام کلام اور شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ کے اشعار ظاہری طور پر آسان معلوم ہوتے ہیں لیکن در حقیقت ان کے معنی فہم وادراک سے بہت ہی زیادہ دور ہیں۔

ملفوظ (۵۰)

ایک روز میں فیض گنجور حضور میں حاضر ہوا۔ اس وقت شرک خفی اور جلی کا ذکر آیا۔ حضرت قبلہ قلبی وروحی فداہ (آپ پر میرے دل وجان قربان ہوں) نے یہ عبارت دکھائی:

تفسیر عزیزی کی عبارت

يَعُوْذُوْنَ بِرِجَالٍ مِنَ الْجِنِّ (سورہ الجن ۶):

یعنی اس جماعت کے کچھ لوگ جنوں کی پناہ پکڑتے تھے۔

اور یہ پناہ پکڑنا چند طرح سے تھا۔ اوّل یہ کہ جب ان کا جی چاہتا تھا، وہ منسوب کر دیتے کہ یہ (چیز) جن کی بدنظری کی وجہ سے ہے۔ لہٰذا جن کے لیے ایک کھانا اور ایک خوشبو کا بندوبست کرتے اور جس جگہ جنوں کے ہونے کا گمان کرتے (یہ) وہاں رکھ آتے تھے، تاکہ وہ اس حقیر شے کو رشوت کے طور پر قبول کریں اور ہمارے دکھ دینے سے باز آ جائیں۔

دوّم یہ کہ بڑی مشکلات اور حل نہ ہونے والے معاملات میں ان (جنوں) کے ناموں کا ورد کرتے تھے اور اپنی بنائی ہوئی شکلوں، جن کے نام بھی رکھتے تھے اور بتوں، جن کے بھی نام ہوتے تھے، کے پاس جا کر نذر، ہدیے اور قربانیاں دیتے تھے۔

سوم یہ کہ جب وہ آئندہ ہونے والے حوادث کی آگاہی چاہتے تو کاہنوں کے پاس جاتے اور انھیں پریوں کو بلانے کے لیے کہتے، تاکہ جنات حاضر ہو کر بتائیں کہ فلاں کام ایسا ہوگا اور فلاں واقعہ یوں۔

چہارم یہ کہ جب کبھی سفر میں، کسی صحرا، یا نئی منازل میں اترتے تو مدد اور پناہ حاصل کرنے کے لیے جنوں کے سرداروں اور بادشاہوں کو پکارتے تاکہ اس صحرا اور اس منزل میں ان کی اتباع کے طفیل محفوظ رہیں۔

پنجم یہ کہ چاپلوسی، خوشامدی تعریف، ہدیے، نذریں اور مرغوب کھانے دے کر بعض جنوں کو اپنی طرف مائل کر لیتے تھے تاکہ بوقت ضرورت اور عجز، انسانی حیلے سے ان سے کام نکلوائیں، جیسا کہ کردم بن السائب نے اپنے باپ جو کہ صحابی ہیں، سے روایت کیا ہے کہ ہم سفر میں تھے۔ ہم نے ایک عجیب چیز دیکھی کہ بیابان میں ایک بھیڑیا آیا اور اس نے ایک شخص کے ریوڑ سے ایک بھیڑ کو پکڑ لیا اور اس شخص نے ایک جن کا نام لے کر فریاد کی کہ اے فلانے جلدی آ کہ بھیڑیے نے میری بھیڑ اٹھالی ہے۔ ہم نے اس شخص کے فریاد کرتے ہی فوراً سنا کہ

ایک آدمی کہہ رہا ہے: ''اے بھیڑیے! اس کی بھیڑ کو فوراً چھوڑ دے''۔ بھیڑیا بھیڑ کو واپس کر کے بھاگ گیا۔

فَزَادُوْهُمْ رَهَقًا۔ پس ان آدمیوں نے جنوں کا نخوت اور تکبر زیادہ کر دیا۔ سو جنوں نے سمجھا کہ کیونکہ اللہ کے بندے ان امور میں ہمارے محتاج ہوتے ہیں اور ہم ان کی کارروائی کرتے ہیں اور ان پر جو مصیبتیں اور بلائیں اللہ تعالیٰ بھیجتا ہے، ان کو ہم دور کرتے ہیں۔ ہم بھی ایک طرح سے اللہ تعالیٰ کی خدائی کے کارخانہ میں شریک ہیں اور اگر ہمیں مستقل شرکت حاصل نہیں ہے تو بھی بلاشبہ ہمارے لیے اللہ تعالیٰ کی ذات اقدس کے ساتھ اس کا فرزند ہونے کا تعلق ثابت ہے کہ اس نے اپنے بندوں کو ہمارے سپرد فرما دیا ہے۔ پس ہم اس کے صرف بندے نہیں ہیں۔ آدمی یہ سمجھے کہ یہ غیبی جماعت جو ہماری حاجتوں کے لیے کارروائی کرتی ہے، ہمارے پروردگار کی شریک ہے اور ان کا خدا کے ساتھ محض بندگی کا تعلق ہے، بلکہ ان کو (اس ذات کی) فرزندی یا ولی عہدی یا خدمات کی سپردگی اس سے حاصل ہے۔ وگرنہ ہم جو اللہ تعالیٰ کی بندگی میں ان کے برابر ہیں، کو اللہ تعالیٰ ان کا محتاج کیوں کرتا؟ پس اس طرح کی استعانت اور مدد جو آدمیوں اور جنوں کے درمیان واقع ہوئی، وہ باطل اعتقادات پر جرأت رکھنے کا سبب بنی اور اسی لیے حدیث شریف میں جن سے مدد مانگنے سے مطلقاً منع فرمایا گیا ہے اور ارشاد ہوا ہے کہ جس شخص کو سفر یا حضر یا بیماری میں جن کا خوف لاحق ہو، اسے اسمائے الٰہی کی کے ذریعے پناہ مانگنی چاہیے اور وہ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْم اور قُلْ رَبِّ اَعُوْذُ مِنْ هَمَزَاتِ الشَّيٰطِنِ اور اَعُوْذُ بِكَ رَبِّ اَنْ يَّحْضُرُوْنَ اور معوذتین، یا اس طرح کے کلمات پڑھے اور کہے اَعُوْذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَاتِ كُلِّهَا مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ، اسے جن سے کوئی نقصان نہیں پہنچے گا۔ نیز جنوں کے نام پر (جانور) ذبح کرنے سے سختی کے ساتھ منع فرمایا گیا ہے اور ایسے جادو، جن میں جنوں کے پیروں اور سرداروں کے نام آتے ہوں، ان سے روکا گیا ہے، کیونکہ شرکت (فی اللہ) کی اصل آفت اسی عمل سے وجود میں آئی ہے اور (یہ) بنی نوع انسان اور نوع جن دونوں گروہوں کے حال کے فساد کا سبب بنی ہے۔ (تفسیر عزیزی ۴:۲۵۹-۲۶۱)۔

ملفوظ (۵۱)

ایک روز یہ حقیر پُر تقصیر (حضرت قبلہ کے) حضور میں حاضر تھا۔ اس وقت غلام سرور خان صاحب مکھڈی نے حضرت قبلہ قلبی وروحی فداہ (میرے دل و جان آپ پر قربان ہوں) کے حضور میں عرض کی کہ اسم ظاہر اور اسم باطن سے کیا مراد ہے؟ جو اکابر نقشبندیہ مجددیہ کے ہاں ولایت علیاء کے نام سے موسوم ہے اور جو ولایت ملائکہ ملا اعلیٰ ہے۔ حضرت قبلہ نے ان کے جواب میں فرمایا کہ لوگ اسم ظاہر و باطن سے اسم الٰہی مراد لیتے ہیں، جیسے آیا ہے کہ ''الاَوَّلُ وَالْآخِرُ وَالظَّاهِرُ وَ الْبَاطِنُ'' (سورۃ الحدید ۳) اور حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک اسم ظاہر سے باری تعالیٰ کے صفاتی نام اور اسم باطن سے اس کے ذاتی اسماء مراد ہیں۔ گویا مراقبہ اسم ظاہر کے وقت سالک کی سیر اسماء صفاتی میں ہوتی ہے اور مراقبہ اسم باطن میں سالک کی سیر اسماء ذاتی میں ہوتی ہے۔ بعد ازاں فرمایا کہ افسوس تم لوگ کسب نہیں کرتے ہو اور میں اس ضعف اور گوناگوں دائمی بیماریوں میں رہتا ہوں۔ پس میں تم کو جن مقامات کی تعلیم دیتا ہوں، یہ محض تبرک اور برکت کے لیے کرتا ہوں کہ (تمہیں) ان مقامات کی برکات اور فیوضات سے کچھ (ضرور) نصیب ہوگا۔

ملفوظ (۵۲)

ایک روز یہ درویشوں کا کمینہ اس دقائق قرآن کے واقف اور حقائق فرقان کے کاشف کے حضور حاضر ہوا۔ حضرت قبلہ قلبی وروحی فداہ (میرے دل و جان آپ پر قربان ہوں) نے کمال شفقت اور مہربانی سے ذکر واذکار کا طریقہ، دوام حضوری، اس کی شرائط وضروریات اور لوازمات واسباب اس گنہگار پُر تقصیر کو بتاتے ہوئے مخاطب فرمایا اور (پھر) تفسیر عزیزی کی یہ عبارت پڑھائی اور سمجھائی:

وَاذْكُرِ اسْمَ رَبِّكَ (سورۃ المزمل ۸):

یعنی اور یاد کر نام اپنے پروردگار کا ہمیشگی کے طور پر ہر وقت ہر کام اور ہر عبادت میں، خو

اس کے درمیان یا خواہ اس کے شروع اور آخر میں، خواہ زبان سے، خواہ دل سے، خواہ روح سے، خواہ سر سے، خواہ خفی سے، خواہ اخفی سے اور خواہ نفس سے۔ خواہ دن میں خواہ رات میں، زبان کے ذکر (کی صورت میں)، خواہ جہر (طریقہ) سے اور خواہ خفی سے۔ اپنے پروردگار کا نام (پکار)، خواہ وہ اسم ذات ہو یا اسم اشارہ، جو ھو ہے یا اسمائے حسنیٰ میں سے کوئی نام ہو جو سالک کے نفس، وقت اور حال سے زیادہ مناسبت رکھتا ہو۔ جیسا کہ حضرت شیخ ابو النجیب سہروردی بغدادی قدس سرہ سے منقول ہے کہ اس راستے کا طالب جب بھی ان کے پاس آتا تھا تو وہ پہلے اس کو ایک چلہ یا دو چلے کا حکم فرماتے تھے اور اس کے بعد اسے اپنے سامنے بٹھا کر (اللہ تعالیٰ کے) ننانویں اسمائے حسنیٰ پڑھتے اور اپنی نظر کو اس کے چہرہ پر ٹکاتے، اسمائے الٰہی میں سے جس نام پر اس کا چہرہ متغیر ہوتا اور وہ کانپ اٹھتا یا اچھل پڑتا تو فرمایا کرتے تھے کہ تیرے کام کی کشائش اسی اسم (مبارک) کے ذریعے ہوگی اور اسے اسی نام کے ذکر کا طریقہ تلقین فرماتے۔

اگر ان اسمائے الٰہی میں سے کسی اسم پر اس کا چہرہ متغیر نہ ہوتا اور اس کے بدن میں کوئی جنبش نہ پائی جاتی تو اسے فرماتے تھے کہ تو ابرار کے طریقہ کو اختیار کر اور تجارت، زراعت یا کسی اور پیشہ میں مشغول ہو جا، کیونکہ تیرے اندر راہِ قرب وجذب کے سلوک کی استعداد نہیں ہے۔

(ذاکر) خواہ صرف پروردگار کے نام کا ذکر کرے، یا تہلیل کی صورت میں جو نفی اور اثبات ہے یا تسبیح اور حمد، تکبیر، ولا حول اور دوسرے مسنونہ اذکار کی صورت میں ہو، خواہ ذکر کی صورت ایک ضربی ہو اور خواہ دو ضربی، خواہ اس سے بھی زیادہ ہو اور حبس دم کے طور پر اور خواہ حبس دم کے بغیر ہو، خواہ برزخ کے بغیر ہو اور خواہ برزخ کے ساتھ، خواہ تین رکنی اور خواہ سات رکنی، خواہ شرائط عشرہ کے ساتھ ہو، جو شد، مد، تحت، فوق، محاربہ، مراقبہ، محاسبہ، مواعظہ، تعظیم اور حرمت ہیں اور خواہ ان شرائط کے بغیر۔ علاوہ ازیں دوسری خصوصیات بھی ہیں جن کو اہل طریقت کے ماہروں نے نکالا ہے اور معین کرنا ایک کا، دو کا، ان مذکورہ خصوصیات میں سے شیخ اور مرشد کی رائے پر مفوض ہے۔ جس چیز کو وہ جس طالب کے حال کے موافق اور نہایت درست جانے، وہی چیز اس کو تلقین فرما دے اور پھر ایک خصوصیت سے دوسری خصوصیت کی

طرف انتقال کرے (یا حوالے کرے)، جس طرح کہ ایک دوسری آیت میں فرمایا گیا ہے: ''فَاسْئَلُوْا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ'' (سورہ النحل ۴۳)، یعنی تم اہل ذکر سے پوچھ لو، اگر تم نہیں جانتے ہو۔

سب سے زیادہ اہم یہ ہے کہ کوئی لمحہ اور کوئی سانس غافل نہ ہو اور کسی بھی شغل اور عمل میں اس ذکر سے محروم نہ رہے، جیسا کہ ایک دوسری آیت میں فرمایا گیا ہے: ''لَا تُلْهِيْهِمْ تِجَارَةٌ وَّلَا بَيْعٌ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ'' (سورہ النور ۳۷)، یعنی ان کو تجارت اور خرید وفروخت اللہ کی یاد سے نہیں روکتی۔

اگر اس چیز کا خوف ہو کہ شغل اور مصروفیت کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کے ذکر سے محروم رہوں گا، تو اس شغل اور مصروفیت کو خود سے الگ کردے، وَتَبَتَّلْ اِلَيْهِ یعنی تو ہر اس عمل سے الگ ہو جا جو تجھے اللہ تعالیٰ کے ذکر اور اپنے پروردگار کی یاد کرنے سے محروم رکھتا ہے۔ یا تَبْتِيْلاً۔ یعنی الگ ہونے (یکسوئی) کی غرض سے اس عمل سے تعلق جوڑ اور اس شغل کو اپنی طرف سے اختیار کر۔ کیونکہ اس عمل کے تعلق کو چھوڑنا اور اپنی طرف سے اس شغل سے الگ ہو جانا بعض اوقات ظلم اور خلاف شرع ہو جاتا ہے۔ مثلاً نوکر نوکری کے تعلق کو چھوڑے بغیر اپنے آقا کی خدمت سے محروم اور الگ ہو جاتا ہے، یا مرد نکاح کے تعلق کو چھوڑے بغیر عورت کی صحبت، اس کی دلداری اور نان ونفقہ کے کسب سے الگ ہو جاتا ہے اور محروم رہتا ہے اور اسی طرح دوسری چیزوں کو قیاس کر لینا چاہیے۔ اسی قید کی طرف اشارہ کرنے کے لیے تَبْتِيْلاً کا لفظ لایا گیا ہے، کیونکہ (اس) بیان سے اسی طرح کا انقطاع (علیحدگی) اختیار کرنا منظور ہے، جس سے جدا ہونے پر تعلق حاصل ہو، نہ کہ اس سے قطع کرنے کی تاکید ہے، کیونکہ پھر تبتلاً فرماتے۔

اس قطع اور تبتل کے بہت فائدے ہیں۔ اس کا پہلا فائدہ عین ذکر میں ہے۔ یعنی ماسویٰ اللہ کے خطرے دل میں پیدا نہ ہوں اور ذکر کی جو غرض ہے وہ حاصل ہو جائے کیونکہ دل میں خطرات کے پیدا ہونے کی صورت میں ذکر ذکر نہیں رہتا اور وہ مذکور کی طرف خالص توجہ کا سبب بھی نہیں بنتا تاکہ اس سے قرب وجذب کا ثمرہ حاصل ہو۔

دوسرا فائدہ ذکر کے اثر کے باقی رہنے میں ہے۔ اس لیے کہ کسی چیز کی طرف متوجہ ہونے

سے پہلی چیز کی طرف توجہ کا اثر مٹ جاتا ہے اور دوسرے خطروں کی طرح یہ توجہ بھی بے فائدہ ہو جاتی ہے۔

تیسرا فائدہ یہ ہے کہ تمام عبادتوں میں فارغ البال ہونا شرط ہے اور مخلوق سے تعلق رکھنا ایک مضبوط شغل ہے۔

چوتھا فائدہ یہ ہے کہ (تَبَتُّلْ) بہت سے گناہوں، مثلاً ریا، غیبت، بدعت، خوشامد، منکرات اور بدعات کے دیکھنے اور بری صحبت سے متاثر ہونے سے بچنے کا سبب (بنتا) ہے۔

پانچواں فائدہ یہ ہے کہ (تَبَتُّلْ) ماسویٰ اللہ کی محبت کی نفی کرتا ہے، چنانچہ وہ اللہ تعالیٰ کے ذکر کی محبت دل میں بڑھا دیتا ہے۔ سو (تبتل) دوائے صحت کے استعمال سے پہلے تنقیہ (پاک وصاف کرنا) کا حکم رکھتا ہے، جیسے دوا کے استعمال سے قبل تنقیہ شرط ہے اسی طرح ذکر سے تَبَتُّلْ (اختیار کرنا) بھی شرط ہے۔

یہاں یہ سمجھ لینا چاہیے کہ دنیاوی تعلقات سے الگ ہونا اور ان سے قطع تعلق کرنا ذکر اور سلوک کے ابتدا میں شرط ہے اور انتہا میں جب استغراق اور اختلاط کے درمیان جمع (خاطر) کی قوت حاصل ہو جاتی ہے تو یہ شرط نہیں رہتی، بلکہ (اس وقت) اختلاط تَبَتُّلْ سے بہتر بن جاتا ہے، کیونکہ اس طرح یہ سیکھنے، سکھانے، مودب بنانے اور مودب بننے، ہدایت ونصیحت اور حقوق کے لحاظ رکھنے کا ذریعہ بن جاتا ہے اور ایسی عبادات کے ثواب کے حاصل کرنے کا سبب بن جاتا ہے جو اختلاط پر موقوف ہیں؛ مثلاً بیمار کی عیادت کرنا، جنازے میں شامل ہونا، حاجتمندوں اور عزیزوں کی مدد وتواضع کرنا، لوگوں کی زیادتیوں پر صبر وتحمل کرنا، مسکینوں اور مہمانوں کی خدمت کرنا اور (یہ اختلاط) صدقے، نیک کاموں، مسجدوں اور مسافر خانوں کی تعمیر کے لیے مال کمانے کا سبب بنتا ہے۔

بعض فقہا نے وَاذْكُرِ اسْمَ رَبِّكَ کو تکبیر تحریمہ کہنے اور تَبْتِيل کو رفع یدین کرنے پر محمول کیا ہے۔ کیونکہ نماز کے شروع میں دونوں ہاتھ اٹھانے میں (یہ) اشارہ ہے کہ میں دونوں جہان سے ہاتھ اٹھا کر اللہ تعالیٰ کی یاد میں مشغول ہوا ہوں اور بعض صوفیا نے تَبْتِيل کو ذکر کے وقت نفی ماسویٰ اللہ پر محمول کیا ہے۔

اس تبتیل کا طریقہ یہ ہے کہ ایک تاریک مکان میں بیٹھے اور اپنے سر (اور منہ) کو کپڑے سے لپیٹ لے اور اپنی آنکھوں کو بند کرے اور زبان کو سوائے ذکر کے نہ ہلائے اور (یہ) خالی معدہ اور بھوک کی حالت میں کرے، لیکن افراط کے بغیر اور بیدار رہنا اختیار کرے اور کم کھانا لازم کرے، کیونکہ ان دونوں (کاموں) کو دل کے منور کرنے میں پورا اختیار حاصل ہے، کیونکہ کم کھانا دل کے خون کو گھٹاتا ہے اور بیدار رہنا دل کی چربی کو پگھلاتا ہے۔ (اس دوران) کسی شخص کو مقرر کرے جو اس کی خوراک اور پہننے کی ضروریات کو پورا کرنے کا اہتمام کرے اور خوراک میں احتیاط رکھے کہ حلال ذریعہ سے ہو اور فرائض اور سنتوں کی ادائیگی اور قبلہ رو ہو کر، طہارت (وضو) اور حضور دل کے ساتھ ذکر دائم میں مشغول رہے۔ اوّل زبان سے ذکر کرے، یہاں تک کہ زبان کی حرکت رک جائے اور بے اختیار ذکر جاری ہو جائے۔ پھر دل میں خیال کر کے ذکر کرے، یہاں تک کہ حروف بھی درمیان میں نہ رہیں اور صرف معنی دل میں پختہ ہو جائے۔ اس کے بعد گنتی ختم ہو جاتی ہے اور ذکر حالات میں سے ایک حالت بن جاتا ہے اور اس وقت ایک ایسی قوی محبت پیدا ہو جاتی کہ (ذاکر) مذکور (یعنی اللہ تعالیٰ) کو ہرگز بھلا نہیں سکتا۔ پھر اسے تمام ظاہری اور باطنی چیزوں سے غیبت (بے خبری) حاصل ہو جاتی ہے یہاں تک کہ وہ اپنے نفس اور نفس کی صفات سے بھی غائب (بے خبر) ہو جاتا ہے اور اس مرتبہ کا نام قرب ہے۔ پھر یہ نوبت آ جاتی ہے کہ ذکر سے بھی غیبت (بے خبری) ہو جاتی ہے اور صرف مذکور (یعنی اللہ تعالیٰ) کا شہود (مشاہدہ) باقی رہتا ہے اور یہ (مقام) فنا کی سرحد (کہلاتا) ہے۔ بعد ازاں اپنے محبوب کے ساتھ ایک ایسا اتصال (وصال) نصیب ہو جاتا ہے جس کی کیفیت بیان و قیاس سے باہر ہے اور اس رتبہ کے نصیب ہونے پر اسے (یعنی ذاکر) کو شاہ، ولی اور واصل (الی اللہ) کہہ سکتے ہیں اور اس سے پہلے (کی حالت میں) اسے طالب، مرید، مشتاق اور متلاشی کہہ سکتے ہیں (دیکھئے: تفسیر عزیزی ۳: ۳۲۴-۳۲۸)۔

ملفوظ (۵۴)

ایک روز میں فیض پرور محفل میں حاضر ہوا۔ حضرت قبلہ قلبی وروحی فداہ (میرا دل اور جان

آپ پر قربان ہوں) نے مولوی نور الحق صاحب شاہ پوری کو مخاطب کرتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ فتنوں سے پر اس زمانے میں ولایت کا درجہ اور فقیری حاصل کرنا بہت مشکل ہے، کیونکہ ولایت کی شرائط، حلال کھانا اور سچ بولنا وغیرہ کسی طرح بھی میسر نہیں آتیں۔ جس طرح کہ حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

''ہندوستان میں اگر کوئی شخص بے وضو ہل چلانے کا کام کرے تو وہ طیبات سے باہر نہیں نکلتا۔''

سو اس سے بات کو سمجھنا چاہیے کہ اگر ہم لوگوں کو عامیوں مثلاً ہل چلانے والے جیسا ایمان نصیب ہو جائے تو بھی بڑی غنیمت ہے۔

نیز اس بارے میں فرمایا کہ ایک روز حضرت قبلہ عالم، قطب زماں، میرے مرشد حضرت حاجی دوست محمد صاحب قدس سرہ برد اللہ مضجعہ نے ارشاد فرمایا کہ میں عرب کے سفر میں ایک ایسی جگہ پہنچا کہ وہاں ریت کے ٹیلے تھے اور کوئی آبادی قریب نہ تھی اور نہ کوئی آدمی نظر آتا تھا۔ اس جگہ عجیب تاثیرات اور غریب برکات ظاہر ہوئیں اور میں حیران ہوا کہ خدایا کیا معاملہ ہے؟ کہ نہ تو کوئی بابرکت اور اہل نسبت شخص دکھائی دیتا ہے اور نہ ہی کوئی مزار نظر آتا ہے۔ میں ان ٹیلوں پر گھوما، کیا دیکھتا ہوں کہ ریت کے اندر ایک لتھڑے ہوئے سر والا، پریشان حال اور پھٹے ہوئے کپڑوں والا پٹھان آدمی پڑا ہے۔ میں نے اس سے پوچھا کہ تم کون ہو؟ اور تمہاری یہ کیسی حالت ہے؟ کہنے لگا کہ میں حضرت جی پشاوری کے مریدوں میں سے ہوں۔ جب بیت اللہ شریف کے حج کا ارادہ میرے دل میں پیدا ہوا تو حضرت جی نے مجھے فرمایا کہ میں تجھے طریقہ کی اجازت دیتا ہوں۔ میں نے عرض کیا کہ اس چیز کے قبول کرنے کی مجھ میں لیاقت نہیں ہے اور میں نے شیخ کے عطیہ کو رد کر دیا۔ اب میں نے سنا ہے کہ حضرت جی کا وصال ہو گیا ہے اور (اس وقت) میں غمزدہ ہوں کہ میں نے شیخ کی اجازت (خلافت) کو کیوں رد کیا اور ان کے عطیہ کو کیوں نہ قبول کیا۔

نیز حضرت قبلہ نے فرمایا کہ میری حالت یوں ہے کہ شیخ نے مجھے اس جگہ (مسند) پر بٹھایا ہے اور یہ منصب (خلافت) میرے سپرد فرمایا ہے اور میں نے اس بزرگ کے قصہ سے عبرت پکڑی ہے اور میرے حضرت شیخ بھی اپنے بارے میں اس طرح کا دعویٰ کرتے تھے۔

ملفوظ (۵۴)

ایک روز میں نے حضرت قبلہ قلبی وروحی فداہ (میرے دل و جان آپ پر قربان ہوں) کے پر نور حضور میں حاضر ہو کر عرض کی کہ قبلہ نماز تہجد میں کتنی قرأت کی جائے۔ (حضرت نے) موتی بکھیرنے والی زبان (مبارک) سے بیان فرمایا کہ ہمارے طریقہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ میں پیران کبار علیہم الرضوان لمبی لمبی سورتیں پڑھتے تھے۔ مثلاً سورہ یٰس، سورہ محمدؐ اور اس جیسی (دوسری سورتیں) پھر حضرت نے اس حقیر کے لیے تفسیر عزیزی کی یہ عبارت پڑھی:

حدیث شریف میں آیا ہے کہ جو شخص تہجد کی نماز میں دس آیتیں دو رکعتوں میں پڑھتا ہے، اس کو غافلوں میں نہیں لکھتے ہیں اور جو شخص سو آیتیں کئی رکعتوں میں پڑھے، اس کو عابدوں میں لکھتے ہیں اور جو شخص ہزار آیتیں پڑھے، اس کو عمدہ رازداروں میں لکھتے ہیں اور بعض روایات میں آیا ہے کہ جو شخص قرآن (مجید) کی پچاس آیتیں تہجد میں پڑھتا ہے، قیامت کے روز قرآن (مجید) اس کے ساتھ کوئی جھگڑا نہیں کرے گا، وگرنہ قرآن (مجید) اس کے ساتھ جھگڑا اور جنگ کرے گا کہ تو نے مجھے ضائع کر دیا اور تو نے میرا حق ادا نہیں کیا۔ بعض حدیثوں میں آیا ہے کہ جو شخص سورہ بقرہ کی آخری دو آیتیں تہجد کی نماز میں پڑھے، وہ اس کے لیے کفایت کرتی ہیں۔ حدیث میں یہ بھی آیا ہے کہ ایک روز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے (صحابہ کرامؓ) سے فرمایا کہ کیا تم سے نہیں ہوسکتا کہ تم ہر رات قرآن (مجید) کا تہائی حصہ پڑھا کرو۔ صحابہ (کرام) رضی اللہ عنہم نے عرض کیا کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قرآن (مجید) کے تہائی حصہ کو ہر رات پڑھنا بہت مشکل ہے۔ (یہ) کون کر سکتا ہے۔ (اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے) فرمایا کہ سورۃ قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَد ثواب کے لحاظ سے قرآن (مجید) کے

تہائی حصہ کے برابر ہے۔ اگر تم اس کو پڑھو تو تمہیں قرآن (مجید) کے تہائی حصہ کے پڑھنے کا ثواب ملے گا۔ لہٰذا اکثر مشائخ نے اس سورۃ کو نماز تہجد میں پڑھنے کا معمول بنائے رکھا ہے۔ اس کے پڑھنے کے چند طریقے ہیں۔ پہلا یہ کہ سورۃ فاتحہ کے بعد ہر رکعت میں اس سورۃ کو تین بار پڑھے۔ دوسرا یہ کہ پہلی رکعت میں (سورۃ فاتحہ کے بعد) بارہ مرتبہ اس کو پڑھے اور (پھر ہر رکعت میں) ایک (ایک) بار کم کرتا جائے، یہاں تک کہ آخری رکعت جو کہ بارہویں ہے، میں ایک بار پڑھی جائے گی۔ تیسری یہ کہ پہلی رکعت میں ایک بار پڑھے اور ہر رکعت میں ایک ایک بار زیادہ کرتا جائے، یہاں تک کہ آخری رکعت میں بارہ مرتبہ پڑھی جائے گی۔ لیکن فقہاء کے نزدیک یہ طریقہ پسندیدہ نہیں ہے، کیونکہ دوسری رکعت پہلی سے زیادہ لمبی ہو جائے گی اور یہ اولیٰ کا چھوڑنا ہے۔ بعض مشائخ ہر رکعت میں سورۃ مزمل کے ساتھ سورۃ اخلاص کو ملا لیتے ہیں۔ حضرت خواجہ عزیزان (علی رامیتنی) قدس سرہ جو سلسلہ نقشبندیہ کے سردار ہیں، سے منقول ہے کہ آپ اپنے دوستوں (عقیدتمندوں) کو نماز تہجد میں سورۃ یٰس پڑھنے کا فرماتے تھے اور ارشاد فرماتے تھے کہ جب اس نماز میں تین دل جمع ہو جائیں تو مقصد حاصل ہو جاتا ہے (۱) رات کا دل، جو کہ آدھی رات کے بعد (کا وقت) ہے (۲) قرآن کا دل، جو سورۃ یٰس ہے (۳) ایماندار بندے کا دل، جو ایمان سے پر ہے۔" (دیکھئے: تفسیر عزیزی ۳: ۳۴۶-۳۴۷)۔

ملفوظ (۵۵)

ایک روز میں فیض گنجور حضور میں حاضر ہوا۔ اس وقت حضرت قبلہ قلبی و روحی فداہ (میرے دل و جان آپ پر فدا ہوں) نے حاضر خادموں کو آداب کی نصیحتیں وغیرہ بیان

فرمائیں۔اس کے بعد اس گنہگار پر تقصیر کو مخاطب کرتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ اس زمانے کے درویش جو روٹی اور سالن کے ساتھ چٹنی اور اچار کھاتے ہیں۔اگر اس نیت سے کھائیں کہ یہ بھی ایک عمدہ سالن ہے جو روٹی کے ساتھ کھایا جاتا ہے تو اس طرح جائز ہے۔اس حدیث شریف کے مطابق:

عن جابر ان النبی صلّی اللّٰہ علیہ وسلّم سَاَلَ اَھْلَہُ الْاُدَامُ، فَقَالُوْا مَا عِنْدَنَا اِلَّا خَلٌّ، فَدَعَابِہٖ فَجَعَلَ یَا کُلُ بِہٖ وَیَقُوْلُ نِعْمَ الاُدْمُ الخَلُّ، نِعْمَ الْاُدُمُ الخَلُّ [ک] (صحیح مسلم، ص ۹۱۵):

یعنی (حضرت) جابر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) سے مروی ہے کہ نبی (کریم) صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اپنے گھر والوں سے سالن مانگا۔ انہوں نے عرض کیا کہ ہمارے پاس سرکہ کے علاوہ کچھ نہیں۔آپؐ نے سرکہ منگایا، اس کے ساتھ روٹی کھانے لگے اور فرمایا سرکہ کتنا ہی اچھا سالن ہے؟ سرکہ کیا ہی اچھا سالن ہے؟

اور اگر (یہ درویش) نفس کی لذت کے لیے کھاتے ہیں، تا کہ بھوک بڑھ جائے اور اس طرح خوراک بہت زیادہ کھا سکیں تو (اس کا) کھانا جائز نہیں ہے۔اس کی تائید میں (حضورؐ نے) فرمایا ہے: ''وَلَا یَجْمَعَ بَیْنَ الْاِدَامِیْن [۸]'' (یعنی دو سالنوں کو جمع نہ کیا جائے) کیونکہ روٹی کے ساتھ دو قسم کے سالن کھانا صوفیہ کے طریقہ میں جائز نہیں ہے، نیز کھانے کے آداب میں (حضور صلّی اللہ علیہ وسلّم) نے فرمایا ہے:

''وَلَا یَنْتَظِرُ الْاِدَامَ'':

یعنی سالن کا انتظار نہ کیا جائے۔

کیونکہ صوفی کو چاہیے کہ جب روٹی ہاتھ آئے تو فوراً کھالے اور سالن کا منتظر نہ رہے۔

ملفوظ (۵۶)

ایک روز میں فیض پرور محفل میں حاضر ہوا۔اس دوران جناب حاجی حافظ محمد خان ترین

بھی (حضرت قبلہ کے) حضور میں حاضر ہوئے۔ حضرت قبلہ قلبی و روحی فداہ (میرے دل و جان آپ پر فدا ہوں) نے انھیں مخاطب کرتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ کیا مراقبہ میں کچھ تاثیر محسوس ہوئی ہے؟ خان صاحب موصوف نے عرض کیا کہ قبلہ تاثیر ہوئی ہے لیکن جب تک میں خانقاہ شریف میں حضرت قبلہ کے حضور میں حاضر رہتا ہوں' اس وقت تک تاثیر اور فیض محسوس ہوتا ہے، جب اس جگہ سے اپنے گھر چلا جاتا ہوں تو تاثیر کم ہو جاتی ہے، بلکہ کوئی تاثیر محسوس نہیں ہوتی۔ حضرت قبلہ نے یہ عبارت پڑھی:

عبارت مرج البحرین:

(حضرت) انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ جس روز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم دنیا سے تشریف لے گئے اور آپ کے جمال کے سورج نے پردہ اختیار کیا تو ہماری حالت تبدیل ہو گئی اور ہمارے دلوں کے آگے پردہ چھا گیا جس سے ڈوری کی پہچان ہم سے جاتی رہی اور نور یقین بجھ گیا۔

ع۔ رہ ندیدم چو برفت از نظرم صورت دوست

یعنی جب محبوب کی صورت میری نظر سے اوجھل ہو گئی تو مجھے راستہ دکھائی نہیں دیتا تھا۔

بالکل ایسے جیسے آنکھ کے سامنے سے چراغ ہٹ جائے۔ اس سے بھی زیادہ بلند اور زیادہ دقیق ایک دوسری بات ہے جو حضرت حنظلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ہے جنہیں حنظلہ غسیل (الملائکہ) کہتے ہیں اور وہ آسمانی وحی کے کاتب تھے، وہ اپنے حال کی شکایت کرنے کے لیے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس آئے اور فریاد کی کہ نَافَقَ حَنْظَلَۃُ (یعنی) میں حنظلہ کو، یعنی خود کو مخلصین میں خیال کرتا تھا، لیکن وہ منافق صفت نکلا، اس کا دل زبان سے اور اس کا ظاہر باطن سے مطابقت نہیں رکھتا اور اس کی حالت استقامت والی نہیں۔ (حضرت) ابو بکر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے فرمایا حَاشَ لِلّٰہِ آخر یہ کیسی بات ہے؟ اور آپ کیا کہہ رہے ہیں؟ اور صورت حال کیا ہے؟ اور (آپ کا) مقصد کیا ہے؟ (حضرت حنظلہؓ نے) فرمایا جب

ہم رسول (کریم) صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور (حاضر) ہوتے ہیں اور آپ کی زیارت کرتے ہیں اور آپؐ کی باتیں سنتے ہیں تو نور یقین یوں جلوہ گر ہوتا ہے کہ گویا ہم حقیقت کو اپنے سر کی آنکھ سے دیکھ رہے ہیں اور جنت اور دوزخ کا مشاہدہ کر رہے ہیں۔ پھر جب آپؐ کے پاس سے اٹھ کر باہر جاتے ہیں اور اہل وعیال کے ساتھ بات چیت میں لگ جاتے ہیں اور اسباب و آلات پر نگاہ ڈالتے ہیں تو ہماری حالت بدل جاتی ہے اور وہ تعلق گم ہو جاتا ہے اور جو باتیں ہمیں یاد تھیں، اس سے اکثر بھول جاتی ہیں۔ تم دیکھو کہ (حضرت) ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو ایمان لانے والوں میں اوّل اور صدیقوں کے سردار ہیں، اس بات کو سن کر کیا فرماتے ہیں؟ کہنے لگے: اے بھائی! تم کیا کہتے ہو؟ ہماری حالت بھی اسی طرح ہے! پس (حضرت) حنظلہؓ (حضرت) ابوبکرؓ کے ساتھ مشہد حضور یعنی سید کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی پرنور مجلس میں حاضر ہوئے اور اپنی حالت کو حضورؐ کی خدمت (اقدس) میں عرض کیا۔ (حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے) فرمایا: ''غم نہ کھاؤ اور فکر نہ کرو کہ حقیقت حال اور غیب وحضور (غیر حاضری وحاضری) کی یہی خاصیت ہے۔ اگر تم ہمیشہ اسی حالت میں رہو جو میرے حضور میں دیکھتے ہو تو تم حقیقت کو اپنی آنکھوں سے دیکھنے لگو گے اور فرشتوں کے ساتھ مصافحہ کرنے لگو گے''۔ (جامع الترمذی نمبر ۲۵۱۴، ص ۵۷۱):

اگر درویش بر یک حال ماندے ۔۔۔ سر دست از دو عالم برفشاندے

دمے بر طارم اعلیٰ نشینم ۔۔۔ گہے بر پشت پائے خود نہ بینم

یعنی اگر درویش ایک حال پر رہتا ہے تو دونوں جہان پر اس کی نظر نہ پڑتی۔

کبھی تو میں اوپر والی سیڑھی (عرش معلیٰ) پر بیٹھا ہوتا ہوں اور کبھی اپنے پاؤں کی پشت پر بھی (چیز) نظر نہیں آتی۔

اب معلوم ہوا کہ صحابہ (کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین) جو مقربین درگاہ (خداوندی) اور عارفان (معارف) آگاہ کے گروہ کے سردار ہیں، کے حالات بھی نور نبوت کے نہ ہونے اور ہونے میں بدل جاتے تھے اور مختلف ہوتے تھے، (اس طرح) دوسروں کا کیا حال ہے؟

ملفوظ (۵۷)

ایک روز یہ خاکسار بندہ درگاہ پروردگار کے مقبول (حضرت قبلہ) کے حضور تہجد کے وقت حاضر ہوا۔ خلوت تھی، فیض سمیٹنے والے خدام میں سے کوئی بھی حاضر نہ تھا۔ آپ نے فدوی کو قریب بٹھا کر ارشاد فرمایا کہ خاندان عالیہ نقشبندیہ مجددیہ کی نسبت جوش وخروش اور آہ ونعرہ پر موقوف نہیں ہے بلکہ (یہ) نسبت ایک باریک چیز ہے جو آدمی کو ہوا کی طرح پہنچتی ہے:

ع۔ صبا بسوئے مدینہ رواز یں غلامے سلامے برخوان

یعنی اے صبا تو مدینہ (منورہ) کی جانب چل، اس غلام کی طرف سے

ایک سلام (نبی اکرم صلّی اللہ علیہ وسلّم کے حضور) پڑھ۔

اسی مقصد میں بیان فرمایا کہ فانی فی اللہ حضرت خواجہ محمد باقی باللہ صاحبؒ جب دہلی میں تشریف لائے تو اس ملک کے تمام پیر اپنی پیری کو چھوڑ کر آنحترم کے مرید بن گئے اور دہلی میں رہنے والے شرفاء آج تک پاس ادب سے آپ کو غریب نواز کے لقب سے یاد کرتے ہیں۔

ایک روز جناب حضرت ممدوح نے حلقے سے سر اٹھاتے ہوئے (ارشاد) فرمایا کہ ایک بیگانہ آدمی ہمارے اس حلقہ میں موجود ہے، جس کی وجہ سے فیض کا القاء نہیں ہو رہا۔ مرید اور درویش جو حلقہ میں شریک تھے، انہوں نے ایک دوسرے کی طرف دیکھا اور کہنے لگے کہ ہمارے درمیان کوئی بیگانہ آدمی نہیں ہے۔ (سب) حیران ہو گئے۔ آخرکار ایک آدمی نے عرض کیا کہ قبلہ عالم! آج میں نے اپنے بھائی کی چادر سر پر اوڑھی ہے کہ ہمارا اور ان کا گھر ایک ہے لیکن میرا (وہ) بھائی اس طریقہ (عالیہ) میں داخل نہیں ہے۔ (آنحترم نے) ارشاد فرمایا کہ بہت جلدی یہ چادر حلقہ سے باہر ڈال دی جائے۔ فرمان کے مطابق (چادر باہر) ڈال دی گئی۔ (آپ) پھر متوجہ فیض ہوئے۔ فوراً فیض کا القاء جاری ہو گیا۔

پھر حضرت قبلہ نے فرمایا کہ اس دقیق بات سے سمجھ لینا چاہیے کہ اس زمانے کے درویشوں کی حالت بالکل بدل چکی ہے جو ذکر کی محنت اور کثرت، جیسا کہ اس کا حق ہے، نہیں کرتے اور جب حلقہ میں آتے ہیں تو بیگانہ وار بیٹھتے ہیں۔ باوجود اعمال وافعال کے ان نقائص

کے ہمارے مرشد حضرت مولانا قبلہ حضرت حاجی دوست محمد قندھاری صاحب قدس سرہ و برد اللہ مضجعہ کے فیض سے ہر آدمی اپنی استعداد کے مطابق نفع اٹھا رہا ہے، یہ سب ہمارے پیروں کا فیض و تصرف ہے۔

ملفوظ (۵۸)

ایک روز میں فیض پرور محفل میں حاضر ہوا۔ اس اثناء میں جناب میاں حاجی حافظ محمد خان صاحب ترین بھی فیض مرتبت (حضرت قبلہ) کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ حضرت قبلہ قلبی و روحی فداہ (میرے دل و جان آپ پر قربان ہوں) نے انھیں مخاطب کرتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ مطالعہ کتب انسان کے لیے نعمت عظمیٰ ہے، لیکن سلوک کا مقام حصول باطن اور کثرت ذکر کی ہمیشگی کے بغیر حاصل نہیں ہوتا۔ اس وقت تمہارا سبق مراقبات مشارب پر ہے۔ لہٰذا پانچ ہزار بار ذکر اسم ذات، لطیفہ قلب پر، ایک ہزار لطیفہ روح پر، ایک ہزار لطیفہ سر پر، ایک ہزار لطیفہ خفی پر، ایک ہزار لطیفہ اخفی پر، دو ہزار لطیفہ نفس پر، ایک ہزار (لطیفہ) قالب پر، کل بارہ ہزار مرتبہ ذکر اسم ذات تمہیں دن رات میں کرنا چاہیے۔ اس سے کم نہ کرو۔

اسی موضوع میں بیان فرمایا کہ ہمارے مرشد حضرت مولانا حاجی دوست محمد (قندھاری) صاحب برد اللہ مضجعہ الشریف ونور اللہ مرقدہ المنیف کئی دفعہ فرمایا کرتے تھے کہ جس آدمی نے بارہ ہزار (بار) ذکر اسم ذات کو نیت کی درستگی کے ساتھ ہمیشہ قائم رکھا وہ ''صاحب اللفظ'' ہے۔ جس چیز کو اس کا دل چاہے گا، وہ اس کو پائے گا۔

نیز ارشاد فرمایا کہ حافظ قرآن اگر اخلاص نیت کے ساتھ خالص اللہ (تعالیٰ) کی رضا کے لیے قرآن شریف پڑھتا ہے تو غنا اس کی بغل میں ہوتی ہے (یعنی وہ دنیاوی لالچ نہیں رکھتا)۔

ملفوظ (۵۹)

ایک روز میں حضور عالی میں حاضر ہوا۔ اس وقت ایک خط بندرگاہ بمبئی سے پہنچا۔ ملا فقیر محمد خروٹی صاحب، تاجر نے لکھا تھا کہ اس سال گندم کی گرانی حد سے بڑھ گئی ہے اور اطراف و

جوانب اور دور ونزدیک سے قحط سالی کی آواز آرہی ہے۔اس سال چند ہزار روپیہ کی ہنگ خرید کر بیچنے کے لیے کچھ عرصہ سے بمبئی میں لے آیا ہوں، یہ تحریر لکھنے تک اس میں سے کچھ بھی فروخت نہیں ہوئی، (بہت) بڑے نقصان کا اندیشہ ہے۔ دوسری عرض یہ ہے کہ بمبئی شہر میں ایک نئی بیماری ظاہر ہوئی ہے کہ پنڈلی کے اوپر ایک دانہ نکلتا ہے اور اس کی سوجن اوپر چلی جاتی ہے۔ چند ساعتوں کے بعد مریض دار فانی سے عالم جاودانی کی طرف کوچ کر جاتا ہے۔اس بیماری کے خوف سے بمبئی کے چار پانچ لاکھ باشندے اپنے شہر کو چھوڑ کر (مختلف) سمتوں کی جانب بھاگ گئے ہیں۔سواس لیے دعا کی التماس کرتا ہوں کہ (اپنی) غیبی دعا سے اس خادم کو فراموش نہ فرمائیں اور پڑھنے کے لیے کوئی ورد عطا فرمائیں، جو ان مشکل کاموں میں مفید ہو۔ حضرت قبلہ قلبی وروحی فداہ (میرے دل وجان آپ پر فدا ہوں) نے اس دیرینہ خادم کو مخاطب کرتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ اس کے جواب میں لکھو کہ اکثر اوقات میں کثرت کے ساتھ استغفار کو ورد بنائیں، تمام کاموں اور مشکلات میں مفید ہوگا کہ حق تعالیٰ عزاسمہ خود فرماتے ہیں:

فَقُلْتُ اسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ، اِنَّهٗ كَانَ غَفَّارًا، يُرْسِلِ السَّمَاءَ عَلَيْكُمْ مِّدْرَارًا، وَّيُمْدِدْكُمْ بِاَمْوَالٍ وَّبَنِيْنَ وَيَجْعَلْ لَّكُمْ جَنّٰتٍ وَّيَجْعَلْ لَّكُمْ اَنْهٰرًا، مَالَكُمْ لَا تَرْجُوْنَ لِلّٰهِ وَقَارًا (سورہ نوح ۱۰-۱۳):

ترجمہ: اور کہا کہ اپنے پروردگار سے معافی مانگو کہ وہ بڑا معاف کرنے والا ہے، وہ تم پر آسمان سے لگا تار مینہ برسائے گا اور مال اور بیٹوں سے تمہاری مدد فرمائے گا اور تمہیں باغ عطا کرے گا اور (ان میں) تمہارے لیے نہریں بہادے گا۔تم کو کیا ہوا کہ تم خدا کی عظمت کا اعتقاد نہیں رکھتے۔

نیز فرمایا کہ ایک بزرگ تھے۔ بہت لوگ ان کے پاس آتے تھے اور وظیفہ کی استدعا کرتے تھے۔ وہ ہر آدمی کو ہر حاجت کے لیے استغفار پڑھنے کی تاکید فرماتے تھے۔ایک روز ایک آدمی نے عرض کی کہ حضور تمام مقاصد، مرادوں اور مطالب کے لیے اسی استغفار کا ورد

بتاتے ہیں، انہوں نے فرمایا کہ مجھے استغفار کے علاوہ کچھ نہیں آتا جو دونوں جہان کی بڑی مشکلات کے حل کے لیے مفید ہو۔

ملفوظ (٦٠)

ایک روز میں تہجد کے وقت (حضرت قبلہ کی) خدمت اقدس میں حاضر ہوا۔ خلوت تھی، خانقاہ شریف کے خدام اور درویشوں میں سے کوئی حاضر نہیں تھا۔ آپ نے اس گنہگار پر تقصیر کو اپنے قریب بٹھا کر کمال مہربانی اور شفقت سے ارشاد فرمایا: ''کتابوں میں جو لکھا کہ (سالک کو) جب فنائے فعلی، فنائے صفتی اور فنائے ذاتی حاصل ہو جائے تو (اس وقت) اگر اسے (حضرت) نوح (علیہ السلام) کی عمر مل جائے تو بھی غیر (ماسوئ اللہ) کا خطرہ (اس کے) دل میں پیدا نہیں ہوتا۔'' اس کا مطلب یہ ہے ہر قسم کی تکلیفیں اور مصیبتیں دنیاوی زندگی میں پہنچتی ہیں اور (اہل اللہ) ظاہری طور پر بشریت کی وجہ سے ماسوئ اللہ کے مشاغل میں مشغول (بھی) ہوتے ہیں لیکن یہ چیزیں یادالٰہی کے جذبہ، جس کا مقصد ملکہ حضوری کا حصول ہے، میں خلل اندازی اور رکاوٹ کا سبب نہیں بنتیں:

ع۔ خاشاک نیز بر سر دریا گزر کنند

یعنی گھاس پھوس بھی دریا (کے پانی) پر تیرتی رہتی ہے۔

نیز فرمایا: ''اس زمانے کے پیر جو پیری اختیار کرتے ہیں اور لوگوں کو مرید بناتے ہیں، اگر انہوں نے یہ کام اس خیال سے اپنا رکھا ہے کہ فلاں امیر یا فلاں رئیس یا فلاں تاجر میرا مطیع و فرمانبردار بن جائے'' تاکہ اس سے مجھے دنیاوی فائدہ حاصل ہو تو صوفیہ صافیہ کے مذہب میں یہ جلی شرک ہے، کیونکہ رازق مطلق صرف اللہ (تعالیٰ) ہے اور اس نے اس کے علاوہ (غیر پر) بھروسہ کیا اور اگر وہ پیری اس اعتبار سے کرتے ہیں کہ میں صاحب فیض ہوں اور دوسروں کو فیضیاب کرتا ہوں، اس چیز کو بھی پیران کرام علیہم الرضوان کے طریقہ میں شرک جلی کہتے ہیں، کیونکہ فیض کا مبداء حق تعالیٰ کی ذات (اقدس) ہے اور اس آدمی نے اس کے برعکس اپنی ذات کو (یوں) سمجھا ہے۔ صوفیا اور صاحب نسبت (حضرات) نے جو لکھا اور وہ جسے طریقہ

میں جاری کرتے ہیں، اس سے مراد اور ہے۔ یعنی وہ یہ سمجھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے ایک فیض عطا فرمایا ہے جو مجھ سے پرنالے کی مانند گرتا ہے اور ضائع ہو جاتا ہے۔ سو وہ چاہتے ہیں اور کوشش کرتے ہیں کہ لوگ اس نعمت عظمیٰ سے فیضیاب ہوں، وہ اس خیال سے (لوگوں کو) مرید بناتے ہیں اور توجہ ڈال کر لوگوں کے دلوں میں فیض القاء فرماتے ہیں۔ ان بزرگوں کے فیض میں کسی قسم کی کمی اور نقصان واقع نہیں ہوتا''۔

مثال: جس طرح کہ بارش کے وقت پرنالے سے زمین پر پانی گرتا ہے اور گھر کے بعض آدمی برتن اور صراحیاں پانی سے بھرنے کے لیے پرنالے کے نیچے رکھ دیتے ہیں۔ جب وہ بھر جاتے ہیں تو پانی پہلے کی طرح پھر زمین پر گرنے لگتا ہے اور پرنالے کے پانی میں کوئی کمی اور نقصان واقع نہیں ہوتا۔

مثال: ایک دوسری مثال یہ ہے۔ معمول ہے کہ جب بارش پہاڑ پر برستی ہے تو تمام پانی جمع ہو کر پہاڑی درہ سے باہر نکلتا ہے اور پہاڑ کے دامن میں نچلی زمین کو سیراب کرتا ہے۔ پس اہل کمال (اولیاء اللہ) کی مثال پہاڑی درہ کی مانند ہے اور بارش کے پانی سے مراد فیض الٰہی ہے جو ان کے وسیلہ سے جاری ہو کر دامن کوہ، جس سے مراد لوگ ہیں، کو فیضیاب کرتا ہے۔

مولانا روم صاحب (رحمۃ اللہ علیہ) نے فرمایا ہے:

او بجز نائی و ماجزنی نیم   او دمی بی ماومابی وے نیم
نی کہ ہر دم نغمہ آرزائی کند   فی الحقیقت از دمی نائی کند

ترجمہ: وہ (بانسری) بجانے والے کے علاوہ اور ہم بانسری کے علاوہ کچھ نہیں۔ وہ ایک لمحہ ہمارے بغیر اور ہم (ایک لمحہ) اس کے بغیر نہیں ہیں۔

وہ بانسری جو کہ ہر آن نغمہ سرائی کرتی ہے، درحقیقت بانسری بجانے والے کے پھونک سے (نغمہ سرائی) کرتی ہے۔

ملفوظ (۶۱)

ایک روز بندہ حضور والا میں حاضر ہوا۔ اس مجلس میں قاضی عبدالرسول صاحب بھی حاضر تھے۔ انہوں نے حضرت صاحب کی خدمت میں اس حقیر کے بارے میں عرض کیا کہ قبلہ! انہوں نے حضرت قبلہ کے ملفوظات، مکتوبات، دیگر نصائح اور حالات وغیرہ جمع کیے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کو جزائے خیر دے کہ انہوں نے لوگوں پر بڑا احسان کیا ہے اور ان کا بھلا کیا ہے۔ حضرت قبلہ نے کمال کسر نفسی سے ارشاد فرمایا کہ میں کیا ہوں اور میرے ملفوظات ومکتوبات کیا چیز ہیں؟ ایک لحظہ گزرنے کے بعد بندہ کو مخاطب کرتے ہوئے ارشاد فرمایا: ''فقیر کی یہ نصائح جو تم نے جمع کی ہیں۔ اگر یہ کام صرف اپنے نفس کی رائے پر کیا ہے تو یہ تمہارے لیے حجت ہے اور اگر اس خیال سے محنت کرتے ہوئے لکھا ہے اور اپنے اوقات عزیزہ کو اس پر صرف کیا ہے کہ دوسرے لوگوں کا بھی اس سے نفع حاصل ہو تو یہ تمہارے لیے خیر ہے جو تم سے جاری رہے گا''۔ اس موقعہ پر میں نے عرض کیا کہ قبلہ اگر آپ اپنی کیمیا اثر نظر سے اسے ملاحظہ فرمائیں تو یہ بندہ کے لیے (ایک) سند بن جائے گا۔ (آپ نے) فرمایا کہ قاضی قمرالدین صاحب، عنقریب خانقاہ شریف پر آنے کا ارادہ رکھتے ہیں، ان سے اس کی اصلاح کرالینا پھر میں بھی تیری خاطر اسے ملاحظہ کرلوں گا۔ سو آپ کے ارشاد کے مطابق اصلاح کرائی گئی۔ چند روز کے بعد میں نے اس مضمون کی ایک عرض لکھی:

> ''میں آپ پر قربان ہو جاؤں، آپ قبلہ عالم کے جو نصائح جمع کیے ہیں، آپ کے ارشاد مبارک کے مطابق قاضی صاحب سے ان کی اصلاح کرالی ہے۔ اگر وہ قبلہ قلبی وروحی فداہ (میرے دل وجان آپ پر قربان ہوں) کی فیض اثر نظر (مبارک) سے گزر جائیں تو عین عنایت ہوگی اور جو کچھ (ان سے) باقی ہے، وہ بھی تکمیل کے بعد آپ کی خدمت اقدس میں پیش کروں گا''۔

پس میں نے اس عرضی کو کتاب کے ساتھ شامل کر کے ایک آدمی کے ہاتھ حضرت قبلہ کی

خدمت میں بھجوایا اور خود شرم کی وجہ سے (آپ کے) حضور حاضر نہ ہوا۔ چونکہ اس وقت آپ کی طبیعت مبارک علیل تھی۔ آپ نے اس عرضی کی پشت پر اپنے ہاتھ مبارک سے، اپنے خط شریف میں یہ عبارت تحریر فرمائی جو تبرک کے طور پر لکھ رہا ہوں:

حضرت قبلہ کی عبارت عیناً

''جناب من! فقیر کو کل سے درد سر اور تمام جسم کا درد لاحق ہو گیا ہے، فقیر کی فہم و قوت نہیں رہی، اگر اللہ تعالیٰ شانہ نے ہمت عطا فرمائی تو (اسے) دیکھ لیا جائے گا، اس وقت میں معذور فرمائیں۔''

جب حضرت قبلہ کو صحت حاصل ہوئی تو پھر کتاب خدمت (اقدس) میں پیش کی گئی۔ حضرت قبلہ نے کمال مہربانی سے (اسے) ملاحظہ فرمایا۔ جب آپ اٹھارہویں ملفوظ پر پہنچے تو اپنے مبارک ہاتھ سے، اپنے خط شریف میں دو جگہ پر اصل قلمی نسخہ پر اصلاح کی غرض سے دستخط فرمائے۔ ملاحظہ کے بعد زبان مبارک سے دعائیہ کلمات ادا فرمائے: ''حق تعالیٰ تمہیں جزائے خیر دے، پس تمہارے لیے یہ بھی عبادت ہے''۔

ارشاد ہوا کہ اسے اپنے پاس رکھو۔ اس کے بعد جو مزید عبارات لکھی جائیں، ان کو (اس میں) شامل کر لینا۔

پھر فرمایا کہ اس پر فتن زمانے میں لوگ قرآن مجید اور حدیث شریف پر عمل نہیں کرتے، وہ ملفوظات و مکتوبات کو کیا کریں گے؟

نیز فرمایا: ''تمہیں چاہیے کہ ہمیشہ ذکر، مراقبہ اور شب خیزی میں مشغول رہو کہ یہ وقت، وقت کار ہے، کیونکہ صحت اور جوانی ہے، بڑھاپے میں گزرے ہوئے اوقات پر افسوس و ندامت کرنے کے سوا کچھ ہاتھ نہیں آئے گا:

دادیم ترا از گنج مقصود نشان

گر ما نرسیدیم تو شاید برسی''

یعنی ہم نے تم کو گنج مقصود کا پتا بتا دیا ہے، اگر ہم نہیں پہنچے تو شاید تو (اس تک) پہنچ جائے۔

پھر فرمایا کہ ہمارے مرشد حضرت حاجی دوست محمد صاحب (قندھاری) قدس سرہ و برد اللہ مضجعہ کئی بار فرمایا کرتے تھے کہ آدمی کو ذکر قلبی بہت زیادہ کرنا چاہیے، یہاں تک کہ اسے موت بھی اسی (ذکر کی) حالت میں آ جائے۔ اس کی حقیقت میں (مزید) فرمایا کہ حدیث (شریف) ''جَدِّدُوْا اِیْمَانَکُمْ بِقَوْلِ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه'' (مسند احمد بن حنبل ۵: ۲۳۹، الترغیب والترہیب ۲: ۴۱۵)، یعنی تم لا الہ الا اللہ کے ذکر سے اپنے ایمان کو تازہ کرو۔ کے مطابق ہر وقت ایمان کی تجدید کرنی چاہیے:

ذکر کن تا ترا جانست
پاکی دل ز ذکر رحمٰن است

یعنی جب تک تجھ میں جان ہے، ذکر کرتا رہ، کہ رحمٰن (اللہ) کا ذکر کرنے سے دل کی پاکیزگی (نصیب ہوتی) ہے۔

فرمایا: ''ہر وقت خوشحالی اور بھوک میں اللہ اللہ کہو۔ وہ آدمی ابن الوقت ہے جو (صرف) فرصت اور خوشی میں اللہ کو یاد کرتا ہے۔ دیگر عبادتوں کے لیے وقت (مقرر) ہے، چنانچہ رکوع کے لیے وقت (مقرر) ہے (اور) نماز کے لیے (بھی) وقت (مقرر) ہے، لیکن ذکر کے لیے (کوئی وقت مقرر) نہیں کیونکہ وہ ہمیشہ (ہر وقت) کرنا چاہیے۔''

فرمایا: ''اگر کوئی مشکل پیش آئے تو آدمی سچی نیت سے توبہ کرتے ہوئے، عجز و نیاز کے ساتھ اللہ سے اس مشکل سے نجات طلب کرے، اللہ کریم اس مشکل کو آسان فرما دے گا۔''

فرمایا: ''تاثیر (کا نفع) یہ ہے کہ عبادت، نماز وغیرہ کی محبت میں اضافہ ہو جاتا ہے اور عبادت کے چھوٹ جانے اور گناہ کے صادر ہونے پر رنجیدگی اور غم حاصل ہو جاتا ہے۔''

فرمایا: ''جب بندہ (اپنی) صفات اور افعال کو اپنے آپ سے سلب (نفی) سمجھے اور (ان کو) اللہ کے سپرد (کرے) اور (اس کی طرف) منسوب کرے، اس کے بعد وہ جو نیکی (بھی) کرے گا تو اس کے دل میں (یہ) خیال ہرگز نہیں آئے گا کہ (یہ نیکی) میں کر رہا ہوں۔ جیسے ایک خادم اپنے آقا کی اجازت سے کوئی چیز تقسیم کرتا ہے تو اس کے دل میں ہرگز یہ خیال نہیں گزرتا کہ میں دے رہا ہوں، بلکہ وہ (اس چیز) کو اپنے مالک کی طرف سے سمجھتا ہے اور خود کو

مفلس اور مسکین تصور کرتا ہے۔"

فرمایا: "رابطہ اس لیے موصل تر (زیادہ ملانے والا) ہے کہ شیخ پر فیض کی ندی جاری (ہوتی) ہے، جب اس سے رابطہ حاصل ہوتا ہے تو (مرید) لازمی طور پر اس ندی کے فیض سے بہرہ مند ہوتا ہے۔"

فرمایا: "قرآن مجید کی تلاوت کے دوران صرف قرآن کی حقیقت اور اس کے فیضان کا لحاظ رکھنا چاہیے اور نماز میں قرأتِ (قرآن) کے دوران قرآن (مجید) کے فیض کا (دھیان) اور رکوع اور سجدہ میں رکوع و سجود کے فیض کا (تصور) اور تشہد میں تشہد کے فیض کا خیال رکھنا چاہیے۔"

مولوی نور خان صاحب کو فرمایا کہ اگر ساری مخلوق تمہارے نقصان کے لیے جمع ہو جائے تو تجھے کوئی نقصان نہیں پہنچا سکیں گے اور اگر وہ (سب) تیرے نفع کے لیے اکٹھے ہو جائیں تو تجھے کوئی نفع نہیں پہنچا سکیں گے۔

(لطیفہ) دین اور دنیا کے اکثر جھگڑے جاہ اور مرتبہ کی محبت کی وجہ سے ہوتے ہیں کیونکہ صادق و مصدوق (نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا ہے: "حُبُّ الدُّنیَا رَاسُ کُلِّ خَطِیْئَۃٍ۔ (مشکاۃ المصابیح ۳: ۵۲۱۳، روی البیہقی فی شعب الایمان، اتحاف السادۃ المتقین ۳: ۱۳۱، ۷: ۳۵۴) یعنی دنیا کی محبت سب برائیوں کی جڑ ہے، چنانچہ بے دین (لوگوں) اور اہل سنت و جماعت کا اولیائے کرام کی امداد کے بارے میں جھگڑا اسی قسم کا ہے۔ مسلمانوں میں سے کوئی بھی آدمی اس کا قائل نہیں ہے کہ انبیاء علیہم السلام اور اولیاء اللہ مستقل طور پر ضار (نقصان پہنچانے والے) اور نافع (نفع دینے والے) ہیں، اگر وہ (نقصان اور نفع پہنچانے والے) ہیں (تو صرف ایک) سبب ہیں، اور ان کے سبب ہونے کا انکار عناد سے بالکل خالی نہیں، کیونکہ تمام کاموں میں اللہ تعالیٰ کی عادت (سنت) جاری ہے کہ سبب ہی سے مسبب پایا جاتا ہے۔

مولوی نور خان صاحب کو فرمایا کہ اگر کسی سے تمہیں دنیاوی نقصان پہنچے تو آخرت کا نفع ہوگا اور اگر دنیا کا فائدہ پہنچے تو دنیاوی نفع بھی اچھی چیز ہے، تو مطمئن رہ کہ تیری دونوں حالتیں نفع سے خالی نہیں۔

مولوی حسین علی صاحبؒ نے عرض کیا کہ تعلیم سے دل سخت ہو جاتا ہے۔ آپ نے ان سے (جواباً) فرمایا کہ نیت میں نقصان لگتا ہے، وگرنہ تعلیم تو ہماری نسبت (نقشبندیہ مجددیہ) کی مددگار اور ہماری نسبت کی ترقی کا ذریعہ ہے۔

آپ نے حضرت صاحبزادہ مولوی محمد سراج الدین صاحب مدظلہ وعمرہ ورشدہ کے بارے میں فرمایا کہ شیر کا بیٹا ہے، شیر ہی ہوگا۔

آپ نے فرمایا: ''قلندروں کی جگہ بیٹھ کر دیکھو''، یعنی اپنے کام (اور حالت) کا اندازہ کرو۔

مولوی حسین علی صاحبؒ سے فرمایا کہ آپ کو مسائل یاد نہیں رہتے، اس کی وجہ یہ ہے کہ آپ کو عمل کا خیال نہیں، مجھے عمل کا دھیان ہے (لہٰذا) تمام ضروری دینی مسائل یاد ہیں۔

ایک روز قیلولہ کے وقت آپ قبلہ رو ہو کر لیٹ رہے (اور پھر) ارشاد فرمایا کہ سوتے وقت (بھی) ذکر شروع کر دینا چاہیے۔

کئی بار بارشوں کے بند ہونے پر آپ نے کفری[9] وغیرہ (تحصیل وضلع خوشاب کے گاؤں) کے لوگوں سے فرمایا کہ تم سب ایک جگہ جمع ہو کر صدق نیت سے گزشتہ گناہوں پر توبہ کرو اور اللہ کریم کی درگاہ میں زاری اور نیازی (مندی) سے پیش آؤ، اِنْ شَاءَ اللہ تعَالیٰ بارش کھل جائے گی۔

فرمایا: ''لوگوں کی (غلط) رسموں اور ان کے رواج کے مطابق شادی پر (فضول) خرچ کرنے سے پرہیز کرنا چاہیے''۔

فرمایا: ''نظام کے ابتدائی وقت (یعنی ولایت علیا، ولایت صغریٰ اور ولایت کبریٰ کے اخذ و تکمیل کے دوران) مرشد کی صحبت میں رہنا ضروری ہے''۔

فرمایا: ''خفی سوال، جلی سوال سے زیادہ برا ہے، کیونکہ جلی سوال میں نفس ذلیل ہوتا ہے اور خفی سوال کے دوران نفس (بدستور) اپنے غرور پر قائم رہتا ہے، بلکہ وہ (الٹا) مسئول عنہ (جس سے سوال کیا جائے) پر احسان جتلاتا ہے۔ چنانچہ اس زمانے کے پیر جو ظاہری طور پر لوگوں کو فائدہ پہنچاتے ہیں، اصل میں ان کی غرض دوسری ہوتی ہے۔''

آپ نے کئی بار مولوی نور خان صاحبؒ سے فرمایا کہ تہلیل (لا الٰہ الا اللہ) اور اسم ذات (کا ذکر) زیادہ کرو، کیونکہ نزع کے وقت کلمہ طیبہ کے علاوہ کوئی کتاب، تدریس، آشنا اور عزیز کام نہیں آئے گا، بلکہ وہ سب چاہیں گے کہ اس مرنے والے (کی زبان) سے کلمہ طیبہ جاری ہو جائے۔ کلمہ طیبہ اور اسم ذات (کا ذکر) زیادہ کرو اور مشکل کا حل زاری اور نیاز (مندی) کے ساتھ اللہ (تعالیٰ) سے طلب کرو اور ہر وقت کلمہ طیبہ (کے ذکر) میں مشغول رہو اور کسی سے دوستی اور تعلق مت رکھو، کیونکہ سب نقصان پہنچانے والے ہیں اور وہ مطلب کے بغیر دوستی نہیں رکھتے۔ اولاد وغیرہ کے تعلقات کو اللہ (تعالیٰ) کے سپرد کر کے خود کلمہ طیبہ (کے ذکر) میں مشغول رہو اور جس قدر ہو سکے، شرع کے لحاظ سے اور شریعت کے مطابق ان کی خدمت کرو اور کلمہ طیبہ (کا ذکر) وسوسوں اور برائیوں کو دور کرتا ہے۔

فرمایا: ''مجددی نسبت اس زمانے میں عنقا کی طرح (نایاب) ہو گئی ہے۔''

فرمایا: ''حضرت امام ربانی صاحب (شیخ احمد سرہندیؒ) نے جو فرمایا ہے کہ اگر فقیر خود کو فرنگی کافر سے بدتر نہ سمجھے تو وہ فقیر نہیں ہے۔ (یہ) اس لیے کہ جب غفلت کا پردہ دور ہو جاتا ہے اور اصلی بینائی نصیب ہو جاتی ہے تو (سالک) تمام حرکات، افعال اور نیک کام اللہ تعالیٰ کی طرف سے مستعار سمجھتا ہے اور وہ اس وجود کے مقابلے میں، جو کافر فرنگ میں ہے، اپنے عدم کو بدتر سمجھتا ہے اور اپنے ایمان اور نیکی کا مقابلہ اس فرنگی کافر کے کفر کے ساتھ نہیں کرتا، کیونکہ وہ اس (ایمان و نیکی) کو (اللہ تعالیٰ سے) مستعار تصور کرتا ہے اور اسے خود سے خیال نہیں کرتا۔ (اور) لباس وغیرہ جو پرایا ہو، اس پر فخر کرنا عقل سلیم کے منافی ہے''۔

فرمایا کہ سَنُلْقِیْ عَلَیْکَ قَوْلاً ثَقِیْلاً (سورۃ المزمل ۵) یعنی آپ پر ایک بھاری فرمان نازل کریں گے سے مراد ثقل کا وہ مفہوم ہے جو اس آیت کریمہ سے (اس طرح) حاصل ہوتا ہے کہ اگر تمہیں کوئی شخص کہے کہ تمہارے اوپر ہزار روپیہ جرمانہ ہے تو یہ سن کر تمہیں کس قدر بوجھ اور ثقل محسوس ہوگا۔ اس طرح قرآن (مجید) سے ثقل حاصل ہوتا ہے، یا (یہ) وہ ثقل ہے جو سرور کائنات (حضرت محمد) صلی اللہ علیہ وسلم کو نزول وحی کے وقت محسوس ہوتا تھا۔ وَاللّٰہُ اَعْلَمُ۔

فرمایا کہ خانقاہ شریف ذکر کا مقام ہے، کتاب کے مطالعہ کی جگہ نہیں ہے۔ کتابوں کا مطالعہ گھر میں کرنا چاہیے، ہاں جس کتاب کا تعلق اس معاملہ (ذکر و سلوک) سے ہو (تو پھر اس کے مطالعہ میں) مضائقہ نہیں ہے۔ (طالب کو) ذکر زیادہ کرنا چاہیے، تاکہ عادت ہو جائے۔

فرمایا: ''نیت کی باگ کو ہاتھ سے مت چھوڑو، ورنہ نفس سرکش ہو جائے گا۔''

فرمایا: ''اندھیری رات کو ذکر و افکار سے زندہ رکھ، کیونکہ حدیث شریف میں آیا ہے کہ نیند کی جگہ قبر ہے۔''

فرمایا: ''درود شریف ''اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی آلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرَاهِیْمَ وَعَلٰی آلِ اِبْرَاهِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ اَللّٰھُمَّ بَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی آلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰی اِبْرَاهِیْمَ وَعَلٰی آلِ اِبْرَاهِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ'' سبق دیتے وقت اور اس کے علاوہ (بھی) زیادہ پڑھا کرو، (یہ) برکات کا ذریعہ ہے اور (اس سے) بری عادتیں چھوٹ جائیں گی۔

فرمایا کہ تو کم کھا اور سادہ لباس پر کفایت کر، میں کیا کروں تم خود ہی محنت نہیں کرتے۔ صبر اختیار کر اور تمام امور (مشکلات) میں پڑھو: ''اَنْتَ شَافِیْ فِیْ مُھِمَّاتِ الْاُمُوْرِ، اَنْتَ حَسْبِیْ، اَنْتَ رَبِّیْ، اَنْتَ نِعْمَ الْوَکِیْل''، یعنی تو میرے لیے شافی ہے، تمام مشکل کاموں میں تو مجھے کافی ہے، تو میرا رب ہے، میرے لیے تو بہترین کارساز ہے۔

فرمایا: ''طریقہ سے مقصود یہ ہے کہ سختی اور نرمی میں دل میں خلل نہ آئے۔''

فرمایا: ''پیر میں شک کرنا مرید کے لیے بہت بڑی آفت ہے۔ درویش کا سرمایہ جمعیت ہے، یعنی وہ ایسا کام نہ کرے جس سے دل پراکندہ ہو جائے (اور) جمعیت خراب ہو جائے۔''

فرمایا: ''مصیبت کے وقت شیخ کا رابطہ مفید (ہوتا) ہے۔''

فرمایا: ''اگر اللہ تعالیٰ ذکر وغیرہ جیسی عبادت کی توفیق دے تو اسے عین احسان اور سرفرازی سمجھ کر خوش دلی سے ادا کرے اور اس کی ادائیگی میں کمال (درجے) کی جدوجہد کرے اور ڈرتا رہے کہ (یہ) اس (اللہ) کی جناب کے لائق نہیں ہوئی ہے۔ تو نہیں دیکھتا کہ اگر ایک بزرگ کسی کو کوئی کام فرماتا ہے تو وہ کتنا خوش ہوتا ہے اور اس چیز کو اپنی سرفرازی اور

قبولیت وقرب کا ذریعہ سمجھتا ہے، وہ اسے بزرگ پر احسان کرنا نہیں سمجھتا، بلکہ اس کا احسان (اپنے اوپر) سمجھتا ہے۔''

فرمایا: ''مولوی گل محمد صاحب نے کہا ہے کہ اَلْعَبُوْرُ بَرَکَۃٌ (یعنی علم پر عبور برکت ہے) اور مولوی محمد جراح کے شاگردوں نے کہا ہے کہ اَلْعَبُوْرُ غَرَقَۃٌ (یعنی علم پر عبور تباہی ہے) اب معلوم ہوا کہ مولوی گل محمد صاحب کا قول یعنی اَلْعَبُوْرُ بَرَکَۃٌ صحیح ہے۔''

فرمایا: ''والد بزرگوار نے مجھے نصیحت فرمائی کہ سید اور قریشی کو جہاں بھی دیکھو، خود کو اس کے پاؤں میں گرادو اور جو فقیر یعنی اللہ جل شانہ کا ذکر کرنے والا ہو، اس کی خدمت کرو۔ میں ہر سید خواہ وہ خالص شیعہ ہو، کی خدمت کرتا ہوں۔''

فرمایا: ''رسول (کریم) صلّی اللہ علیہ وسلّم کی شان میں اس سے بڑی نشانی کیا ہوگی کہ آپؐ صاحب لولاک ہیں اور اللہ تعالیٰ خود فرماتا ہے:

''مَنْ یُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰہَ'' (سورہ النساء ۸۰):

یعنی جس نے رسول کی اطاعت کی، اس نے اللہ کی اطاعت کی۔

فرمایا کہ اس سے زیادہ ڈرانے والی آیت کون سی ہوگی کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

''اِنَّ اِلَیْنَآ اِیَابَھُمْ ثُمَّ اِنَّ عَلَیْنَا حِسَابَھُمْ:

یعنی بے شک ان کو ہمارے پاس لوٹ کر آنا ہے، پھر ہم ہی کو ان سے حساب لینا ہے۔

فرمایا: ''خطرات (وسوسوں) کے ہجوم (کثرت) سے (دل) تنگ نہ ہوں اور ذکر میں مشغول رہیں اور خطرات (وسوسوں) کو دفع کرنے کے لیے استغفار کریں۔''

فرمایا: ''برکات اور فیوضات پیر کی محبت کے مطابق (نصیب ہوتے) ہیں۔''

فرمایا: ''وَاعْمَلْ وَاسْتَغْفِرْ:''

یعنی تو عمل کر اور استغفار پڑھتا رہ۔

فرمایا: ''ہماری ریاضت کی مثال کسان کی تلاوتِ قرآن (مجید) جیسی ہے کہ وہ دن بھر ہل چلاتا ہے اور فراغت کے وقت تلاوت کرتا ہے۔''

فرمایا: ''ہر ایک باطنی عیب، مثلاً حسد وغصہ وغیرہ پر الگ الگ تہلیل (لا اِلٰہ اِلا اللہ کا ذکر) کرے اور (ان کو) ''لاَ'' کے تحت نفی کرے اور اس کی جگہ اللہ جل شانہ کی محبت کا اثبات کرے۔ سالک کو چاہیے کہ خشک روٹی نہ کھائے تا کہ دماغ خشک نہ ہو۔''

فرمایا: ''چاہیے کہ زبان کو تالو سے چپکا کر دل کے خیال سے پہلے ذکر قلبی کرے اور ادب کے ساتھ اپنے پیر کو اپنے روبرو سمجھے۔ پھر لطیفہ روح پر، بعد ازاں لطیفہ سر پر، پھر لطیفہ خفی پر، اس کے بعد لطیفہ اخفی پر، بعد ازاں لطیفہ نفس پر اور پھر لطیفہ قالب پر (یوں ذکر کرے) کہ ہر ہر بال ذکر کرنے لگے اور اسے سلطان ذکر کہتے ہیں۔ اپنی توجہ قلب کی طرف اور قلب کی توجہ ذات الٰہی کی جانب کرے اور اس کو وقوف قلبی کہتے ہیں۔''

فرمایا: ''مراقبات مشارب کے سوا دوسرے مراقبوں میں ذکر کرے، یا تہلیل (لا اِلٰہ اِلا اللہ کا ذکر) زبان سے، یا خیال سے کرے اور اگر فیض رک جائے تو ذکر بند کر دے۔ پھر ذکر شروع کرے۔ اگر پھر فیض رک جائے تو ذکر بند کر دے''۔

سوال: مولوی نور خان صاحب نے عرض کیا کہ قبلہ اگر محض (خالص) درود شریف پڑھوں تو دلائل الخیرات کی نسبت زیادہ تاثیر معلوم ہوتی ہے۔

جواب: فرمایا کہ دلائل الخیرات میں خالص درود شریف، کی طرح تاثیر نہیں ہے، کیونکہ اس میں دوسروں کا کلام ملا ہوا ہے۔

فرمایا کہ زبان سے ذکر نفی و اثبات اور تہلیل (لا الہ الا اللہ) کرتے وقت اس معنی کا لحاظ رکھنا شرط (ضروری) ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ کی پاک ذات کے سوا کوئی مقصود نہیں ہے اور متقدمین (صوفیاء) نے مبتدی کے لیے ''لا موجود'' (یعنی کوئی موجود نہیں ہے) فرمایا ہے اور لا مقصود اور لا معبود ایک ہی چیز ہے۔ حضرت مولانا مرزا جان جاناں صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ لا موجود توحید وجودی کی طرف پہنچانے والا ہے (لہٰذا) لا مقصود بہتر ہے۔

حواشی فصل اوّل

(۱) تنگ قندھار کے علاقہ اور خراسان کے ملک میں ایک جگہ کا نام ہے۔ یہ سرگز کی زمین میں واقع ہے اور تنگ پانچ سمتوں کی وجہ سے کہتے ہیں۔ دو پہاڑ، ایک مشرق کی طرف اور دوسرا مغرب کی طرف سے ایک جگہ واقع ہیں اور دونوں پہاڑوں کے درمیان دو نہریں جاری ہیں۔ ایک کا مخرج کابل سے اور دوسری کا مخرج غزنی سے ہے اور یہ تنگ میں زمانہ قدیم سے جاری ہیں (سید اکبر علیؒ)۔

(۲) حضرت قبلہ کی گوہر بار زبان سے یہ واقعہ میں نے بھی سنا ہے، لیکن آپ نے فرمایا تھا کہ مراقبہ حقیقت قرآنیہ کے آثار پوری طرح حاصل ہو گئے اور وہ اس سے پہلے اس قدر حاصل نہ تھے (مولانا حسین علی رحمۃ اللہ علیہ نے واں بھچراں)۔

(۳) مکتوبات معصومیہ میں ''المعرفۃ ھو الفنا'' (یعنی معرفت فنا ہے) آیا ہے (سید اکبر علیؒ)۔

(۴) حضرت قبلہ (خواجہ محمد عثمان دامانی رحمۃ اللہ علیہ) نے یہ عبارت لفظ بہ لفظ کتاب مناقب احمدیہ و مقامات سعیدیہ سے بیان فرمائی (سید اکبر علیؒ)۔

(۵) سورۃ جمعہ ۱۷۶ کلمات ۷۸۷ حروف (سید اکبر علیؒ)۔

(۶) البتہ ۱۷۴ کلمات ۸۰۱ حروف (سید اکبر علیؒ)۔

(۷) عین العلم کے باب البائع فی الاتباع فی المعیشۃ سے لفظ بہ لفظ منقول ہے۔

(۸) ایضاً۔

(۹) کفری ایک قصبہ کا نام ہے جو تحصیل خوشاب، ضلع سرگودھا اور تھانہ و

ڈاکخانہ نوشہرہ میں واقع ہے (سید اکبر علیؒ)۔

(۱۰) فرمایا: ''مراقبہ مشارب میں ذکر کی طرف مشغول نہ ہو، کیونکہ (اس کا) مقصود سرور کائنات علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیمات سے رابطہ (قائم کرنا) ہے اور دوسرے مراقبات میں بھی ذکر نہ کرے، مگر جب خطرات (وسوسے) شروع ہو جائیں تو ذکر کرے۔ مطلب یہ ہے کہ مراقبہ کا فیض اور ہے اور ذکر کا فیض الگ چیز ہے۔ جب مراقبہ میں ذکر شروع کرتا ہے تو وہ فیض کم ہونے لگتا ہے اور جب صرف مراقبہ میں متوجہ ہوتا ہے تو خطرات (وسوسے) آتے ہیں، ذکر خطرات (وسوسوں) کو دفع کرنے کے لیے مفید (ہوتا) ہے۔'' (یہ) بھی فرمایا ہے کہ پیر کی طرف توجہ کرنے کے وقت ذکر نہ کرے (بلکہ) فیض کا متوجہ بن کر بیٹھ رہے (مولانا حسین علی رحمۃ اللہ علیہ، واں بھچراں)۔

(۱۱) لیکن (دلائل الخیرات) گونا گوں تاثیرات کی جامع ہے۔ حضرت قبلہ (خواجہ محمد عثمان دامانیؒ) نے دلائل الخیرات کا ورد اپنے لیے لازم کر رکھا تھا۔ حضرت قبلہ (خواجہ محمد عثمان دامانیؒ) کی وفات (مبارک) کے بعد بعض روز بندہ (مولانا حسین علیؒ) سے دلائل الخیرات کا ختم فوت ہو گیا (لہٰذا) اس کی جگہ تقریباً سو مرتبہ دوسرا درود (شریف) پڑھا۔ (ایک) واقعہ میں ارشاد ہوا: ''لاتترک ختم الدلائل فی الاسبوع''، یعنی تم ایک ہفتہ میں دلائل الخیرات کا ختم کرنا مت ترک کرو۔ (مولانا حسین علی رحمۃ اللہ علیہ، واں بھچراں)۔

فصل دوّم:

ہمارے حضرت قبلہ قلبی وروحی فداہ

(میرے دل وجان آپ پر قربان ہوں) کے مکتوبات

مکتوب بنام (حضرت مولانا) مولوی محمود شیرازی صاحب رحمۃ اللہ علیہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْم

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَسَلَامٌ عَلٰى عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اصْطَفٰى. اَمَّا بَعْد!:

حقائق و معارف آ گاہ جناب فیض مآب مولوی محمود شیرازی صاحب اوصلہ اللہ اِلیٰ غایۃ ماتمناہ (اللہ تعالیٰ آپ کو اس آخری درجے پر پہنچائے جس کی آپ تمنار کھتے ہیں) فقیر حقیر ناچیز عثمان عفی عنہ کی طرف سے رائے عالی میں واضح ہو کہ اڑی[1] کے مقام سے دو مکتوب شریف ایک ہی دن موصول ہوئے (اور) انہوں نے کلی اور جزوی احوال سے آ گاہ کیا۔ انسان کا دل آسمان کی طرح کبھی صاف اور کبھی دھندلا (ہوتا ہے) اور طاقتور دشمن شیطان لعنتی کسی حیلہ اور ذریعہ سے بیچارے آدمی کو جگہ سے ہٹا دیتا ہے۔ خدا پرستی کے میدان میں جان کی بازی لگانی چاہیے، تاکہ کسی چیز کی طرف التفات نہ ہو (اور) اپنے کام جو کہ دل کی سلامتی ہے، میں لگ جائیں اور اللہ پر توکل کر کے اس راستے پر گامزن ہو جائیں اور اس اور اُس طرف انحراف نہ کریں، صراط مستقیم کو شارع بنا کر فضل الٰہی کے سوا اور اللہ کے دوستوں کے علاوہ کوئی آسرا اور ٹھکانا نظر میں نہیں آتا۔ فقط

فقیر کی طرف سے کسی قسم کا تردد اور تشویش نہ رکھیں۔ فقیر آپ سے راضی ہے۔ اللہ تعالیٰ شانہ راضی رہے اور یہ داعی ہمیشہ دعا کرنے میں مشغول ہے کہ کسی مبارک وقت ا[illegible]ادتمند گھڑی میں پروردگار حقیقی عز شانہ آپ کو سکون اور استقامت کا ایسا مقام عطا فرمائے جس میں جمعیت قلبی، طریقہ شریف کی اشاعت اور حضرات گرامی قدسنا اللہ تعالیٰ باسرارہم السامی (اللہ

تعالیٰ ان کے بلند رازوں کے طفیل ہمیں پاکیزہ بنائے) کے فیض کے انتہائی عمدہ انداز میں پھیلانے کے علاوہ کوئی اور کام نہ ہو۔ اس طرف سے ہر طرح کا اطمینان فرما کر رات اور دن میں صحیح نیت کے ساتھ کاروبار جو کہ اللہ تعالیٰ کی یاد ہے، میں مصروف رہیں:

ع۔ دیدۂ احقر و دل ہمراہ تست

یعنی میری آنکھ اور دل آپ کے ساتھ ہیں۔

اَنْتَ کَافِیْ فِیْ مُهِمَّاتِ الْاُمُوْرِ:

یعنی اے اللہ مشکل کاموں میں میرے لیے تو ہی کافی ہے۔

اس آخری وقت میں جو کہ امتحان اور آزمائش کی گھڑی ہے، ہر لحاظ سے جوانمردی کی ضرورت ہے۔ فقط۔

آپ نے آڑی والے مریدوں کی استدعائے توجہ کے بارے میں جو پوچھا ہے میرے صاحب! یہ کام آپ کے سپرد ہے۔ ان کی استدعا اور التماس کے متعلق اس فقیر کو کیا معلوم کہ وہ دل سے ہے یا امتحان کی غرض سے۔ ایسے کاموں کے بارے حقیر نے آپ کو ملاقات پر بتایا تھا (اب) دریائے اٹک کے اس پار حالات اور وقت کی مناسبت سے جو کام (صحیح ہو) وہ کر لیں۔ اگرچہ یہ جواب شخص معین کے سوال کے متعلق ہے، لیکن بحسب معنی فقیر نے عام کیا ہے۔ فقط

آپ نے جو لوگوں کے قیل و قال (بحث و مباحثہ) اور اختلاف کے بارے میں لکھا ہے۔ جہاں تک ہو سکے آپ خود اس طرح کے مسائل میں خاموش اور گوشہ نشیں رہیں، جس طرح کہ فقیر نے اختیار کر رکھی ہے، سوائے ضرورت کے وقت کہ اس میں کوئی مضائقہ نہیں اور یہ مباحثہ سے خارج ہے۔ فقط

آپ نے جو باطنی کیفیت کے متعلق لکھا ہے تو (اس ضمن میں) سمجھ لیں کہ آج ہمارے اور تمہارے اوپر کام کرنا فرض کیا گیا ہے، اس کے پھل اور نتیجہ کا دن آگے (قیامت) ہے۔ حضرات گرامی نے طریقہ کے بچوں (ناپختہ سالکین) کے لیے بعض چیزیں لکھی ہیں معاذ اللہ ثم معاذ اللہ کہ (یہ) پیران کرام کا انکار ہے، اس سے غرض یہ ہے کہ اگرچہ کبھی کبھار، عالم شہادت میں یا عالم مثال میں یا وجدان و فراست کے لحاظ سے بعض چیزیں نظر آتی ہیں اور سالک ان پر

خوشحال ہو جاتے ہیں۔ سو (اس حال پر) خوشی کیسے ہو کہ حضرت امام ربانی مجدد و منور الف ثانی (رحمۃ اللہ علیہ) نے تحریر فرمایا ہے کہ صوفی جب تک خود کو کافر فرنگ سے بدتر نہ سمجھے، (وہ) اس وقت تک کافر سے بدتر ہے۔ پس بات چھوٹی کرنی چاہیے والسلام۔

تمام برخوردار، اور اندر اور باہر (نزدیک اور دور) کے عزیز دم تحریر تک مکمل خیریت سے ہیں، البتہ بچے آپ کو (بہت) یاد کرتے ہیں، یہاں تک کہ محمد سیف الدین نے رات کو ہم سے کہا کہ چچا صاحب کہاں گئے اور ان کے کاغذ کہاں ہیں؟[۲] محمد سراج الدین اور محمد بہاء الدین کے بارے میں کیا لکھوں کہ سالوں آپ لوگوں کا اٹھنا بیٹھنا ایک ہی کمرے میں رہا اور رات دن میں ایسی سب باتیں (ہونا) آسان ہے۔

اللہ تعالیٰ شانہ آپ کے کاموں کو آپ کی چاہت کے مطابق پورا فرمائے۔ نبی (کریم) اور آپ کی آل امجادؓ کے طفیل۔ آپؐ پر اور آپ کی آلؓ پر درود ہو۔ والسلام

فقیر نے (یہ مکتوب) عالم اضطراب میں، (اپنے) آگ جیسے گرم کمرے میں لکھا ہے۔ آپ (صرف) اپنے مقصد کو مد نظر رکھیں، نہ کہ کسی دوسری چیز کو۔ فقط

(۲) مکتوب بنام (حضرت) مولوی محمد امتیاز علی خان صاحبؒ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیۡنَ اصۡطَفٰی، اَمَّا بَعۡدُ:

محبت اور اخلاص کے نشان محمد امتیاز علی خان صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ پر فقیر حقیر ناچیز عثمان عفی عنہ کی طرف سے تسلیمات اور تکریمات کے بعد واضح ہو، اللہ ہی کے لیے تعریف ہے اور اسی کا احسان ہے کہ یہاں کے حالات ہر لحاظ سے منعم مطلق (ہر ایک پر بلا روک ٹوک انعام کرنے والے اللہ) کی بے حد شکر گزاری کے لائق ہیں، اس کی نعمتیں بڑی ہیں اور اس کے احسانات بلند ہیں۔ اللہ سبحانہ سے آپ کی سلامتی اور آپ کی عافیت اور (نبی کریم) علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شریعت مبارک پر آپ کی دائمی استقامت کے لیے درخواست ہے۔

آپ کا پسندیدہ مکتوب جس میں عدم اور عورتوں کی اجازت کا مسئلہ پوچھا گیا ہے اور

آپ نے مہربانی کرتے ہوئے اس کے لیے اس ناکارہ درویش کو نامزد فرمایا ہے، موصول ہوا اور اس سے خوشی ہوئی۔ اللہ تعالیٰ شانہ آپ کو تمام عوارض اور تکالیف سے نجات دے اور اپنے حبیب (مکرم) صلّی اللہ علیہ وسلّم کے طفیل اور پیران کبار علیہم الرضوان کے وسیلہ سے اپنی ذات اقدس کی محبت سے سرفراز فرمائے، تمام ماسویٰ اللہ (چیزوں) سے مکمل رہائی اور خلاصی عنایت فرمائے۔ لوگوں کا رب ہونے کے صدقے۔ فقط

آپ نے وجود و عدم کے بارے میں پوچھا ہے۔ میرے صاحب! ایک واجب الوجود ہے اور دوسرا ممکن الوجود۔ واجب الوجود اللہ تعالیٰ شانہ کی صفت ہے اور ممکن الوجود ماسویٰ اللہ ہے۔ جب واجب الوجود تھا، اس وقت کوئی دوسری شے (موجود) نہ تھی اور اسی مرتبہ کو عدم کہا جاتا ہے۔ سو مقابلہ کہاں ہوتا ہے؟ مقابلہ ایسی دو چیزوں کے درمیان ہوتا ہے، جو دونوں صفت میں برابر ہوں اور یہاں پر مساوات کہاں ہے؟ حضرت امام الطریقہ (مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی رحمۃ اللہ علیہ) کے مذہب میں ممکن کی حقیقت عدم ہے۔ سو ممکنات کے حقائق عدمیات ہوئے، نہ کہ اس کے علاوہ۔

نیز قرآن مجید کے پارہ (۵) ''والمحصنات'' کی سورۃ نساء (کی آیت ۷۹):

مَا اَصَابَکَ مِنْ حَسَنَةٍ فَمِنَ اللّٰهِ وَمَآ اَصَابَکَ مِنْ سَيِّئَةٍ فَمِنْ نَّفْسِکَ:

یعنی جو تمہیں کوئی بھلائی پہنچے، سو وہ اللہ کی طرف سے ہے اور تمہیں کوئی برائی پہنچے تو وہ تمہارے نفس سے ہے۔

میرے صاحب! ہمارے حضرات مجددیہ کے مذہب میں حقائق ممکنات، اعدام اضافیہ اور ظلال صفات حقیقی سے مرکب ہیں۔ یعنی ان اعدام نے اسماء اور صفات کے تقابل کی وجہ سے علم الٰہی میں ثبوت پیدا کیا ہے اور انوار و صفات کے مبصر ہوئے ہیں اور عالم کے تعینات کے لیے مبادی بنے اور خارج ظلی جو کہ خارج حقیقی ہے، (اور یہ) صنع خداوندی تھا، ظل کے ساتھ موجود ہوئے ہیں۔ دنیا اسی عدم اور وجود کی ترکیب پر خیر و شر کے آثار کی مصدر بنی ہے۔ عدم ذاتی کی جہت سے (اہل دنیا) کسب شر کرتے ہیں اور وجود ظلی کی جہت سے کسب خیر۔ اگر (بات) سمجھ میں آ گئی تو یہی مراد ہے، ورنہ مولوی شیرازی صاحب سے مل کر اس مکتوب کا سوال پوچھ لیں۔

آپ نے جو عورتوں کی اجازت کے متعلق دریافت فرمایا ہے، (تو) میرے مخدوم! اس طریقہ (عالیہ نقشبندیہ مجددیہ) میں مرتبہ دوام حضور، فنائے قلب، تہذیب اخلاق اور اتباع سنت پر استقامت کے حصول کے بغیر اجازت نہیں ملتی، اور یہ اجازت کے مقام ادنیٰ کا مرتبہ ہے، (مرتبہ) اوسط اور اعلیٰ (اس سے) آگے ہیں۔ باقی رہی بات خاص شخص (یعنی عورتوں کی اجازت) کے بارے میں (تو) وہ مرشد کی رائے پر منحصر ہے، لیکن (اس میں) بہت بڑی احتیاط کی ضرورت ہے، تاکہ کل وہ طریقہ (پاک) کے نقصان کا موجب نہ بنیں۔

(۳) مکتوب بنام (حضرت) سید سردار علی شاہ صاحبؒ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی، اَمَّا بَعْد:

سیادت اور نجابت دستگاہ جناب سید سردار علی شاہ صاحب، سلمہ اللہ تعالیٰ (اللہ تعالیٰ انھیں سلامت رکھے) تسلیمات اور درجات دارین کی مزید دعاؤں کے بعد فقیر حقیر ناچیز عثمان عفی عنہ کی طرف سے معلوم ہوا کہ آپ نے جو مسرت اسلوب مکتوب بھیجا تھا، وہ موصول ہو گیا۔ پہلے سے بھی زیادہ دعا کرنے کا موجب بنا۔ اللہ تعالیٰ آپ کو آسمانی اور نفسانی دشمنوں کے شر سے نجات اور خلاصی دے کر اپنی ذات اقدس کی محبت سے سرفراز فرمائے، لوگوں کا پروردگار ہونے کے صدقے۔

میرے جناب! باطنی ترقی کے لیے سچ بولنا، حلال کھانا، حبیب خدا صلّی اللہ علیہ وسلّم کی اتباع کرنا، قول و فعل میں، اٹھتے بیٹھتے، یعنی تمام حالتوں میں، طریقہ نقشبندیہ احمدیہ (مجددیہ) اللہ تعالیٰ کی ان پر رحمت ہو، کی شرط ہے۔ اگر شریعت پاک کی پیروی نہ ہو اور احوال مواجید (میسر) ہوں تو دین متین کے بزرگوں کے نزدیک ان کا کوئی اعتبار نہیں ہے۔ چاہیے کہ سالک رات دن میں پوری کوشش کے ساتھ اپنے پیارے اوقات کو، جن کا کوئی بدل نہیں ہو سکتا، حبیب خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی میں مصروف رکھے (کرنے کا)، کام یہ ہے (اور) اس کے علاوہ سب کچھ بیکار (ہے)۔

(۴) مکتوب بنام (حضرت مولانا) مولوی محمود شیرازی صاحبؒ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَسَلَامٌ عَلٰى عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اصْطَفٰى، اَمَّا بَعْدُ!:

میرے مخدوم، میرے مکرم جناب مولوی محمود شیرازی صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ عن جمیع الحوادث والنوائب (اللہ تعالیٰ انھیں تمام حادثات اور مصیبتوں سے محفوظ رکھیں)، فقیر حقیر ناچیز عثمان عفی عنہ سے تسلیم وتکریم کے بعد (معلوم ہو) کہ اللہ ہی کے لیے تعریف ہے اور اسی کا احسان ہے کہ یہاں سب حالات عنایت الٰہی کی مدد سے منعم حقیقی کی بے حد ستائش کے لائق ہیں، اور اللہ سبحانہ سے آپ کی سلامتی، آپ کی عافیت اور (نبی کریم) علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شریعت مبارک پر آپ کی دائمی استقامت کے لیے دعا ہے۔

آپ نے اپنے حالات اور زمانہ کے اختلاف سے جو اپنے باطنی احوال تحریر فرمائے ہیں، میرے جناب! قصہ عشق کی کوئی انتہا نہیں۔ حرارت کی وجہ سے اس کا مفصل جواب نہیں لکھا جا سکتا، اس حال اور اس وقت میں دو کلمات پر اکتفا کیا جا رہا ہے۔ حکیم حقیقی جل شانہ پیران کبار علیہم الرضوان کی برکت سے صادق الاعتقاد مرید پر اس کی صلاح وفلاح کے مطابق ان حضرات (کرام) کا فیض جاری فرماتے ہیں، کیونکہ شیطان لعنتی اور نفس امارہ دونوں انسان کے طاقتور دشمن اور رفیق ہیں، باوجود اس کے کہ وہ ایسے وقت میں اس طرح کے (صحیح الاعتقاد) سالک کو کسی تشویش میں مبتلا نہیں کر سکتے (پھر بھی) امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے طریقہ کے آخری مقامات میں نکارت وجہالت (کا پیش آنا) لازمی (امر) ہے۔ نیز امام طریقہ (حضرت مجدد الف ثانیؒ) نے فرمایا ہے کہ خالص صحو عوام کو نصیب ہوتا ہے، خالص بے خودی خراب حالوں اور دیوانوں کو نصیب ہوتی ہے اور خاص کاملین کو متوسط درجہ نصیب ہوتا ہے۔

الحمد للہ کہ اللہ تعالیٰ شانہٗ نے آپ کو ایسے حالات سے سرفراز فرمایا ہے، چاہیے کہ آپ اپنے قیمتی اوقات کو جہاں تک ہو سکے اذکار واذکار (الٰہی) سے معمور رکھیں اور زمانہ کے لوگوں

کے ساتھ حدیث شریف کے موافق اور پیران کبار علیہم الرضوان کے احوال کے مطابق اٹھنا بیٹھنا رکھیں اور ان کے دوسرے معاملات کی طرف توجہ نہ کریں۔ شیخ عبداللہ یافعی مکی (رحمۃ اللہ علیہ) نے اپنے رسالہ میں لکھا ہے کہ **الاولیاء کالمطر یمطر علیٰ کل شیٔ، قبل اولم یقبل. فقط** یعنی اولیاء اللہ کی مثال بارش کی طرح ہے جو ہر چیز پر برستی ہے، خواہ وہ چیز اسے قبول کرے یا نہ کرے۔

(۵) مکتوب بنام (حضرت) محمد امتیاز علی خان صاحبؒ

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰهِ وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِهِ الَّذِيۡنَ اصۡطَفٰی، اَمَّا بَعۡد:

محبت اور اخلاص کی علامت اور صداقت اور اختصاص کے عنوان محمد امتیاز علی خان صاحب۔ **اوصلک اللہ تعالیٰ الیٰ غایۃ ماتتمناہ:**

یعنی اللہ تعالیٰ آپ کو اس آخری درجے پر پہنچائے جس کی آپ تمنا رکھتے ہیں۔

سلام مسنون اور دونوں جہانوں کی ترقیوں کی دعاؤں کے بعد فقیر حقیر ناچیز عثمان عفی عنہ کی طرف سے (معلوم ہو) کہ مسرت کے انداز میں لکھا گیا مکتوب، جو خطرہ (وسوسہ) وغیرہ کی گزارشات پر مشتمل ہے اور جس میں خطرہ (وسوسہ) اور اس کے دلائل اور براہین تحریر فرما کر بھیجے ہیں، وہ موصول ہو گیا ہے۔ اس کے کلی اور جزوی کوائف سے مکمل آگاہی ہوئی۔

میرے جناب! مومن آدمی پر حبیب خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی فرض میں فرض، واجب میں واجب اور سنت میں سنت ہے۔ باقی رہی پیران کبار کے آداب اور اطوار میں ان کی اتباع کرنا (تو یہ) مرید کی محبت اور استطاعت پر منحصر ہے۔ اگر مرید ذی محبت (اور) صادق ہوتا ہے تو وہ تمام کاموں میں پیران کبار قدسنا اللہ تعالیٰ باسرارھم الاقدس (اللہ تعالیٰ ان کے پاکیزہ رازوں سے ہمیں صاف بنائے) کے مخالف عمل کرنے کو اپنے باطنی راستے کی رکاوٹ سمجھتا ہے۔ سو جہاں تک ممکن ہو خود کو ان کے نقش قدم پر گامزن رکھیں لیکن یہ کام وہ مجرد

مرید، جس کے اہل وعیال نہ ہوں یا جس کے پاس پہلے سے حلال مال موجود ہو، ہی کر سکتا ہے۔ اگر اس کے زیادہ فرزند ہوں (اور) اس کا (کوئی) ذریعہ معاش نہ ہو تو ایسے وقت میں دیکھا گیا ہے کہ (اہل ہمت) کامل توکل کے حامل ہوتے ہیں، یا کبھی کبھی (ان کی) جمعیت (خاطر) جو (اصلی) مایہ ہے، مین خطرہ اور تشویش پیدا ہو جاتی ہے، تو ایسے مشوش (پریشان حال) پر ضروری روزی کے حصول کے لیے بقدر کفایت حلال کمانا فرض ہوتا ہے۔ کیونکہ مرید صادق ہر وقت اور ہر لحظہ میں حبیب خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کے مطابق اور پیران کبار کے اطوار اور آداب کے موافق باطن کو ماسویٰ اللہ کے خیال سے خالی کرنے میں (مصروف) رہتے ہیں اور وہ ان کاموں میں لوگوں کی تعریف، ناگواری اور ناپسندیدگی کی پروا نہیں کرتے، وہ ہمیشہ (اپنے) قلب کی سلامتی کو (ہی) اعلیٰ مطلوب اور بلند مقصد خیال کرتے ہیں۔

پس اس عزیز کے عمل کی مانند، آپ جتنا بھی ظاہری اور باطنی طور پر شریعت عالی میں کوشش کریں، وہی اولیٰ اور اعلیٰ (ہے)۔ آپ اپنا کام کریں، اہل دنیا جو دولت کے پجاری ہیں، ان کی طرف نگاہ نہ فرمائیں۔ جب سے آپ نے ارادتمندی کا حلقہ گردن میں ڈالا ہے، اس روز سے آپ کے اور ان کے درمیان مخالفت پیدا ہو چکی ہے۔

میرے جناب! آپ پر واضح ہو کہ شرعی احکام ظاہر ہیں اور پیران کبار قدسنا اللہ تعالیٰ باسرارہم الاقدس (اللہ تعالیٰ ان کے پاکیزہ رازوں کے ذریعے ہمیں صاف ستھرا بنائے) کے توکل اور قناعت وغیرہ کا طریقہ ان کی کتابوں سے آپ عزیز کو اچھی طرح معلوم ہے (لہٰذا) فقیر کو (یہ) آپ کے لیے لکھنے کی ضرورت نہیں۔ غرض شریعت کی ظاہری مخالفتیں ہوں یا باطنی، آپ ان (سب) سے پرہیز کرنے والے اور دور رہنے والے بنیں، اہل دنیا آپ کے قریب آئیں یا آپ سے دور ہو جائیں، وہ آپ کو پسند آئیں یا نہ آئیں، طریقت کی اصلی غرض یہ ہے کہ باطن کو ماسویٰ اللہ کی گرفتاری سے نجات حاصل ہو جائے۔ دل کی سلامتی کا انحصار (حضرت) محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت پاک کی موافقت (پر ہے)۔ یہی سب (کچھ) ہے اور (اس کے) سوا جزئیات زیادہ ہیں (اور) وہ ملاقات پر موقوف ہیں۔

(۶) مکتوب بنام (حضرت) حاجی حافظ محمد خان صاحبؒ

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰهِ وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِهِ الَّذِيۡنَ اصۡطَفٰی، اَمَّا بَعۡد:

محبت اور اخلاص کے نشان، مودت اور اختصاص کے عنوان جناب حاجی حافظ محمد خان صاحب سلمہ اللہ الولی الواھب عن جمیع الحوادث والنوائب (اللہ تعالیٰ جو کارساز اور عطا کرنے والا ہے اسے تمام حادثات اور مصیبتوں سے سلامت رکھے)۔ فقیر حقیر ناچیز عثمان عفی عنہ کی طرف سے مسنون سلام اور دارین کی بھرپور ترقیوں کی دعاؤں کے بعد (معلوم ہوا) کہ آپ کا مسرت کے انداز میں لکھا ہوا مکتوب جو دشمنوں کی دشمنی کی وجہ سے پیش آنے والے حالات وغیرہ کی گزارشات پر آپ نے بھیجا تھا، موصول ہوا (اور) اس میں درج شدہ حالات سے آگاہی ہوئی۔ دشمنوں کے ظاہری اور باطنی شر سے حقیقی حفاظت کرنے والا (اللہ) آپ کو اپنے حفظ میں محفوظ اور مامون رکھ کر، دلی مرادیں اور جانی مقاصد نصیب کر کے، اپنے گھر میں اپنے عزیزوں اور ہمسایوں میں معزز اور مکرم رکھے، پروردگار عالم اور حقیقی کارساز جل شانہ پر بھروسہ کر کے، پیران کبار علیہم الرحمۃ والرضوان کے وسیلہ سے، بلا خوف وخطر حکام وقت کے سامنے پوری بہادری سے حاضر ہو جائیں، اللہ تعالیٰ شانہ اور عز برہانہٗ (آپ کو) ملزم نہیں بنائے گا:

ع۔ مشکلے نیست کہ آسان نشود

یعنی کوئی ایسی مشکل نہیں ہے، جو آسان نہ ہو جائے۔

فقیر کو اپنے خاندان کے لیے دعاؤں سے غافل نہ سمجھیں، گو مشکلات کے پیش آنے میں حکیم مطلق شانہ کی حکمت ہے۔ حقیقی کارساز صرف اللہ تعالیٰ شانہ ہے اور (ہم) غریب صرف دعا کر سکتے ہیں۔ فقط

اے عزیز! ضروری دنیاوی کاموں سے فراغت کے وقت باطنی اشغال، جن کی مشغولیت اہم چیزوں میں سے ہے، میں مشغول رہیں اور (وقت) بیکار نہ گزاریں، کیونکہ آج (دنیا) کا وقت، کام (کرنے) کا وقت ہے (اور) کل (قیامت) میں حسرت وندامت کے سوا کچھ ہاتھ نہیں آئے گا۔ زیادہ سلام ہوں۔

(۷) مکتوب بنام (حضرت) مولوی محمود شیرازی صاحبؒ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡم

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیۡنَ اصۡطَفٰی، اَمَّابَعۡد:

مخدومی مکرمی جناب مولوی محمود شیرازی صاحب دام فیضہ وعنایتہٗ (ان کا فیض اوران کی عنایت ہمیشہ رہے) فقیر حقیر ناچیز عثمان عفی عنہ کی طرف سے تسلیمات وتکریمات کے بعد (معلوم کریں) کہ آپ کے دو مکتوب شریف، یکے بعد دیگرے تھوڑے (تھوڑے) فاصلہ سے موصول ہوئے۔ ان کے مندرجات سے آگاہی ہوئی۔ جو بات مولوی کی (تحریر) تھی، اس سے بڑا تعجب ہوا اور دعا مانگی:

اَللّٰھُمَّ لاَ تَکلنَا اِلٰی انفسنا طُرُفَۃَ عَین وَلاَ اقلّ مِنْ ذٰلِکَ:

یعنی اے ہمارے اللہ! ہمیں اپنے نفسوں کے حوالے آنکھ جھپکنے یا اس سے کم مقدار کے لیے بھی نہ کر۔

تعجب کی وجہ (یہ ہے) کہ (اس مولوی) نے دنیا کے قلیل نفع کی خاطر جو چند روزہ ہے، اوراس سے ادنیٰ پر بھی گزارہ ہوسکتا ہے، اس قدر مجاہدوں اور ریاضتوں کے بھاری بوجھ سے خود کو ہلاکت میں ڈالا کہ فلاں غنی جس سے حقیقت میں زیادہ کوئی مفلس نہ ہے اور نہ ہوگا، (کی توجہ) کے لیے صراط مستقیم کو چھوڑ کر اپنی ذات کو دین کے اکابرین جو عرب وعجم کے مقبولین ہیں، کے مقابلے میں عقل کے پجاریوں کی نظر میں بہتر اور بڑا بنا کر دکھایا، تا کہ لوگ اس کے معتقد ہو جائیں اوراس طرح وہ ان کے مال سے کچھ حاصل کرے۔ یہ کون سی عقلمندی ہے؟ اللہ تعالیٰ (اسے) ہدایت نصیب فرمائے۔

اہل اللہ (اولیاء) فرماتے ہیں کہ سیاہ جھوٹ سے رسوائی کے علاوہ کچھ حاصل نہیں ہوتا۔ اللہ تبارک وتعالیٰ فقیر کو اور فقیر کے دوستوں کو اس طرح کی ہلاکت سے محفوظ رکھیں۔ درحقیقت آنجناب (آپ) کے لیے (یہ) بڑی عبرت کا موجب ہے کہ (مذکورہ مولوی نے) اتنے سال ریاضتیں اور مجاہدے کیے اور (ان کا) پھل اور نتیجہ یہی ہاتھ لگا کہ خود غلطی پر ہونے کے باوجود،

دین متین کے بزرگ اکابرین کو خطا کار سمجھنے لگا۔

نَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ. اَللّٰهُمَّ لاَ تُزِغْ قُلُوْبَنَا بَعْدَ اِذْ هَدَیْتَنَا وَهَبْ لَنَا مِنْ لَّدُنْکَ رَحْمَةً اِنَّکَ اَنْتَ الْوَهَّابُ. (دیکھئے سورۃ آل عمران ۸):

یعنی ہم اللہ کی پناہ مانگتے ہیں، شیطان مردود سے، اے ہمارے اللہ! ہمارے دل نہ پھیر اس کے بعد جبکہ تو نے ہمیں ہدایت دی اور ہمیں اپنے پاس سے رحمت عنایت فرما، بے شک تو سب سے بڑا دینے والا ہے۔

اپنے کام (ذکر الٰہی) میں استغفار کے ساتھ (ہر وقت) سرگرم رہیں اور خوشی عاجلہ (جلد آنے اور جانے والی خوشی) سے ہمیشہ خوفزدہ اور غمگین رہیں۔

(۸) مکتوب بنام (حضرت) حق داد خان صاحبؒ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَسَلاَمٌ عَلٰی عِبَادِهِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی، اَمَّا بَعْدُ:

محبت اور اخلاص کے نشان، مودت اور اختصاص کے عنوان حق داد خان صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ عن جمیع الحوادث والنوائب (اللہ تعالیٰ انھیں تمام حادثات اور مصیبتوں سے محفوظ رکھے)،

فقیر حقیر ناچیز عثمان عفی عنہ کی طرف سے تسلیمات اور بہت زیادہ دعاؤں کے بعد یہ (ملاحظہ کریں) کہ آپ کا بھیجا ہوا مکتوب شریف، جو آپ کے خیریت نشان حالات اور گردش زمانہ وغیرہ سے پیش آنے والی بے چینی پر مشتمل تھا، موصول ہوا، بہت زیادہ اور بے شمار دعائیں کرنے کا ذریعہ بنا۔ اللہ تبارک وتعالیٰ اپنے فضل وکرم سے آپ کو ان معاملات اور زمانے کے تفکرات سے نجات اور خلاصی عطا فرما کر اپنے گھر میں سکون قلبی اور دنیاوی مرادوں کے پورا ہونے کے ساتھ خوش وخرم رکھے۔ لوگوں کا پروردگار ہونے کے صدقے۔

آپ چاہے (یہاں) آئیں اور چاہے نہ آئیں، فقیر کو ہر حال میں اپنے خاندان کے لیے دعا گو سمجھتے رہیں۔ فقط

میرے جناب! ''كل اناء يترشح بما فيه'' (یعنی ہر برتن سے وہی کچھ چھلکتا ہے، جو اس کے اندر موجود ہوتا ہے)۔ چونکہ فقیر خوار اور بے اعتبار تھا (لہٰذا) آپ محب کو اس سے پہلے بوقت ملاقات وغیرہ، جو مل جائے اور جو حاضر ہو، اس پر قناعت کرنے کی نصیحت کیا کرتا تھا، لیکن چونکہ شہر وغیرہ کے اکثر لوگ اس چیز کو عیب اور نقصان خیال کرتے تھے (لہٰذا) انہوں نے آپ محبّ کو انسان جو اپنی ذات کے لحاظ سے خود بھوکا ہے، کی ملازمت (اختیار) کرنے کا مشورہ دیا ہے۔ اس کی مجلس اللہ تعالیٰ کے اذکار سے خالی ہے، ضرورت کے تحت (اپنے) اس مالک کی مرضی اور تواضع کی خاطر آپ کے قیمتی اوقات، جن کا کوئی بدل نہیں، کیونکہ بزرگوں نے فرمایا ہے کہ اَلْوَقْتُ سَيْفٌ قَاطِعٌ (وقت کاٹنے والی تلوار ہے) صرف ہو رہے ہیں، پس آپ کو مال میں جو برکت اور (قلب کی) صفائی تجرید کی وجہ سے (حاصل) تھی، وہ جاتی رہی۔ یہ سب (نقصان) صادق و مصدوق (نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم) کے فرمان اعدی عدوک (اتحاف السادۃ المتقین ۷:۲۰۶، ۳۳۹) یعنی تیرا سب سے بڑا دشمن تیرا نفس ہے (جو تیرے پہلو میں ہے)۔ کے مطابق پہنچا ہے، ورنہ فقیر نے کبھی دعا کرنے میں کسر نہیں چھوڑی اور اِنْ شَاءَ اللہ تعالیٰ اس کے بعد بھی آخری سانس تک (فرق) نہیں کروں گا۔ مشکلات کو حل کرنے والی ذات اللہ جل شانہ حضرت صاحب قبلہ و کعبہ نور اللہ تعالیٰ مرقدہ الشریف (اللہ تعالیٰ ان کی قبر مبارک کو منور فرمائے) کی برکت سے آپ کی تمام مشکلات کو رفع دفع فرمائے گا۔ آپ بددل نہ ہوں، ہمیشہ حضرات گرامی قدسنا اللہ تعالیٰ باسرارہم السامی (اللہ تعالیٰ ان کے بلند رازوں سے ہمیں صاف بنائے) کے واسطہ سے غموں سے نجات اور دشمنوں اور حاسدوں پر فتح پانے کے لیے دعا کرتے رہیں۔ اِنْ شَاءَ اللہ تعالیٰ سب کام آسان ہو جائیں گے۔

(۹) مکتوب بنام (حضرت) میاں غلام محی الدین صاحبؒ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْم

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَسَلَامٌ عَلٰى عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اصْطَفٰى، اَمَّا بَعْد:

میرے بھائی! میرے پیارے اور میرے ارشد میاں غلام محی الدین صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ عن جمیع الحوادث والنوائب۔ (اللہ تعالیٰ انھیں تمام حادثات اور مصیبتوں سے بچائے) فقیر حقیر ناچیز عثمان عفی عنہ کی طرف سے سلام مسنون اور دونوں جہاں کی بھرپور ترقیوں کی دعاؤں کے بعد (معلوم کریں) کہ آپ کا مکتوب گرامی ملا، مسرت ہوئی۔ میرے بھائی! چونکہ یہ زمانہ فتنوں اور غم کا ہے، عقلمند کے لیے وہی کام زیادہ بہتر ہے، جس میں نفس اور ہوس کی مخالفت ہو اور اسی مخالفت (نفس) کو صادق ومصدوق (نبی کریم) صلی اللہ علیہ وسلم نے جہادِ اکبر فرمایا ہے۔ پس سچے مومن پر لازم ہے کہ نفس اور شیطان کی مخالفت کا جو طریقہ اللہ والوں نے مقرر فرمایا، وہ اختیار کرے:

اوّل روزہ ہے۔ افطار کے وقت کم کھائیں، روزہ رکھیں کہ آنحضرت (صلی اللہ علیہ وسلم) نے ''وِجَاءُ هذه الامة الصوم'' یعنی اس امت کا خصی کرنا روزہ سے ہے۔ فرمایا ہے۔ (دیکھیے: صحیح البخاری، نمبر ۵۰۶۶، صحیح مسلم، نمبر ۳۳۹۸، الفاظ کی کمی وبیشی کے ساتھ)

دوّم ہر ماہ میں فصد کھلوانا (یعنی خون نکلوانا) یا ہر دو ماہ یا ہر تین ماہ (میں ایک بار ایسا کرنا)۔

سوم سیاحت، یعنی سفر ہے، کہ ہر روز اس قدر پیدل چلیں کہ تھک جائیں۔ خوراک پیٹ کے تیسرے حصہ جتنی کافی سمجھیں اور پانی کم پئیں۔ اللہ والوں نے نفس کی دشمنی میں یہ جنگ مقرر فرمائی ہے۔ فقیر کے بزرگوں نے ذکر میں زیادتی اور خوراک، لباس، نیند اور دوست ودشمن کے ساتھ ملنے اور بیٹھنے میں میانہ روی اختیار فرمائی ہے۔ انہوں نے علم وحرف کے حصول کی انتہا (تک رسائی پانے) کو چھوڑ دیا ہے۔ نفس وشیطان کی مخالفت کا مطلب بھوک اور لاغری (اختیار کرنا) ہے، تاکہ صرف پانچ وقت کی نمازوں کی ادائیگی کے لیے بیٹھنا اور اٹھنا نصیب ہو سکے۔ فقط

وقت، کام کرنے کا ہے یعنی رات دن میں خوراک کا تیسرا حصہ کھائیں، تاکہ آپ بالکل کمزور اور ضعیف نہ ہو جائیں اور پانچ وقت جناب مولوی صاحب سے توجہ حاصل کریں، اس کے بعد اگر کام نہ بنے تو فقیر کو اطلاع دیں۔

(۱۰) مکتوب بنام (حضرت مولانا) مولوی محمود شیرازی صاحبؒ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیۡنَ اصۡطَفٰی، اَمَّا بَعۡد:

میرے مخدوم، میرے مکرم جناب فیض مآب مولوی محمود شیرازی صاحب دام فیضہ وعنایتہٗ (اللہ ان کے فیض اور ان کی عنایت کو قائم رکھے) اس فقیر حقیر ناچیز عثمان عفی عنہ کی طرف سے سلام اور درجات کی مزید دعاؤں کے بعد (معلوم کریں) کہ لِلّٰہِ الۡحَمۡدُ وَالۡمِنَّۃ (اللہ ہی کے لیے تعریف ہے اور اسی کا احسان ہے) کہ عنایت الٰہی عز وشانہ کی مدد سے یہاں کے حالات لائق شکر ہیں اور اللہ سبحانہ سے آپ کی سلامتی اور مصیبتوں اور ظاہری و باطنی نقصانوں سے آپ کی عافیت کے لیے اللہ کریم کے حبیب (مکرم) صلّی اللہ علیہ وسلّم کی حرمت کے طفیل درخواست ہے۔

آپ کے دو مکتوب، آگے پیچھے موصول ہوئے۔ مولوی کے حالات سے آگاہی ہوئی۔ اللہ تعالیٰ شانہ ہمیں اور آپ کو اس طرح کے فاسد اور خراب خیالات سے محفوظ رکھ کر اپنی ذات اقدس کی محبت اور پیران کبار قدسنا اللہ تعالیٰ باسرارہم الاقدس کی محبت سے سرفراز فرمائے۔ پروردگار جہان کے صدقے۔

آپ نے اپنے باطنی احوال سے جو چیز تحریر فرمائی ہے، وہ سب اپنے حضرات کرام کے سلوک کی اصل اور موافق (پر ہے)۔ اس کی تفصیل مکتوبات قدسی آیات معصومی، جلد اوّل وغیرہ میں دیکھی جاسکتی ہے، نیز کنز الہدایت میں بھی درج ہے۔ جب سالک کا معاملہ اصل اصل تک پہنچتا ہے تو پچھلے حالات گرد وغبار کی مانند اُڑ جاتے ہیں (اور) ذوق وشوق کی بجائے نااُمیدی و مایوسی دامنگیر ہوجاتی ہے:

كَانَ رَسُوۡلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّم دَائِمَ الۡفِکۡرِ مُتَوَاصِلَ الۡحُزۡنِ

(الشمائل المحمدیہ، ص ۱۰۵)

یعنی رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم ہمیشہ متفکر اور دائم غمگین رہتے تھے۔

اپنے شغل، جو اللہ جل جلالہ کا ذکر، نفی واثبات اور تہلیل (لا الٰہ الا اللہ) وغیرہ، درود شریف کے ساتھ مراقبات اور استغفار ہے، میں سرگرم رہیں اور اللہ کی مخلوق سے خوفزدہ اور کانپتے رہیں، کیونکہ غیر جنس (اہل اللہ کے علاوہ) کی محبت درویش کے لیے ہلاک کر دینے والی زہر ہے۔ ضرورت کے مطابق رہن سہن اختیار فرمائیں۔ (انہی) دو کلمات پر اکتفا کیا جاتا ہے، کیونکہ آپ خود عالم اور دانا ہیں، تفصیل کی ضرورت نہیں۔ فقط

آپ نے اجازت مقید کے بارے میں دریافت فرمایا ہے۔ درحقیقت اہل اللہ نے ایک حد مقرر وضع فرمائی ہے۔ جب اللہ تعالیٰ شانہ سالک کو اپنے فضل وکرم سے اس جگہ پہنچا دیتا ہے تو مرشد دل سے انھیں اجازت مطلقہ دے دیتے ہیں۔ بعض کو ایک خاص طریقہ میں اور بعض کو دو طریقوں میں، درجات کے مطابق (اجازت دی جاتی ہے)۔ یہ سب کچھ درویش کی استعداد کے مطابق (مرشدان گرامی) عمل فرماتے ہیں۔ وقت کی مصلحت کے پیش نظر بعض مرشدان (گرامی) ایک آدمی کو ایک مخصوص جماعت کے لیے بھی اجازت (عطا) فرماتے ہیں۔

مقامات (مظہری) میں حضرت حبیب اللہ مظہر رحمٰن حضرت مرزا جان جاناں رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے (اجازت کے) تین درجے مقرر فرمائے ہیں: اعلیٰ، ادنیٰ اور اوسط۔ (مذکورہ کتاب کے) صفحہ ۳۸ پر ملاحظہ فرمائیں جو واجد علی خان صاحب کے پاس موجود ہے۔

جو بزرگ حضرت محبوب سبحانی مجدد و منور الف ثانی، رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے تابع ہیں، وہ اکثر اپنے مرید کو صرف طریقہ عالیہ نقشبندیہ میں (اجازت) ارشاد (عطا) فرماتے ہیں لیکن جب مرید دوسرے طریقہ کے لیے زیادہ زاری کرتے ہیں تو وہ اس مرید کی دلجوئی کے لیے اس طریقہ کے پیران (گرامی) کا شجرہ (طریقت) عطا فرماتے ہیں (اور اسے) سلوک مقامات مجددیہ بناتے ہیں۔

پیران کبار درحقیقت حکیم ہیں۔ حکیم مزاج اور وقت کے مناسب دوائیاں استعمال کراتا ہے، وہ بھی ان (مریدوں) کی استعداد کے مطابق عمل فرماتے ہیں۔ فقط

فقیر نے آپ کو اجازت مطلقہ دی ہے، لیکن اجازت نامہ مطلقہ لکھا نہیں گیا۔ اس میں

کوئی حرج نہیں ہے۔اب آپ کو اجازت مطلق ہے، اللہ تعالیٰ شانہ (اسے) بڑی برکتوں کا سبب بنائے، نبی (کریم) اور آپ کی بزرگ آلؑ کے صدقے، آپ پر اور آپ کی اولاد امجادؓ پر درود ہو۔فقط

آپ اس طرف کی زیادہ جلدی نہ فرمائیں، وہاں کی ذمہ داری کسی قابل اعتماد اور معتبر شخص کو سونپیں، کیونکہ فتنہ انگیز اور خوشامدی بہت ہیں، فرصت کو غنیمت سمجھیں۔سچا محبّ حقیقت میں دور نہیں ہوا کرتا۔آپ اپنی محبت کے مطابق بطور انعکاس فیض حاصل کرتے رہیں۔اگر آپ یمن میں ہیں (تو بھی) آپ میرے ساتھ (ہی) ہیں:

دیدۂ احقر و دل ہمراہ تست
کمر ہمت چست باید بست

یعنی میری آنکھ اور دل آپ کے ساتھ ہیں، آپ کمر ہمت کس کر رکھیں۔

رات اور دن (میں) صرف مولائے حقیقی (اللہ) جل شانہ کی رضامندی کے لیے پوری کوشش کریں، کیونکہ اب جوانی کا وقت ہے اور بڑھاپے کے زمانے میں سالک سے کچھ بھی نہیں ہوسکتا۔حالات و کیفیات اور ادراکات کی طرف نگاہ نہ فرمائیں، کیونکہ واجب حقیقی (اللہ) جل شانہ ہم سے اور آپ سے عبادت کی خدمت چاہتا ہے، باقی (تمام حالات و کیفیات) اس (اللہ) تعالیٰ شانہ کے پیدا کردہ ہیں۔وہ (ذات اقدس) عطا فرمائے، یا نہ عطا فرمائے، اس سے دل تنگ نہیں ہونا چاہیے:

دادیم ترا از گنج مقصود نشان
گر ما نرسیدیم تو شاید برسی

یعنی ہم نے تجھے منزل مقصود کا پتہ بتا دیا ہے، اگر ہم (وہاں تک) نہیں پہنچے تو شاید تو اس تک پہنچ جائے۔

(۱۱) مکتوب بنام (حضرت مولانا) مولوی حسین علی صاحبؒ

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡم

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰهِ وَسَلَامٌ عَلٰى عِبَادِهِ الَّذِيۡنَ اصۡطَفٰى، اَمَّا بَعۡد:

فضیلت پناہ، حقائق معارف آ گاہ مولوی حسین علی سلمہ اللہ تعالیٰ عن جمیع الحوادث والنوائب (اللہ تعالیٰ انھیں تمام حادثات اور مصیبتوں سے سلامت رکھے) فقیر حقیر ناچیز عثمان عفی عنہ کی طرف سے سلام اور مزید درجات کی دعاؤں کے بعد (ملاحظہ کریں) کہ لِلّٰهِ الۡحَمۡدُ وَالۡمِنَّةِ (اللہ ہی کے لیے تعریف ہے اور اسی کا احسان ہے) کہ یہاں کے حالات عنایت الٰہی عزوشانہ کی مدد سے منعم مطلق (ہر ایک پر بلا روک ٹوک انعام کرنے والے اللہ) کی بے حد شکر گزاری کے لائق ہیں، اس کی نعمتیں بڑی ہیں اور اس کے احسانات بلند ہیں۔ اللہ سبحانہ سے آپ کی سلامتی اور آپ کی عافیت اور (نبی کریم) علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شریعت مبارک پر آپ کی دائمی استقامت کے لیے درخواست ہے۔

آپ کا مسرت افزا مکتوب جو آپ کی خیریت اور خواب میں دیکھنے (کے مضمون) پر مشتمل ہے اور آپ نے مہربانی فرماتے ہوئے بھیجا ہے، مبارک اوقات اور بزرگ لمحات میں شرف نزول لایا ہے۔ میرے صاحب! فقیر کی بیماری میں آپ کا میری غمخواری اور دلجوئی کرنا اور پھر فقیر کا آپ کو بیت اللہ شریف زادہ اللہ تعالیٰ شرفاً وکرامۃً (اللہ تعالیٰ اس کے شرف اور بزرگی کو بڑھائے) میں توجہ دینا، یہ (دونوں چیزیں) محبت معنوی کے اتحاد کی خبر دیتی ہیں، جسے صوفیا کی اصطلاح میں رابطہ کہتے ہیں، فقراء نے اسے فیوضات و برکات حاصل کرنے کے لیے عظیم وسیلہ مقرر فرمایا ہے۔ اللہ تعالیٰ شانہ محبت کے اس شعلہ کو (مزید) بھڑکائے، نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) کی ن اور صاد کے اور آپ کی بزرگ اولاد کے طفیل، آپؐ پر اور آپؐ کی آلؓ پر درود اور سلام ہو۔ زیادہ والسلام۔

(۱۲) مکتوب بنام (حضرت) ملا ابراہیم صاحبؒ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡم

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیۡنَ اصۡطَفٰی، اَمَّا بَعۡد:

محبت اور اخلاص کے نشان ملا ابراہیم صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ (اللہ تعالیٰ انھیں سلامت رکھے) فقیر حقیر ناچیز عثمان عفی عنہ کی طرف سے سلام اور مزید درجات کی دعاؤں کے بعد یہ (معلوم کریں) کہ مراسلہ شریف ملا، عدم حصول کے مطلب کا جو ذکر تھا (اس سے) آگاہی ہوئی۔ میرے جناب! فقراء کے ہاں اصلی مقصد ماسویٰ اللہ سے علمی وحبی تعلق کا خاتمہ اور محبوب حقیقی (اللہ) جل شانہ کی ظاہری وباطنی حب (کو حاصل کرنا) ہے۔ تمام اہل بصیرت پر واضح ہے کہ دینی اور دنیاوی مقاصد کا پانا مرید حقیقی کے ارادے پر موقوف ہے، اللہ جل شانہٗ ہمیں اور تمہیں تو (محض) بہانہ بنایا ہے۔ واجب الوجود جل جلالہ نے اپنے بندوں پر عبادت کو فرض کیا، چنانچہ فرمایا ہے:

وَاعۡبُدۡ رَبَّکَ حَتّٰی یَاۡتِیَکَ الۡیَقِیۡنُ (سورۃ الحجر ۹۹):

یعنی اور اپنے رب کی عبادت کرتے رہیں، یہاں تک کہ تمہارے پاس یقینی بات (موت) آجائے۔

دینی اور دنیاوی مقاصد کو حاصل کرنے کے لیے اللہ تعالیٰ نے حصول مدعا کی خاطر وسیلے مقرر فرمائے ہیں۔ سو اس لیے لازم ہے کہ آپ عزیز اپنے پیارے اوقات کو پیران کبار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم کے معمول کے مطابق اذکار و افکار سے معمور رکھیں، یہاں تک کہ ایک لحظہ و لمحہ غفلت میں نہ پڑیں۔ بندوں کا مقصد بندگی ہے اور بس۔

(۱۳) مکتوب بنام (حضرت مولانا) مولوی محمود شیرازی صاحبؒ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡم

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیۡنَ اصۡطَفٰی، اَمَّا بَعۡد:

میرے مخدوم اور میرے مکرم جناب مولوی محمود شیرازی صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ عن جمیع الحوادث والنوائب وافاض اللہ تعالیٰ من فیوضاتہ وبرکاتہ علیکم وعلیٰ من لدیکم، آمین ثم آمین۔

(اللہ تعالیٰ انھیں تمام حادثات اور مصیبتوں سے سلامت رکھے اور اللہ تعالیٰ انھیں اپنے فیوض وبرکات سے مستفید فرمائے، آپ کو اور جو آپ کے ساتھی ہوں۔آمین ثم آمین)،

فقیر حقیر ناچیز عثمان عفی عنہ کی طرف سے تسلیمات اور تکریمات کے بعد (معلوم کریں) کہ (انہوں نے) مہربانی فرماتے ہوئے بہت سی کیفیات پر مشتمل جو مسرت آمیز مکتوب بھیجا تھا، اس نے مبارک گھڑی میں نزول و وصول فرمایا۔ اللہ تبارک وتعالیٰ آپ کی ستودہ صفات ہستی کی اس سعی جزیلہ اور کوشش جمیلہ کو مشکور ومقبول فرمائے اور آپ کو اپنی ذات کی محبت، جو بزرگوں کی تمنا رہی ہے، سے سرفراز فرمائے۔ پروردگار عالم کے صدقے۔آپ نے جو یہ تحریر فرمایا تھا کہ عاشقوں کو معشوق سے خرابی اور جان تڑپانے کے علاوہ کچھ نصیب نہیں ہوتا۔

میرے فیاض! سچا عاشق معشوق کے وصال حقیقی کو پائے بغیر مطمئن نہیں ہوتا اور (اس کے) درد (فراق) کی آگ کا شعلہ نہیں بجھتا اور یہ حقیقی وصال اس فانی دنیا میں مشکل ہے۔ پس مجبوراً (عشاق) اپنے مقصد کو نہ پانے کی وجہ سے درد، غم اور نا اُمیدی میں گرفتار ہیں۔ اگرچہ ''نہ پانا' بعد میں ''پانا'' ہے۔ کیونکہ ''پانا'' اسماء وصفات (الٰہی) کے سائے میں ہے اور عدم یافت تجلی ذاتی ہے (لہٰذا عشاق) اس درد وغم کی نعمت عظمیٰ پر بھی شکر بجالاتے ہیں (جیسے ارشاد ربانی ہے):

لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَاَزِيْدَنَّكُمْ: (سورہ ابراہیم ۷):

یعنی اگر تم شکر کرو گے تو میں تمہیں زیادہ دوں گا۔

اتنا میں نے نادانی کی وجہ سے لکھا ہے، معاف فرمائیں کہ اس بارے میں مفصل گفتگو حضرات گرامی قدسنا اللہ تعالیٰ باسرارہم السامی (اللہ تعالیٰ ان کے بلند رازوں سے ہمیں پاکیزہ بنائے) کے مکاتیب ستہ میں بڑی توضیح وتشریح سے تحریر ہے۔ یہی کافی ہے اور سلام۔

(۱۴) مکتوب بنام (حضرت) مولوی نور محمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی، اَمَّا بَعْد:

فیض مآب مولوی نور محمد صاحب چیلا دام فیضہ (ان کا فیض ہمیشہ رہے) پر تسلیمات و تعظیمات کے بعد واضح اور روشن ہو کہ صرف ''ضاد'' کی آواز نہ اس طرح ہے، جیسے دامان کے لوگ اسے ''دال'' کے قریب پڑھتے ہیں اور نہ ہی یوں ہے جیسے بخارا کے لوگ (اسے) ''ظا'' کے مشابہ پڑھتے ہیں، بلکہ ''ضاد'' کی آواز (ان دونوں کے) درمیان ہے، جیسے حضرت صاحب قبلہ وکعبہ (حاجی دوست محمد قندھاری قدس سرہ) بغداد شریف میں عراق کے قاریوں سے تجوید سیکھ کر پڑھا کرتے تھے۔ یہ اختلاف لکھنے سے صحیح نہیں ہوسکتا (اس کی اصلاح کے لیے) آواز کو سننا ضروری ہے۔ آپ فقیر کو اس معاملہ میں معذور فرمائیں۔ فقط

(۱۵) مکتوب بنام (حضرت مولانا) مولوی حسین علی صاحبؒ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی، اَمَّابَعْد:

جناب محامد نصاب میرے مکرم اور میرے معظم مولوی حسین علی صاحب خصہ اللہ تعالیٰ بلوغ المراتب (اللہ تعالیٰ انھیں خصوصیت کے ساتھ درجات پر پہنچائے) تسلیمات ودعوات کے بعد مطالعہ کریں کہ آپ کا گرامی نامہ موصول ہوا۔ آپ کے مزاج شریف کی خیریت کی خبر نے بہت ہی زیادہ خوش کیا۔ نسبت رابطہ کے غلبہ کے جو خوبصورت آثار لکھے ہیں، (یہ) بہت ہی مبارک ہیں اور اس راستہ پر چلنے والوں کی بلند آرزوؤں اور معیت کی دلیل ہیں۔ اس دولت کا مالک ''اَلْمَرْءُ مَعَ مَنْ اَحَبَّ'' (صحیح البخاری، ص ۶۱۶۸، ۶۱۶۹، ۶۱۷۰)۔ یعنی آدمی قیامت کو اس کے ساتھ ہوگا، جسے دوست رکھتا ہے۔ کے مطابق اصل کمالات سے بہرہ مند ہوتا ہے اور اس کا پودا نفع بخش پھلوں سے لدا ہے، ھنیا لا رباب النعیم نعیمھم (یعنی نعمتوں

کے حامل صاحبان کو ان کی نعمتیں مبارک ہوں)۔

دوسرے واقعات جو اس کی بشارت دینے والے ہیں، وہ اسی معنی کی برکتوں سے ہیں۔ گو فقیر ان معنی کے لائق نہیں، لیکن پیر دستگیر (حضرت حاجی دوست محمد قندھاری) متعنا اللہ تعالیٰ برکاتہ وافاض علینا من فیوضاتہ (اللہ تعالیٰ ہمیں ان کی برکات سے مستفید کرے اور ہم پر ان کے فیوضات سے فیض نازل فرمائے) کے تصرف سے قوی اُمید ہے، کریموں کے لیے کام مشکل نہیں ہے۔

(۱۶) مکتوب بنام (حضرت مولانا) مولوی محمود شیرازی صاحبؒ

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡم

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰهِ وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِهِ الَّذِیۡنَ اصۡطَفٰی، اَمَّا بَعۡد:

میرے مخدوم میرے مکرم جناب فیض مآب مولوی محمود شیرازی صاحب رَفَعَ اللّٰهُ تَعَالٰی دَرَجَاتَه فِی الدِّیۡنَ وَالدُّنۡیَا (اللہ تعالیٰ ان کے درجات دین و دنیا میں بلند کرے)، تسلیمات و تکریمات کے بعد فقیر حقیر ناچیز عثمان عفی عنہ کی طرف سے (معلوم کریں) کہ آپ کا پسندیدہ اور مسرت و راحت آمیز مکتوب، جس میں انہوں نے اپنی اور سعادت مند برخوردار کی خیریت لکھ بھیجی تھی، اس نے بڑی مبارک گھڑی میں نزول فرمایا (یعنی موصول ہوا)، اللہ تبارک وتعالیٰ آپ کو ہمیشہ خیر و عافیت سے رکھیں اور حضرت صاحب قبلہ نور اللہ تعالیٰ مرقدہ الشریف و برد اللہ تعالیٰ مضجعہ اللطیف (اللہ تعالیٰ ان کی قبر مبارک کو روشن کرے اور ان کے مبارک بلند مزار کو خنک کرے) کی برکات و فیوضات سے سرفراز اور ممتاز فرمائے۔ فقیر اس جگہ تمام متعلقین کے ساتھ خیریت سے ہے، اطمینان رکھیں۔ میں ہر وقت دعائیں کرنے میں رطب اللسان ہوں، دعاؤں کو قبول کرنے والا (کریم رب) ہم خواروں اور عاجزوں کی دعاؤں کو قبولیت کے درجہ پر پہنچائے۔ لوگوں کے پروردگار کے طفیل۔

جب عاجز سالک بلند مقامات پر پہنچتا ہے تو اس کے ہاتھ میں سوائے نایافت (نہ پانا)، حیرت اور نا امیدی کے کچھ نہیں آتا اور جو کچھ اسے ملتا ہے، اسے اس کا ادراک نہیں ہوتا، کیونکہ

وجود اور توابع وجود اس سے زائل ہو جاتے ہیں اور فیوضات ذات باری تعالیٰ سے (وارد) ہوتے ہیں جو ادراک سے بالا ہوتے ہیں اور ان کے ادراک تک رسائی نہیں ہوتی۔

اللہ تبارک وتعالیٰ آپ کو امام الطریقہ (حضرت مجدد الف ثانی) علیہم الرضوان کی خاص الخاص نسبت سے سرفراز فرما کر دنیا اور خلقت کے لیے فیض بخش بنائے۔ لوگوں کے پروردگار کے صدقے۔

(۱۷) مکتوب بنام (حضرت) قاضی امیر بخش صاحبؒ

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

حامداً ومصلیاً (حمد کرتے ہوئے اور درود پڑھتے ہوئے) محبت اور اخلاص کے نشان قاضی امیر بخش صاحب سلمہ ربہ کو فقیر حقیر ناچیز عثمان عفی عنہ کی طرف سے سلام مسنون کے بعد (معلوم ہو) کہ آپ نے نفی واثبات کی کیفیت کے بارے میں جو مکتوب بھیجا تھا، وہ موصول ہوا۔ اس کی عبارت سے پوری طرح آگاہی ہوئی۔ میرے عزیز فقراء (اہل تصوف) کا کام قیاسی نہیں ہے، (یہ) سماعی ہے۔ جو کچھ متشرع کامل پیروں سے نقل ہوا ہے، مریدوں کو اس کی مخالفت سے منع کیا گیا ہے۔ فقیر کو معلوم نہیں ہے کہ آپ کو کس فقیر نے نفی واثبات سکھایا ہے، اس کا طریقہ اور اہمیہ، انھیں سے دریافت فرمائیں۔ فقیر کے حضرات سانس کو چھوڑنے کے بعد جو چند بار نفی واثبات کرنے کے بعد کرتے ہیں، مُحَمَّدٌ رَّسُوۡلُ اللّٰهِ پر اسے ختم کرتے ہیں، اپنے نام کو (لینا) کسی پیر ومرشد سے نہیں سنا گیا اور نہ ہی ان کی کتابوں میں لکھا ہوا میں نے پڑھا ہے۔ طریقت کا معاملہ سالک کی فکر سے وراء (بلند) ہے، (یہ) عقل میں آئے یا نہ آئے، بس ان کی پیروی کرنا ضروری ہے۔ فقط والسلام۔

(۱۸) مکتوب بنام (حضرت) غلام محی الدین صاحبؒ

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰهِ وَسَلَامٌ عَلٰى عِبَادِهِ الَّذِيۡنَ اصۡطَفٰى. اَمَّا بَعۡدُ:

میرے بھائی! میرے عزیز! میرے ارشد میاں غلام محی الدین صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ (اللہ تعالیٰ انھیں سلامت رکھے) فقیر حقیر ناچیز عثمان عفی عنہ کی طرف سے تسلیمات اور بہت زیادہ دعاؤں کے بعد (معلوم کریں) کہ آپ نے اپنی خیریت وغیرہ کے حالات پر مبنی جو مسرت آمیز مکتوب بھیجا تھا، وہ پہنچا (اور) اس نے خوش حال کیا۔

میرے محب! آج کل کے طالبان علم کا اصلی (اور) دلی مقصد دنیا کی متاع قلیل کو حاصل کرنا ہے اور میرے اس بھائی کو قادر مطلق جل شانہ نے (دولت) عطا فرما رکھی ہے، مزید کی کیا حاجت ہے؟ البتہ وہ آدمی جن کا مقصد حصول معرفت ہو، ان کے پاس دنیاوی آسائشیں ہوں یا نہ ہوں، وہ عارضی سانسوں کو اذکار و افکار (الٰہی) میں خرچ کرتے ہیں، (اور) یہ کام بڑا مشکل (ہے)، ہزاروں میں سے کوئی ایک جانباز ہوتا ہے جو اس طرح سر دھڑ کی بازی لگاتا ہے۔ بس اتنا ہی ناقص سمجھ میں آیا ہے (جو) لکھا گیا (ہے):

عشق آن شعلہ ایست کہ چون بر فروخت
ہر کہ جز معشوق باقی جملہ سوخت

یعنی عشق ایک ایسا شعلہ ہے کہ جب وہ بھڑکتا ہے، تو معشوق کے علاوہ سب کچھ جلا ڈالتا ہے۔

اس سے زیادہ لکھنا موجب ملال ہوگا۔

(۱۹) مکتوب بنام (حضرت مولانا) مولوی محمود شیرازی صاحبؒ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡم

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیۡنَ اصۡطَفٰی، اَمَّا بعد:

میرے مخدوم، میرے مکرم جناب فیض مآب مولوی محمود شیرازی صاحب دام فیضہ وبرکاتہ (ان کا فیض اور برکات قائم رہیں)، فقیر حقیر ناچیز عثمان عفی عنہ (کی طرف) سے تسلیمات وتکریمات کے بعد (معلوم کریں) کہ اپنے کاروبار، جو کہ یاد مولیٰ ہے، اندھیری رات کو افکار واذکار اور استغفار سے اس حد تک معمور رکھیں کہ لحظہ بھر غفلت میں نہ پڑیں۔ اب

جوانی ہے اور وقت، وقت کار ہے، کل جب بڑھاپا آ جائے گا تو سوائے حسرت وندامت کے کچھ ہاتھ نہیں آئے گا۔ فقط

جناب من! حضرات گرامی قدسنا اللہ تعالیٰ باسرارہم السامی (اللہ تعالیٰ ہمیں ان کے بلند رازوں کے طفیل پاکیزہ بنائے) کی نسبت خاص جس قدر بلند ہوتی (جاتی) ہے، مشاہدہ و ادراک دسترس میں نہیں رہتا، کیسے مدرک ہو کہ معاملہ صرف ذات الٰہی سے ہوتا ہے؟ مشاہدہ و ادراک ظلال، صفات اور اعتبارات میں ہوتا ہے اور جب اس سے بالاتر ہوتا ہے تو حیرت، جہل اور نکارت کے سوا کچھ نہیں ہوتا۔ معاملہ یوں ہے کہ مَنْ لَّمْ یَذِقْ لَمْ یَدْرِکْ (یعنی جو نہیں چکھتا، وہ نہیں پاتا)۔ ہر وقت اور ہر حال میں اللہ تعالیٰ کا شکر کریں (کہ وہ فرماتا ہے) لَئِنْ شَکَرْتُمْ لَاَزِیْدَنَّکُمْ (سورۃ ابراہیم ۷) یعنی اگر تم شکر کرو گے تو میں تمہیں زیادہ دوں گا۔

فقیر کو اپنے حالات کی خیر خواہی سے کبھی بے خبر نہ سمجھیں۔ فقط

(۲۰) مکتوب بنام (حضرت مولانا) مولوی حسین علی صاحبؒ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِهِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی، اَمَّا بَعْدُ:

جناب فیض مآب حضرت مولوی حسین علی صاحب رَفَعَ اللّٰهُ دَرَجَاتِکُمْ (اللہ تعالیٰ آپ کے درجات کو بلند کرے) کی خدمت میں۔ فقیر حقیر ناچیز عثمان عفی عنہ (کی طرف) سے تسلیمات کے بعد (معلوم کریں) کہ اپنی خیریت اور شہر سے باہر اپنی زمینوں کی طرف چلے جانے، لوگوں سے بیزاری اور قوت رابطہ وغیرہ سے متعلق جو صحیفہ شریفہ (مکتوب گرامی) آپ نے تحریر فرما کر بھیجا تھا، اس نے شرف ورود فرمایا۔

میرے جناب! جب دل کو ذات اقدس (الٰہی) سے تعلق اور عشق ہو جاتا ہے تو اسے مجبوراً ماسوی اللہ سے نفرت حاصل ہو جاتی ہے، کیونکہ دل ایک حقیقت جامعہ ہے، جسے بسیط کہتے ہیں، سو اس میں ایک ہی چیز سما جاتی ہے۔ آپ نے جو قوت رابطہ کے بارے میں تحریر فرمایا ہے، (اسے) باطنی نسبت کے حصول کے لیے اصلی ذریعہ (ہونے کی وجہ سے) رابطہ کہا گیا

ہے۔اس نعمت عظمیٰ کا شکر بجالائیں۔

آپ نے مرید نہ بنانے کے ضمن میں جولکھا ہے، فیض دینے کے لیے اگر مرید صادق مل جائے اور وہ منت اور زاری سے (اجازت) ذکر طلب کرے، تو فوراً انھیں ذکر کی تلقین کریں اور انھیں ضروری معاملات میں نصیحت فرمائیں اور ظاہری علم کی تدریس سے اپنی جان کو معاف نہ فرمائیں، اعتدال کی حد تک ظاہری علم کی مصروفیت کو ہاتھ سے نہ جانے دیں، کیونکہ یہ ضروریات میں سے ہے۔

(۲۱) بنام (حضرت مولانا) میاں (ابوالسعد) احمد خان صاحبؒ

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡم

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰهِ وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِهِ الَّذِيۡنَ اصۡطَفٰی، اَمَّا بَعۡد:

میرے محبّ اور میرے مخلص میاں احمد خان صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ (اللہ تعالیٰ آپ کو سلامت رکھے)، فقیر حقیر ناچیز عثمان عفی عنہ (کی طرف) سے تسلیمات اور دونوں جہانوں میں مزید درجات کی دعاؤں کے بعد (ملاحظہ فرمائیں) کہ طریقہ عالیہ میں داخل ہونے کی التماس اور ورد کی طلب کے بارے میں آپ نے جو مکتوب بھیجا تھا، وہ موصول ہوا۔

جنابِ من! حضرت لعل شاہ صاحب مرحوم کے مرید، بھی ان کے پیر (یعنی حضرت خواجہ محمد عثمانؒ) ہی کے مرید ہیں، (لہٰذا) تجدید بیعت کی ضرورت نہیں۔ اگر اللہ تعالیٰ نے آپ کو تحصیل علم سے فراغت عطا فرمائی اور ایسے ہی اس کے بعد بھی نسبت باطنی حاصل کرنے کا آپ کا خیال پختہ ہوگیا تو اس وقت تجدید بیعت کی ضرورت ہوگی۔ ابھی صرف مطالعہ کتب سے فرصت کے وقت میں، اسی باطنی شغل جو جناب مرحوم (لعل شاہ صاحبؒ) نے بتایا ہے میں (مصروف رہنا) ضروری ہے، کسی دوسرے ورد کی حاجت نہیں ہے۔ ہمارے بزرگوں کا کام اسم ذات جلالہ میں اپنی ہمت کو صرف کرنا ہے، نہ کہ وقتی اوراد (میں مصروف رہنا)۔ فرصت میں اپنے کاروبار (شغل الٰہی) میں سرگرم رہیں اور جہاں تک اپنی کوشش کا بس چلے پنجگانہ نمازیں جماعت کے ساتھ، مستحب وقت میں، بغیر سستی اور کاہلی کے ادا کرنی چاہئیں اور غیر شرعی اور مکروہ کاموں سے پرہیز فرمانا چاہیے۔ والسلام اَوَّلاً وَّ آخراً۔

(۲۲) مکتوب بنام حضرت خواجہ محمد سراج الدین صاحبؒ

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡم

اَلۡحَمۡدُلِلّٰهِ وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِهِ الَّذِیۡنَ اصۡطَفٰی، اَمَّا بَعۡد:

برخوردار سعادت خصائل، جان سے پیارے محمد سراج الدین طال عمرہ معہ علمہ وصلاحہ وفلاحہ (اللہ تعالیٰ ان کی عمر، نیز ان کا علم، صلاح اور فلاح وسیع فرمائے)، فقیر حقیر ناچیز عثمان عفی عنہ (کی طرف) سے تسلیمات اور دیدہ بوسیوں کے بعد (ملاحظہ فرمائیں) کہ آپ نے جو متعدد مکتوب بھیجے، وہ سبھی موصول ہوئے، ان میں لکھے گئے حالات سے آگاہی ہوئی۔

اے لخت جگر! گوش ہوش سے سنیں کہ بیٹا طبعی طور پر باپ کا محبوب (پیارا) ہوتا ہے اور تمام بھلائیاں، خواہ وہ کسبی ہوں، یا وہبی، اس کا باپ اسی کے لیے چاہتا ہے، عطا فرمانے والی ذات اللہ تعالیٰ کی ہے۔ فقیر حرص کی زیادتی (کی وجہ) سے شوق دلانے اور ڈرانے کے لیے لکھ رہا ہوں، نہ کہ ناراضگی اور خفگی سے۔ اس ضمن میں اطمینان قلب کے ساتھ اپنے کام میں سرگرم رہیں اور زمانے کے اس (اور) اس سے چشم پوشی کریں اور نابینا و بہرہ بن کر اپنے طریقہ میں (مشغول) رہیں۔ ہر فاعل وقائل کو اپنے قول وفعل کی سزا ملتی ہے، نہ کہ کسی دوسرے کو، لہٰذا بار بار لکھ رہا ہوں کہ اپنی وسعت کے مطابق دل لگا کر کتابوں کے مطالعہ میں پوری سعی وکوشش کریں، اس کے بعد نتیجہ بخشنے والی ذات صرف اللہ تعالیٰ کی ہے، نہ کہ کوئی اور (کیونکہ ارشاد ربانی): ''اِنَّ سَعۡیَکُمۡ لَشَتّٰی'' (سورۃ اللیل ۴) یعنی تم لوگوں کی کوشش طرح طرح کی ہے۔ نص قطعی ہے۔

اس سے زیادہ (گفتگو) کا تعلق ملاقات سے ہے۔ فرصت کے وقت میں لطیفہ قلب کی طرف متوجہ رہنے اور دوسرے لطائف وغیرہ کے ورد میں مشغول رہنے کی عادت بنائیں، وقت کو بیجا نہ گزاریں اور دل سے فقیر کی ناراضگی کو دور کریں:

مشکل نیست کہ آسان نشود

مرد باید کہ ہراساں نشود

یعنی کوئی ایسی مشکل نہیں ہے جو حل نہ ہو، بس آدمی کو چاہیے کہ وہ گھبرائے نہیں۔

انسان پر گرمی اور سردی آتی ہے:

قُلْ كُلٌّ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ (سورۃ نساء ۷۷):

آپ کہیں کہ سب اللہ ہی کی طرف سے ہے۔

وَمَا اَصَابَ مِنْ مُّصِيْبَةٍ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ (سورۃ التغابن ۱۱):

اور کوئی مصیبت نازل نہیں ہوتی مگر خدا کے حکم سے۔

اس پر واضح نص ہے۔

اس ضمن میں فقیر کو غافل نہ سمجھیں۔ فقط

اور باقی ملاقات پر، یہی کافی ہے اور دعائیں۔

(۲۳) مکتوب بنام (حضرت مولانا) مولوی محمود شیرازی صاحبؒ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَسَلَامٌ عَلٰى عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اصْطَفٰى، اَمَّا بَعْدُ:

جناب فیض مآب حضرت مولوی محمود شیرازی صاحب دَامَ فَیْضَہ وَبَرَکَاتُہٗ (اللہ تعالیٰ ان کے فیض اور برکات کو قائم رکھے)، فقیر حقیر ناچیز عثمان عفی عنہ (کی طرف) سے تسلیمات اور دونوں جہانوں کے مزید درجات کی دعاؤں کے بعد (ملاحظہ فرمائیں) کہ آپ نے نسبت باطن کی کیفیات کے بارے میں جو لکھا تھا، وہ صحیح اور حضرات گرامی قدسنا اللہ تعالیٰ باسرارہم السامی (اللہ تعالیٰ ان کے بلند رازوں کے طفیل ہمیں پاکیزہ بنائے) کی کتابوں کے مطابق ہے لیکن بعض جملوں میں تھوڑا بہت فرق ہے۔ اللہ تعالیٰ شانہ آپ کو روز بروز امام الطریقہ (مجدد الف ثانی) رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے تمام بلند مقامات میں ترقیاں عطا فرمائے۔ باطنی نسبت کی ترقیوں کا ذریعہ حقیقت محمدی (صلی اللہ علیہ وسلم) اور حقیقت احمدی (صلی اللہ علیہ وسلم) میں درود شریف کا یہ صیغہ لکھا گیا ہے:

"اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی آلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ اَفْضَلِ صَلَوَاتِکَ بِعَدَدِ مَعْلُوْمَاتِکَ وَبَارِکْ وَسَلِّمْ عَلَیْہِ"۔

فقیر عاصی پر تقصیر خود درود شریف سے زیادہ تہلیل لسانی (زبانی طور پر لا الہ الا اللہ پڑھنے) میں مشغول رہتا ہے، کیونکہ بیماری کی کثرت، جیسا کہ مراقبہ میں ہونا چاہیے، ایسا کرنے نہیں دیتی۔

باقی جو چیز جمعیت اور باطنی ترقی کا سبب دکھائی دے، اس پر عمل کریں۔ فقط

(۲۴) مکتوب بنام (حضرت) حافظ عمر دراز خان صاحبؒ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم

حامداً ومصلیاً ومسلماً (حمد کرتے ہوئے اور درود پڑھتے ہوئے اور سلام پڑھتے ہوئے)۔

علماء وفقراء کے محبّ عالی شان خان حافظ عمر دراز خان صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ (اللہ تعالیٰ آپ کو سلامت رکھے)، فقیر حقیر ناچیز عثمانؔ عفی عنہ (کی طرف) سے اسلام کے مسنون سلام کے بعد (ملاحظہ کریں) کہ انہوں نے مختلف کوائف کے بارے میں جو مکتوب ارسال کیا تھا، وہ موصول ہوا (اور) اس نے خوشحال کیا۔ اللہ تبارک وتعالیٰ آپ بلند مقام کو دونوں جہانوں کی عزت سے معزز ومکرم فرمائے۔

جناب من! بیٹے کو وراثت سے روکنا اور اس فرزند کو (اس) سے محروم کرنا شرعی لحاظ سے ناجائز ہے۔ اس کے عدم جواز کی روایت (میں) مشکوۃ المصابیح (جلد۲:۹۸۹) باب اللعان، ربع ثلث، فصل اوّل میں، بالکل اسی طرح اعرابی کا قصہ (آیا ہے جس نے) رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے (اس کا) جواب دیا (ہے)۔

(فائدۃ الحدیث): المنع عن نفی الولد بمجرد الامارات الضعیفۃ بل لا بد من تحقق و ظھور دلیل قوی الٰی آخرہ (مرقاۃ المفاتیح شرح المشکوۃ المصابیح ۶:۳۱۴):

حدیث کا فائدہ یعنی بیٹے کو محض کمزور علامت کی بنا پر اپنے نسب سے محروم کرنے سے منع کیا گیا ہے، بلکہ تحقیق کرنا اور دلیل قوی کا ملنا ضروری ہے۔

(۲۵) مکتوب بنام (حضرت) مولانا مولوی حسین علی صاحبؒ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْم

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَسَلَامٌ عَلٰى عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اصْطَفٰى، اَمَّا بَعْدُ:

فیض مآب حضرت مولوی حسین علی صاحب اوصلک اللہ تعالیٰ الی اقصی المراتب (اللہ تعالیٰ انھیں بلند مراتب پر پہنچائے) کی خدمت میں، فقیر حقیر ناچیز عثمان عفی عنہ (کی طرف) سے تسلیمات اور دونوں جہانوں میں مزید درجات کی دعاؤں کے بعد (ملاحظہ فرمائیں) کہ آپ نے نسبت باطنی وغیرہ کی کیفیات کے متعلق جو مسرت وفرحت آمیز مکتوب بھیجا تھا، وہ موصول ہوا، اس کے مطالعہ سے بے حد خوشی اور بہت زیادہ مسرت حاصل ہوئی۔ اللہ تبارک وتعالیٰ آپ کو حضرات پیران کبار علیہم الرضوان ورحمۃ (اللہ ان سے راضی ہو اور ان پر اللہ کی رحمت ہو) کے خاص فیوضات سے فیض وسرفرازی عطا فرمائے۔ (نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی) نون اور صاد کے طفیل۔

ماثورہ ذکر واذکار وغیرہ سے اصلی مقصد یہ ہے کہ (سالک) اپنی ذات کو عاجز اور نیست خیال کرے اور منعم حقیقی جل شانہ کو صاحب نعمت اور بزرگی کے لحاظ سے عظیم سمجھے۔

فقیر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عرس کے بعد پھر موسم گرما کے اسی طرح کے بخار میں مبتلا ہے۔ دو کلمات پر اکتفا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ شانہ نے فرمایا ہے:

اَلَا لِلّٰهِ الدِّيْنُ الْخَالِصُ" (سورۃ الزمر ۳):

یعنی آگاہ رہو خالص عبادت خدا ہی کے لیے ہے۔

دوسری جگہ فرمایا ہے:

يَوْمَ لَا يَنْفَعُ مَالٌ وَّبَنُوْنَ اِلَّا مَنْ اَتَى اللّٰهَ بِقَلْبٍ سَلِيْمٍ (سورۃ الشعراء ۸۸-۸۹):

یعنی جس دن نہ مال ہی کچھ فائدہ دے سکے گا اور نہ بیٹے ہاں جو شخص خدا کے پاس پاک دل لے کر آیا۔

ایک اور جگہ فرمایا ہے:

وَاذْکُرِ اسْمَ رَبِّکَ وَتَبَتَّلْ اِلَیْهِ تَبْتِیْلاً (سورۃ المزمل ۸)

یعنی اور اپنے پروردگار کا ذکر کریں اور ہر طرف سے بے تعلق ہو کر اس کی طرف متوجہ ہو جائیں۔

صوفیا نے اللہ تبارک وتعالیٰ کے فرمان کی شرح میں کتابیں اور رسائل تالیف فرمائے ہیں اور اصلی مقصد مختصر طور پر یہ ہے کہ عبادت کا انحصار قلب کی رغبت اور محبت پر ہے، جیسا کہ (اس) حدیث شریف میں واضح ہے:

''ارحنی یا بلال وقرة عینی فی الصلوٰة'' (ان الفاظ سے ''ارحنا بھا یا بلال''، دیکھئے: مجمع الزوائد ۱: ۱۴۵، تفسیر ابن کثیر ۱۵: ۴۵۶، معجم الکبیر ۶: ۳۴۰، اتحاف السادة ۳: ۱۳۷، المغنی ۱: ۱۶۵):

یعنی اے بلال! مجھے راحت پہنچائیں اور میری آنکھوں کی ٹھنڈک نماز میں ہے۔

اور اس کے علاوہ دوسرے امور تکلفات اور صرف شرعی مجبوری کے تحت ہوتے ہیں۔

میاں یاراں کو بلاشبہ اپنے حلقہ میں بٹھائیں، توجہ دیں اور توجہ فرمائیں، کوئی مضائقہ نہیں ہے۔

وہ دو لطائف کافی ہیں، ان پر ہمیشہ عمل کریں، یہاں تک کہ (ان کو) ستر ہزار تک پہنچائیں۔

صاحبزادہ محمد سراج الدین (صاحب) کو چند روز سے حلقہ کرنے کا فرمان دیا گیا ہے۔

فقیر کی بیماری کے زور کے وقت ختم ہائے (خواجگان) کے بعد وہ درویشوں کے ساتھ حلقہ کراتے ہیں۔

فقیر کا کہنا سید صاحب ممدوح کو یہ ہے کہ فقیر نے روانگی سے چند روز قبل (ان سے) کہا تھا کہ فی الحال ان کا معاملہ ولایت علیا تک ہے جو نصف سلوک ہے، ابھی اس سے زیادہ (اوپر) نہیں ہو سکتا۔ کچھ عرصہ تک ان اذکار و مراقبات پر مداومت فرمائیں، اس کے بعد اگر

فقیر کی زندگی رہی تو دیکھا جائے گا۔ اب بھی اگر حضرت لعل شاہ مرحوم کے مریدوں میں سے کوئی صاحب کمالات اور صاحب حقائق آپ کے پاس آئے تو ان کو توجہ فرمائیں، ان شاء اللہ تعالیٰ تاثیر سے خالی نہیں ہوگا۔ فقط۔

بیماری میں محض غنودگی (کے عالم) میں لکھا گیا ہے، معذور فرمائیں۔

حواشی فصل دوّم

(۱) اڑی ایک قصبہ کا نام ہے جو ضلع مظفر گڑھ، ڈاکخانہ محمود کوٹ میں واقع ہے (سید اکبر علیؒ)

(۲) کاکا چیری الالای او کاغذی چیری دے (پشتو)۔ اس کا فارسی ترجمہ: یعنی عموی صاحب کجا رفت و کاغذ او کجا است (سید اکبر علیؒ)۔

فصل سوّم:

ہمارے حضرت قبلہ قلبی وروحی فداہ (میرے دل وجان آپ پر قربان ہوں) کی عجیب وغریب نصیحت آمیز عبارات

ہمارے حضرت قبلہ قلبی وروحی فداہ (میرا دل اور میرا روح آپ پر قربان ہو)، مخبر صادق صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد مبارک[1]:

"اَشَدُّ النَّاس بَلاءً الْاَنْبِیَآءُ ثُمَّ الْاَوْلِیَآءُ ثُمَّ الْاَمْثَلُ فَالْاَمْثَلُ"۔[2]

(کنز العمال ۳: ۳۲۷، نمبر ۶۷۸۳، بحوالہ صحیح ابن حبان، عن ابی سعید، اتحاف السادۃ المتقین ۵: ۱۱۶، ۸: ۱۲۱، ۵۶۰، ۹: ۵۲۳):

یعنی لوگوں میں سب سے زیادہ آزمائش حضرات انبیائے کرام کی ہوتی ہے، پھر اولیاء اور پھر ان لوگوں کی جو درجہ بدرجہ ایمان کے اعتبار سے ان کے قریب ہوں۔

کے مطابق بیماریوں کی کثرت مثلاً رعشہ، فالج، دمہ اور دائمی سر درد میں مبتلا رہے۔ نیز آپ کثرت ارشاد، خانقاہ شریف کے انتظام، زائرین اور واردین کی احوال پرسی، کتب تصوف، مثلاً مکتوبات قدسی آیات حضرت امام ربانی رحمۃ اللہ علیہ، خواجہ محمد معصوم رحمۃ اللہ علیہ اور دوسرے حضرات رحمۃ اللہ علیہم کی تدریس اور عقیدتمندوں، حاضرین اور غائبین کے مسائل کا جواب دینے کی وجہ سے عریضوں کے جوابات لکھنے کی فرصت نہیں رکھتے تھے، لہٰذا اکناف آفاق اور اطراف عالم سے جو عریضے آپ کی خدمت عالی میں پہنچتے تھے، ان کے جواب لکھنے کی خدمت آپ اس گنہگار پر تقصیر کو تفویض فرماتے تھے۔ یہ دیرینہ خادم عریضوں کا جواب لکھ کر ارسال کرنے کے لیے حضرت قبلہ قلبی وروحی فداہ (میرے دل اور جان آپ پر فدا ہوں) کی خدمت میں لے جاتا تو آپ مکتوب الیہ (جسے خط بھیجا جائے) کے حال پر کمال شفقت ومحبت فرماتے ہوئے بعض خطوط پر اپنے فیض رقم قلم سے چند کلمات تحریر فرما دیتے تھے۔ اس کمترین

اور احقر خادم دیرینہ نے فیض رشحات کلمات جمع کر کے مکتوبات کا ضمیمہ بنایا ہے اور مکمل وضاحت کی غرض سے مکتوب الیہ کا نام ہر عبارت کے شروع میں (بطور سرخی) لکھ دیا ہے۔

بجناب حضرت لعل شاہ صاحبؒ

سکنہ دندہ شاہ بلاول صاحب قدس سرہ العزیز

میرے فیاض! جو کچھ مولیٰ (اللہ تعالیٰ) کی طرف سے، وہ سب سے بہتر ہے۔ ہر کام میں صبر کی ضرورت ہے۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی کُلِّ حَالٍ وَنَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ حَالِ اَھْلِ النَّار، یعنی سب تعریفیں ہر حال میں اللہ تعالیٰ کی ہیں اور ہم اہل دوزخ کے حال سے اللہ کی پناہ مانگتے ہیں۔

فقیر اور آنجناب فیض مآب، جن کا وقت آخر کو آپہنچا ہے، فتنوں، مصیبتوں اور غم نے زور آ پکڑا ہے، کے لیے ضروری ہے کہ رات اور دن میں پورے عجز و نیاز کے ساتھ ہر حال میں مولائے حقیقی عزاسمہ کی یاد میں مشغول رہیں۔ یہاں تک کہ لحظہ بھر بھی اس کی یاد سے غافل نہیں رہنا چاہیے۔ کہہ دیجیے اللہ اور بس، وما سواہ عبث وھوس، فانقطع علیہ النفس، یعنی اس کے سوا سب کچھ بیکار اور ہوس ہے، سو ہر سانس اسی کی یاد میں گزارنا چاہیے۔

بنام ملا محمد رسول آخوندزادہ صاحبؒ لٹون[۳]

آپ نے درہ تنگ[۴] کے باشندوں کے بارے میں جو کچھ لکھا ہے، میرے جناب! دنیا کا گھر سارا تنگ ہے، اس کی فراخی دل کی کشادگی میں ہے۔ اللہ تعالیٰ شانہ فرماتا ہے:

اَفَمَنْ شَرَحَ اللّٰہُ صَدْرَہٗ لِلْاِسْلَامِ فَھُوَ عَلٰی نُوْرٍ مِّنْ رَّبِّہٖ (سورۃ الزمر ۲۲):

یعنی پس کیا جس شخص کا سینہ اللہ نے اسلام کے لیے کھول دیا تو وہ اپنے پروردگار کی طرف سے نور پر ہے۔

شرح صدر سے مراد تعلقات کا توڑ لینا ہے، جب ماسوی اللہ تعلقات منقطع ہو جاتے ہیں

تو انعام اور مصیبت ایک جیسے ہو جاتے ہیں۔ سو مفسرین، محققین اور صوفیا کے نزدیک شرح صدر یہی ماسوی اللہ تعلق کا ترک کرنا ہے۔ پس صوفی کو چاہیے کہ وہ تنہائی کے وقت غور سے دل کی طرف متوجہ ہو کہ وہ اس جگہ (دنیا میں) کس لیے آیا ہے؟ اگر اس کی وجہ صرف اُمید ہے اور غرض مال اور جاہ کا حصول نہیں ہے تو وہ شکر گزار ہوں اور مکر و فریب سے خوفزدہ اور ڈرتے رہیں، کیونکہ لعنتی شیطان اور نفس امارہ گھات لگائے بیٹھا ہے۔ خدا کے ساتھ رہو، جس جگہ بھی ہو۔ یہاں چند روز رہنا ہے، اس کے بعد اصلی وطن کو جانا ہے۔ سو جو آدمی زادِ راہ نہیں رکھتا، وہ حیران اور سرگردان ہو جاتا ہے:

همه اندرز من بتو این است
که تو طفلی و خانه رنگین است

یعنی میری سب نصیحت تجھے یہ ہے کہ تو ایک بچہ ہے اور گھر (دنیا بڑی) رنگین ہے۔

بنام قاضی عبدالرسول صاحبؒ انگوی قوم کھچی

میرے جناب! اپنے اعمال میں کوتاہی نظر آنے لگتی ہے اور ان مقامات (درجات) میں سالک سے جو قول، فعل اور عمل صادر ہوتا ہے، وہ رد و طرد کے قابل دکھائی دیتا ہے، نہ کہ قبولیت کے لائق۔ پس سالک کو چاہیے بلکہ اس کے لیے ضروری ہے کہ اپنے قیمتی اوقات کو اذکار و افکار اور عبادات و طاعات سے لبریز رکھے اور ظاہری و باطنی تمام کام اس (اللہ تعالیٰ) کے سپرد کر دیں۔ اس طرح کے نکات کو سمجھانے کے لیے ملاقات ضروری ہے، میں کیا کروں کہ فاصلہ کی دوری مانع ہے:

ع۔ چکنم چارہ ندارم کہ خدا کرد جدا

یعنی میں کیا کروں چارہ نہیں رکھتا کہ اللہ نے جدا کر دیا۔

مولانا (رومی) صاحبؒ مثنوی شریف میں فرماتے ہیں:

فقر خواہی آن بصحبت قائم است

نہ زبان درکار آید نہ ز دست

یعنی تو فقر مانگتا ہے، یہ صحبت سے قائم ہے، نہ زبان کام آتی ہے اور نہ ہی (یہ) ہاتھ سے (ملتا ہے)۔

خدا کے ساتھ رہو، جہاں بھی رہتے ہو۔ جناب شمس الدین حبیب اللہ مرزا جان جاناں صاحب قدسنا اللہ تعالیٰ باسرارہم الاقدس وافاض علینا من فیوضاتہ وبرکاتہ (اللہ تعالیٰ ان کے بہت ہی پاک رازوں کے ذریعے ہمیں پاکیزہ بنائے اور ان کے فیوض و برکات سے ہمیں مستفید فرمائے) فرماتے ہیں: ''جب سالک سیر کمالات پر پہنچتا ہے تو مجھے تشویش لاحق ہو جاتی ہے کہ کہیں وہ طریقہ سے دست بردار نہ ہو جائے''۔ قِصَّةُ الْعِشْقِ لَا انْفِصَامَ (یعنی داستان عشق کی کوئی حد نہیں ہے)۔ قلم یہاں پہنچا (اور) اس کا سر ٹوٹ گیا۔ یہی کافی ہے۔ (آپ کی زندگی کے) دن خوش رہیں۔

بنام سید یوسف شاہ صاحبؒ

سکنہ شہر وزیر آباد[۵]

اے عزیز! ذوق وشوق وغیرہ جیسے بڑے حالات شروع میں، یعنی ولایت صغریٰ میں (پیش) ہوتے ہیں اور جب معاملہ ظلال سے اوپر (مقامات) پر جاتا ہے تو سابقہ حالات گرد (وغبار) کی طرح اڑ جاتے ہیں اور ذوق وشوق کی جگہ بے لذتی اور بے لطفی درپیش آ جاتی ہے۔

كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم دَائِمَ الْفِكْرِ مُتَوَاصِلَ الْحُزْنِ

(الشمائل المحمدیہ، ص ۱۰۵):

یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ متفکر اور دائم غمگین رہتے تھے۔

اس بنا پر آپ بے لذتی سے بوجھل نہ ہوا کریں۔ میں کیا کروں آپ کے رہنے سہنے کی جگہ دور ہے اور آپ کی تشریف آوری کے وقت (یہ) فقیر بیمار ہوتا ہے۔ حضرات مجددیہ علیہم الرضوان (ان سے اللہ راضی ہو) کے سلوک کو کسب کرنے کے لیے ان کی کتابوں کا مطالعہ کرنا،

اس راستے (طریقہ نقشبندیہ مجددیہ) کی ضروریات میں شمار کیا گیا ہے۔ قِصَّةُ الْعِشْقِ لَا انْفِصَامَ لَهَا (یعنی داستان عشق کی کوئی انتہا نہیں)۔ فقط والسلام

بنام مولوی محمد نور الحق صاحبؒ، شاہ پوری

غرض یہ کہ آپ شفیق کا مسرت سے لبریز خط جس کے ہمراہ اس سراپا قدح کی مدح میں قصیدہ ارسال فرمایا گیا تھا، اس نے خوشی اور رنج پہنچایا۔ خوشی آپ کے اشتیاق کی فراوانی پر ہوئی اور رنج آپ کے ایک بے سود کام میں اوقات کو ضائع کرنے پر ہوا، بلکہ ایک ممنوع کام (یعنی) ایسے آدمی کی مدح کرنا جو مدح کے مستحق نہ ہو، کی وجہ سے ہوا۔ اس سے مدح کرنے والے کا بھی نقصان ہے، کیونکہ یہ حقیقت کے خلاف ہے، نیز ممدوح کا بھی (نقصان ہے) کہ اس نے خود کو اس (مدح) کا مستحق سمجھا اور ہلاکت وتکبر میں مبتلا ہوا اور ہلاکت میں جا پڑا، لہٰذا اس طرح کے مادح (تعریف کرنے والے) کے بارے میں (نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے) فرمایا ہے:

قَطَعْتَ عُنُقَ اَخِيْکَ (مسند احمد بن حنبل ۵:۵۱):

یعنی تو نے اپنے بھائی کی گردن کو توڑ دیا۔

سو چاہیے کہ آپ اس کے بعد حضرت باری تعالیٰ جل شانہ کی ثناء اور سید الکائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی مدح میں مشغول رہیں کہ (یہ) دارین کی سعادت اور کونین کی دولت ہے اور خود کو ذکر اور مراقبہ میں سرگرم رکھیں۔

بنام حق داد خان صاحبؒ ترین[٦]

سکنہ ڈیرہ اسماعیل خان

فقیر کی جانب سے تسلی رکھیں۔ یہ معنوی کام رابطہ محبت سے تعلق رکھتا ہے۔ حضور ہو یا نہ، البتہ حضور کے لیے حضور حیات ہے۔ رابطہ پر محکم رہیں اور ہر کام خواہ وہ آپ کی ذات سے ہو، یا کسی اور سے، میں کارسازِ حقیقی (اللہ تعالیٰ) کی کارسازی پر نگاہ رکھیں، کیونکہ کل (قیامت کو)

ہر آدمی کا معاملہ اسی ذات متعال سے متعلق ہے، یہ دنیا چار و نا چار چھوڑنا ہے۔ عقلمند اور دانا وہ ہے جس کے دن کا حساب آسان ہو۔ یہی کافی ہے اور دعا ہے۔ اپنے قلم سے لکھا گیا ہے۔

بنام حاجی حافظ محمد خان صاحبؒ

سکنہ اڑی افغاناں

اے عزیز! گوش ہوش سے سماعت فرمائیں کہ آج کام کرنے کا وقت ہے، کل ہر آدمی کو حسرت اور ندامت کے سوا کچھ ہاتھ نہیں آئے گا۔ ہمیشہ زبان کو اذکار و افکار (الٰہی) میں تازہ رکھیں۔ اللہ تعالیٰ شانہ آپ کی دلی مرادیں پوری فرمائے۔

بنام شاہ نواز خاں صاحبؒ براخیل

سکنہ کلاچی گنڈہ پوراں[۷]

فرصت کے وقت ذکر قلبی جو ظاہری و باطنی برکات کا ذریعہ ہے، میں مصروف رہیں۔ دنیا کے پیدا کرنے کا اصلی مقصد یہی ہے اس کے علاوہ سب بیکار ہے۔

بنام منظور علی خان صاحبؒ بوڑہانسوی قوم راجپوت

مولوی[۸] (محمود شیرازی) صاحب کو خوش رکھنا، جس وجہ سے بھی ہو، (اس) فقیر کی خوشی ہے۔ خدا پرست درویش کی امانت اور خدمت گزاری کو سعادت دارین خیال کریں اور جہاں تک ہو سکے صبح و شام ان کے حلقہ سے نسبت رکھیں کہ اس نعمت عظمٰی اور غنیمت کبریٰ کا ہاتھ لگنا بڑا مشکل ہے۔ اس وقت کو اچھی طرح نگاہ میں رکھیں۔ فقط

بنام غلام محی الدین صاحبؒ

سکنہ ماچھی وال، ضلع جھنگ

شیطانی وسوسوں کو دل سے نکالنا آسان کام نہیں ہے۔ اہل اللہ کی توجہات سے سالک

کی ریاضت کے ساتھ (یہ کام) آسان ہو جاتا ہے۔ العاقل تکفیه الاشارة (یعنی عقلمند کے لیے اشارہ کافی ہے)۔ فقیر نے بالمشافہ عرض کیا تھا کہ خدمت مولوی[۹] (محمود شیرازی صاحب) کی خدمت مولیٰ (تعالیٰ) کی رضامندی کے لیے کریں اور علم ظاہری کو وسیلہ بنائیں۔ اس سے زیادہ فقیر کو کچھ نہیں آتا۔ فقیر دعا گو ہے۔

بنام مولوی محمد عیسیٰ خان صاحب ولد قلندر خان صاحبؒ

پتی خیل، گنڈہ پور، رئیس مڈی

دو ماہ کا عرصہ ہوا کہ فقیر بخار اور اسہال میں مبتلا ہے اور مسجد کی نماز سے محروم ہے۔ حضرات گرامی کے مزارات پر کبھی کبھی فقیر کی صحت کے لیے دعا مانگا کریں اور مناسب وقت میں حضرت صاحبزادہ صاحب کی خدمت میں نیاز بے انداز اور تسلیمات و تکریمات عرض کریں۔[۱۰]

بنام مولوی نور خان صاحبؒ چکڑالوی

مولوی نور خان صاحب سے گزارش (ہے) کہ فقیر آپ صاحب سے راضی ہے، اللہ تعالیٰ شانہ (آپ سے) راضی رہیں۔ (آپ کو) شغل باطن میں جو سستی و کاہلی درپیش ہے، فقیر نے اس کے دور ہونے کے لیے دعائیں کی ہیں، اللہ تعالیٰ شانہ قبول فرمائے۔

بنام عبدالغفور خان صاحبؒ راجپوت

سکنہ خیرڑی (کھیڑی) توابع ضلع رہتک

قیمتی اوقات کو فراغت میں اذکار و افکار (الٰہی) سے لبریز رکھیں، کیونکہ سعادت دارین اور دولت کونین کا پروانہ صرف مولیٰ (تعالیٰ) کی یاد سے نصیب ہوتا ہے۔ کام یہی ہے اور اس کے علاوہ سب کچھ بیکار (ہے)۔

بنام میاں غلام رسول صاحبؒ رنگریز

سکنہ ڈیرہ اسماعیل خان

فقیر کے حالات اس طرح (ہیں) کہ میاں عبدالرحمٰن صاحب کی روانگی کے وقت دمہ اور ہلکا بخار تھا، اب دمہ کی جگہ فالج جسے ہندی میں ادھڑنگ کہتے ہیں، نے تمام دائیں طرف پکڑ لی ہے اور دردِ سر اور اس کی پریشانی لاحق ہے اور بخار پہلے کی طرح (موجود ہے)۔ شافی حقیقی (اللہ تعالیٰ) کی درگاہ سے شفا کی طلب ہے۔ زیادہ دعائیں۔

بنام سید سردار علی شاہ صاحبؒ ولد سید بہاء الدین

شاہ صاحبؒ بخاری ملتانی

آپ عزیز اپنے مستعار اوقات کو، جن کا کوئی بدل نہیں، طاعات و عبادات اور اذکار و نکار (الٰہی) سے معمور رکھیں، کیونکہ (یہ چیز) سعادت دارین اور دولت کونین ہے، اس کے علاوہ سب بیکار۔ (اپنی) اہم و ضروری حاجات کی تکمیل ہمیشہ پیران کبار علیہم الرضوان والرحمۃ (ان پر اللہ کی رضا اور رحمت ہو) کے وسیلہ سے طلب کرتے رہیں۔ اِنْ شَآءَ اللہ قبولیت کے مقام پر پہنچیں گی۔ فقط

بنام نواں جان صاحبؒ پنجابی

آپ جسمانی ملاقات کا موقع میسر آنے تک باوضو ہو کر پانچ سو بار درود شریف رات دن میں بلا ناغہ ورد بنائیں اور استغفار ایک سو مرتبہ نماز عصر کے بعد اور ایک سو بار صبح سویرے طلوع سے قبل پورے عجز و نیاز سے پڑھتے رہیں۔ اُمید ہے کہ اِنْ شَاءَ اللہ حاجت مطلوبہ میں مفید ہوگا۔

بنام غلام حیدر خان صاحبؒ

سکنہ ڈیرہ اسماعیل خان

فقیر نے اس سے پہلے آپ کو حَسبُنَا اللّٰهُ وَنِعمَ الوَكِيلُ کا ختم پڑھنے کا کہا تھا۔ آپ اسے ہمیشہ پڑھتے ہیں یا اسے چھوڑ رکھا ہے؟ اس کا ورد صدق دل کے ساتھ بلا ناغہ پانچ سو مرتبہ، اوّل اور آخر میں سو سو بار درود شریف کے ساتھ جاری رکھیں اور اس کا ثواب محبوب سبحانی غوث صمدانی شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی روح پر فتوح کو بخش کر جناب ممدوح کے وسیلہ سے بارگاہ الٰہی جل شانہ سے اپنی حاجت طلب کرتے رہیں۔ قوی اُمید ہے کہ آپ کا مطلب پورا ہوگا۔ فقط

بنام میاں محمد فاضل صاحبؒ، قوم اعوان،

سکنہ مکھڈ ضلع راولپنڈی

پردہ نشیں مستورہ حضرت بی بی صاحبہ وغیرہ اور ان کے خدام بہت زیادہ دعاؤں کے ساتھ مطالعہ کریں کہ آپ فقیر کو ہمیشہ (اپنا) دعا گو سمجھیں، نیز آپ فقیر کو حسن خاتمہ کی دعا کے ساتھ یاد اور شاد فرمائیں اور محب محمد سرور خان صاحب کو سلام اور دعائیں موصول ہوں۔

بجناب میرا صاحبؒ قلندر، سکنہ پشین، علاقہ بلوچستان

ایک بار ہمارے حضرت قبلہ قلبی وروحی فداہ (میرے دل و جان آپ پر قربان ہوں) بیمار تھے کہ جناب میرا صاحب قلندر کا خط آ پہنچا۔ حضرت اقدس نے اپنی بیماری، درد اور بیقراری کے عالم میں اپنی طرف سے پشتو زبان میں اشعار کہے اور یہی لکھ کر خط کے جواب میں ارسال فرمائے:

افغانی سلام درا غائی تہ رانغلی	فائدہ نہ کی بی دیدن سلامونہ
ناجوڑ پروت فقیر حقیر پہ دبستر دی	د اجل سپارہ کوی ہمیش تا ختونہ

بیا بہ وکی تہ ارمان اے قلندرہ | مندہ بہ نہ کی فوائد د مجلسونہ
د قضا سپار وچہ تاخت پہ ممکن وکہ | پس حاضر غائب م دواڑہ یورنگ وینہ
عثمان خوار زار پروت پہ میدان دی | د قضا سپارہ زینان پہ آسو ژدینہ
بی اجلہ مرکائی نشتہ تماشہ کہ | پہ خپل کار سرہ مشغول اوسہ عزیزہ
خطرہ مہ راوڑہ پہ زڑہ کنبں اے عزیزہ | د فقیر حال م ہمیش د غسی وینہ
سوال و جواب د زائرین وار دین | پہ خپل جان سرہ فقیر عثمان کوینہ
درویشان او ز نان واڑہ سرہ وای | د عثمان مرض خفیف د جوڑ بہ نینہ

ترجمہ: تیرا افغانی سلام ملا (مگر) تو خود نہ آیا، جب تک تو خود نہ آئے، اس کا کوئی فائدہ نہیں۔

یہ فقیر حقیر بستر پر بیمار پڑا ہے، موت کے سوار ہر آن دوڑ لگا رہے ہیں۔

اے قلندر! پھر تو مزید افسوس کرے گا، جب تو پر فوائد مجالس کو نہیں پائے گا۔

جب موت کے سوار اپنی ممکن دوڑ لگائیں گے تو اس وقت مجھے حاضر اور غائب دونوں برابر دیکھیں گے۔

عثمان خوار زار بستر پر پڑا ہوا ہے اور اجل کے سوار اپنے گھوڑوں پر زین کس رہے ہیں۔

بغیر موت کے آئی موت کا تماشہ دیکھو، لیکن اپنے کام یعنی یاد مولا میں لگے رہو، اس میں کوئی غم نہیں۔

میری بات غور سے سنو، وہ یہ کہ دل میں کوئی خطرہ نہ آنے دو، اے دوست! فقیر کی حالت تو ہر وقت ایسی ہی رہتی ہے۔

یہ فقیر عثمان ہمیشہ زائرین و واردین کے سوال کے جواب دیتا رہتا ہے۔

تمام درویش اور عورتیں یہ کہتے ہیں کہ عثمان کی بیماری ہلکی ہے، صحت یاب ہو جائے گا۔

پشتو اشعار کا منظوم فارسی ترجمہ

آمد افغانی سلامت خود نیاور دے قدم ہر گہی تو خود نیائی او ندارد سود ہم
ہمت بر بستر کنون بیمار بشنو ایں فقیر شاہ سواران اجل بر تاخت آیند دمبدم
اے قلندر! باز خواہی کرد افسوس مزید تو مجالس پر فوائد رانخواہی یافت ہم
شہسواران اجل چوں تاخت بر ممکن خود حاضر و غائب بود یکسان در آن لحظہ دم
بے اجل مرگیست تماشا کن ولیک باش شاغل در امر اینست بالکل بے الم
خطرہ در خاطر میا ور گوش بر سخنم بند حال احقر ایں چنیں ہر وقت باشد اے صنم
میکند سوال و جواب زائرین و واردین این فقیر عثمان دائم بادلِ خود دمبدم
جملہ درویش وزنان این سخن دارند بر زبان مرض عثمان است کم تر صحت خواہد یافت ہم
ساخت این ترجمہ اشعار سرود بہر رب لیک ساعی ہمیں بود اکبر علی شاہ ہم

نوٹ: پہلے نو اشعار کا ترجمہ وہی ہے جو اوپر پشتو اشعار کے بعد دیا گیا ہے، آخری شعر کا ترجمہ یہ ہے:

ان اشعار کا منظوم (فارسی) ترجمہ پروردگار (کی رضا) کے لیے اکبر علی شاہ (مصنف مجموعہ فوائد عثمانیہ) نے کیا ہے۔

بنام قاضی محمد امیر بخش صاحبؒ

سکنہ موضع احمد پور سیال، تحصیل شورکوٹ، ضلع جھنگ

جس کار خیر سے متعلق آپ نے دریافت کیا ہے، فقیر کو اس قسم کے معاملات میں مہارت نہیں ہے، آپ جو کام بھی کریں، اس میں فقیر کو دعا گو سمجھیں۔ فقیر نے اپنے بزرگوں علیہم الرضوان کے فرمان کے مطابق کسی دنیادار کے ساتھ تعلق اور آشنائی نہیں بنائی اور آئندہ بھی نہیں بناؤں گا۔ سلام مسنون کا جواب شرعی حکم کے مطابق دیتا ہوں۔ فقط

بنام سید پیر امیر شاہ صاحبؒ

سکنہ وان کیلانوالی، توابع شاہ پور

جب تک جسمانی ملاقات ہاتھ نہ لگے، اپنے اوقات عزیزہ، جن کا کوئی بدل نہیں ہے، کو مولیٰ حقیقی جل شانہ کی یاد سے معمور رکھیں۔ کام یہی ہے، علاوہ ازیں سب فضول ہے۔

بجناب حضرت لعل شاہ صاحبؒ

سکنہ دندہ شاہ بلاول صاحب قدس سرہ العزیز

بخار کی شدت کی وجہ سے کیا لکھا جائے؟ سوائے اس کے کہ جو کچھ مولیٰ سے ہے، وہ سب سے اولیٰ ہے۔

بنام سید گل صاحبؒ، درویش خانقاہ شریف

سکنہ خوست توابع خراسان

سلام مسنون کے بعد واضح ہو کہ اس سے بہتر کون سا کام ہوگا کہ میرا بھائی دینی علوم کے حاصل کرنے میں مشغول ہو گیا ہے، اللہ تعالیٰ شانہ اسے علم نافع عطا فرمائے۔ پروردگار عالم کے طفیل۔ پنجگانہ نمازوں کی مستحب وقت میں، جیسا کہ فقہا علیہ الرحمۃ نے اپنی کتابوں میں تحریر فرمایا ہے، ضرور پابندی کریں، نیز لہو ولعب سے اجتناب کریں۔ فقیر کی طرف سے دل میں کوئی فکر نہ کریں۔

بنام مولوی مہر محمد صاحبؒ

سکنہ انگہ شاہ بلاول، توابع ضلع شاہ پور

جناب کا ایک رقعہ موصول ہوا، اس کا جواب لکھ کر میں نے بھیج دیا ہے۔ اس وقت کسی نے آپ کا خط دستی دیا ہے، جس کا جواب تعزیت کے انداز میں لکھا گیا ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ تمام مرنے والوں کو بخشش کے سمندروں میں غرق فرما کر پس ماندگان کو صبر جمیل اور شکیبائی

جزیل عطا فرمائے۔ آپ عزیز کے لیے ضروری ہے کہ اپنے فارغ اوقات، جن کا کوئی بدل نہیں ہے، کو اذ کار و افکار وغیرہ کی عبادات سے معمور رکھیں کہ (کرنے کا) کام یہی ہے (اور) علاوہ ازیں سب (کچھ) فضول ہے۔

نیز (آپ کے) مکانات وغیرہ جیسی مکروہات کے گرنے سے پریشانی اور دُکھ کا سامنا ہوا، چونکہ یہ مولیٰ شانہ کی طرف سے ہے (لہٰذا) قضائے الٰہی جل شانہ پر راضی رہنے کے علاوہ کوئی چارہ نہیں ہے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ اللہ تعالیٰ شانہ دونوں جہانوں میں آپ کو اس کے بدلے میں بے حساب ثواب عطا فرمائے (نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے) نون اور صاد کے طفیل۔

بنام مولوی محمد عظیم صاحبؒ چناوڑ حال

سکنہ کلاچی گنڈہ پوراں

کتابوں کی جلدیں فقیر کو نہایت پسند آئیں۔ تسلی فرمائیں۔

او صلک اللّٰہ تعالٰی فی الدین والدنیا الٰی غایة مایتمناہ، بحرمة خیر البریة صلّی اللّٰہ علیہ وسلم:

یعنی اللہ تعالیٰ آپ کی دین و دنیا کی وہ مرادیں پوری فرمائے، جن کی آپ تمنا رکھتے ہیں، مخلوق میں سب سے بہترین حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلّم کے صدقے۔

بجناب مولوی محمود شیرازی صاحبؒ

سکنہ شیراز، توابع ایران

دو عریضے اپنی خیریت سے متعلق جو (فقیر نے) ارسال کیے تھے، وہ مل گئے ہوں گے؟ اور ان کے نہ ملنے کی صورت میں واضح ہو کہ فقیر پانچ وقت نماز مستحب (اوقات میں) باجماعت مسجد شریف میں ادا کرتا ہے۔ اب دو روز ہوئے دوران سر (کی تکلیف) جاتی رہی

ہے اور بخار باقی ہے۔ یہ سب کچھ سچ سے ہے نہ کہ افغانوں کی رسم پر۔ ادھر اس وقت تک ہر طرح سے خیریت ہے، پوری تسلی سے اپنے کاروبار میں مشغول رہیں کہ (یہ) وقت، کام (کرنے) کا وقت ہے، کیونکہ جوانی ہے، بڑھاپے میں کچھ بھی نہیں ہوسکتا۔ تار کی خبر نے اتنا زیادہ پریشان کیا کہ کیا لکھوں، کیونکہ یہاں کوئی انگریزی پڑھنے والا نہیں تھا، میں دعا میں مشغول ہو گیا، صبر کیا اور دل میں یہ تصور کیا:

حیلہ مستادہ لو یہ خدایہ	زیادہ طاقت دغمونہ لرم خواریم
چہ دفاصبر آیت نازل شی	غریب ترغاڑہ کڑہ صبر تعویذ ونہ
ھاتف لغیب آواز وکہ	سوالہ فدایہ ہمہ ہیچ دی ہیچ کنڑہ

یعنی اے خدا مجھے تجھ پر ہی بھروسہ ہے، میں خوار ہوں، زیادہ غموں کی طاقت نہیں رکھتا۔

جب آیت فاصبر (پس تو صبر کر) نازل ہوئی ہے تو میں غریب نے صبر کے تعویذ گلے میں لٹکا لیے ہیں؟

ہاتف غیبی نے آواز دی اللہ ہی کافی ہے، باقی سب کچھ ہیچ ہے، ہیچ۔

بنام محمد زکریا صاحب ولد مولوی صالح محمد صاحب مرحومؒ

واعظ ڈیرہ اسماعیل خان

یہ درود شریف:

"اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی آلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ اَفْضَلَ صَلٰواتِکَ بِعَدَدِ مَعْلُوْمَاتِکَ وَبَارِکْ وَسَلِّمْ عَلَیْہِ"۔

بلا ناغہ رات دن میں ایک ہزار بار ورد بنائیں، ان شاء اللہ تعالیٰ دین و دنیا کے کاموں کی انجام دہی میں نفع دے گا۔

اتنا کافی ہے اور دعا۔

بنام مولوی محمد نورالحق صاحبؒ شاہ پوری

آپ عزیز کے اہل پردہ (اہل خانہ) کو دیرینہ گھر سے نکالے جانے پر ایسا خوف اور دُکھ طاری ہوا کہ میں کیا لکھوں؟ مشکلات کے لیے کافی ذات (اللہ تعالیٰ) آپ کے خانگی کاموں کو انجام دینے کے لیے غیب الغیب سے کوئی بھلا سبب پیدا فرمائے۔ لوگوں کے پروردگار کے طفیل۔

وَمَا اَصَابَ مِنْ مُّصِيْبَةٍ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ (سورہ التغابن ۱۱):

یعنی اور کوئی مصیبت نازل نہیں ہوتی مگر خدا کے حکم سے۔

اِن شاءَاللہ تعالیٰ کارساز حقیقی (یعنی اللہ تعالیٰ آپ کو) ضائع نہیں فرمائے گا۔

بنام حاجی عبدالکریم صاحبؒ قوم اترا

سکنہ گرہ نورنگ

(نماز) تہجد کے بعد یہ دعا ضرور پڑھیں:

"سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ، سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِيْمِ وَبِحَمْدِهٖ، اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ رَبِّيْ وَاَتُوْبُ اِلَيْهِ"۔

ترجمہ: اللہ پاک ہے اور اسی کی تعریف ہے، اللہ پاک ہے بہت بزرگی والا اور اسی کی تعریف ہے، میں اپنے اللہ سے بخشش طلب کرتا ہوں جو میرا رب ہے اور اس کے حضور توبہ کرتا ہوں۔

اس کے بعد حضرت صاحب قبلہ وکعبہ کے وسیلہ سے اپنی حاجات درگاہ الٰہی سے طلب کریں، آپ کی مراد پوری ہوگی۔ یہی کافی ہے اور سلام۔

بنام مولوی نورخان صاحبؒ چکڑالوی قوم اعوان

سحر اور جادو کی تکلیف کے دفع کرنے کے لیے، اوّل درود شریف تین بار پڑھیں، اس کے بعد سات مرتبہ (سورہ) فاتحہ، سات بار آیۃ الکرسی اور سات بار چار قل (قُلْ يَاأَيُّهَا

الْکَافِرُوْنَ، قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَد، قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ، قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ) پڑھ کر اپنے جسم اور مریضوں پر دم کریں، ان شاء اللہ تعالیٰ اس کی تکلیف دفع و رفع ہو جائے گی۔ نیز (اپنے) گھر اور تمام حویلی میں اسی تحریر کے مطابق دم کریں، اِنْ شَآءَ اللہ تعالیٰ تمام امراض، دکھوں اور پریشانیوں کے لیے مفید ہے۔ اصحاب کہف کے نام لکھ کر ڈولی میں بند کر کے کھیت کے ہر کونے میں دفن کر دیں۔ ان شآء اللہ تعالیٰ کھیتی کی تمام بیماریوں اور ژالہ باری وغیرہ (کے نقصان) کے لیے مفید ہے۔ باقی بیماریوں میں شفا دینے والی اور مصیبتوں کو دور کرنے والی ذات اللہ تعالیٰ شانہ ہے۔

دوسرا: صبح صادق کے وقت اور نیز عشاء کے وقت پیران (گرامی) کا شجرہ شریف پڑھ کر اور قرآن مجید سے کچھ (تلاوت کر کے) بخشنے کے بعد ان (پیران گرامی) کے وسیلہ سے جو (نیک) مقصد بھی ہو، اس کے لیے دعائیں مانگیں، اِنْ شَآءَ اللہ تعالیٰ (یہ عمل) مجربات میں سے ہے۔

وہ (اوپر جو بیان ہوا ہے سورۃ) فاتحہ وغیرہ، تین وقت صبح، ظہر اور عشاء باوضو پڑھ کر اپنے جسم، (گھر کے) آدمیوں اور مال مویشیوں کے لیے کھانے کی کسی چیز پر دم کر لیں۔ یہی کافی ہے۔ فقیر کو پانچ اوقات میں (اپنی) دعا گوئی سے غافل اور بے خبر نہ سمجھیں۔

بنام حاجی حافظ محمد خان صاحبؒ ترین

سکنہ اڑی افغاناں

مشکلے نیست کہ آسان نشود

مرد باید کہ ہراسان نشود

یعنی کوئی مشکل ایسی نہیں ہے جو آسان نہ ہو جائے، بس آدمی کو چاہیے کہ وہ گھبرا نہ جائے۔

دل کو مضبوط رکھیں اور رات دن اللہ رب العزت کی درگاہ سے (اپنے) پیران کبار قدسنا اللہ تعالیٰ باسرارہم الاقدس (اللہ تعالیٰ ہمیں ان کے مقدس رازوں کے ذریعے پاکیزہ بنائے)

کے وسیلہ سے (اپنی) عزت اور فتح مندی کے لیے دعا مانگتے رہیں۔ اللہ تعالیٰ شانہ حقیقی کارساز ہے۔ (آپ کو) بھلانا اس (فقیر کی) طرف سے محال ہے۔

بنام شیر دل خان صاحبؒ لاہوری

فقیر کو ہمیشہ اپنا دعا گو سمجھتے رہیں۔ فقیر کے نام رقعہ لکھیں یا نہ لکھیں، دعاؤں کے قبول کرنے والی ذات اللہ تعالیٰ شانہ کی ہے۔ حکیم مطلق کے حضور دم مارنے کی مجال نہیں ہے۔ کبھی کبھی فرصت کے لمحات میں (اپنے) اوقات عزیزہ کو توبہ اور استغفار وغیرہ (جیسی) عبادات سے معمور رکھیں کہ روز حساب آنے والا ہے، دنیاوی کام بہر حال ہو جائے گا، آخرت کا کام (بڑا) مشکل ہے۔ یہی (کرنے کا) کام ہے (اور) اس کے علاوہ سب بے فائدہ ہے۔

بنام قاضی محمد امیر بخش صاحبؒ قریشی

سکنہ احمد پور سیال، تحصیل شورکوٹ، ضلع جھنگ

آپ نے باطن کی سستی کا جو کچھ لکھا ہے، سچ ہے کہ صوفی کا باطن ناجنسوں کی صحبت سے دھندلا ہو جاتا ہے:

صحبت بد اہل، تباہ می کند
دیگ سیاہ جامہ سیاہ می کند

یعنی برے کی صحبت تباہ کر دیتی ہے، سیاہ دیگ کپڑے کو کالا کر ڈالتی ہے۔

فقیر (آپ کے لیے) دنیاوی اور نفسانی دشمنوں کے شر سے بچے رہنے کی دعائیں کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ شانہ (آپ کو) ان کے شر سے اپنی حفاظت میں رکھے۔ لوگوں کے پروردگار کے صدقے۔

بنام اللہ داد خان صاحبؒ، محرر

میرے جناب! اپنے مستعار اوقات عزیز، جن کا کوئی نعم البدل نہیں، کو اذکار و افکار (الٰہی) وغیرہ (کی) عبادات سے معمور رکھیں، کیونکہ دارین (دونوں جہانوں) کی سعادت اور کونین (دنیا و آخرت) کی دولت مولیٰ حقیقی (اللہ رب العزت) عز شانہ کی عبادت میں منحصر ہے۔ فقط

بنام محمد عبداللہ صاحبؒ

سکنہ بندر بمبئی

فقیر کی طرف سے مسنون سلام کے بعد ملاحظہ فرمائیں کہ طریقت کے کام (مریدی) کے لیے ایک بار (کی) ملاقات کی ضرورت ہے۔ معدوز فرمائیں [۱۱]

بنام مردمان کڑعی شادی زئی قوم ناصر

تمہارے اور کاکڑ قوم کے لوگوں کے درمیان لڑائی کا جو انتظار (خدشہ) تھا، وہ رفع ہو گیا۔ اللہ تبارک وتعالیٰ مستقبل میں (تمہیں) ایسی ناشائستہ حرکتوں سے اپنی حفاظت میں رکھے۔ ایسے وقت میں فکر کرنا ضرودی ہے، دوسرے ناصر (قبیلے کے لوگ) کیا کر رہے ہیں؟ جہاں تک ہو سکے تم خود جنگ و جدل سے دور رہو۔

بنام بدرالدین صاحبؒ درزی

سکنہ قصبہ چونڈہ باجوہ، توابع ضلع سیالکوٹ

اے عزیز! چاہیے کہ آپ (اپنی) مستعار زندگی کے اوقات عزیزہ کو ہمیشہ عبادات، طاعات، اذکار اور افکار (الٰہی) سے معمور رکھیں، کیونکہ دارین (دونوں جہانوں) کی سعادت اور کونین (دنیا و آخرت) کی دولت کا انحصار مولیٰ (اللہ رب العزت) عز شانہ کی یاد پر ہے۔

بنام ملا بادشاہؒ، شادی زئی قوم ناصر

صبح (کی نماز) کے وقت نماز فرض اور سنت کے درمیان، سات بار سورۃ فاتحہ یعنی اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْن، بسم اللہ کے ساتھ، آخر تک، سات دن بلا ناغہ مریض پر دم کریں اور اس کا ثواب حضرت قبلہ وکعبہ (خواجہ دوست محمد قندھاری) نور اللہ تعالیٰ مرقدہ الشریف و برد اللہ تعالیٰ مضجعہ اللطیف (اللہ تعالیٰ ان کی قبر مبارک کو منور فرمائے اور ان کے مزار انور کو خنک فرمائے) کے روح پر فتوح کو بخش کر جناب شافی حقیقی (اللہ تعالیٰ) جل شانہ سے اپنے بھائی کی صحت کے لیے دعا مانگتے رہیں۔

بنام میاں احمدؒ اور غلام محمدؒ

سکنہ موضع وہیر، ضلع شاہ پور، تحصیل خوشاب

اے عزیزان! حیات مستعار کے (قیمتی) اوقات کو غنیمت سمجھتے ہوئے اہم کام، جو یاد مولیٰ اور معبود حقیقی (اللہ تعالیٰ) کی عبادت ہے، میں معمور رکھیں، یہاں تک کہ ایک لحظہ اور لمحہ بھی غفلت میں نہ پڑیں، کیونکہ دارین کی سعادت اور کونین کی دولت اسی میں منحصر ہے۔

بنام محمد مہربان خان صاحبؒ ولد شہاب الدین صاحبؒ بلیچ

سکنہ پلیانہ، ضلع ڈیرہ اسماعیل خان

بعض ہندوستانی دوستوں کے رقعات سے معلوم ہوا کہ ماہ ذی الحجہ کی گیارہویں تاریخ سے منیٰ شریف میں وبا پھوٹ پڑی (اور) چھ سات دنوں میں چالیس ہزار کے قریب حاجی آخرت کو سدھائے، اس وجہ سے شہاب الدین خان صاحب کی (خیریت کی) طرف سے بڑا انتظار دامنگیر ہے۔

بنام حکیم میاں اللہ بخش صاحبؒ اور ان کے بیٹے میاں غلام نبی صاحبؒ

سکنہ مورانی، علاقہ بکھر، توابع ضلع ڈیرہ اسماعیل خان

اے عزیزان! (اپنی) مستعار زندگی کے اوقات (عزیزہ)، جن کا (کوئی) نعم البدل نہیں ہے، کو اذکار و افکار (الٰہی) وغیرہ (کی) عبادات سے معمور رکھیں، یہاں تک کہ ایک لحظہ اور لمحہ غفلت میں نہ پڑیں، کیونکہ دارین کی سعادت اور کونین کی دولت کا انحصار اس پر ہے۔ فقط

بنام سید فضل حسین شاہ صاحب

سکنہ پیر پھائی، علاقہ میانوالی، توابع ضلع بنوں

اے عزیز! انسان کے پیدا کرنے کا سب سے بڑا مقصد ایک قول کے مطابق معرفت الٰہی اور ایک (دوسرے) قول کے مطابق اخلاص سے عبادت (الٰہی) کرنا ہے۔ سو دونوں اقوال کی غرض ایک ہی ہے۔ پس فرصت کے لمحات میں (اپنے) اوقات عزیزہ، جن کا (کوئی) نعم البدل نہیں ہے، کو اذکار و افکار (الٰہی کی) عبادات سے معمور رکھیں اور اندھیری رات میں استغفار کو کثرت سے اپنا ورد بنائیں۔ عیش، نیند اور کھانے کے اوقات آگے (آخرت میں) نصیب ہوں گے اور ہمیشہ اپنے ایسے کاموں پر جو اللہ تعالیٰ کی یاد کے بغیر ہوں، شرمندہ ہونے والے اور استغفار کرنے والے (بنیں) رہیں۔ (کرنے کا) کام یہی ہے (اور) اس کے علاوہ سب کچھ ہیچ ہے۔

فقیر کو حسن خاتمہ کی دعا گوئی سے یاد اور شاد فرماتے رہیں۔

بنام ملا نسیم گل آخوندؒ بنوچی

سکنہ موضع نورڑ، توابع ضلع بنوں

دوبارہ لکھا جاتا ہے کہ یہ خواب اور خیالات استعداد (باطن) کی اطلاع دیتے ہیں، لیکن ایسے امور سے مغرور نہ ہوں کہ شیطان لعنتی انسان کے ساتھ سخت دشمن ہے، اس نے بہت سے سالکوں کو اس طرح کے امور میں گمراہ کر دیا ہے۔ ہر وقت خوفزدہ اور ڈرتے رہیں، فخر اور قبولیت کی جگہ کہاں؟ (اس سے) زیادہ ملاقات پر موقوف ہے۔

بنام محمد امین صاحب پراچہ، باٹی

سکنہ شہر اٹک اور ملاحی ٹولہ، توابع ضلع راولپنڈی

ایک لحظہ اور لمحہ بھی غفلت میں نہ پڑیں۔ (کرنے کا) کام یہی ہے، اس کے علاوہ سب فضول (ہے):

"وَاذْكُرِ اسْمَ رَبِّكَ وَتَبَتَّلْ اِلَيْهِ تَبْتِيْلًا" (سورۃ المزمل ۸):

یعنی اور آپ یاد کریں اپنے رب کا نام اور سب سے الگ ہو کر اس کی طرف متوجہ ہو جائیں۔

قُلْ اَللّٰه وبس وما سواه عبث وهوس فانقطع عليه الفنس:

یعنی کہیے اللہ اور بس اور اس کے علاوہ سب کچھ بے فائدہ اور ہوس ہے، پس تمہیں اسی (عقیدہ اور عمل) پر مرنا چاہیے:

ذکر گو ذکر تا ترا جان است
پاکی دل ز ذکر رحمٰن است

یعنی ذکر کرو ذکر جب تک تم میں جان ہے، دل کی پاکیزگی رحمٰن (اللہ رب العزت) کے ذکر سے ہے۔

بنام فیض علی شاہ صاحب، سکنہ کھوتکہ، علاقہ خوشاب توابع شاہ پور

چاہیے کہ فرصت کے وقت کو اذکار (الٰہی) سے مامور کر کے جناب باری تعالیٰ شانہ میں تضرع اور زاری کرتے رہیں، اِنْ شَاءَ اللہ تعالیٰ فیضیاب ہوں گے۔ زندگی کا خلاصہ مولیٰ (تعالیٰ) کی یاد ہے اور سب کچھ اس کے مقابلے میں بے فائدہ ہے۔

بنام صاحبزادہ محمد گل صاحبؒ خلف فقیر مہتر موسیٰ صاحب مرحوم

''جو حضرت حاجی دوست محمد (قندھاری) صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ تھے، قوم یاسین زئی سید، حال ساکن پلیانہ، جہاں انہوں نے ان (یعنی حضرت مہتر موسیٰؒ) کی خانقاہ (شریف) بنائی ہے۔''

آپ نے صادیوں[۱۲] کی بداعتقادی کے جو حالات تحریر فرمائے ہیں، میرے جناب! ہر آدمی قیامت کے روز اپنے عمل کا بدلہ پائے گا۔ کیا آپ نے نہیں سنا؟:

اَلْیَوْمَ تُجْزٰی کُلُّ نَفْسٍ بِمَا کَسَبَتْ لَا ظُلْمَ الْیَوْمَ (سورۃ المومن ۱۷):

یعنی آج ہر شخص کو اس کے اعمال کا بدلہ دیا جائے گا، آج کوئی ظلم نہ ہوگا۔

کیا آپ غیبت، جھوٹ اور بہتان کے معنی نہیں جانتے؟ ہادی مطلق (اللہ رب العزت) جل شانہ تمام مسلمانوں اور مومنوں کو ہدایت (نصیب) فرمائیں۔ حافظ حقیقی (اللہ تعالیٰ) جل شانہ ان لوگوں کے شر اور دشمنی سے آپ کو اپنی حفاظت میں رکھے، اپنی ربوبیت کے صدقے۔

بنام ملا فقیر محمد صاحبؒ خروٹی[۱۳]

تنگ دستی کی دوری اور فراخی (رزق) کے حاصل کرنے کے لیے:

رَبِّ لَا تَذَرْنِیْ فَرْدًا وَّاَنْتَ خَیْرُ الْوٰرِثِیْنَ (سورۃ الانبیاء ۸۹):

یعنی اے میرے رب! مجھے اکیلا (لاوارث) نہ چھوڑ اور تو (سب سے بہتر) وارث ہے۔

پانچ سو بار اول اور آخر میں سو سو مرتبہ درود شریف پڑھ کر ہمارے مرشد حضرت صاحب (حاجی دوست محمد قندھاری رحمۃ اللہ علیہ) کی روح مبارک کو بخش کر، بعد ازاں اپنی حاجت کے پورا ہونے کے لیے ان کے وسیلہ سے جناب باری تعالیٰ سے دعا مانگیں۔ فقیر کو بھی (اپنا) دعا گو سمجھیں۔

بنام قائم دین صاحبؒ پنجابی

فرصت کے وقت میں یادِ مولیٰ (تعالیٰ) جس میں دونوں جہانوں کی سعادت اور کونین (دنیا و آخرت) کی دولت کا راز پوشیدہ ہے، مشغول رہیں۔ کام یہ (ہی) ہے، اس کے علاوہ سب فضول۔

بنام سید[۱۴] پیر امیر شاہ صاحبؒ

سکنہ واں کیلانوالی، توابع ضلع شاہ پور

اللہ تبارک وتعالیٰ مکتوبات مقدس (امام ربانی شیخ احمد سرہندی قدس سرہ) کے فیوضات سے (آپ کو) سرفراز فرمائیں، نیز اللہ تعالیٰ شانہ مبارک بنائیں۔ کبھی کبھی فرصت کے لمحات میں مطالعہ فرماتے رہیں۔

بنام ملا عبدالحق آخوندزادہ صاحبؒ ہری پال[۱۵]

سکنہ شین غر، توابع ضلع اپوزئی

فقیر کا ہمیشہ سے معمول ہے کہ لاچاری میں (بھی) خط کا جواب لکھا جاتا ہے، کیونکہ اس سال بھی اکثر اوقات فقیر دمہ اور موسمی دانوں (پھوڑے پھنسیوں) میں مبتلا رہا ہے۔ جب (یہ) مولیٰ (تعالیٰ) سے ہے، تو سب بہتر (ہی) ہے۔

بنام ملا خداداد قوم ساہیؒ

سکنہ موضع چاہگان، توابع ڈیرہ اسماعیل خان

مرید کو اخلاص اور قلبی رابطہ کی ضرورت ہے، بلکہ آپ جیسے غریب اور عیال دار آدمیوں کے لیے بوقت ضرورت لوگوں کے ساتھ گزر بسر کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ جہاں تک ممکن ہو شرعی امور (کی) مخالفت سے محتاط رہیں۔ حافظ حقیقی (اللہ) جل شانہ آپ عزیز کو ان لوگوں کے شر اور دشمنی سے اپنی حفاظت میں رکھے۔ لوگوں کے پروردگار کے صدقے۔

بنام حق داد خان صاحبؒ ترین

سکنہ ڈیرہ اسماعیل خان

فقیر ان شاء اللہ تعالیٰ آپ کو ہر گز فراموش نہیں کرے گا، تسلی رکھیں، اللہ تعالیٰ شانہ آپ کو ضائع نہیں فرمائے گا لیکن حتی الوسع آپ خود شرعی (امور) کی مخالفت سے اجتناب کریں۔ فقط

بنام متولی خان صاحبؒ پنجابی

چاہیے کہ آپ اہل زمانہ کی لغو اور بیہودہ باتوں سے کنارہ کش ہو کر استقامت سے دینی امور، نماز روزہ اور یاد مولیٰ (تعالیٰ) جو سب سے اولیٰ ہے میں مشغول ہو جائیں، کیونکہ دونوں جہانوں کی سعادت اور دنیا و آخرت کی دولت کا انحصار اسی میں ہے۔ فقیر کو ہمیشہ (اپنا) دعا گو سمجھیں۔

بنام جناب مولوی عبید اللہ صاحبؒ

سکنہ ڈیرہ اسماعیل خان

آپ عزیز اس آخری وقت (عمر کے حصے) میں (خود کو) دنیاوی کاموں میں اس قدر اور اتنا زیادہ نہ الجھائیں، پس مردود ہے جو اس طرح کی مشکل میں اپنے مستعار قیمتی اوقات، جن کا کوئی نعم البدل نہیں، کو انتہائی اہم چیزوں میں صرف کرے اور وہ مولیٰ (تعالیٰ شانہ) کی یاد اور اقوال و افعال (باتوں اور کاموں)، بلکہ تمام حالتوں میں شریعت پاک کی پیروی کرنا ہے۔

میرے جناب! دو کلمات پر اکتفا کرتا ہوں، تا کہ آپ دل تنگ نہ ہوں۔ (یہ) وقت، کام کرنے کا وقت ہے، کل حسرت اور شرمندگی کے سوا کچھ ہاتھ نہیں آئے گا۔ اللہ تبارک وتعالیٰ کے ارشاد کی جانب نگاہ فرمائیں کہ اس نے ایک جگہ فرمایا ہے:

يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا آمِنُوا (سورۃ النساء ۱۳۶):

یعنی اے ایمان والو! تم ایمان لاؤ۔

اور دوسری جگہ ارشاد فرمایا ہے:

اَلاَ لِلّٰہِ الدِّیْنُ الْخَالِصُ (سورۃ الزمر ۳):

یعنی یاد رکھو! عبادت خالص اللہ ہی کے لیے ہے۔

یہی کافی ہے اور دعا۔

بنام نواب غلام قاسم خان صاحبؒ کٹی خیل [۱۶] والی، ٹانک،

توابع ضلع ڈیرہ اسماعیل خان

ہمیشہ اہل سنت (وجماعت) کے بلند طریقہ کا اتباع اور فرقہ شیعہ سے اجتناب کریں۔

بنام ملا جانان آخوندزادہ صاحب، قوم ہوتک [۱۷]

سکنہ مرغہ ہوتک، ملک خراسان

برخوردار محمد سراج الدین فارسی، صرف ونحو، منطق تا قطبی اور شرح عقائد نسفی (کی تحصیل) سے پوری طرح فراغت پا چکے ہیں، اب علم فقہ میں کنز آخر کی (کتاب) الاجارہ تک پہنچ گئے ہیں اور شرح کتاب الحج اور اصول فقہ میں نور الانوار کے باب قیاس تک پڑھ لیا ہے۔ عنایتیں اور مہربانی کرتے ہوئے ان کے لیے بہت زیادہ دعائیں فرماتے رہیں، تاکہ اللہ تعالٰی شانہ (انھیں) جلدی سے (ان کے) دلی مقاصد میں کامیاب فرمائے۔

بنام محمد امتیاز علی خان صاحبؒ راجپوت

رئیس سنبھل، ضلع مراد آباد

اے عزیز! اپنے قیمتی اوقات، جن کا کوئی نعم البدل نہیں ہے، کو اذکار و افکار (الٰہی) سے معمور رکھیں اور پانچ وقت کی فرض نمازیں، مستحب اوقات میں جو فقہاء علیہم الرحمۃ نے کتابوں میں لکھے ہیں، جماعت کے ساتھ ادا کریں۔ جہاں تک ممکن ہو ایسی محفلیں اور مجلسیں، جن میں غیر شرعی چیزیں ہوں، ان سے دور رہیں، کیونکہ درویش کے لیے ناجنسوں (دنیاداروں) کی

صحبت زہر قاتل ہے۔ لوگوں کے آنے جانے سے بھی خوفزدہ اور ڈرتے رہیں، کیونکہ مرتبہ اور ریاست کی محبت ان سے پیدا ہوتی ہے اور اہل و عیال کے ساتھ ضرورت کے مطابق (ہی) میل جول فرمائیں:

دادیم ترا از گنج مقصود نشان

گر ما نرسیدیم تو شاید برسی

یعنی ہم نے تجھے گنج مقصود کا پتہ بتا دیا ہے، اگر ہم (اس تک) نہیں پہنچ پائے تو شاید تو (اسے) پالے۔

ہمیشہ فقیر کو (اپنی) دعا گوئی سے غافل اور کاہل نہ سمجھیں۔

بنام صاحبزادہ ولی اللہ خان صاحبؒ، خلف امان اللہ آخوند صاحبؒ، قوم لودین [18]، علاقہ سیاہ بند، ملک خراسان، جو حضرت حاجی دوست محمد (قندھاری) صاحب (قدس سرہ) کے خلفا میں سے تھے

فقیر ماہ شوال میں، دو تاریخ تک بخار، کھانسی اور دمہ کی بیماری میں یوں مبتلا رہا کہ کسی آدمی کو بھی فقیر کی زندگی کی اُمید نہ رہی، اب شافی حقیقی (اللہ) عز شانہ نے یوں شفا بخشی ہے کہ نماز فرض کو بڑی مشکل سے کھڑے ہو کر پڑھ لیتا ہوں۔ طاقت بالکل نہیں رہی اور مکمل ضعف اور نقاہت (لاحق ہے)۔ چونکہ آپ عزیز (میرے) محبوں اور مخلصوں میں سے ہیں، لہٰذا لکھا جاتا ہے کہ خاتمہ بالخیر کے لیے دعا فرمائیں۔

یہ چند کلمات بڑی تکلیف سے اپنے قلم سے لکھے ہیں۔ ان عزیز دوستوں، خاص کر (آپ کے) حقیقی بھائیوں، سیاہ بندی کے (موجودہ) باشندوں اور اسی طرح آیندہ ہونے والے (احباب) کو مسنون سلام اور دونوں جہانوں کی کامیابی کے لیے دعائیں پہنچائیں۔

آپ کی بزرگی اور صاحبزادگی کے پیش نظر آپ کا فقیر کے لیے سلام مسنون بھیجنا (میرے لیے) خجالت اور شرمندگی ہے، مگر فقیر آپ کے لیے یوں دعا گو ہے، جس طرح کہ دوسرے دوستوں کے لیے۔ یہی کافی ہے اور سلام۔

بنام محمد سرور خان صاحبؒ

سکنہ مکھڈ، ضلع راولپنڈی

آپ جس جگہ رہیں، خدا کے بن کر رہیں۔ اب فقیر پانچ (وقت کی) نمازوں کو مسجد شریف میں با جماعت ادا کرتا ہے، اطمینان رکھیں۔

بنام مولوی سعد اللہ صاحبؒ، نبیرہ حقائق و معارف آ گاہ

جناب حاجی مولوی غلام حسن صاحب مرحوم

سکنہ ڈیرہ اسماعیل خان

آپ کے اقارب (قریبی رشتہ دار) آپ کے لیے عقارب (بچھو) بن گئے ہیں، آپ، خدا پر بھروسہ رکھیں۔ فقیر کو اپنے وظیفہ جو کہ (آپ کے لیے) دعا گوئی ہے، میں مصروف سمجھیں۔

بنام محمد نصیر خان صاحبؒ، بلوچ چنگوانی چوٹی زیرین

توابع ضلع ڈیرہ غازی خان

حقیقی انتقام لینے والا اللہ تعالیٰ شانہ ہے فَعَّالٌ لِّمَا يُرِيْدُ (سورۃ ہود ۱۰۷):

یعنی وہ جو چاہتا ہے کر لیتا ہے۔ ہر کام پروردگار جل شانہ کی منشا سے (ہوتا) ہے۔ ان شاء اللہ تعالیٰ وہ آپ کو ضائع نہیں کرے گا۔

بنام مولوی محمد عیسیٰ خان صاحبؒ ولد حاجی قلندر خان صاحبؒ

پتی خیل، گنڈہ پور، رئیس مڈی

میرے محب! فقیر کی طرف سے بالکل تسلی رکھیں، فقیر آپ سے خوش ہے، اللہ تعالیٰ شانہ آپ سے راضی رہیں۔ اس جانب سے کسی قسم کا فکر نہ کریں اور رات دن مولیٰ (تعالیٰ) کی یاد

میں مصروف رہیں، کیونکہ انسان کی تخلیق کا اصلی مقصد باری تعالیٰ شانہ کی معرفت ہے، نہ کہ کوئی دوسرا کام۔ یہی کافی ہے اور دعائیں۔

بنام مولوی [۱۹] حاجی غلام حسین خان صاحبؒ، پٹھانؒ عیسیٰ خیل [۲۰]

سکنہ شہر عیسیٰ خیل، ضلع بنوں

میرے محبّ! فقیر کو چاہیے کہ جہاں بھی رہے، خدا کا بن کر رہے۔ دل کو ماسوی اللہ (کی محبت) سے (خالی کر کے) سلامت رکھنا دین متین کی ضروریات میں سے ہے، (لہٰذا) جس جگہ قلب کی سلامتی ہاتھ لگے، (وہاں) بلا ضرورت جائیں اور جمعیت (قلب) کا حصول نص (قرآنی) کے مطابق حاصل کریں کہ (ارشاد الٰہی ہے):

"یَوۡمَ لَا یَنۡفَعُ مَالٌ وَّلَا بَنُوۡنَ اِلَّا مَنۡ اَتَی اللّٰہَ بِقَلۡبٍ سَلِیۡمٍ"۔

(سورۃ الشعراء ۸۸-۸۹):

یعنی جس دن نہ کام آئے گا مال اور نہ بیٹے، مگر جو اللہ کے پاس (بے عیب) دل لے کر آیا۔

بنام جناب حقائق و معارف آگاہ حضرت صاحبزادہ مولانا مولوی محمد سراج الدین صاحب مدظلہ وعمرہ ورشدہٗ

آنکھوں کو چومنے (یعنی بہت زیادہ پیار) کے بعد فقیر کی طرف سے (ملاحظہ فرمائیں کہ) آپ نے فقیر کے خط کا جواب نہیں بھیجا، (اس کا) انتظار رہتا ہے:

ع۔ دیدۂ احقر و دل ہمراہ تست

یعنی احقر کی آنکھ اور دل تیری طرف متوجہ ہیں۔

اب پھر لکھ رہا ہوں:

خاک شو خاک تا بروید گل
کہ بجز خاک نیست مظہر گل

یعنی تم خاک بن جاؤ خاک، تا کہ (تمہارے دامن میں) پھول اُگیں
کیونکہ خاک کے سوا کہیں پھول نہیں اُگتے۔

بیٹا جی! صاحبزادگی کو بالائے طاق رکھیں اور مسکینی، عاجزی اور تواضع کی ٹوپی کو سر پر پہن لیں۔

ع۔ کسبے کن کہ عزیز جہاں شوی

یعنی تو ایسا کمال حاصل کر کہ ہر دلعزیز بن جائے۔

اپنے صحیح حالات کمی وزیادتی کے بغیر ضرور لکھیں۔ یہی کافی ہے اور دعا۔

بنام جناب مولوی محمود شیرازی صاحب

سکنہ شیراز توابع ایران

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ بیماریوں کے دامنگیر ہونے کے باوجود پانچ وقت کی نماز مسجد شریف میں باجماعت ادا کرتا ہوں اور اکثر اوقات فجر کے ختم شریف کے بعد حلقہ کی نیت سے بیٹھتا ہوں۔

اے عزیز! آپ کے لیے ضروری ہے کہ اپنے قیمتی اوقات کو مولیٰ (تعالیٰ) کی یاد سے معمور رکھیں، کیونکہ (یہ) وقت کام کرنے کا وقت ہے کہ (اب) صحت اور جوانی ہے (اور) بڑھاپے میں اوقات گزشتہ پر حسرت، افسوس اور شرمندگی کے سوا کچھ ہاتھ نہیں آئے گا:

دادیم ترا از گنج مقصود نشان
گر ما نرسیدیم تو شاید برسی

یعنی ہم نے تجھے گنج مقصود کا پتہ بتا دیا ہے کہ اگر ہم (اس تک) نہیں پہنچ سکے تو شاید تو (اسے) پالے۔

بنام فرزند حاجی حافظ محمد خان صاحب ترینؒ

سکنہ اڑی افغاناں، توابع ضلع مظفر گڑھ

اَللّٰھُمَّ نَوِّرْ قَلْبِیْ بِعِلْمِکَ وَاسْتَعْمِلْ بَدَنِیْ بِطَاعَتِکَ:

یعنی اے اللہ! میرے دل کو اپنے علم سے منور فرما اور میرے بدن کو اپنی
اطاعت میں مصروف فرما۔

کو سات مرتبہ (اپنا) سبق شروع کرنے سے پہلے پڑھیں۔ فقیر (آپ کے) مطالعہ کی کشائش، ذہن کی تیزی اور سبق پڑھنے کی محبت (ذوق) کے لیے دعائیں کر رہا ہوں اور کرتا رہوں گا، تسلی رکھیں۔

بنام ملا بادشاہؒ شادی زئی، قوم ناصر

سات بار فاتحۃ الکتاب یعنی اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ (شریف) آخر تک، قُلْ ھُوَ اللّٰہُ اَحَدٌ آخر تک، قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ لْفَلَقِ اور قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ آخر تک، سب پڑھ کر خان محمد کو دم کریں، اِنْ شَاءَ اللہ تعالیٰ صحت و عافیت کا موجب ہوگا۔

بنام سید امیر شاہ صاحبؒ بلاولی ہمدانی

دیگر عرض ہے کہ (اپنی) جائے سکونت، ختمات (شریف) کرنے، باطنی احوال اور وہاں کے اپنے پیروکاروں کے بارے میں آپ نے کبھی نہیں لکھا، بہت زیادہ انتظار رہتا ہے۔ (آپ کو) چاہیے کہ ماضی کے برخلاف، ظاہری و باطنی حالات وغیرہ (اور) کلی اور جزی حالات تفصیل سے تحریر فرمائیں، تاکہ اس کا انتظار ختم ہو جائے۔

بنام بادشاہ اور محمد عمر خراسان، قوم توخی[۲۱] خدر زئی

میرے عزیزو! دنیا آنے والی اور جانے والی ہے، یعنی صبح آتی ہے اور شام چلی جاتی ہے۔ عقلمند وہ ہیں جو غم دین میں سرگرداں ہیں، نہ کہ دنیا کے لیے جو کہ فانی ہے۔
فقیر کو ہمیشہ (اپنا) دعا گو سمجھیں اور پریشان نہ ہوں۔ رات دن انہی اذکار میں مصروف رہیں جو فقیر نے بتائے ہیں۔ حضرت صاحب قبلہ و کعبہ (حاجی دوست محمد قندھاری) نور اللہ

تعالیٰ مرقدہ الشریف (اللہ تعالیٰ آپ کی قبر مبارک کو منور فرمائے) کا ختم، آیت شریف

رَبِّ لَا تَذَرْنِیْ فَرْدًا وَّاَنْتَ خَیْرُ الْوَارِثِیْنَ (سورۃ الانبیاء ۸۹):

یعنی اے میرے رب مجھے اکیلا نہ چھوڑ اور تو سب سے بہتر وارث ہے۔"

پانچ سو بار، اوّل اور آخر میں سو سو مرتبہ درود شریف، صبح و شام، باوضو، بلا ناغہ ورد بنائیں۔

بنام ملا غلام[۲۲] صدیق آخوندزادہ صاحبؒ

سکنہ موسیٰ زئی، توابع ڈیرہ اسماعیل خان

(تمام) امور میں مددگار (حقیقی) اللہ تعالیٰ شانہ ہے۔ ہمت ہارنا اور غم کرنا بے صبروں کا کام ہے۔

یہی کافی ہے اور سلام و دعا۔

بنام مولوی محمد نور الحق صاحبؒ شاہ پوری

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ کہ اب فقیر نے بیماری کی اس شدت سے نجات پائی ہے، جس کا خوف تھا۔ اب تک فرض نماز اپنے مکان (کمرہ) میں پڑھی جاتی ہے۔ اس طرف سے دل کو مطمئن رکھ کر (اپنے) قیمتی اوقات، جن کا کوئی نعم البدل نہیں، کو سب سے اہم کام جو کہ مولیٰ (کریم) کی یاد ہے، میں معمور رکھیں۔

بنام محمد سرفراز خان صاحبؒ، گنڈہ پور خلف محمد نورنگ خان صاحبؒ مرحوم،

رئیس کلاچی گنڈہ پوراں، توابع ضلع ڈیرہ اسماعیل خان

اے عزیز! بندہ اپنی ذات کے لحاظ سے کوئی کام کرنے والا نہیں، حقیقی کارساز اللہ تعالیٰ شانہ ہے۔ بندہ کے پاس سوائے عاجزی کے کچھ (بھی) نہیں ہے۔

بنام مولوی محمد ہاشم[۲۳] صاحبؒ، سکنہ موضع بگھار

تحصیل کہوٹہ، ضلع راولپنڈی

فقیر کو اس وقت سے لے کر آج تک الماری کی کتابوں کو دیکھنے کا موقع نہیں ملا۔ کتاب مناقب احمد یہ بھولی نہیں ہے، اگر اللہ تعالیٰ شانہٗ نے طبیعت کو اسی طرح رکھا، جیسے آج ہے تو الماری کی کتابیں دیکھی جائیں گی، اگر (وہ) ہاتھ لگی تو بھیج دوں گا، تسلی فرمائیں۔

بنام عفت پناہ بی بی صاحبہؒ ہمشیرہ پیر جی میاں مرحوم

سکنہ مکھڈ، توابع ضلع راولپنڈی

اے عزیزہ! غور سے توجہ فرما کر سنیں بے عزتی اور بدنامی ظالموں کی ہو یا مظلوموں کی، درحقیقت عزت اور آبرو اس آدمی کی ہوتی ہے جو اللہ تعالیٰ عز شانہ اور اس کے رسول (کریم) صلی اللہ علیہ وسلّم کے فرمان کے تابع ہو، نہ کہ ظالم اور حد سے گزرنے والے کی۔ اس طرح کے کاموں سے گھبرانا نہیں چاہیے، روز حساب (قیامت کا دن) آنے والا ہے، یقیناً اور بلاشبہ (لوگوں کو) بدلہ دیا جائے گا۔ اپنے کام جو کہ مولیٰ (تعالیٰ) کی یاد ہے، میں رات دن سرگرم رہیں، ہوش کریں کہ چشتی بزرگوں (اولیاء) کے ساتھ کیسے معاملات پیش آئے ہیں؟ میں نے یہ چند کلمات عفیفہ مظلومہ کے لیے اپنے ہاتھ سے تحریر کیے ہیں۔

یہی کافی ہے اور سلام۔

بنام حافظ علی محمد[۲۴] صاحبؒ،

ساکن جگو والہ، توابع ضلع ملتان

جو کچھ بزرگوں نے اپنی کتابوں میں بہت بڑی ریاضتوں اور سخت مجاہدوں کے بارے میں لکھا ہے کہ مثلاً انہوں چلے کھینچے ہیں، راتوں کو بیدار رہے ہیں اور انہوں نے دن پر دن (یوں) گزارے ہیں۔ (اس سلسلے میں) بزرگوں کی کتابوں کو دیکھنا چاہیے (آپ) لوگوں کے کہنے پر مغرور اور فریفتہ نہ ہوں۔ یہ ہے حقیقت سچے کام کی، باقی ملاقات پر۔

بنام سید امیر شاہ صاحبؒ

سکنہ واں کیلانوالی، توابع شاہ پور

(میرے) عزیز! آپ نے جو یہ تحریر فرمایا ہے کہ حزب البحر (کا ورد) حضرات نقشبندیہ کا معمول رہا ہے (اور) اگر آپ کی مرضی ہو تو (اس کے) پڑھنے کی اجازت عطا فرمائیں۔

(میرے) فیاض! (ایسا) کہاں دیکھا ہے اور کون سے صاحب نسبت (بزرگ) سے سنا ہے کہ حزب البحر کا پڑھنا طریقہ نقشبندیہ کی شرائط یا ارکان میں سے ہے؟ البتہ (یہ) عمدہ دعائیں ہیں۔ اگر محض اللہ (تعالیٰ کی رضا) کے لیے پڑھنا چاہیں تو پھر تصفیہ قلب اور تزکیہ نفس سے پڑھیں، جناب کو (اس کی) اجازت ہے۔ سو پانچ وقت کی ہر نماز کے بعد بلا ناغہ (اس کا) ورد کریں، لیکن (کسی) دوسرے کے نقصان کا ارادہ نہ فرمائیں۔ اس کے علاوہ ملاقات پر۔

ملاقات جسمی کے میسر آنے تک اپنے قیمتی اوقات جن کا کوئی نعم البدل نہیں، کو مولیٰ حقیقی جل شانہ کی یاد میں معمور رکھیں۔ کام یہی ہے، اس کے علاوہ سب (کچھ) بے فائدہ۔

فقیر کو ہمیشہ اپنی بلند شخصیت کے لیے دعا گو اور متوجہ رہنے والا سمجھتے رہیں۔ والسلام

بنام روزی خان صاحبؒ ولد حیات خان صاحبؒ

میاں خیل وڑو کے

اپنے دنیاوی تعلقات کے عذر، جہاں تک ممکن ہو، پس پشت ڈال کر، اوّل اپنے بزرگوار ماں باپ کے حالات کی خبر گیری کریں، اس کے بعد ان کی پاس خاطر دنیاوی کام شروع کریں۔ فقط

بنام اللہ یار خان صاحبؒ برادر حقیقی مولوی نور خان صاحبؒ

سکنہ چکڑالہ، توابع ضلع بنوں

نماز کے معاملہ میں سستی کو دور کرنے کے لیے استغفار کے ورد کی کثرت کریں، قوی اُمید ہے کہ سستی وغیرہ کے معاملات کو دفع کرنے کے لیے (یہ ورد) مفید ہوگا۔

بنام غلام قادر صاحبؒ خلف میاں عبدالرحمن صاحبؒ

سکنہ ڈیرہ اسماعیل خان

آپ محبت کی وائرہ کی جگہ سے دامان کی طرف تبدیلی اور عہدہ کی ترقیات کے لیے دعائیں کی ہیں اور کرر ہا ہوں، لیکن دعاؤں کو قبول کرنے والا اللہ تعالیٰ شانہ ہے۔ بہر حال آپ مولیٰ (کریم) کی یاد سے غفلت اور سستی نہ برتیں، کیونکہ آخرت کی (کامیابی) اور ناکامی کا انحصار بے وفا دنیا پر ہے۔ ضروری کاموں سے فرصت کے لمحات میں عبادت اور مولیٰ (کریم) کی یاد، جو سب سے اولیٰ ہے، سے (اپنے قیمتی) اوقات کو معمور رکھیں۔

بنام شاہ نواز خان صاحبؒ، براخیل

سکنہ کلاچی گنڈہ پوراں، توابع ضلع ڈیرہ اسماعیل خان

حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْل کا ختم (شریف) پڑھ کر محبوب سبحانی (شیخ سید عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ) کے توسل سے (اللہ کریم سے) دعائیں مانگا کریں، ان شاءاللہ تعالیٰ مفید ہوں گی۔

بنام مولوی سید[۲۵] ابو محمد برکت علی شاہؒ

سکنہ علاولپور، توابع ضلع جالندھر

جب سے آپ اس جگہ سے (اپنے) دولت خانہ کی طرف روانہ ہوئے ہیں، کوئی مکتوب نہیں بھیجا۔ اذکار وافکار (الٰہی) میں مشغولیت کے علاوہ کوئی (دوسری) چیز اس میں مانع نہیں ہوئی ہوگی۔ (اپنے) حالات تحریر کرنا (محبت کی) زیادتی اور اتحاد کا سبب بنتا ہے۔ فقط

بنام حاجی عبدالرشید علی خان صاحبؒ، رئیس تیوری

توابع ضلع بلند شہر

فقیر گزشتہ سالوں کی طرح امراض میں مبتلا ہے، لیکن اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ پچھلے دنوں کی نسبت سے (بیماری میں قدرے) کمی ہے، تسلی فرمائیں۔

بنام ملا نسیم گل آخوندزادہ صاحبؒ، قوم بنوچی

سکنہ موضع نورڑ، توابع ضلع بنوں

کم کھانا اس وقت میں (اور) اس عمر میں اتنا ضروری نہیں ہے، میانہ روی کو ملحوظ رکھیں اور سالن کے لیے زیادہ کوشش نہ کریں، اگر اللہ تعالیٰ شانہ سالن فراہم فرمادے تو بے شک ضرورت کے مطابق تناول فرمائیں۔ ہمیشہ مولیٰ (کریم) کی یاد میں مشغول رہیں۔ فقط اب (یہاں) آنا آپ کے لیے معاف ہے۔[۲۶]

بجناب حقایق ومعارف آگاہ حضرت صاحبزادہ مولانا مولوی محمد سراج الدین صاحب مدظلہ وعمرہ ورشدہٗ

نیک خصائل (والے) برخوردار! اللہ تعالیٰ آپ کی عمر، آپ کے علم، آپ کی اصلاح اور آپ کی فلاح کے ساتھ دراز فرمائے۔ آنکھوں کو چومنے (بہت زیادہ پیار) اور دعاؤں کے بعد (ملاحظہ فرمائیں) کہ اپنے کام میں پوری کوشش سے مصروف رہیں، کیونکہ (یہ) وقت جمعیت کا وقت ہے۔ فقیر کو (اپنے لیے) غائبانہ دعاؤں سے غافل نہ سمجھیں۔ اس طرف سے ہر لحاظ سے فارغ البال رہیں۔

بنام مولوی سعد اللہ صاحبؒ نبیرہ جناب حقائق ومعارف آگاہ حاجی مولوی غلام حسن صاحب مرحوم

سکنہ ڈیرہ اسماعیل خان

حضرات کے ختمات (شریف)، خاص کر قبلہ وکعبہ حضرت (حاجی دوست محمد قندھاریؒ کے ختم شریف) رَبِّ لَا تَذَرْنِیْ وَاَنْتَ خَیْرُ الْوَارِثِیْنَ اور (ختم شریف حضرت شیخ سید عبدالقادر جیلانیؒ) حَسْبُنَا اللّٰہُ وَنِعْمَ الْوَکِیْلُ کو بلا ناغہ ورد بنائیں۔ پھر ان کی جناب کو وسیلہ جزیلہ بنا کر (اللہ رب العزت سے) اپنی حاجت روائی (کے لیے دعا) مانگا کریں۔ فقط

بنام حاجی حافظ محمد خان صاحبؒ

سکنہ اڑی افغاناں، توابع ضلع مظفر گڑھ

اللہ تبارک وتعالیٰ اوّل ذیلدار کی اصلاح فرمائے اور اس کے نہ ہونے کی صورت میں حافظ حقیقی (اللہ تعالیٰ) جل شانہ (آپ کو) اپنی حفاظت میں محفوظ فرمائے۔ کارساز حقیقی اللہ تعالیٰ شانہ (کی ذات پاک) ہے۔

اپنے کام، جو کہ مولیٰ (کریم) کی یاد ہے میں مشغول رہیں۔ منتقم حقیقی (اللہ تعالیٰ) جس کسی سے چاہے گا، جلدی یا دیر سے انتقام لے لے گا۔

بنام سید سردار علی شاہ صاحبؒ ولد سید بہاء الدین شاہ صاحبؒ بخاری ملتانی

جناب کے حالات کی پریشانی پر بشریت کی وجہ سے (فقیر کو) بہت زیادہ تردد اور فکر لاحق ہوا، لیکن چونکہ مولیٰ (کریم) کی طرف سے ہے، (لہٰذا) سب سے بہتر ہے (کیونکہ):

"وَمَا اَصَابَکَ مِنْ مُّصِيْبَةٍ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰه" (سورۃ التغابن ۱۱):

یعنی اور کوئی مصیبت نازل نہیں ہوتی مگر خدا کے حکم سے۔

یہی کافی ہے اور سلام۔

بنام ابراہیم خان نمبر دار غوزہ زئی کےلعہ بدین زئی، بمقام کوٹ فیروزی غورہ زئی

علاقہ ٹانک، گمل بازار، توابع ڈیرہ اسماعیل خان

"یَا اَللّٰهُ یَا رَحْمٰنُ یَارَحِیْمُ یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ وَصَلَّی اللّٰهُ عَلٰی خَیْرِ خَلْقِهٖ مُحَمَّدٍ"

اس درود شریف کو رات دن میں ایک سو بار پڑھیں، اِنْ شَاءَ اللہ تعالیٰ خوشی کے کام کی سرانجامی کے لیے مفید ہوگا۔

بنام (حضرت مولانا) مولوی (ابوالسعد) احمد خان صاحبؒ

سکنہ موضع بکھڑا، علاقہ میانوالی، توابع ضلع بنوں

سچ ہے کہ مرید صادق کو اپنے مرشد کی رحلت سے غم اور دکھ ہوتا ہے، لیکن صبر کرنا چاہیے۔ (آپ) جزع وفزع (بے صبری) نہ کریں۔ فقیر کو اس سلسلے میں اپنے صبر اور درسی علوم کی تحصیل میں معاون ومددگار سمجھیں۔

بنام سید عبدالعیاض آخوندزادہ صاحبؒ ولد سعدالدین آخوندزادہ صاحبؒ

سچ جانیے کہ فقیر نے اب تک کلمات میں سے کسی کلمہ کی تحریر اور حزب البحر میں کسی حزب کو نہیں پڑھا، کیونکہ دوسرے عاملوں کا کام اور ہے اور حضرت محبوب سبحانی مجدد ومنور الف ثانی قدسنا اللہ تعالیٰ باسرارہم السامی (اللہ کریم ہمیں ان کے مبارک رازوں سے پاکیزہ بنائے) کے سلسلہ (پاک) کے درویشوں (صوفیوں) کا طریقہ کچھ اور ہے۔ یہ فرق صرف اس راستے کے سرگرم عمل درویشوں کی صحبت (اختیار کرنے) سے معلوم ہوتا ہے۔

دنیاوی کاموں میں برکت کے لیے (ایک) ہزار بار اس درود شریف کا ورد کریں:
"اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى آلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ اَفْضَلَ صَلَوَاتِكَ بِعَدَدِ مَعْلُوْمَاتِكَ وَبَارِكْ وَسَلِّمْ عَلَيْهِ"۔

بجناب مولوی حسین علی صاحبؒ، قوم میانہ

سکنہ موضع واں بھچراں، علاقہ میانوالی، توابع ضلع بنوں

واقعہ اوّل جس میں آپ نے فقیر کو اسہال میں مبتلا دیکھا ہے، اور آپ اس واقعہ کی تعبیر کی جستجو فرماتے ہیں، (اس کی) تعبیر یہ ہے کہ بزرگوں علیہم الرضوان نے لکھا ہے کہ پیر شیشہ کی مانند ہوتا ہے۔ فقیر خود کو ان (کی صورت) میں دیکھتا ہے۔ اگرچہ فقیر خود نالائق محض ہے، (لہٰذا) اس بارے میں بات کرنا روا نہیں سمجھتا، لیکن بامر مجبوری لکھ رہا ہوں کہ ظاہری نجاست

دور کرنے سے مراد گناہ ہیں، گویا آپ کے گناہ جھڑ رہے تھے۔ نیک اور مبارک (خواب) ہے۔ اس کی مثال فقہاء نے ثواب کی نیت سے وضو کے استعمال شدہ پانی میں (بھی) بیان فرمائی ہے اور (یہ) دوسری (تعبیر) بھی مبارک اور نیک ہے، کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا مشاہدہ (حدیث) ہے۔

بنام ملا اولیا صاحبؒ نیازی

ملا محمد رسول آخوندزادہ سے ملاقات کی صورت میں انھیں (میرا) سلام مسنون پہنچائیں اور انھیں کہیں کہ ایک عرصہ ہو گیا ہے، آپ نے کبھی سلام اور پیغام سے یاد نہیں فرمایا:

ع ہر چہ خوباں کنند نیکو باشد

یعنی حسین جو کچھ کریں، وہ بھلا ہی ہوتا ہے۔

بنام غلام قادر صاحبؒ، خلف میاں عبدالرحمٰن صاحبؒ

سکنہ ڈیرہ اسماعیل خان

حقیقی کارساز (ذات پاک) اللہ تعالیٰ شانہ ہے، دعا گوئی جو کہ عاجزوں کا وظیفہ ہے، کے علاوہ اور کوئی چارہ نہیں ہے۔

بنام ملا عبدالمجید[۲۸] آخوندزادہ صاحبؒ

سکنہ موضع دہرمہ خیل، توابع ضلع بنوں

اے عزیز! فقیر کے پاس اس طرح کے تعویذات نہیں اور نہ ہی فقیر عامل ہے، عاملوں کے پاس (ایسے) ورد اور تعویذ ہوتے ہیں۔ اس بارے میں جو آپ کی درخواست ہے اور جو کچھ آپ چاہتے ہیں، فقیر کے پاس کچھ (بھی) نہیں ہے۔

بجناب مولوی سید ابو محمد برکت علی شاہ صاحبؒ

سکنہ علاولپور، توابع ضلع جالندھر

اے عزیز! اپنے قیمتی اوقات، جن کا کوئی نعم البدل نہیں ہے، کو ایک لحظہ اور لمحہ بھر بھی غفلت میں نہ گزاریں۔ بخار کا عارضہ لاحق ہونے کی وجہ سے جلدی میں جواب نہیں لکھا جا سکا، معاف فرمائیں۔

بجناب حقائق و معارف آگاہ حضرت صاحبزادہ مولانا مولوی محمد سراج الدین صاحب مدظلہ وعمر ورشدہٗ اور جناب مولوی محمود شیرازی صاحبؒ

چونکہ فقیر کے حالات بیماری کی شدت کی وجہ سے آخر کو پہنچ گئے ہیں، (لہٰذا) جناب قاضی قمر الدین صاحب ممدوح اور شاہ صاحب [۲۹] موصوف نے تسبیح خانہ کی کتب کی فہرست مرتب کی ہے۔ کتاب ہدایہ جلد اوّل، عینی (شرح) ہدایہ، حافظ جی [۳۰] والی ایک جلد، کتاب البیوع تا شفعہ، اور زرقانی (شرح) مؤطا امام مالک، ایک جلد نکاح تا حدود، نہیں ہیں۔ یہ تین کتابیں فقیر کے بیمار ہونے کی وجہ سے گم ہوگئی ہیں۔ جو کچھ ہوا وہی ٹھیک ہے۔ اس سے زیادہ (لکھنا) پریشانی کا موجب بنے گا۔ فقط۔

قاضی قمر الدین صاحب اس بار شرح الصدور، السیوطی لائے ہیں اور بدور السافرہ فی احوال الآخرہ بھی اللہ تعالیٰ شانہ کی ذات عنایت فرمائے گی۔ مولوی محمد عیسیٰ خان صاحب نے بستان ابولیث سمرقندی اور تنبیہ الغافلین، طبع مصر (تحفہ) دی ہے۔

بنام مولوی نور خان صاحبؒ، قوم اعوان

سکنہ چکڑالہ علاقہ میانوالی، توابع ضلع بنوں

اے عزیز! مبادی تعینات ممکن عدمیات ہیں۔ صاحب طریقہ عالیہ (نقشبندیہ) رحمۃ اللہ علیہ جب عدمات ہوگئے ہیں، خیریت کہاں رہی۔ بزرگوں کا قول ہے کہ وہ فرماتے ہیں:

''صوفی جب تک خود کو کافر سے بدتر نہ جانے، وہ کافر سے بدتر ہے۔''

یہ مسئلہ بارہا آنجناب کے سامنے بیان کیا گیا ہے، کیا کروں کہ صحبت کے دن کم ہوتے ہیں۔ تفصیل ملاقات پر موقوف ہے، اب معذور فرمائیں۔

بنام حاجی حافظ محمد خان صاحبؒ، ترین

سکنہ اڑی افغاناں، توابع ضلع مظفر گڑھ

حالات اس طرح ہیں کہ اکثر اوقات بیماریوں سے خالی نہیں ہیں، ہر طرح سے تسلی فرما کر مولی (کریم) کی یاد، جو کہ سب سے بہتر چیز ہے، کے ذریعے اپنے قیمتی اوقات کو عبادت سے معمور رکھیں۔

بجناب مولوی محمود شیرازی صاحبؒ

سکنہ شیراز، توابع ایران

جناب سے مشورہ طلب کرتا ہوں۔ برخوردار (حضرت خواجہ محمد سراج الدین رحمۃ اللہ علیہ) کے لیے جس طرح علم ظاہری ضروری ہے، ایسے ہی (ان کے لیے) علم باطنی کی آگاہی بھی ضروری ہے۔ فقیر کے بعد واللہ اعلم (ان) برخوردار کو کسب باطن کی فرصت میسر آتی ہے یا نہیں؟ اب جبکہ فقیر زندہ ہے، یقیناً امید ہے کہ وہ علم باطن سے کچھ آشنائی پیدا کرلیں گے۔ پس اگر جناب بھی یونہی مناسب سمجھیں، جیسے بندہ کو خیال آیا ہے تو عوارضات سے فارغ ہونے کی صورت میں انھیں (حضرت صاحبزادہ محمد سراج الدین صاحبؒ کو) ساتھ لے کر اس طرف روانہ ہو جائیں اور اگر آپ دوسری طرح سمجھتے ہیں تو اس سے بھی آگاہ فرمائیں۔ فقط

بجناب میرا صاحب قلندرؒ سکنہ پشین، علاقہ بلوچستان

اے عزیز! خدا پرستوں (اللہ کے بندوں) پر مصیبتوں کا آنا، قدیم سے جاری ہے۔ پس ضروری ہے کہ صبر کے ساتھ، بلکہ قضا پر راضی رہتے ہوئے اپنے کام، جو کہ مولیٰ (کریم) کی یاد

ہے، میں مصروف رہیں۔

قیل ان الرسول قد کهنا　　قیل ان اللّٰه ذو ولد

من لسان الوریٰ فکیف انا　　مانجی اللّٰه والرسول معاً

یعنی (کافر) کہتے ہیں کہ اللہ (تعالیٰ) صاحب اولاد ہے، (اور) کہتے ہیں کہ رسول (کریم (صلّی اللہ علیہ وسلّم) کاہن ہیں۔

(جب) اللہ (تعالیٰ) اور رسول (کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم) (لوگوں کی) بری زبان سے محفوظ نہیں رہے تو پھر میں کیسے بچ سکتا ہوں؟

(ان اشعار کو) گوش ہوش کے ساتھ ملاحظہ فرمائیں۔

بنام سوال کرنے والے مولوی نورالدین صاحبؒ

پیش امام موضع اوگالی، ڈاک خانہ نوشہرہ، علاقہ خوشاب، توابع شاہ پور

ان کے سوالات اور حضرت قبلہ قلبی وروحی فداہ کے جوابات

سوال: آپ پر قربان ہو جاؤں اکثر لوگ دم کرانے کے لیے بندہ کے پاس آ جاتے ہیں۔ حضور جو ارشاد فرمائیں اس پر عمل کروں۔

جواب: سورہ فاتحہ اور معوذتین (قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ وَقُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ) پڑھ کر نمک پر دم کر دیں۔ اللہ تعالیٰ شانہٗ شافی مطلق جل شانہ ہے۔

سوال: ذکر کے وقت لطیفہ کی حرکت محسوس ہوتی ہے، لیکن جب غور سے خیال کیا جاتا ہے، تو تمام وجود حرکت کرتا (ہوا محسوس ہوتا) ہے، جس قدر کوشش کرتا ہوں، ہرگز رکتا نہیں۔

جواب: کوئی فکر نہیں ہے، آپ خود نہ کریں، اگر بے اختیار ہو تو ہوتا رہے۔

سوال: بندہ ریا کے خوف سے (بوقت مراقبہ) چہرے پر چادر نہیں ڈالتا، اگر (اس کی) ضرورت ہے، تو آپ ارشاد فرمائیں۔

جواب: (اس میں) کوئی ریا نہیں ہے۔ فقراء حضور و جمعیت (خاطر) کے لیے منہ ڈھانپتے اور چہرے پر چادر ڈالتے ہیں (اور یہ) فقر کے آداب میں سے ہے۔

بنام سوال کرنے والے سلطان اکبر نیازیؒ (ان کے سوالات) اور حضرت صاحب قبلہ قلبی وروحی فداہ کے جواب

پہلا سوال: (کوئی ایسا ورد) جس سے اللہ تعالیٰ کی محبت اور مشائخ عظام کی محبت میں اضافہ نصیب ہو جائے۔

دوسرا سوال: اللہ رب العزت کی بارگاہ سے اگلے اور پچھلے گناہوں کی بخشش نصیب ہو جائے۔

تیسرا سوال: معاش میں ایسی وسعت حاصل ہو جائے، جس کے سبب موجودہ قرضوں کا بوجھ اُتر جائے۔

تینوں سوالات کا جواب:

تینوں لکھے گئے کاموں کے لیے درود شریف اسی صیغہ میں جو حضرت صاحب قبلہ وکعبہ (حاجی دوست محمد قندھاری) نور اللہ مرقدہ الشریف (اللہ تعالیٰ ان کی قبر مبارک کو منور فرمائے) کا معمول تھا، پر آپ عمل کریں اور (وہ) درود شریف یہ ہے:

"اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی آلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ اَفْضَلَ صَلَوَاتِکَ بِعَدَدِ مَعْلُوْمَاتِکَ وَبَارِکْ وَسَلِّمْ عَلَیْہِ"۔

رات دن میں (ایک) ہزار مرتبہ اور اگر (ایک) ہزار نہ ہو سکے تو پانچ سو بار اور اگر وہ بھی مشکل ہو تو ایک سو بار بلا ناغہ باوضو ہو کر پڑھا کریں۔

بنام سوال کرنے والے میاں شیخ محمد بخش صاحبؒ

سکنہ کلاچی گنڈہ پوراں

سوال ۱: قبلہ! کیا ذکر کرنے کے لیے دنیاوی کاموں سے فارغ ہونا، باوضو ہونا اور وقت کا تعین کرنا شرط ہے، یا (پھر اس کی) کیا صورت (ہے)؟

سوال ۲: قرآن مجید کی تلاوت کے لیے ہر روز کس قدر اہتمام کیا جائے، نیز دلائل الخیرات کے پڑھنے کی اجازت عطا فرمائیں۔

سوال ۳: دینی و دنیاوی مشکلات اور اہم امور کے حل (و کامیابی) کے لیے بھی کوئی کلام (وظیفہ) ارشاد فرمائیں۔

حضرت قبلہ قلبی و روحی فداہ کے جواب

(۱) ہر کام میں جب بھی مصروف ہوں، ذکر میں دھیان رکھا کریں، وضو ہو یا نہ ہو۔

(۲) قرآن شریف کی تلاوت جس قدر ہو سکے کر لیا کریں، (وقت کے) تعین کی ضرورت نہیں، نیز دلائل الخیرات پڑھنے کی اجازت ہے۔

(۳) دینی و دنیاوی مشکلات (کے حل) کے لیے لَاحَوْلَ وَلَاقُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ کا ختم (لَاحَوْلَ وَلَاقُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ) پانچ سو بار، اوّل و آخر میں ایک ایک سو مرتبہ درود شریف (کے ساتھ) پڑھا کریں اور اس کا ثواب حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی فاروقی رحمۃ اللہ علیہ کے روح پرفتوح کو بخش کر، حضرت ممدوح کے وسیلہ سے بارگاہ الٰہی جل شانہ سے اپنی حاجت مانگا کریں۔ قاضی الحاجات (اللہ رب العزت) (آپ کے) تمام مقاصد اور حاجتیں پوری فرمائے، اپنی ربوبیت کے صدقے۔

حواشی فصل سوّم

(۱) یہ حدیث شریف عین العلم، ص ۵۹۸، مطبوعہ مطبع الصادری سے نقل کی گئی ہے (سید اکبر علیؒ)۔

(۲) کتابوں میں مشہور یوں ہے، ''اشد الناس بلاء الانبیاء ثم الامثل فالامثل'' (سید اکبر علیؒ) اور یوں بھی منقول ہے: ''اشد الناس بلاء الانبیا ثم الصالحون.ثم الامثل فالامثل'' (مستدرک الحاکم ۳: ۳۴۳، کنز العمال ۳: ۶:۳ تا ۳۲۷-۳، نمبر ۶۷۸۰-۶۷۸۱)، نیز اس طرح: ''اشد الناس بلاء فی الدنیا نبیٌ او صفیٌ (کنز العمال ۳: ۳۲۶:۳، نمبر ۶۷۷۹) (محمد نذیر رانجھا)۔

(۳) ایک افغانی قوم کا نام ہے (سید اکبر علیؒ)

(۴) تنگ ایک جگہ کا نام ہے، جس کی تفصیل اس سے پہلے فصل اوّل، ملفوظ سوم کے حاشیہ (۱) میں لکھی گئی ہے (سید اکبر علیؒ)

(۵) ان کا قدیمی وطن کانگڑہ ہے (سید اکبر علیؒ)

(۶) ایک افغانی قوم کا نام ہے (سید اکبر علیؒ)

(۷) ایک افغانی قوم کا نام ہے (سید اکبر علیؒ)

(۸) مراد جناب مولوی محمود شیرازی صاحب ہیں (سید اکبر علیؒ)

(۹) مراد جناب مولوی محمود شیرازی صاحب ہیں (سید اکبر علیؒ)

(۱۰) جناب مولوی محمد عیسیٰ خان صاحب علم طب حاصل کرنے کے لیے دہلی

گئے تھے اور ان کا قیام حضرت شاہ غلام علی صاحبؒ کی خانقاہ میں تھا، جہاں یہ مزارات ہیں، اس متبرک خانقاہ میں (آج کل) جناب حقائق و معارف آگاہ حضرت صاحبزادہ میاں ابو الخیر صاحب رونق افروز ہیں، اس وجہ سے یہ عبارت لکھی گئی ہے۔

(۱۱) محمد عبداللہ صاحب نے کسی کی سفارش لکھی تھی کہ حضرت اقدس خط و کتابت کے ذریعہ ان کو مرید فرمالیں۔ حضرت قبلہ نے ان کے لیے یہ الفاظ تحریر فرمائے (سید اکبر علیؒ)

(۱۲) صوات افغانستان کے ملک میں ایک علاقہ ہے، جسے پشتو کی اصطلاح میں صاد کہتے ہیں (سید اکبر علیؒ)

(۱۳) ایک افغانی قوم کا نام ہے (سید اکبر علیؒ)

(۱۴) سید صاحب موصوف نے لکھا تھا کہ خواب میں ایک صاحب نے مجھے حضرت امام ربانی صاحبؒ کے مکتوبات ہدیہ دیے ہیں۔ حضرت اقدس اس کے جواب میں یہ عبارت لکھی ہے (سید اکبر علیؒ)

(۱۵) ایک افغانی قوم کا نام ہے (سید اکبر علیؒ)

(۱۶) ایک افغانی قوم کا نام ہے (سید اکبر علیؒ)

(۱۷) ایک افغانی قوم کا نام ہے (سید اکبر علیؒ)

(۱۸) ایک افغانی قوم کا نام ہے (سید اکبر علیؒ)

(۱۹) مولوی صاحب موصوف نے کانپور سے لکھا تھا کہ حضرت قبلہ یہاں ایک بزرگ ہے، اگر اجازت فرمائیں تو کبھی کبھی ان کی خدمت میں چلا جاؤں۔ پس حضرت نے اس کے جواب میں یہ عبارت تحریر فرمائی (سید اکبر علیؒ)

(۲۰) ایک افغانی قوم کا نام ہے (سید اکبر علیؒ)

(۲۱) ایک افغانی قوم کا نام ہے (سید اکبر علیؒ)

(۲۲) مولوی غلام صدیق آخوند زادہ صاحب حضرت قبلہ کی وفات (مبارک) کے پندرہ روز بعد ۷ رمضان المبارک بروز بدھ ۱۳۱۲ھ کو واصل الی اللہ ہوئے (سید اکبر علیؒ)

(۲۳) آپ کا اسم گرامی کتاب میں سہواً ''ہاشم علی'' لکھا گیا ہے (احقر محمد نذیر رانجھا)۔

(۲۴) حافظ علی محمد صاحب نے بہت ہی طویل عریضہ لکھا تھا، جس کا خلاصہ یہ ہے کہ حضرت صاحب نے جو ورد عطا فرمایا تھا، اسے حسب الارشاد میں نے شروع کیا ہے، پندرہ روز ہو چلے ہیں لیکن ابھی دلی مقصود حاصل نہیں ہوا اور میں نے اطراف و جوانب کے بہت لوگوں سے آپ کی شہرت سنی ہے کہ آپ کامل ولی حق ہیں۔ پس میں غائبانہ طور پر معتقد ہو گیا ہوں (سید اکبر علیؒ)

(۲۵) اس سے پہلے سید صاحب موصوف بمقام جانپور، توابع ضلع ہوشیارپور سکونت رکھتے تھے (سید اکبر علیؒ)

(۲۶) جناب ملا نسیم گل آخوند زادہ صاحب اتنے زیادہ عمر رسیدہ ہیں کہ مشکل سے چل سکتے ہیں (سید اکبر علیؒ)

(۲۷) ایک افغانی قوم کا نام ہے (سید اکبر علیؒ)

(۲۸) ملا عبد المجید آخوند زادہ صاحب نے لکھا تھا کہ تسخیر یا دست غیب کے لیے کوئی تعویذ یا ورد عنایت فرمائیں۔ اس کے جواب میں یہ عبارت لکھی گئی ہے (سید اکبر علیؒ)

(۲۹) مراد سید پیر امیر صاحب، سکنہ اوان کیلانوالی ہیں (سید اکبر علیؒ)

(۳۰) حاجی حافظ محمد خان صاحب، سکنہ اڑی افغاناں (ضلع مظفر گڑھ) مراد ہیں (سید اکبر علیؒ)

فصل چہارم:

ہمارے پیر و مرشد حضرت قبلہ قلبی و روحی فداہ (میرے دل و جان آپ پر قربان ہوں) کی خوارق، کرامات اور مکشوفات کا ذکر جو کہ لاتعداد ہیں اور ان کا شمار نہیں کیا جا سکتا، بطور تبرک میں ان سے کچھ نقل کر رہا ہوں

(۱) بارانِ رحمت کا نزول

ایک بار موسم گرما میں گرمی زیادہ ہوگئی اور آسمان سے بارش نہ برسی۔ شہر کے لوگوں اور خانقاہ شریف کے درویشوں نے گرمی کی تپش اور بارش کی بندش سے تنگ ہو کر حضرت قبلہ قلبی و روحی فداہ (میرے دل و جان آپ پر قربان ہوں) کے حضور بارش کے نزول کے لیے التجا کی۔ حضرت قبلہ درویشوں اور شہر کے لوگوں کی درخواست پر عصر کے وقت حضرت حاجی دوست محمد صاحب (قندھاری) برد اللہ مضجعہ الشریف ونور اللہ مرقدہ المنیف (اللہ تعالیٰ ان کے مزار شریف کو خنک فرمائے اور ان کی قبر مبارک کو منور فرمائے) کے مزار پر انوار پر دیر تک دعا فرماتے رہے۔ نماز عشاء کے بعد رحمت الٰہی سے دو بار ایسی زوردار بارش برسی جس سے گرمی کی تپش بالکل جاتی رہی اور زمینداروں کو زرعی فصل وغیرہ کے لیے بہت زیادہ فائدہ ہوا۔

(۲) ندی میں پانی کا جاری ہونا

ایک روز پہاڑ[۱] کا پانی جو موسیٰ زئی شریف کی ندی میں جاری ہے، بارشوں کی کثرت، طغیانی اور سیلاب کے پانی کی وجہ سے ندی کے پانی کا مخرج اور اس کا منہ پہاڑی کیچڑ کے جمع ہونے پر بند ہو گیا تھا۔

کئی روز گزر گئے کہ ندی کا پانی جاری نہ ہوا۔ موسیٰ زئی[۲] کے تمام باشندے بہت زیادہ تنگ اور لاچار ہو کر دعا طلبی کے لیے دوسرے فقراء کے مزارات پر، یعنی مزار شیخ حسن صاحبؒ،

مزار بی بی رحم صاحبہؒ، مزار کالو قلندرؒ اور سادات شاہ عالمی جو کہ اس علاقے کے مشہور مزارات اور سادات (کی درگاہیں) ہیں، گئے اور دعا مانگی اور ان کی نذر (و) نیاز دی، (جب) مقصد حاصل نہ ہوا تو خانقاہ شریف میں ہمارے حضرت قبلہ کے حضور آ کر دعا کے لیے درخواست کی۔ حضرت قبلہ قلبی وروحی فداہ (میرے دل و جان آپ پر قربان ہوں) نے دعا فرمائی تو اسی روز سورج غروب ہونے سے پہلے موسیٰ زئی شریف کی ندی میں پانی جاری ہو گیا۔

(۳) دشمن کے لشکر کو شکست ہونا

ایک دفعہ ہمارے حضرت قبلہ قلبی وروحی فداہ (میرے دل و جان آپ پر قربان ہوں) ناصران شادی زئی قوم کے تیس سوار اور ایک سو پیادہ آدمیوں کے ہمراہ، جو آپ کے پرانے خادم تھے، خانقاہ شریف غنڈان (قندھار) جو خراسان کے علاقے میں واقع ہے، سے خانقاہ دامان (موسیٰ زئی شریف) جہاں حضرت قبلہ حاجی دوست محمد صاحب (قندھاری) برد اللہ مضجعہ الشریف ونور اللہ مرقدہ المنیف (اللہ تعالیٰ آپ کے مزار مبارک کو خنک کرے اور آپ کی قبر مبارک کو روشن فرمائے) کے مزار پر انوار کی طرف روانہ ہوئے اور کوہ کوسک جو خانقاہ غنڈان سے چھ منزل کے فاصلے پر ہے، کے مقام پر قیام فرمایا۔

دوسرے روز دوپہر کے وقت سلیمان کے سات سو مسلح سوار آدمی نمودار ہوئے، چونکہ ناصران شادی زئی قوم اور سلیمان خان قبیلے کے لوگوں کے درمیان شروع سے سخت دشمنی تھی اور وہ ہمیشہ قتل و قتال اور جنگ و جدال کرتے تھے، (لہٰذا) انہوں نے چاہا کہ حملہ کریں اور حضرت قبلہ کے تمام قافلہ کو اکٹھا قتل کر ڈالیں اور مال و اسباب اور اونٹوں کو لوٹ کر لے جائیں۔ سو وہ چاروں طرف جمع ہو گئے اور حضرت قبلہ کے قافلہ کو گھیر لیا۔ خدام نے حضرت (صاحب) کی خدمت میں عرض کیا کہ قبلہ! دشمنوں کی کثیر تعداد ہمارے قتل و غارت کے لیے سر پر آ پہنچی ہے اور وہ سب مال و اسباب اور اونٹ لوٹ کر لے جائیں گے۔ اب مشکل گھڑی مدد کی طالب ہے، (لہٰذا) آپ توجہ فرمائیں۔

آپ نے خادم کو فرمایا کہ میرا گھوڑا اور تلوار لاؤ۔ وہ آپ کے حکم کے مطابق لانے کے

لیے روانہ ہوا۔ خادم اس خیال سے کہ حضرت قبلہ دشمنوں کی طرف نہ جائیں، ٹھہرا رہا اور اونٹ کو دوسری جانب لے گیا۔ اس دوران میاں محمد رسول لٹون بڑی تیزی سے (آپ کی خدمت میں) حاضر ہوئے اور عرض کی کہ قبلہ! حضور انور سوار ہو کر دشمنوں کے لشکر کی طرف جا رہے ہیں، پانچ دس یا بیس آدمیوں کو مار ڈالیں گے، جبکہ وہ لوگ سات سو مسلح جنگی سواروں کی صورت میں آئے ہیں، آخر کار کیا ہو سکے گا؟ سو آج خدا کے حضور توجہ اور التجا کرنے کی ضرورت ہے۔ پس اس وقت حضرت قبلہ نے سکوت فرمایا اور سر مبارک بغل میں کر کے توجہ فرمائی۔ لحظہ بھر بعد سر مبارک بغل سے اٹھایا اور مٹی بھر خاک زمین سے لے کر دشمنوں کی طرف پھینکی۔ خاک پھینکتے ہی فوراً دشمن کے لشکر نے شکست کھائی اور بے تحاشا خوفزدہ ہو کر اپنی پشت کی جانب چند میل پیچھے بھاگ گیا:

ما رمیت اذ رمیت گفت حق — کار حق بر کارھا دارد سبق

تو ز قرآن باز خوان تفسیر بیت — گفت ایزد ما رمیت از رمیت

یعنی مارمیت اذ رمیت (اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم جس وقت آپ نے کنکریاں پھینکی تھیں تو وہ آپ نے نہیں پھینکی تھیں، بلکہ وہ اللہ نے پھینکی تھیں) اللہ تعالیٰ نے فرمایا اللہ تعالیٰ کا کام سب کاموں پر سبقت رکھتا ہے۔

تو قرآن مجید سے شعر کی تفسیر پھر پڑھ لے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ''مار میت اذ رمیت''۔

دوسرے روز خدام نے عرض کیا کہ اگر قبلہ حضرت صاحب کل کی صورت حال کے بارے میں اپنی گوہر بار زبان مبارک سے کچھ ارشاد فرمائیں تو ہم خادموں کی تسکین خاطر کا سبب ہوگا۔ اس پر آپ نے اپنی موتی بکھیرنے والی زبان مبارک سے ارشاد فرمایا:

جب میں دشمنوں کی طرف متوجہ ہوا تو دیکھا کہ حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی صاحب رحمۃ اللہ علیہ، حضرت خواجہ محمد معصوم صاحب رحمۃ اللہ علیہ، حضرت شیخ سیف الدین صاحب رحمۃ اللہ علیہ، حضرت حافظ

محمد محسن صاحب رحمۃ اللہ علیہ، حضرت سید نور محمد بدایونی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت میرزا جان جاناں مظہر شہید صاحب رحمۃ اللہ علیہ، حضرت شاہ غلام علی دہلوی صاحب رحمۃ اللہ علیہ، حضرت شاہ ابوسعید صاحب احمدی (مجددی) رحمۃ اللہ علیہ، حضرت شاہ احمد سعید صاحب احمدی (مجددی) رحمۃ اللہ علیہ اور ہمارے قبلہ حضرت حاجی دوست محمد صاحب (قندھاری) رحمۃ اللہ علیہ، سبز رنگ کے گھوڑوں پر سوار ہیں (اور) انہوں نے اچانک دشمنوں پر حملہ فرمایا۔ جب حضرت قبلہ حاجی دوست محمد صاحب (قندھاری رحمۃ اللہ علیہ) نے گزر فرمایا تو میں نے آپ کے گھوڑے کے پاؤں کے نیچے سے مٹھی بھر خاک اٹھا کر دشمنوں کی جانب پھینک دی۔[۳]

دشمنوں کا دہشت زدہ ہو کر پسپا ہونا

ایک دفعہ[۴] ہمارے حضرت قبلہ قلبی وروحی فداہ (میرے دل وروح آپ پر قربان ہوں) قوم ناصر شادی زئی کے (اپنے) خادم لوگوں کے قافلہ، جس میں تقریباً سو آدمی شامل تھے، کی ہمراہی میں خانقاہ خراسان (غنڈان شریف) سے خانقاہ دامان شریف (موسیٰ زئی شریف) کی طرف تشریف فرما ہوئے۔ جب خراسان کی حد سے باہر نکل کر علاقہ دامان کے پہاڑوں میں کوٹکی کے مقام پر پہنچے تو سلیمان خیل (قبیلہ) کے بارہ سو مسلح سوار نمودار ہوئے اور انہوں نے چاہا کہ ناصروں کے اس قافلہ کو اکٹھا قتل کر ڈالیں اور ان کا تمام مال اور اونٹ لوٹ لیں۔ پس ناصر قوم کے تمام خادموں نے حضرت قبلہ کی خدمت میں عرض کیا کہ دشمن لشکر کے بہت زیادہ مسلح سواروں نے ہمارے اوپر چڑھائی کر دی ہے، جبکہ ہم تقریباً ایک سو آدمی ہیں (اور) کوئی سواری اور سامان جنگ ہمارے پاس نہیں ہے، یقیناً وہ ہمیں مار ڈالیں گے اور مال واسباب لوٹ لیں گے۔

حضرت قبلہ نے خادم سے فرمایا کہ ہمارے گھوڑے پر زین کس کر لاؤ۔ خادم نے حکم کے

مطابق گھوڑا تیار کر کے حاضر (خدمت) کیا۔ حضرت قبلہ سوار ہو کر دشمنوں کے اجتماع میں تشریف لے گئے۔ پس جب وہاں پہنچے تو گھوڑے سے نیچے اتر کر چہرہ مبارک دشمنوں کی طرف کر کے کمال غضب کے ساتھ ایک بڑے پتھر پر بیٹھ رہے اور بہت ہی زیادہ جوش میں آ گئے، حتیٰ کہ ڈاڑھی مبارک کے تمام بال غصہ کی وجہ سے حرکت کرنے لگے۔ اس اثنا میں اس دشمن قوم کے پانچ سردار حضرت قبلہ کے حضور حاضر ہوئے اور فریب سے کہنے لگے کہ ہمیں قافلہ گزارنے کا راستہ دیں کہ پہلے ہم اس راستے سے گزریں گے۔ حضرت قبلہ نے غصے سے جواب دیا کہ میں تمہیں راستہ نہیں دیتا۔ جاؤ اور دور ہو جاؤ۔ پس دشمنوں نے اپنی جگہ واپس جا کر مشورہ کیا کہ ہم اس کمزور قافلہ پر اچانک حملہ کرتے ہیں اور ان سب کو مار ڈالتے ہیں اور مال واسباب لوٹ کر لے جاتے ہیں۔

آخر کار دشمنوں کا گروہ جو بارہ سو آدمیوں پر مشتمل تھا، کشت و خون اور مال و اسباب کے لوٹنے کے لیے جمع ہوا۔ حضرت قبلہ دشمنوں کی طرف متوجہ تھے کہ نماز عشاء کے بعد شب خون کے ارادہ سے حضرت قبلہ ان کے قافلہ کے قریب جا پہنچے، آپ کے اچانک پہنچنے سے ان کے دلوں پر خوف اور دہشت طاری ہو گئی اور وہ پسپا ہو کر واپس ہو گئے۔ پھر دوسری بار آدھی رات کے وقت حملہ کرنے (اور) شب خون مارنے کے لیے وہ سب ایک جگہ جمع ہوئے۔ حضرت قبلہ کے قافلہ کی جانب سے ایک ایسا عظیم لشکر غیب سے نمودار ہوا کہ اس کی دہشت سے دشمنوں کے جسموں پر لرزہ طاری ہو گیا۔ آخر کار وہ بزدل ہو گئے اور انہوں نے کوئی نقصان نہ پہنچایا اور حضرت قبلہ کے قافلہ کو سلامت چھوڑ کر انہوں نے اپنا راستہ پکڑا اور چلے گئے۔ حضرت قبلہ بڑے اطمینان سے ناصران شادی زئی قبیلے کے لوگوں کے ساتھ رات کے آخری وقت میں اپنے معمول کے مطابق اس منزل سے کوچ کر کے نکل گئے۔

مہلک بیماری سے شفا پانا

ایک بار حاجی عبدالکریم صاحب قوم اترہ، سکنہ گرہ نورنگ[۵] سخت اسہال کی بیماری میں مبتلا ہوئے اور انھیں رات اور دن میں بیشمار دست جاری تھے۔ چار حکیم علاج کے لیے آئے

اور علاج کیا (لیکن) فائدہ نہ ہوا (اور) انہوں نے حکم دیا کہ یہ بیماری لاعلاج ہے۔ عوام الناس نے بھی فتویٰ دیا کہ اس طرح کا مریض ہرگز زندہ نہیں رہتا، کیونکہ بات کرنے کی ہمت بھی باقی نہیں رہی ہے۔

آخر کار بے ہوشی کی حالت میں میاں حاجی عبدالکریم کی طرف سے وصیت نامہ لکھا گیا۔ ان کی بیماری کے بارے میں ایک قاصد حضرت صاحب قبلہ کی خدمت میں روانہ کیا گیا کہ حاجی صاحب کا وقت آخر آپہنچا ہے اور ان کی بیماری کو حکیموں نے لاعلاج قرار دے دیا ہے۔ آپ ان کے حسن خاتمہ کے لیے دعا فرمائیں۔ حضرت قبلہ نے دعاؤں کے قبول فرمانے والے (اللہ تعالیٰ) کی درگاہ سے ان کی صحت یابی کے لیے دعا مانگی اور فرمایا کہ فقیر کی جانب سے ان کو کہو کہ گلقند صبح وشام ہر روز کھائیں۔ قاصد نے واپس آکر بیان کیا کہ حضرت صاحب نے گلقند کھانے کا حکم فرمایا ہے۔ اس بات کے سننے سے حکیم ہنسے کہ یہ دوا اسہال کی بیماری کے مخالف ہے۔ چونکہ میاں حاجی عبدالکریم صاحب سچے اعتقاد والے ہیں (لہٰذا) انہوں نے حضرت قبلہ کے فرمان کے مطابق گلقند کی دوا شروع کر دی (لہٰذا) تین روز کے بعد انہوں نے مہلک بیماری سے شفا پائی۔

تلی کے مرض سے شفا پانا

ایک روز ایک خراسانی پیوندہ[6] آدمی نے حضرت قبلہ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کی کہ تلی کی بیماری نے اسے بہت زیادہ نڈھال کر دیا ہے۔ چنانچہ اس نے میرا خون اور گوشت چاٹ لیا ہے اور صرف ہڈیاں اور کھال رہ گئی ہے۔ چلنے اور کوئی کام کرنے کی طاقت نہیں رہی، مہربانی کرتے ہوئے تعویذ یا دم فرما دیں۔

حضرت قبلہ نے فرمایا کہ تلی (کی بیماری) کے دفع کرنے کے لیے اس فقیر کا معمول ہے کہ تعویذ لکھ کر تلی کے اوپر جلاتا ہے اور تعویذ جلانے سے تلی کو بھی داغ پہنچتا ہے اور داغ کے زخم کے ورم سے تکلیف ہوگی۔ اگر اس تکلیف کا اپنے لیے برداشت کرنا گوارا کرو تو میں تعویذ لکھتا ہوں۔ وہ بیمار جو تلی کی بیماری کی شدت سے نہایت لاغر اور لاچار تھا، اس نے عرض کی کہ مہربانی

فرمائیں اور داغ دیں۔ حضرت قبلہ نے قلم اور کاغذ منگایا اور تعویذ لکھا اور سوتی کپڑے کو تر کر کے چارتہ کرایا اور کورا پیالہ اور انگار طلب فرمائے۔ (پھر) اس بیمار آدمی سے فرمایا کہ لیٹ جاؤ۔ جب وہ آدمی لیٹ گیا تو حاضرین سے فرمایا کہ دیکھو کہ کیا حقیقت میں تلی اپنی مقدار سے زیادہ بڑھ گئی ہے یا نہیں؟ ہوسکتا ہے تلی کی بیماری نہ ہو اور میں داغ دوں اور بلا وجہ اس بیچارے کو زخم کی تکلیف پہنچے۔ حاضرین نے آپ کے مبارک حکم کے مطابق ملاحظہ کیا اور ملاحظہ کے بعد بتایا کہ اس کے پیٹ میں تلی کی بیماری محسوس نہیں ہوتی۔ وہ بیمار فوراً اُٹھا اور خود معلوم کیا کہ فی الواقع تلی کا بڑھنا معلوم نہیں ہوتا۔ حضرت قبلہ نے فرمایا کہ پیوندہ لوگ صحیح اور غلط میں فرق نہیں کر سکتے۔ اس نے ناسمجھی کی وجہ سے خود کو داغ و زخم کی تکلیف میں مبتلا کر لیا تھا اور ہمیں بھی متہم کر رہا تھا۔

اس آدمی نے عرض کی کہ جب میں لیٹ رہا تھا تو مرض کی شدت مجھے اچھی طرح معلوم ہو رہی تھی۔ جب حضرت نے فرمایا کہ دیکھو کہ اس آدمی کو تلی کی بیماری ہے یا نہیں؟ اور لوگوں نے میرے پیٹ پر ہاتھ رکھا تو اس وقت بیماری کی شدت ختم ہوگئی۔

تمام حاضرین نے حضرت کی اس کرامت کو اپنی آنکھوں سے دیکھا (اور) اقرار کیا۔

گندم کے گھن کا خاتمہ ہونا

ہمارے حضرت قبلہ قلبی و روحی فداہ (میرے دل و جان آپ پر فدا ہوں) کا معمول یہ تھا کہ ہر سال خانقاہ شریف کے لنگر کے خرچ کے لیے گندم خریدنے کے لیے چند سو روپے میاں حاجی عبدالکریم صاحب کے سپرد کیا کرتے تھے۔ حاجی صاحب موصوف حضرت قبلہ کے ارشاد کے مطابق گندم خرید کر اپنے گھر میں امانت (کے طور پر) رکھ لیتے تھے اور ضرورت کے وقت حضرت قبلہ کی طلب کے مطابق خانقاہ شریف پر پہنچا دیتے تھے۔ کئی سال کا عرصہ گزرنے کے بعد ان کے گھر میں گندم کے اندر گھن پیدا ہو جاتا تھا جو تھوڑا تھوڑا ہر سال نقصان پہنچایا کرتا تھا۔

ایک سال حضرت قبلہ کی گندم میں بہت زیادہ گھن پیدا ہو گیا اور اس نے گندم کو کھانا شروع کر دیا۔ میاں حاجی عبدالکریم صاحب نے حضرت قبلہ کی خدمت میں حاضر ہو کر بیان کیا

کہ قبلہ! گندم میں بہت زیادہ گھن پیدا ہو گیا ہے۔ اگر وہ چند روز اس میں (زندہ) رہا تو وہ سب گندم کھا جائے گا۔ حضرت قبلہ نے فرمایا کہ فقیر کی طرف سے گھن کو پیغام پہنچاؤ کہ عثمان کہتا ہے کہ اے گھن! تجھے شرم نہیں آتی تو ہمارے پیر و مرشد برد اللہ مضجعہ الشریف ونور اللہ مرقدہ المنیف (اللہ تعالیٰ ان کے مزار شریف کو خنک کرے اور ان کی قبر مبارک کو منور فرمائے) کی خانقاہ شریف کے لنگر کی گندم کو کھاتا ہے۔ حضرت قبلہ کے ارشاد کے مطابق آپ کی موتی بکھیرنے والی زبان (مبارک) سے نکلا ہوا یہ پرتاثیر کلام جو انہوں نے سنا تھا، اپنے گھر گندم کے کوٹھہ (کمرہ) میں پہنچ کر بلند آواز میں گھن کو سنایا۔ اس روز سے لے کر آج تک جبکہ پندرہ سال گزر چکے ہیں، پھر کبھی میاں حاجی عبدالکریم صاحب کے گھر میں گندم کے اندر گھن پیدا نہیں ہوا۔

تپ دق سے خلاصی

حافظ حاجی محمد خان صاحب ترین جو ضلع مظفر گڑھ میں آڑی لعل خان کے مقام پر سکونت رکھتے ہیں۔ انھیں عنفوان جوانی میں تپ دق کا مرض لاحق ہوا۔ جتنا علاج معالجہ کراتے تھے، اتنا ہی روز بروز مرض بڑھ جاتا تھا۔ جب بہت زیادہ کمزور ہو گئے اور حکیموں کے علاج سے مایوس ہو گئے تو حضرت قبلہ کی شہرت اور کرامات کا سن کر جیٹھ کے مہینے کے آخر میں، جو کہ سخت گرمی کا موسم ہے، اپنے گھر سے روانہ ہو کر ڈیرہ اسماعیل خان پہنچے اور حقداد خان صاحب ترین جو کہ ان کے چچا زاد بھائی اور حضرت قبلہ کے خادم تھے، کو اپنے ساتھ لے کر موسیٰ زئی شریف کی طرف روانہ ہوئے۔ جب موضع کہاوڑ کے پہنچے تو خبر ملی کہ حضرت قبلہ ڈیرہ اسماعیل خان جانے کا ارادہ رکھتے ہیں۔ حقداد خان صاحب موصوف وہاں سے واپس ڈیرہ اسماعیل خان روانہ ہو گئے اور حافظ حاجی محمد خان صاحب موسیٰ زئی شریف چلے گئے۔ وہاں حضرت قبلہ کی قدم بوسی سے مشرف ہوئے۔ دوسرے روز وہاں سے حضرت قبلہ کی ہمرکابی میں ڈیرہ اسماعیل خان روانہ ہوئے۔ جب حضرت قبلہ نے ڈیرہ اسماعیل خان آ کر چاہ ترین پر اقامت فرمائی، حافظ حاجی محمد خان صاحب کو چونکہ اپنے گھر واپس جانے کی جلدی تھی (لہذا) انہوں نے حقداد خان

صاحب کے ذریعے حضرت قبلہ کے حضور اپنا مقصد عرض کیا۔ حضرت قبلہ نے اپنے ہاتھ سے ایک تعویذ تحریر فرمایا اور پھر دعائے فاتحہ خیر کے بعد فرمایا کہ جب تم اس جگہ سے جا کر بکھر[۸] (شہر) میں رات گزارو گے اور صبح سویرے روانہ ہونے لگو گے تو اِنْ شاءَ اللّٰہ تعالیٰ تمہارے جسم میں بیماری کا کوئی اثر بھی باقی نہیں رہے گا۔

جب حافظ حاجی محمد خان صاحب رخصت پا کر عازم بکھر ہوئے اور رات بکھر میں گزار کر صبح سویرے اپنے گھر کی طرف جانے لگے تو اس وقت حضرت قبلہ کی دعا کی برکت سے (ان کی) بیماری بالکل ختم ہوگئی اور (پھر) آج تک کئی سال گزر جانے کے باوجود بھی اس بیماری کا کوئی اثر ظاہر نہیں ہوا اور وہ حضرت قبلہ کی (یہ) کرامت دیکھ کر سلسلہ عالیہ (نقشبندیہ مجددیہ) میں داخل ہو گئے۔

زمینوں کی سیرابی اور فصلوں کی آبادی کے لیے دعا

موضع بگوانی[۹] کے لوگوں نے حضرت قبلہ قلبی وروحی فداہ (آپ پر میرے دل و جان فدا ہوں) کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کی کہ حضرت صاحب! ہمارا گاؤں چند سال کے عرصہ سے خشک سالی کا شکار ہے۔ فصل پیدا نہیں ہوتی۔ ہم خوار و غریب بہت زیادہ مقروض ہو گئے ہیں۔ اب قرض لینے کی طاقت بھی نہیں رکھتے۔ ہمارے گاؤں کی سیرابی میاں حاجی عبدالکریم صاحب، ساکن گرہ نورنگ کے بند (ڈیم) سے ہو سکتی ہے، لیکن وہ اس کی اجازت نہیں دیتے اور ہمیں اپنے بند سے سیرابی میں شریک نہیں بناتے۔ چونکہ اس وقت حاجی عبدالکریم صاحب محفل میں شریک تھے، لہٰذا حضرت قبلہ نے ان سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ اگر آپ ان لوگوں کو اپنے بند سے سیرابی میں شریک بنائیں تو کوئی نقصان ہے یا کہ نہیں؟ یعنی اس بات کے ماننے میں تمہارا کوئی نقصان ہوتا ہے یا نہیں؟ حاجی صاحب موصوف نے عرض کیا کہ اگر حضرت قبلہ فرماتے ہیں تو مجھے منظور ہے۔ (حضرت نے) فرمایا کہ فقیر آپ کو حکم نہیں کرتا۔

پس حضرت قبلہ نے موضع بگوانی کے باشندوں کو مخاطب کرتے ہوئے اپنی موتی بکھیرنے والی زبان (مبارک) سے ارشاد فرمایا کہ میں تمہارے حق میں دعا کرتا ہوں کہ حق

تعالیٰ بند کی محتاجی کے بغیر غیب سے پانی دے اور فصل کو آباد کرے۔ پھر دل سے دعا فرمائی۔ اس روز سے آج تک تقریباً بارہ سال ہونے کو ہیں، ہر سال لونی کے دریا سے سیلابی پانی آتا ہے اور فصل آباد ہو جاتی ہے:

آنانکہ خاک را بنظر کیمیا کنند
سگ را ولی کنند مگس را ہما کنند

یعنی وہ (اللہ والے) جو مٹی کو (اپنی مبارک) نگاہ سے سونا بنا ڈالتے ہیں، وہ کتے کو ولی اور مکھی کو باز بنا دیتے ہیں۔

بارش کا برسنا

ایک روز میاں غوث علی صاحب آم کا پھل اور مولوی محمد عیسیٰ خان ولد حاجی قلندر خان صاحب، گنڈہ پور، پتی خیل، رئیس ٹڈی[1] پھل کی قسم کی کوئی چیز صاحبزادگان کے لیے لائے۔ ہمارے حضرت قبلہ قلبی و روحی فداہ (میرے دل و جان آپ پر فدا ہوں) نے صاحبزادگان (گرامی): محمد بہاء الدین صاحب اور محمد سیف الدین صاحب سے ارشاد فرمایا کہ یہ صاحبان آپ کے لیے پھل لائے ہیں، پس آپ ان کے لیے ہمارے پیر و مرشد حضرت (حاجی دوست محمد قندھاری) برد اللہ مضجعہ الشریف نور اللہ مرقدہ المنیف (اللہ تعالیٰ ان کے مزار شریف کو خنک کرے اور ان کی قبر مبارک کو منور فرمائے) کے مزار پر انوار پر بارش ہونے کی دعا کریں، تا کہ ان کی زمینیں سیراب ہوں۔

پس دونوں صاحبزادگان (گرامی) نے حضرت قبلہ کے ارشاد کے مطابق مزار شریف پر جا کر دعا مانگی (اور) واپس آ کر حضرت قبلہ کے سامنے بیٹھ گئے۔ حضرت قبلہ نے صاحبزادگان (گرامی) سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ مزار شریف سے کیا آگاہی ہوئی؟ یعنی حضرت کیا فرماتے ہیں؟ چونکہ دونوں صاحبزادگان (گرامی) بہت چھوٹی عمر کے تھے (لہٰذا) فرمایا کہ بابا حضرت فوت ہو چکے ہیں، کوئی جواب نہیں دیتے! پس صاحبزادگان کی زبان (مبارک) سے یہ بات سنتے ہی حضرت قبلہ بہت جوش میں آ گئے اور ہر دو صاحبزدگان (گرامی) سے فرمایا کہ اب پھر

جائیں اور مزار شریف پر دعا کریں۔ اِنْ شَاءَ اللہ تعالیٰ حضرت جواب دیں گے۔ حضرت قبلہ کے فرمان کے مطابق صاحبزادگان نے مزار شریف پر جا کر دعا مانگی اور واپس تشریف لائے۔ حضرت قبلہ نے فرمایا کہ بتائیں حضرت نے کیا فرمایا۔ صاحبزادگان (گرامی) نے عرض کی کہ بابا بڑے حضرت فرماتے ہیں بہت زیادہ بارش ہوگی۔

سو ایک روز گزرنے کے بعد (مذکورہ بالا) دونوں صاحبان نے حضرت قبلہ سے رخصت لی اور اپنے گھروں کو روانہ ہو گئے۔ پس جونہی اپنے گھروں میں پہنچے تو انہوں نے امتحان کیا کہ ایک ہی تاریخ اور ایک ہی وقت میں دونوں جگہوں (گاؤں) میں زمینوں پر صاحبزادگان (گرامی) کے فرمانے کے مطابق بہت زیادہ بارش ہوئی، اور صاحبان موصوف کی خواہش کے مطابق زمینوں کی سیرابی ہوئی اور بہت زیادہ زراعت اُگی کہ اس طرح کی عمدہ فصل کبھی نہیں ہوئی تھی، جبکہ میاں غوث علی صاحب کی زمینیں موضع امبہ، ڈاکخانہ وڑچھ، ضلع شاہ پور اور مولوی محمد عیسیٰ خان صاحب، موضع ندر بدر، تحصیل کلاچی، ضلع ڈیرہ اسماعیل خان میں واقع تھیں، جن کے درمیان تقریباً سو کوس کا فاصلہ اور مسافت تھی۔ ان دو صاحبان ممدوح کی مذکورہ بالا زمینوں کے علاوہ کسی اور جگہ اس وقت میں بارش نہیں ہوئی۔

چیونٹیوں کا گھر سے نکل جانا

حضرت قبلہ کا خادم گرہ نورنگ اترہ کا رہنے والا نامدار نامی ایک آدمی میاں حاجی عبدالکریم صاحب کے ہمراہ ہمارے حضرت قبلہ قلبی وروحی فداہ (میرے دل و جان آپ پر فدا ہوں) کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی کہ قبلہ! دس بارہ سال کے عرصہ سے بندہ کے گھر میں چیونٹیاں بہت زیادہ ہیں اور وہ ایذا پہنچاتی ہیں اور تکلیف دیتی ہیں۔ میں نے ان کی رکاوٹ کا بڑا علاج اور بندوبست کیا ہے، (لیکن) وہ کسی طرح بند نہیں ہوتیں۔ اب یوں تنگ آ گیا ہوں کہ اپنا گھر چھوڑ دوں اور کسی اور جگہ سکونت اختیار کروں۔

حضرت قبلہ نے میاں حاجی عبدالکریم صاحب کو مخاطب کرتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ آپ اس آدمی کے گھر جائیں اور فقیر کی طرف سے چیونٹیوں کو پیغام پہنچائیں کہ عثمان کہتا ہے

کہ تمہیں وہ دن یاد ہے جب (حضرت) سلیمان علیہ السلام کی بادشاہی تھی اور تم نے اپنے بارہ میں بات کی تھی۔ پس چاہیے کہ تم اس گھر کو چھوڑ دو اور ایذا رسانی مت کرو۔

حضرت کے فرمان کے مطابق میاں حاجی عبدالکریم صاحب نے اس سائل آدمی کے گھر جا کر چیونٹیوں کے سوراخوں پر کھڑے ہو کر آواز لگائی اور حضرت قبلہ کی زبان مبارک سے جو ارشاد سنا تھا وہ بیان کیا۔ پس اس پر تاثیر کلام کے سنتے ہی فوراً چیونٹیاں اس آدمی کے گھر سے دور ہو گئیں۔ اس روز کے بعد کئی سال گزر گئے ہیں کہ چیونٹیاں اس آدمی کے گھر میں کبھی ظاہر نہیں ہوئیں۔

مال مویشی کا نقصان نہ ہونا

ایک آدمی احمد یار اعوان نامی، موضع کڑوہی[1] کا رہنے والا ہمارے حضرت قبلہ قلبی وروحی فداہ (میرے دل وجان آپ پر قربان ہوں) کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ حضرت! ایک عرصہ ہو رہا ہے کہ بارش نہیں ہوئی ہے، ملک غیر آباد ہے اور جنگل میں کسی قسم کا گھاس نہیں اُگا ہے۔ اللہ کی مخلوق مال مویشی بھوک سے مر رہے ہیں۔ آپ دعا فرمائیں کہ حق تعالیٰ بارش نازل فرمائے۔

آپ نے ارشاد فرمایا کہ تم دوسروں کا غم مت کھاؤ کہ وہ بھی اللہ کی مخلوق ہیں، وہ جو کچھ کرتا ہے، اس کی رضا ہے۔ اس شخص نے پھر عرض کی کہ حضرت! اس بندہ کے بھی بہت زیادہ مال مویشی ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ ان شاء اللہ تعالیٰ تیرے مال مویشی بھوک سے نہیں مریں گے۔

پس اس سال بہت لوگوں کے مال مویشی بھوک سے مر گئے، لیکن اس (آدمی) کے مال مویشی کا کوئی نقصان نہ ہوا۔

زمینوں کی سیرابی اور قرض کی ادائیگی ہونا

ارسلا خان صاحب، میاں خیل، تاجو خیل، سکنہ موسیٰ زئی جو کہ حضرت کے خدام میں سے ایک ہیں، نے ایک روز ہمارے حضرت قبلہ قلبی وروحی فداہ (میرے دل وجان آپ پر قربان

ہوں) کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کی کہ قبلہ! بندہ کی زمینیں چند سال کے عرصہ سے خشک پڑی ہیں، دعا فرمائیں کہ سیراب ہو جائیں، تا کہ میں ہندوؤں کے قرض سے نجات پاؤں۔ حضرت قبلہ کو ان کے حال پر ترس آ گیا اور دعا فرمائی۔ بعد ازاں ارشاد فرمایا کہ اپنی زمینوں میں جاؤ اور اپنے بند (ڈیم) کی حفاظت کا خیال رکھو، حق تعالیٰ پانی پہنچائے گا۔

ارسلا خان صاحب حضرت قبلہ کے ارشاد کے مطابق جا کر اپنے بند کے اوپر بیٹھ گئے، لیکن اپنے دل میں حیران تھے کہ خداوندا آسمان پر بارش برسنے کا کوئی اثر نظر نہیں آتا اور اگر بارش برستی ہے اور پہاڑی سیلاب بھی آ جاتا ہے تو نالہ میں دو دوسرے بند (ڈیم) بنے ہوئے ہیں، میرے بند پر پانی کیسے پہنچے گا؟ اور ہماری زمینوں کو سیراب (کیسے) کرے گا؟ یہ امر محال، بلکہ ناممکن ہے! انھیں خیالات میں متفکر تھے کہ اسی وقت آسمان پر بادل نمودار ہوا اور پہاڑ پر بارش برسی اور اچانک سیلابی پانی موسیٰ زئی (شریف) کے نالہ میں آ گیا۔ دونوں بند جنہوں نے نالہ کے درمیان راستہ کو بند کر رکھا تھا، ٹوٹ گئے اور پانی ارسلا خان صاحب کے بند پر آ پہنچا اور ان کی زمینوں میں جاری ہو گیا۔ چونکہ پانی زور و شور سے آیا تھا (لہٰذا) جب بند میں پہنچا تو پانی کی زیادتی کی وجہ سے بند کے ایک جانب نقصان ہوا، یعنی پانی نے (بند میں) چھوٹا سا سوراخ کر دیا۔ ارسلا خان صاحب بڑے پریشان اور متردد ہوئے کہ میرا بند بھی دوسروں کی طرح ٹوٹ جائے گا اور میری زمینیں سیراب ہونے سے رہ جائیں گی (اس لیے) وہ سوراخ کو بند کرنے اور بند کی مضبوطی کے لیے پوری طرح کوشش میں لگ گئے۔ اس اثنا میں خانقاہ شریف کے ملا محمد قبول صاحب نام کے ایک درویش دوڑتے ہوئے آئے اور انہوں نے حضرت قبلہ کا پیغام دیا کہ بعد سلام مسنونہ حضرت صاحب فرماتے ہیں کہ یہ پانی حق تعالیٰ نے محض تمہارے نفع کے لیے بھیجا ہے، دوسرا کوئی آدمی اس میں شریک نہیں ہے، بے فکر رہو اور اطمینان رکھو۔ پس یہ خبر سن کر انھیں یقین ہو گیا کہ بے شک یہ ولی حق کا فرمان ہے (لہٰذا) اسی طرح ہو گا۔ سو وہ بند کی درستگی اور مرمت کا کام چھوڑ کر اطمینان کے ساتھ بیٹھ رہے۔ لحظہ بھر کے بعد بند کا سوراخ خود بخود بند ہو گیا اور ارسلا خان صاحب کی تمام زمینیں جو اس نالے سے سیراب ہوتی تھیں، وہ ان کی خواہش کے مطابق اسی روز سورج غروب ہونے تک سیراب ہو

گئیں۔اس کے بعد نالہ کا پانی اچانک اُتر گیا۔ان مذکورہ زمینوں میں ایسی اچھی فصل پیدا ہوئی کہ اس طرح کبھی نہیں ہوئی تھی۔پھر فصل سے اتنا غلہ حاصل ہوا کہ ارسلا خان صاحب موصوف نے بڑی آسانی سے ہندوؤں کا قرض ادا کر دیا اور وہ ان کے خاندان کے سال بھر کے خرچ کے لیے بھی کافی ہو گیا۔

نرینہ اولاد نصیب ہونا

ملک خان صاحب خلف حاجی قلندر خان صاحب، گنڈہ پور پتی خیل، رئیس قصبہ مڈی ہمارے حضرت قبلہ قلبی وروحی فداہ (میرے دل وجان آپ پر قربان ہوں) کے ارشاد کے مطابق خانقاہ شریف کی دیوار کی تعمیر کے لیے بیلداروں کو ساتھ لائے۔اس وقت ایک آدمی خربوزے کا ایک بورا (حضرت قبلہ کی خدمت میں) پیش کرنے کے لیے لایا تھا۔حضرت قبلہ نے تمام حاضرین کو ایک ایک خربوزہ تقسیم کرنا شروع فرمایا۔ملک خان کو بھی ایک خربوزہ عطا فرمایا۔تقسیم سے فراغت کے بعد آپ نے ایک مزید خربوزہ ملک خان کو عنایت فرمایا۔ان کے دل میں آیا کہ شاید حضرت قبلہ نے بھول کر دوبارہ میرے اوپر مہربانی فرمائی ہے۔عرض کی کہ حضرت ایک بار پہلے (بھی) مجھے مرحمت فرمایا ہے۔(آپ نے) ارشاد فرمایا کہ میں نے یہ دوسرا خربوزہ تمہارے بیٹے کے لیے دیا ہے۔انہوں نے عرض کیا کہ حضرت میرا (کوئی) بیٹا نہیں۔(آپ نے) فرمایا:

''ان شاء اللہ العزیز حق تعالیٰ تمہیں (بیٹا) دے گا۔''

پس اسی سال پروردگار نے انھیں بیٹا عطا فرمایا۔اس سے پہلے شادی کیے ہوئے کئی سال گزر چکے تھے اور ان کا کوئی بیٹا نہیں تھا۔

وبائی مرض سے صحت نصیب ہونا

ایک سال وباء پھیل پڑی۔خانقاہ شریف کے چند درویش اس عارضہ سے آخرت کو سدھائے اور نو دس دنوں کے عرصہ میں موسیٰ زئی شریف شہر کے تین سو سے زیادہ آدمی جہان

فانی سے عالم بقا کی طرف رحلت کر گئے۔

اس کمترین و کہترین دیرینہ خادم کو بھی وباء کا اثر ہوا اور اسہال جاری ہو گئے اور چہرے کا رنگ بالکل بدل گیا۔ میں نے جناب مولوی محمود شیرازی صاحب کی خدمت میں اپنی حالت بیان کی اور چند سکے جو اس وقت احقر کے گھر میں موجود تھے، حضرت قبلہ کی نذر کی نیت سے لا کر میں نے ان کے حوالے کیے کہ یہ سکے حضرت قبلہ کے حضور نذر پیش کریں اور بندہ کی تجدید بیعت کے لیے عرض کریں۔ پس جناب مولوی صاحب ممدوح نے مذکورہ سکے بندہ کی طرف سے حضرت قبلہ کی خدمت میں (بطور) نذر پیش کیے اور اس حقیر کی تجدید بیعت کے لیے عرض کیا۔ نماز عصر کے بعد حضرت قبلہ نے تجدید بیعت سے مشرف فرمایا۔ بڑی نقاہت اور بے ہوشی طاری ہوئی اور (میری) آنکھیں پلٹ گئیں، یہاں تک کہ زندگی کی اُمید باقی نہ رہی۔ حضرت قبلہ قلبی وروحی فداہ (میرے دل و جان آپ پر فدا ہوں) خانقاہ شریف کے تمام درویشوں کے ہمراہ حضرت حاجی الحرمین الشریفین حضرت حاجی دوست محمد (قندھاری) صاحب برد اللہ مضجعہ الشریف ونور اللہ مرقدہ المنیف (اللہ تعالیٰ ان کے مزار شریف کو خنک کرے اور ان کی قبر مبارک کو منور فرمائے) کے مزار پر انوار پر کھڑے ہوئے اور فرمایا کہ فقیر سید کی صحت یابی کے لیے دعا مانگتا ہے اور تم تمام حاضرین آمین کہو۔ اس کے بعد دیر تک دعا مانگی۔ پس حضرت قبلہ کے دعا کرتے ہی اس وقت فوراً لاحق شدہ مذکورہ مرض میں افاقہ ہو گیا اور صورت حال بہتر ہو گئی۔ جب صحت کامل نصیب ہوئی تو حقیر حضرت قبلہ کی خدمت (مبارک) میں حاضر ہوا۔ (آپ نے) ارشاد فرمایا: ''تمہاری صحت کے لیے میں نے دل سے دعا کی تھی کہ تم عیالدار ہو، اللہ تعالیٰ نے (اسے) قبول فرمایا۔''

عارضہ وباء سے صحت یاب ہونا

اس کے بعد چودھواں [۱۲] شہر میں بھی وباء کا عارضہ [۱۳] پھیل گیا۔ تقریباً پانچ سو آدمی مذکورہ عارضہ سے فوت ہو گئے۔ جناب مولوی فتح محمد صاحب استرانہ، سکنہ چودھواں، جو کہ حضرت قبلہ کے خدام اور مخلصین میں سے تھے، وہ بھی اس وباء کے عارضہ میں انتقال کر گئے۔

تین دن کے بعد چودھواں شہر سے قاصد نے آ کر بتایا کہ قبلہ جناب مولوی فتح محمد صاحب مرحوم کے نواسے نور الحق صاحب کو بھی عارضہ وباء لاحق ہو گیا ہے اور زندگی کی کوئی امید نہیں ہے اور مولوی صاحب ممدوح کے تمام خاندان میں صرف یہی ایک نرینہ اولاد ہے۔ میراث خور لوگ اس انتظار میں بیٹھے ہیں کہ کس وقت انھیں موت آتی ہے؟ اور تمام دولت، مال واسباب، املاک اور زمینیں وغیرہ ہمارے ہاتھ لگتی ہیں۔

پس یہ بات سننے سے حضرت قبلہ قلبی وروحی فداہ (میرے دل و جان آپ پر فدا ہوں) نے جوش میں آ کر دیر تک مرضِ وبا سے ان کی صحت یابی کے لیے دعا مانگی، اسی وقت فوراً دعا کا اثر ہوا اور نور الحق صاحب کو وہاں (اپنے گھر) معلوم ہو گیا۔ دعا سے فراغت کے بعد (حضرت قبلہ نے) قاصد کو مخاطب کرتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ تم جاؤ اور فقیر کی طرف سے نور الحق صاحب کو سلام کہو اور تسلی دو کہ ان شاء اللہ تعالیٰ مکمل صحت نصیب ہو گی۔ جب قاصد واپس وہاں پہنچا تو اس نے دیکھا کہ اس سے پہلے ان کو صحت حاصل ہو گئی ہے۔

ٹڈی کے نقصان سے باغ محفوظ رہنا

ایک سال ہندوستان اور خراسان کے شہروں میں اکثر ٹڈی پیدا ہو گئی تھی اور اس نے اکثر باغوں اور فصلوں کو کھالیا تھا۔ جب وہ موسیٰ زئی کے شہر میں نمودار ہوئی تو اس نے کچھ باغات، فصلیں اور جنگلی گھاس کو کھالیا۔ اس کے منہ میں ایسی تاثیر تھی کہ جس درخت کو بھی کھایا، اسے جڑوں سے خشک کر کے بالکل ایندھن اور بیکار بنا ڈالا۔

ارسلا خاں جو حضرت قبلہ کے مخلصین میں سے تھے، نے حاضر خدمت ہو کر عرض کیا کہ قبلہ! بندہ کے باغ میں بھی اتنی زیادہ ٹڈی آ گئی ہے کہ باغ کے تمام پودے ٹڈی سے پر ہو گئے ہیں (اور) اس نے ایک پتا (بھی) خالی نہیں چھوڑا ہے۔ یقین ہے کہ ایک دن میں سارا باغ صاف اور بیکار کر دے گی۔ چونکہ بندہ نے چند سال کی بہت زیادہ محنت اور کوشش سے یہ باغ تیار کیا ہے، بڑا دکھ ہو رہا ہے کہ (یہ) برباد ہو جائے گا۔

حضرت قبلہ کو شفقت آئی اور ریت پر دم کر کے فرمایا کہ جاؤ اس ریت کو باغ کے تمام

پودوں پر چھڑکو، اِنْ شَاءَ اللّٰہ تعالیٰ تمہارا باغ نقصان سے محفوظ رہے گا۔ پھر اچانک غلام مصطفیٰ قوم بائی نام کے خانقاہ کے (ایک) درویش سے فرمایا کہ تم بھی ارسلا خان صاحب کے باغ میں جاؤ اور ٹڈی کو میرا پیغام پہنچاؤ کہ ہم لوگ اللہ (تعالیٰ) کی مخلوق ہیں اور تو بھی (اللہ کی) مخلوق ہے۔ پس اللہ (تعالیٰ) کا ملک وسیع ہے، دوسری جگہ چلی جا اور جنگلی گھاس کھا، نقصان مت پہنچا۔

خادم مذکور نے یہ پرتاثیر کلام جو (حضرت قبلہ کی) زبان مبارک سے سنا تھا، ارسلا خان کے باغ میں جا کر ٹڈی کو سنایا، پس اس کلام کے سنتے ہی فوراً ٹڈی نے صحرا کی جانب رخ کیا اور چلی گئی، یہاں تک کہ ساعت بھر بعد باغ کو خالی کر دیا اور باغ اس کے ضرر اور نقصان سے محفوظ رہا۔

سلامتی سے سیلابی نالے کو عبور کرنا

مولوی نور الدین صاحب پیش امام موضع اگالی[14] حضرت قبلہ قلبی و روحی فداہ (میرے دل و جان آپ پر فدا ہوں) کی زیارت اور قدم بوسی کے پختہ عزم سے اپنے گھر سے خانقاہ شریف، موسیٰ زئی کی طرف روانہ ہوئے، جب وہ گرہ ٹیکن[15] (کے مقام پر) پہنچے تو چار آدمیوں نے راستے میں آ کر بتایا کہ نالے کے پانی، یعنی دریائے[16] لونی کی شاخ جو اس گرہ سے متصل جاری ہے، میں بڑا سیلاب آیا ہوا ہے اور اس پانی سے گزرنا خطرناک ہے، کیونکہ اس کی گہرائی آدمی کے قد سے زیادہ ہے اور (اس کی) روانی بڑی تیز ہے، جو پاؤں کو زمین پر نہیں ٹکنے دیتی، ہم دو آدمی سنداری[17] کے ذریعے بڑی مشکل سے پار ہوئے ہیں، تمہیں واپس ہو جانا چاہیے۔

مولوی صاحب موصوف جو کہ سچی ارادت سے آئے تھے، انہوں نے (اس کا) کوئی خیال نہ کیا، جب نالے کے کنارے پر پہنچے تو (دیکھا کہ) آدمیوں کے کہنے کے مطابق نالہ زور و شور سے جاری ہے اور اس سے گزرنا ممکن نظر نہ آیا، اس اثناء میں سنداری والے دو آدمی سنداری کے ذریعے انتہائی دقت اور چارہ جوئی سے پار ہوئے۔ پس انہوں نے ان کو آواز دی

کہ خدا کے لیے مجھے بھی سنداری کے ذریعے پار کرو، انہوں نے کوئی التفات نہ کیا اور چلے گئے۔ سو مولوی صاحب موصوف یہ ماجرا دیکھ بڑے غمگین ہوئے کہ اس جگہ سے واپس ہونا مناسب نہیں، کیونکہ میں نے اتنی مسافت طے کی اور راستے کی تکلیف اٹھائی ہے۔ پس حضرت قبلہ کی طرف متوجہ ہوئے کہ حضور کی زیارت کے لیے آ رہا ہوں، مدد فرمائیں کہ اس پانی سے بسلامت گزر جاؤں۔ سو بسم اللہ پڑھ کر اوّل امتحان کے لیے ایک پاؤں پانی میں رکھا۔ پانی پنڈلی تک پہنچ گیا، پھر دوسرا پاؤں (پانی میں) ڈالا، دو تین قدم چلے، پانی پنڈلی سے زیادہ (بلند) نہ ہوا، پھر اسی طرح درمیان تک پہنچ گئے، دیکھا کہ پانی پنڈلی سے زیادہ (بلند) نہیں ہے، پس دلیری کے ساتھ کنارے پر پہنچ گئے۔

جب (مولوی صاحب) خانقاہ شریف میں حضرت قبلہ کے حضور حاضر ہوئے تو حضرت قبلہ نے پہلی گفتگو (ہی) میں راستے کے حالات دریافت فرمائے کہ تمہارے راستے میں نالے یعنی دریائے لونی کی شاخ کا پانی آ گیا تھا؟ پانی پنڈلی تک تھا؟ (انہوں نے) عرض کیا کہ قبلہ پانی آدمی کے قد جتنا اور نہایت تیز جاری تھا، لیکن جب میں نے حضرت کی طرف متوجہ ہو کر پانی میں پاؤں ڈالا، تو نالے کا تمام پانی پنڈلیؑ سے زیادہ (بلند) نہ ہوا اور میں سلامتی کے ساتھ کنارے پر آ گیا۔ حضرت قبلہ تبسم فرما کر خاموش ہو گئے۔

کشف صدور

ایک روز حاجی میاں عبدالکریم صاحبؒ، قوم اترا، ساکن گرہ نورنگ نے جناب مولوی حسین علی صاحبؒ سے پوچھا کہ اولیاء (اللہ) علم غیب جانتے ہیں یا نہیں؟ جناب مولوی صاحب موصوفؒ نے جواب میں کہا کہ علم غیب خدا تعالیٰ جل شانہ کا خاصہ ہے، مگر ایک چیز اللہ تعالیٰ اپنے ولی کے دل میں القاء کرتا ہے، پھر وہ اسے الہام یا کشف کے ذریعے جان لیتا ہے۔

بعد ازاں میاں حاجی عبدالکریم صاحبؒ نے کہا کہ کیا اولیاء (اللہ) کے گھوڑے بھی غیب جانتے ہیں؟ جناب مولوی صاحب ممدوحؒ نے کہا: ''کیوں؟''۔ میاں حاجی عبدالکریم صاحبؒ نے بیان کیا کہ حضرت قبلہ (خواجہ محمد عثمان دامانیؒ) کا ایک گھوڑا میرے پاس تھا۔ وہ کھیت میں

میرا باجرہ چر رہا تھا۔ میں نے دل میں خیال کیا کہ اگر میں ہر روز اس گھوڑے کو باجرے کے کھیت میں چھوڑ دوں گا تو (یہ اس کے) اکثر خوشے (سٹے) کھا جائے گا اور آخر میں باجرا بالکل ہاتھ نہیں لگے گا۔ پس جونہی یہ خیال دل میں گزرا، اسی وقت دیکھا کہ گھوڑے نے خوشوں سے منہ موڑ لیا اور گھاس کھانا شروع کر دیا۔ کچھ وقت گزرنے کے بعد میں نے سوچا کہ یہ کام (یعنی گھوڑے کا باجرے کو چھوڑ کر گھاس چرنا) میرے خیال کی وجہ سے ہوا ہے۔ پس میں گھوڑے کے پاس پہنچ کر اس کے پاؤں میں گر پڑا اور کہا کہ یہ (باجرا) حضرت (قبلہ) کا مال ہے، بغیر لحاظ کے کھاؤ! فوراً اس نے خوشے کھانے شروع کر دیے۔ پس اس میں کیا حکمت ہے؟

جناب مولوی صاحب ممدوحؒ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اپنے اولیاء کا متولی ہے۔ جب تمہارے دل میں وہ خیال گزرا تو اللہ تعالیٰ جل شانہ نے گھوڑے کو خوشے (کھانے) سے روک لیا اور جب تم نے اس خیال سے توبہ کر لی تو اللہ تعالیٰ نے دوبارہ گھوڑے کو آزاد کر دیا اور یہ بھی آپ پر اللہ تعالیٰ کی ایک عنایت تھی کہ اس نے اس چیز کو تمہارے عقیدے کی پختگی کا ذریعہ بنایا۔

پس مولوی حسین علی صاحبؒ یہ جواب دینے کے بعد اسی خیال میں تھے کہ اولیاء کو جو علم (حاصل) ہوتا ہے، وہ کس نوعیت کا ہوتا ہے؟ آیا وہ بعض چیزوں کو جانتے ہیں یا اکثر کو؟ (وہ) توجہ و خیال کے بعد ان کو جانتے ہیں؟ یا کس طرح ان کو جانتے ہیں؟ اسی خیال میں تھے کہ یہاں سے اٹھ کر تسبیح خانہ شریف میں چلے گئے۔ وہاں حضرت قبلہ قلبی و روحی فداہ (میرے دل و جان آپ پر فدا ہوں) افغانی عقیدتمندوں کے ساتھ پشتو زبان میں کسی چیز کے بارے میں کلام فرما رہے تھے۔ پس جناب مولوی صاحبؒ ممدوح ان لوگوں کی پشت کے پیچھے بیٹھ رہے۔ حضرت قبلہ نے مولوی صاحبؒ کے بیٹھتے ہی فوراً ان کی طرف متوجہ ہو کر فارسی زبان میں فرمایا کہ مولوی صاحب! اولیاء سب کچھ جانتے ہیں، لیکن ان کو ظاہر کرنے کی اجازت نہیں۔ پس صرف یہی لفظ فرما کر پھر حسب سابق افغانیوں سے خطاب شروع فرمایا۔

جنگ کی تباہی سے محفوظ رہنا

ایک بار خانقاہ شریف سون [18] میں ۱۶ رمضان المبارک ۱۳۰۴ھ، بوقت اشراق، حلقہ سے فراغت کے بعد جناب حضرت قبلہ قلبی وروحی فداہ (میرے دل و جان آپ پر فدا ہوں) نے ناصر [19] اور نیازی قوم کے چار [20] آدمیوں کو، جو اس وقت ہمراہ تھے، مخاطب کرتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ میں نے خواب میں دیکھا ہے (کہ تمام قوم ناصر، غنڈان جو خراسان کا علاقہ ہے، کے مقام پر جمع ہو کر امیر عبدالرحمٰن صاحب، والی کابل کے مقابلہ کے لیے تیاری کر رہی ہے اور میں نے وہاں پہنچ کر قوم ناصر کے شہزاد اور مغاث نامی دو ملکوں کو کہا، مناسب ہے کہ نیازی (قوم کے) لوگوں کو اجازت دیں کہ وہ تم میں شامل نہ ہوں کیونکہ یہ غریب قوم ہے۔ ہر دو مذکورہ ملکوں نے فقیر کے کہنے پر نیازی قوم کو علیحدگی کی اجازت دے دی)، دیکھئے کہ اس خواب کا نتیجہ کیا نکلتا ہے؟

اس واقعہ کے بعد ۲۶ رمضان المبارک مذکور (۱۳۰۴ھ) حلقہ کے بعد جناب حضرت قبلہ نے ناصر و نیازی (قوم کے) مذکورہ آدمیوں کو، جو ہمراہ تھے، مخاطب کرتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ اے ناصر! تپا سوتکہ ولویدہ، یعنی اے ناصر! تمہاری قوم پر بجلی گر پڑی اور تمہاری قوم دربدر ہوگئی۔ نیز ارشاد فرمایا کہ اسی وقت چلے جاؤ اور اپنے بیوی بچوں کی خبر گیری کرو۔ ہر دو قوم کے آدمیوں نے عرض کیا کہ حضرت جو کچھ ہونا تھا، وہ ہو گیا لیکن جناب حضرت قبلہ کی جدائی (گوارا نہیں)۔ حضرت (قبلہ) نے بہت زور دے کر ارشاد فرمایا کہ تم چلے جاؤ۔ مذکورہ آدمیوں نے عرض کیا کہ قبلہ! عید کے دن کے بعد روانہ ہو جائیں گے۔ پس ۲ شوال (۱۳۰۴ھ) کو دونوں قوموں کے لوگوں کو رخصت دے کر حاجی قلندر خان صاحب، رئیس مڈی کی حمایت (مدد) سے روانہ فرمایا۔ جب (یہ لوگ) واں کیلانوالی اسٹیشن پر پہنچے، ان دنوں (ابھی) یہاں ریلوے کے ٹکٹ جاری نہیں ہوتے تھے، صرف لائن تیار ہوئی تھی۔ اس جگہ چولستان کے (موسم) گرما کی وجہ سے، سبھی گرمی کے ہاتھوں بے جان اور نڈھال ہو کر یہیں رہ گئے اور کسی طرح بھی سواری کا سامان میسر نہیں ہو رہا تھا۔ حاجی قلندر خان صاحب جناب

حضرت قبلہ کے توسل سے جناب باری تعالیٰ کی طرف متوجہ ہوئے کہ الٰہی! ہمارے حضرت کی برکت سے سواری کا سبب پیدا فرمائیں۔ اسی وقت تار کے ذریعے خبر آئی کہ لائن کے ملاحظہ کے لیے ایک بڑا انگریز (افسر) آرہا ہے۔ لائن کے ناپختہ ہونے کی وجہ سے جب ایک گاڑی اور ایک چھوٹا انجن پہنچا، تو حاجی صاحب موصوف نے اس انگریز افسر سے عرض کیا کہ مجھے سواری میسر نہیں آرہی اور لائن کے ناپختہ ہونے کی وجہ سے ٹکٹ نہیں مل رہا۔ اس افسر نے انکار کیا کہ سواری کی ہرگز گنجائش نہیں ہے۔ پھر حاجی صاحب موصوف جناب حضرت قبلہ کی طرف متوجہ ہوئے کہ یہ افسر ہمیں سوار نہیں کرتا اور ہم گرمی سے مر رہے ہیں۔ اسی وقت انگریز افسر نے ریل کی واگزاری کرتے ہوئے آواز دی کہ جن لوگوں نے سواری کے لیے عرض کیا تھا، انھیں لے آؤ کہ (وہ) ہمیں نہیں چھوڑیں گے۔ (بس) کمال مہربانی سے تمام لوگوں کو بغیر کرایہ کے سوار کر لیا گیا۔

جب مذکورہ ہر دو قوم کے لوگ خراسان میں پہنچے تو معلوم ہوا کہ حضرت قبلہ کے فرمان کے مطابق ۱۶ رمضان المبارک (۱۳۰۴ھ) کو قوم ناصر وغیرہ کے ملکوں نے امیر عبدالرحمٰن صاحب کے مقابلہ کے لیے اکٹھ کیا تھا اور حضرت قبلہ کے فرمان کے مطابق ۲۶ رمضان المبارک (۱۳۰۴ھ) کو مقابلہ ہوا اور امیر عبدالرحمٰن صاحب نے قوم ناصر وغیرہ کو مقابلہ میں شکست فاش دی اور قوم ناصر کے بہت سے آدمی مارے گئے اور زخمی ہوئے اور اس قوم کے (اہل و) عیال دربدر ہو گئے اور امیر صاحب نے ان کا مال واسباب لوٹ لیا، حضرت قبلہ کے کشف کے ارشاد کے مطابق صرف قوم نیازی کو اللہ تبارک وتعالیٰ نے مکمل نجات بخشی اور اس قوم کا کوئی نقصان نہ ہوا، کیونکہ عین مقابلہ کے وقت یہ لوگ، قوم ناصر وغیرہ سے الگ ہو کر جنگ میں شامل نہ ہوئے۔

احوال کشف

ایک روز عشاء کے وقت جناب مولوی حسین علی صاحبؒ ہمارے حضرت قبلہ قلبی وروحی فداہ (میرے دل وجان آپ پر فدا ہوں) کی خدمت میں حاضر تھے۔ (حضرت قبلہ نے)

ارشاد فرمایا کہ اے مولوی صاحب! تم اپنے گھر جاؤ، پھر جب واپس آ ؤ گے تو جو حالات اور معاملات تمہارے ساتھ پیش آئے ہوں گے، (وہ) مجھ سے پوچھو، ان شاء اللہ تعالیٰ میں سب کو ایک ایک (کرکے) تفصیل کے ساتھ تمہیں بتادوں گا (اور) تم (کسی) ایک واقعہ میں بھی خطا نہ پاؤ گے۔

حسب منشاء چاول، تربوز اور سیب سے تواضع فرمانا

ایک روز خانقاہ شریف (غنڈان) خراسان میں خراسانی طالبین سے تین آدمی زیارت کے لیے مہمان آئے۔ کچھ وقت نہ گزرا تھا کہ حضرت قبلہ قلبی وروحی فداہ (میرے دل و جان آپ پر فدا ہوں) نے ایک خادم، جس کا نام ملا محکم الدین تھا، کو ارشاد فرمایا کہ ان کے لیے چاول پکا کر لے آؤ۔ خادم موصوف نے حسب ارشاد چاول تیار کرکے، تینوں آدمیوں کے سامنے لا رکھے۔ حضرت قبلہ نے پھر خادم کو فرمایا کہ ایک تربوز اور چند سیب (بھی) لاؤ۔ خادم لے آیا حضرت قبلہ نے ہر دو پھل ان مہمانوں کے سامنے رکھ دیے۔ پس وہ ایک دوسرے سے مسکرانے لگے۔ حضرت قبلہ نے (اس کی) وجہ پوچھی تو انہوں نے عرض کیا کہ قبلہ راستے میں ہمارے دلوں میں (ایک ایک) خیال آیا تھا۔ ایک نے اپنے دل میں ارادہ کیا کہ (جن بزرگوں کے پاس ہم جارہے ہیں) اگر یہ ولی حق ہوئے تو ہمیں پکے ہوئے چاول دیں گے اور دوسرے نے (اپنے) دل میں خیال کیا کہ اگر یہ فقیر بزرگ کامل ہوئے تو ہمیں تربوز دیں گے اور تیسرے نے اپنے خیال میں تصور کیا کہ اگر یہ اہل اللہ اور پیر صادق ہوئے تو ہمیں سیب عطا فرمائیں گے۔ پس ہم تینوں آدمیوں کے خیالات صحیح ظاہر ہوگئے ہیں۔ بے شک جناب قبلہ ولی حق ہیں۔ پس ہر سہ آدمی (آپ کے) پاؤں میں سر رکھ کر اور (آپ کے) ہاتھ مبارک چوم کر رخصت ہوئے۔

مہلک بیماریوں سے شفا ملنا

ایک شخص، مسمی پائندہ خان قوم بابڑ باون[۲۱] زئی، سکنہ چودھواں، جو حضرت قبلہ کے

خاموں میں سے ایک ہیں، ایک بار سال بھر مہلک امراض میں حد سے زیادہ مبتلا رہے۔ حکیموں اور ڈاکٹروں کا بہت زیادہ علاج کیا گیا (لیکن) کوئی فائدہ نہ ہوا۔ آخر کار نہایت لاچار ہوئے تو ان کے دل میں گزرا کہ حضرت قبلہ کی خدمت میں جا کر توجہ لیتا ہوں۔ اس سے زیادہ (بہتر) کوئی دوا نظر میں نہیں آتی۔ پس یہ ارادہ اپنے دل میں مضبوط کر کے، نہایت مشکل سے اپنی جان کو حضرت قبلہ قلبی وروحی فداہ (میرے دل و جان آپ پر فدا ہوں) کی خدمت میں حاضر کیا۔ پس ملاقات ہوتے ہی حضرت قبلہ نے ارشاد فرمایا کہ اے فلاں جلدی آؤ کہ تمہیں توجہ دوں۔ حسب ارشاد وہ سامنے بیٹھے۔ حضرت قبلہ نے ساعت بھر بیماری کے خاتمہ کے لیے توجہ فرمائی۔ یہ شخص یوں بے ہوش ہو گئے کہ جان و جہان کی خبر نہ رہی اور وجود سے بہت زیادہ پسینہ جاری ہو گیا۔ چند گھڑی بعد ہوش میں آ گئے اور خود کو دیکھا کہ انھیں شدید اور مہلک امراض سے بالکل شفا حاصل ہو گئی ہے۔ پس (حضرت قبلہ) کی قدم بوسی کر کے اپنے گھر چلے گئے اور بعد ازاں کئی سال گزر گئے ہیں کہ وہ آدمی کبھی مہلک بیماریوں کا شکار نہیں ہوئے۔

خادم کے دل میں گزرنے والے خیال سے آگاہی

مذکورہ آدمی (پائندہ خان) ایک بار حضرت قبلہ کے پاؤں (مبارک) دبا رہے تھے۔ انہوں نے دل میں خیال کیا کہ ماشاء اللہ حضرت قبلہ ایسے موٹے ہیں، جیسے بخارا کے سوداگر! پس حضرت قبلہ نے اسی وقت چہرہ مبارک ان کی طرف موڑا اور موتی نچھاور کرنے والی زبان (مبارک) سے ارشاد فرمایا کہ اے فلاں! بے شک میں بخارا کے سوداگروں کی مانند موٹا ہوں۔ سو یہ آدمی یہ بات سنتے ہی نادم اور شرمسار ہو گئے اور انہوں نے اپنے دل میں توبہ کی کہ آئندہ حضرت قبلہ قلبی وروحی فداہ (میرے دل و جان آپ پر فدا ہوں) کے حضور ہوتے ہوئے اس طرح کے بیہودہ خیالات دل میں کبھی نہیں لاؤں گا۔

معترض کے خیال سے آگاہ ہونا

ایک روز احمد سعید آخوندزادہ صاحب ولد خدایار آخوندزادہ، سکنہ چودھواں، جو کہ

ہمارے حضرت قبلہ قلبی وروحی فداہ (میرے دل و جان آپ پر قربان ہوں) کے خادموں میں سے ایک تھے، خانقاہ شریف میں حاضر ہوئے۔ انہوں نے چند درویشوں کو دیکھا کہ وہ مجذوب ہو چکے ہیں۔ آخوندزادہ صاحب موصوف کے دل میں خیال گزرا کہ ہمیں جذب کیوں نہیں ہوتا؟ حضرت قبلہ نے فوراً انھیں مخاطب کرتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ جذب کے خیال کو دل سے نکال دو کہ تم ابھی نوجوان ہو اور ابھی تم نے شادی بھی نہیں کی، وقت بہت پڑا ہے۔ اس سے پہلے یونہی تمہارے والد ملا خدایار آخوندزادہ صاحب پر ہمارے حضرت مولانا ومرشدنا جناب حضرت حاجی دوست محمد صاحب (قندھاری) قبلہ نے اپنی مہربانی سے توجہ فرمائی تھی۔ (ان پر) جذب کا بہت غلبہ ہو گیا تھا اور چند روز مجذوب (ہو گئے) تھے۔ اس اثناء میں تمہاری والدہ ماجدہ نے فریاد کی اور بہت زیادہ زاری کی کہ قبلہ ان کے جذب کو ختم فرمائیں کہ گزراوقات کے لیے ان سے کوئی دنیاوی کام نہیں ہوتا، پھر میرے پیرومرشد نے حال باطن کے خاتمہ کے خیال سے ان کے جذب کو سلب فرمالیا تھا۔

مرید کو خواب میں ہدایت فرمانا

یہی آخوندزادہ (احمد سعید) موصوف سوداگری کی غرض سے ہمارے حضرت قبلہ قلبی و روحی فداہ (میرے دل جان آپ پر قربان ہوں) سے رخصت لے کر ہندوستان گئے۔ چند روز کے بعد وہاں عملیات وغیرہ، ان کی زکوٰۃ دینے اور بروج ونجوم کے حساب سیکھنے کا شوق دل میں پیدا ہوا۔ رات کو خواب میں حضرت قبلہ کی زیارت ہوئی کہ آپ بہت زیادہ غصے ہو رہے ہیں اور فرماتے ہیں: "یہ خیال جو تمہارے دل میں پیدا ہو گیا ہے، ہمارے طریقہ میں نہیں ہے، اس خیال کو چھوڑ دو۔"

جب بیدار ہوئے تو اس خواب کی وجہ سے بے حد غم والم لاحق ہو گیا۔ بس توبہ کی اور (ان) بیہودہ خیالات سے باز آ گئے۔ پانچ برس کی جدائی جو سفر ہندوستان کی وجہ سے پیش آئی تھی، کے بعد واپسی پر پہلے حضرت قبلہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور قدم بوسی کا شرف پایا۔ حضرت قبلہ نے بغیر کسی تامل کے اسی وقت فرمایا:

''عملیات وغیرہ کی حب جو اس زمانے میں اکثر لوگ رکھتے ہیں، ہمارے طریقہ میں نہیں ہے اور تمہیں بھی یہی سودا ہو گیا تھا، وہ دل سے نکل چکی ہے یا اس کا خطرہ ابھی باقی ہے؟''

(انہوں نے) عرض کی کہ قبلہ! جس روز کہ ہندوستان میں آپ کے چہرہ انور کی خواب میں زیارت ہوئی تھی اور آپ نے اس کام پر ناراضگی کا اظہار فرمایا تھا، پس اسی روز میں اپنے اس خیال سے باز آ گیا تھا۔

اللہ تعالیٰ کا پوشیدگی میں حلوا کھلانا

جناب حضرت حاجی گل صاحبؒ پشاوری جو کہ جناب حضرت حاجی دوست محمد (قندھاری) صاحبؒ کے خلیفہ اور پیش امام تھے، نے ایک روز میاں حاجی عبدالکریم (صاحب) سے مخاطب ہو کر بیان فرمایا کہ جناب حضرت عثمان صاحب قبلہ کی خوراک نہایت قلیل (ہوتی) ہے۔ اس سال خراسان سے خانقاہ موسیٰ زئی شریف کے تمام سفر میں، جو ایک ماہ کی مسافت ہے، حضرت صاحب قبلہ نے آدھا سیر گندم تناول نہیں فرمائی۔ (آپ کو) خداداد قوت حاصل ہے۔ بزرگوں کا کام عقل و شعور سے باہر ہے۔

بعد ازاں نماز عصر کا وقت آ گیا۔ حضرت قبلہ نے وضو کی خاطر آستین مبارک اوپر کیے۔ اس وقت حاجی عبدالکریم صاحب کی نگاہ (حضرت قبلہ کے) بازو مبارک پر پڑی۔ ان کے دل میں خیال آیا کہ حاجی گل صاحب فرماتے ہیں کہ حضرت کی خوراک بالکل قلیل ہے، حالانکہ حضرت ماشاء اللہ موٹے نظر آ رہے ہیں۔ پس اسی وقت حضرت قبلہ مسکرائے اور فرمایا کہ میاں حاجی عبدالکریم صاحب! حق تعالیٰ مجھے پوشیدگی میں حلوا عنایت فرماتا ہے، میں کھاتا ہوں، پھر میں موٹا کیوں نہ ہوں؟

پھر آپ نے یہ شعر پڑھا:

قوت جبرئیل از مطبخ نبود
بود از درگاہ خلاق و ودود

یعنی (حضرت) جبرائیل (علیہ السلام) کی طاقت باورچی خانہ سے
نہیں ہے، (بلکہ) یہ خلاق اور ودود (اللہ رب العزت) کی درگاہ سے ہے۔

ملکہءحضوری

ایک روز ہمارے حضرت قبلہ قلبی وروحی فداہ (میرے دل وجان آپ پر فدا ہوں) نے ایک خادم کے غیر شرعی کام پر بہت زیادہ غصہ فرمایا اور غصہ کے جوش میں دو تین مرتبہ ہاتھ (مبارک) زمین پر مارا۔ میاں حاجی عبدالکریم صاحب موصوف کے دل میں خیال پیدا ہوا کہ اہل اللہ دائم الحضور ہوتے ہیں۔ حضرت صاحب کو جو اس وقت کمال کا غصہ ہے تو کیا اس گھڑی میں (بھی) آپ کو حضور باللہ حاصل ہے یا نہیں؟

ایک منشی آدمی بھی بیٹھا تھا۔ حضرت صاحب قبلہ نے اس سے دریافت فرمایا کہ جب تم نے شروع میں تحریر (کافن) سیکھا تھا تو اس وقت، تمہارا کیا حال تھا؟ (اور) اب جبکہ (تم نے) منشی گری کا درجہ حاصل کر لیا ہے تو تمہاری حالت کیسی ہے؟ اس نے عرض کی کہ حضرت صاحب! شروع میں جب میں نے تحریر (کافن) سیکھنا شروع کیا تھا تو تحریر کے وقت اگر کوئی آدمی مجھے آواز دیتا تھا یا میرے ساتھ کوئی بات کرتا تھا تو میں عبارت کی تحریر میں غلطی کر جاتا تھا اب جبکہ سالہا سال کی مشق سے (یہ کام) پختہ ہو گیا ہے، اگر کوئی تحریر کے دوران میرے ساتھ بات کرتا ہے یا میں کسی کے ساتھ بات کرتا ہوں، یا کسی چیز پر میری نظر جا پڑتی ہے تو ابھی میر ہاتھ تحریر میں صحیح رہتا ہے اور غلطی سرزد نہیں ہوتی، بلکہ میں نے عادت بنالی ہے کہ میں ہاتھ سے تحریر کا کام کرتا ہوں اور زبان سے لوگوں کے ساتھ باتوں میں مشغول رہتا ہوں۔

حضرت قبلہ نے میاں حاجی عبدالکریم صاحب کو مخاطب کرتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ بزرگوں کی بھی یہی مثال ہوتی ہے، جب خیال اور رابطہ پختہ ہو جاتا ہے تو کوئی چیز بھی ان کے ملکہءحضور میں مانع نہیں ہوتی۔

ع۔ خاشاک وار بر سر دریا گزر کنند

یعنی کوڑے کرکٹ کی مانند دریا میں تیرتے رہتے ہیں۔

درست قلم سے لکھائی خوبصورت نہیں ہوتی

ایک روز حقداد خان صاحب ترین، حاجی حافظ محمد خان صاحب کے لیے سلسلہ شریفہ (نقشبندیہ مجددیہ) لکھ کر ہمارے حضرت قبلہ کے دستخط اور مہر مبارک کے لیے تسبیح خانہ شریف میں لائے۔ اس وقت لوگوں کا اجتماع تھا اور حضرت قبلہ حاضرین مجلس کے ساتھ سرگرم تھے۔ وہ سلسلہ شریفہ کو اپنے کپڑے میں جس طرح پنہاں کر کے لائے تھے (یونہی) محفوظ رکھا اور عرض مطلب کو ادب کے خلاف سمجھتے ہوئے خاموش بیٹھ رہے۔

جب حضرت قبلہ لوگوں کے میل جول سے فارغ ہوئے تو خود بخود ارشاد فرمایا کہ سلسلہ شریفہ کو لاؤ، تا کہ (اس پر) دستخط (کروں) اور مہر لگاؤں۔ جب حضرت قبلہ نے دستخط کی نیت سے قلم پکڑا، چونکہ قلم ٹوٹا ہوا تھا (لہٰذا) حقداد خان صاحب کے دل میں خیال آیا کہ اگر قلم درست ہوتا، تو حضرت کی لکھائی خوبصورت ہوتی۔ اسی وقت حضرت قبلہ نے فرمایا کہ درست قلم کے ساتھ لکھائی خوبصورت نہیں ہوتی اور نہ ہی ٹوٹے ہوئے قلم سے خوش نویس کا خط خراب ہوتا ہے، اللہ تعالیٰ نے ہر کام کا الگ مادہ انسان کے وجود میں پیدا فرمایا ہے اور ہر انسان کو الگ لیاقت عطا فرمائی ہے۔

مرید کے خاتمہ بالخیر سے آگاہی

ایک رات تہجد کے وقت ہمارے حضرت قبلہ قلبی وروحی فداہ (میرے دل و جان آپ پر قربان ہوں) نے تسبیح خانہ میں تشریف لا کر بیان فرمایا کہ ملا عبدالوہاب صاحب بابڑ کی نزع اور سکرات موت کے وقت شیطان لعین کی ان کے ساتھ بڑی کشمکش ہوئی اور اس نے ان کا ایمان خراب کرنا چاہا، لیکن آخر کار ان کا خاتمہ ایمان پر ہوا۔ خدام یہ بات سن کر حیران ہو گئے۔

صبح کی نماز اور ختم شریف کی فراغت کے بعد حضرت قبلہ نے اپنے معمول کے مطابق حلقہ کا ارادہ فرمایا۔ اس اثناء میں ایک سوار قاصد نے اطلاع دینے کے لیے چودھواں شہر سے حاضر خدمت ہو کر عرض کیا کہ (اے) ہمارے قبلہ! عبدالوہاب صاحب بابڑ جو آپ کے مرید

تھے، تہجد کے وقت فوت ہو گئے ہیں اور وہ وفات کے وقت حضرت قبلہ کی طرف متوجہ تھے اور ان کا خاتمہ کلمہ طیبہ لاَ اِلٰہَ اِلاَّ اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللّٰہِ پر ہوا۔

مصلحت سے آگاہی

میاں غلام حسن ساکن گرہ بہون [۲۲] جو ہمارے حضرت قبلہ قلبی و روحی فداہ (میرے دل و جان آپ پر فدا ہوں) کے مخلصین اور خادموں میں سے ایک تھے، حضرت قبلہ کی بیماری کے دنوں میں ایک بیل خیرات کی نیت سے ذبح کرنے کے لیے لائے۔ خادم نے عرض کی کہ قبلہ اسے ذبح کرتا ہوں! (حضرت قبلہ نے) فرمایا: ''نہ''۔ پھر دوسرے روز خادم نے (اسے) ذبح کرنے کے لیے عرض کیا تو فرمایا: ''نہ۔ دوسرا بیل اور بھیڑیں ذبح کرو''۔ تیسرے روز (پھر) خادم نے ذبح کرنا چاہا تو فرمایا کہ اسے ذبح مت کرو، دوسرا بیل اور چند بکریاں ذبح کر ڈالو۔ چوتھے روز بھی خادم نے التماس کی کہ قبلہ! آج کوئی ذبیحہ اس وقت موجود نہیں ہے، اگر آپ حکم فرمائیں تو یہ بیل ذبح کر دیا جائے۔ (آپ نے) منع کیا اور غصہ فرمایا کہ اسے چھوڑ دو، کیونکہ اس کے چھوڑنے میں مصلحت ہے۔ پس اس روز دوپہر کے وقت یہاں غلام حسن صاحب کی والدہ (صاحبہ) نے حضرت قبلہ کے حضور حاضر ہو کر عرض کی کہ میرا بیٹا میاں غلام حسن اس بیل کو میری اجازت کے بغیر گھر سے لایا ہے اور میرا دل نہیں چاہتا کہ اسے خیرات کروں، کیونکہ یہی بیل میرے پاس ہے، جس سے گھر کا کام چلتا ہے۔ (حضرت قبلہ نے) ارشاد فرمایا کہ لے جاؤ، لے جاؤ، جلدی لے جاؤ کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے اس سے پہلے آگاہی بخشی ہے کہ میں نے اسے ذبح نہیں کیا ہے۔

قرض کی واپسی

ہمارے حضرت قبلہ قلبی و روحی فداہ (میرے دل و جان آپ پر قربان ہوں) کے مریدوں میں سے ایک آدمی ایک بیوہ عورت پر عاشق ہو گیا۔ ہر چند چاہتا تھا کہ وہ (عورت) جلد اس کے نکاح میں آ جائے، لیکن وہ عورت قبول نہیں کرتی تھی۔ آخر اس عورت کو دنیاوی

ضرورت پیش آئی۔ چونکہ اسے معلوم تھا کہ فلاں آدمی میرا طلبگار ہے، اس نے ایک عورت کو اس (آدمی) کے پاس بھیجا کہ مجھے پچاس یا ساٹھ روپوں کی ضرورت ہے، بطور قرض دے دو۔ وہ مرد چونکہ کافی عرصہ سے اسے چاہتا تھا (لہٰذا) اس نے اس کام کو اپنے مطلب کے حصول کا وسیلہ سمجھا۔ اس کی مطلوبہ رقم بھیج دی۔

کچھ عرصہ کے بعد وہ عورت اس شخص کے شہر میں آئی اور اس کو اطلاع کر دی۔ وہ شخص بہت زیادہ مسرور ہو گیا اور ایک عورت کو جو اس کی رازدار تھی، مقرر کیا کہ وہ اس عورت کے لیے پرتکلف کھانا پکائے اور عشاء کے بعد فلاں حجرہ، جو لوگوں سے خالی ہے، میں اسے لے آئے۔ جب وہ عورت حجرہ میں آئی تو وہ مرد بری نیت سے ہر چند چاہتا تھا کہ نفس امارہ کا کام حاصل کرے، لیکن کر نہیں سکتا تھا، یہاں تک رات ختم ہو گئی۔ وہ اپنے برے فعل سے بہت زیادہ شرمسار تھا اور وہ عورت اس کی قوت سے مایوس ہو کر اپنے گھر واپس چلی گئی۔ وہ آدمی اس رات کی شرمساری کی وجہ سے دوسری مرتبہ وصال کی درخواست کرنا مناسب نہیں سمجھتا تھا اور قرض دی ہوئی رقم کو چھوڑنا بھی مشکل خیال کرتا تھا۔ اسے یہ امید بھی نہ تھی کہ عدالت کے ذریعے قرض وصول کرے، کیونکہ اس کے گواہ نہیں تھے۔

اس نے حضرت قبلہ کے حضور عرض کی کہ میں نے ایک عورت کو قرض حسنہ دیا ہے، وہ عورت قرض واپس نہیں چکاتی۔ (آپ) دعا فرمائیں۔ حضرت قبلہ نے فرمایا کہ ہمیں اس رات کہ تم فلاں حجرہ میں تھے، کے حالات معلوم ہیں، تم نے قرض حسنہ نہیں دیا تھا (بلکہ) تم نے فاسد ارادے سے قرض کو مکر بنایا تھا، لیکن الحمدللہ کہ تمہاری وہ مراد حاصل نہ ہوئی۔ اب جاؤ اور اپنے گھر میں بیٹھ رہو، وہ عورت خود بخود تمہارا قرض ادا کر دے گی۔ اس شخص کو چونکہ کامل اعتقاد تھا (لہٰذا) اس نے اسی طرح کیا اور صبر سے گھر میں بیٹھ رہا۔ ایک ہفتہ نہیں گزرا تھا کہ اس عورت نے خود بخود اس (شخص) کی رقم اس کے گھر پہنچا دی۔

نقصان سے بچنا

حاجی قلندر خان گنڈہ پور پتی خیل، رئیس ٹڈی جو ہمارے حضرت قبلہ قلبی و روحی فداہ

(میرے دل وجان آپ پر قربان ہوں) کے مخلصین اور خادموں میں سے ایک ہیں، ایک روز خانقاہ شریف میں حضرت قبلہ کی زیارت اور قدم بوسی کے لیے آئے۔ دوسرے دن حضرت قبلہ نے (ان سے) فرمایا کہ میں تمہیں رخصت کرتا ہوں تا کہ تم اپنے گھر (چلے) جاؤ۔ (انہوں نے) عرض کیا کہ قبلہ! میں آپ کی خدمت مبارک میں چند روز قیام کرنے کے لیے آیا ہوں۔ اس دوران جناب مولوی محمود شیرازی صاحب نے بھی ان کے حق میں سفارش کی کہ قبلہ! حاجی صاحب جب بھی خانقاہ شریف میں آتے ہیں تو چند روز حضرت قبلہ کی خدمت میں رہتے ہیں۔ ابھی (انھیں) قیام کی اجازت (مرحمت) فرمائیں۔ (حضرت قبلہ نے) ارشاد فرمایا کہ حضرت حاجی صاحب کا آنا اور خانقاہ شریف میں قیام کرنا خود ان کے اختیار میں ہے کہ (یہ) ان کی جگہ ہے، لیکن آج جانا اور اپنے گھر جا کر قیام کرنا ضروری ہے، کیونکہ اس میں ایک مصلحت ہے۔

پس حاجی صاحب موصوف حضرت قبلہ سے رخصت ہو کر اپنے گھر میں آ گئے۔ اسی روز آدھی رات کے وقت ان کے گھر میں چور آیا اور اس نے نقب زنی کی۔ اس وقت حاجی صاحب موصوف کو پتہ چل گیا، انہوں نے ہائے وائے اور شور شرابہ کیا، پس چور ڈر گیا اور مال و اسباب اسی جگہ چھوڑ کر مایوس خالی ہاتھ واپس چلا گیا۔ اگر حاجی قلندر خان صاحب اس روز اپنے گھر میں نہ ہوتے تو (ان کا) چند ہزار روپے (کا) نقصان ہو جاتا۔

فقیر کی جیب افغانی پوری ہے

ایک روز خانقاہ شریف سون (سیکسر، ضلع خوشاب) میں ہمارے حضرت قبلہ قلبی وروحی فداہ (میرے دل وجان آپ پر قربان ہوں) نے اپنی جیب مبارک سے مبلغ ایک سو روپے نکال کر حضرت لعل شاہ صاحب مغفور دندہ شاہ بلاول والوں کے خادم میاں نور عالم صاحب اعوان کو دیے کہ خانقاہ شریف کے لنگر کے لیے بھیڑیں خرید لیں۔ میاں نور عالم صاحب کے دل میں خیال آیا کہ حضرت قبلہ کی جیب مبارک بظاہر چھوٹی سی نظر آتی ہے، اس میں ایک سو روپے کیسے سما گئے، (نیز) ہر روز صبح سے شام تک جتنے روپے بھی خرچ ہوتے ہیں، وہ بھی اسی جیب سے نکال کر (حضرت قبلہ) خرچ فرماتے ہیں اور کبھی ختم نہیں ہوتے! حضرت قبلہ نے

انھیں مخاطب کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

''فقیر کی یہ جیب افغانی بوری ہے اور یہ فقیر کی زندگی میں ہرگز ختم نہیں ہوگی۔''

فقیر کے لنگر کا خرچ اللہ تعالیٰ کے توکل پر موقوف ہے

ایک روز میاں نور عالم مذکور اور کلاچی کے دو شخص خانقاہ شریف موسیٰ زئی کے حجرہ میں اکٹھے بیٹھے تھے۔ (ان کے) درمیان بات چلی کہ خانقاہ شریف کے لنگر کا خرچ بہت زیادہ ہے، یہ کہاں سے آتا ہے؟ پھر وہ دو دوسرے آدمی کہنے لگے (یہ): ''لوگوں کی آمدنی پر موقوف ہے''۔ یعنی یہ لوگ جو (زیارت کو) آتے ہیں اور نذر و نیاز لاتے ہیں، اس سے خانقاہ شریف کے لنگر کا خرچ چلایا جاتا ہے۔ میاں نور عالم نے کہا کہ اس طرح نہیں ہے، بزرگوں کے کام (کا دار و مدار) اللہ تعالیٰ کے فضل پر موقوف (ہوتا) ہے۔ یہ بحث ختم نہ ہوئی تھی کہ تینوں شخص اس جگہ سے اٹھ کر مسجد کی جانب نماز کے لیے چل پڑے۔ اس وقت حضرت قبلہ بھی عشاء کی نماز کے لیے مسجد شریف کی طرف تشریف لے جا رہے تھے۔ (آپ) ان کو مخاطب کرتے ہوئے راستے میں کھڑے ہو گئے اور (ارشاد) فرمایا:

''میاں نور عالم لوگ کہتے ہیں کہ خانقاہ شریف کا خرچ لوگوں کی آمدنی پر موقوف ہے، حالانکہ لوگوں کی آمدنی درویشوں کے جوتوں کے لیے پوری نہیں ہوتی، اس سے اور کیا (کام) ہوگا؟ اس فقیر کے خانقاہ شریف کے لنگر وغیرہ کا خرچ اللہ تعالیٰ کی توکل پر موقوف ہے۔''

پھر فرمایا:

''اگر کوئی شخص ابھی فقیر سے (ایک) لاکھ روپیہ، اسی جگہ جہاں میں کھڑا ہوں، طلب کرے گا تو واللہ، باللہ خدا کی قسم میں گھر بھی نہیں جاؤں گا اور اس جگہ سے پاؤں بھی نہیں اٹھاؤں گا کہ اس کی طلب کے مطابق لاکھ روپیہ اسے دے دوں گا، لیکن (یوں) نسبت الٰہی (ولایت) باقی

نہیں رہتی۔"
پس وہ دونوں شخص بہت شرمندہ ہوئے۔

بشارت خاتمہ بالخیر و مقتدائی حاصل ہونا

مولوی غلام حسن صاحب، سکنہ گرہ سوانگ[۲۳] (سواگ) جو ہمارے حضرت قبلہ قلبی و روحی فداہ (میرے دل و جان آپ پر قربان ہوں) کے خدام میں سے ایک ہیں، ایک روز تسبیح خانہ میں حضرت قبلہ کے سامنے بیٹھے تھے۔ (ان کے) دل میں خیال گزرا کہ عرصہ سے میں حضرت صاحب کی خدمت میں آتا ہوں اور چلا جاتا ہوں اور حق تعالیٰ سے میری یہی آرزو ہے کہ ان برگزیدہ پیر و مرشد کے طفیل خاتمہ بالخیر (نصیب) ہو اور میں اس خاندان (مکرم) کے فیض و برکات سے محروم نہ رہوں۔ پس اسی وقت حضرت قبلہ نے انھیں مخاطب کرتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ مولوی صاحب! اللہ تبارک و تعالیٰ آپ کا خاتمہ ایمان پر فرمائے گا اور آپ کو حضرت کرام علیہم الرضوان کے فیض و برکت سے محروم نہیں فرمائے گا۔

حضرت قبلہ کی گوہر افشاں زبان (مبارک) سے یہ فیض پرور کلام سن کر مولوی صاحب موصوف کو خوشی حاصل ہوگئی اور دل میں جو وسوسہ پیدا ہوا تھا وہ رفع ہو گیا۔

اہل قبور کے لیے دعائے خیر

ہمارے حضرت قبلہ قلبی و روحی فداہ (میرے دل و جان آپ پر فدا ہوں) حضرات قدس اللہ تعالیٰ اسرارہم (اللہ تعالیٰ ان کے رازوں کو پاکیزہ بنائے) کے مزارات کی زیارتوں کے لیے دہلی شریف تشریف لے گئے تھے اور وہاں سنبھل[۲۴] میں محمد امتیاز علی خان صاحب کے مکان پر گئے۔ جب وہاں سے واپس آرہے تھے، تو راستے میں ریلوے اسٹیشن پر عبدالشکور خان صاحب، رئیس دھرم پور، جو راجپوت قوم سے ہیں، نے دعوت کی۔ اس غرض سے آپ قلعہ دھرم پور، جو خان موصوف کا مسکن تھا، میں تشریف لے گئے۔ اتفاق سے جمعہ کا دن آ گیا۔ عبدالشکور کے بھتیجے محمد عبیداللہ خان نے عرض کی کہ اگر آج حضرت قبلہ مسجد شریف میں جمعہ کی

نماز ادا فرمائیں، تو (یہ) برکت کا موجب ہوگی۔ حضرت قبلہ ان کی التجا کو منظور فرماتے ہوئے مسجد شریف میں تشریف لے گئے۔ جب نماز سے فارغ ہو کر اقامت گاہ کی طرف جانے کا ارادہ فرمایا تو عبیداللہ خان صاحب نے عرض کی کہ ہمارے بزرگوں کا قبرستان (یہاں سے) بہت قریب ہے۔ اگر حضرت ان کی قبروں پر دعا فرمائیں تو (یہ) ان کی فلاح ونجات کا ذریعہ بن جائے گا۔

حضرت قبلہ اس درخواست کے مطابق قبرستان کی طرف تشریف لے گئے، لیکن چونکہ سفر کے دنوں میں حضرت کو ذات الجنب (پسلی کے درد) کا بخار ہو گیا تھا اور اس وجہ سے آپ بہت ضعیف ہو گئے تھے، کمزوری کے سبب چلنے اور بیٹھنے اٹھنے کی طاقت نہیں رکھتے تھے، (لہٰذا) عبیداللہ خان پالکی لائے تھے اور حضرت پالکی میں سوار تھے۔ جب قبروں پر تشریف لے گئے تو عبیداللہ خان نے حضرت کے آنے سے پہلے اپنے والد کی قبر کے پہلو میں فرش نرم کر رکھا تھا۔ حضرت وہاں بیٹھ کر مراقبہ کرنے لگے اور تقریباً گھنٹہ بھر مراقبہ میں رہے اور پھر دعائے خیر فرما کر واپس تشریف لائے۔ جب ہندوستانیوں کے معرکہ سے مجلس خالی ہوئی تو حضرت قبلہ نے فرمایا کہ حدیث شریف میں آیا ہے کہ آدمی کی وفات کے بعد اگر نیک اولاد رہ جائے تو وہ اپنے بزرگوں کے لیے فائدہ پہنچاتی ہے۔ حقداد خان ترین صاحب جو اس سفر سے مشرف تھے، نے عرض کی کہ آج حضرت قبلہ دیر تک قبروں پر مراقب رہے ہیں۔ (آپ نے) اہل قبور کے حالات کس طرح مشاہدہ فرمائے ہیں؟

حضرت قبلہ نے فرمایا کہ جب اوّل میں نے عبیداللہ خان کے والد کی قبر کو دیکھا تو ان کی تمام قبر کو ظلمت سے لبریز پایا۔ حضرت باری (تعالیٰ) کی جناب میں تضرع وزاری کی، الحمدللہ کہ احسان الٰہی سے ان کی قبر سے وہ ظلمت جاتی رہی اور ان کی قبر نورانی ہو گئی۔ پھر ان کی قبر کے متصل عبیداللہ خان کے چچا کی قبر تھی، اس کی طرف نگاہ کی تو میں نے اس قبر کو بھی ظلمت سے پر پایا۔ (پھر) میں اس کی طرف متوجہ ہوا تو ان کی قبر سے (بھی) ظلمت جاتی رہی اور قبر میں ایک نور ظاہر ہوا، لیکن اس نور میں تھوڑی سی ظلمت ملی تھی، مگر ضعف کی وجہ سے بہت زیادہ بیٹھنے کی طاقت نہ رہی (اور) میں اٹھ پڑا۔

خاتمہ بالایمان سے آگاہی

میاں فضل علی صاحب، جو خان بہادر محمد رب نواز خان صاحب، میاں خیل تاجو خیل [۲۵] رئیس موسیٰ زئی شریف کے منشی تھے، تین رات دن سکرات موت میں مبتلا رہے اور اس کے بعد وفات پائی۔ ان (کی میت) کو نماز جنازہ کے لیے خانقاہ شریف میں لایا گیا۔ حضرت قبلہ نے (ان کی) نماز جنازہ پڑھائی۔ نماز کے دوران مولوی عبدالحکیم صاحب استرانہ [۲۶]، جو حضرت قبلہ کے مخلصین میں سے ایک ہیں، کے دل میں ایک خیال پیدا ہوا کہ میاں فضل علی صاحب پر جانکنی کی بڑی تکلیف آئی ہے، واللہ اعلم کہ ان کے خاتمہ کا انجام کیسا ہوا ہے؟ نماز سے فارغ ہونے کے بعد جب حضرت قبلہ تسبیح خانہ میں واپس تشریف لائے اور مولوی صاحب موصوف تنہا ہی آپ کے ساتھ تھے، تو حضرت قبلہ نے ان کو مخاطب کرتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ مولوی صاحب! بعض بعض باتیں ایسی ہوتی ہیں جو مجمع عام میں بیان نہیں کی جاسکتیں۔ میاں فضل علی صاحب نماز جنازہ کے وقت فقیر سے ملے ہیں۔ میں نے ان سے پوچھا کہ کیا حال ہے؟ انہوں نے مسکراتے ہوئے بتایا کہ سکرات موت کی جو سختی ہم پر آئی (وہ) بیان سے باہر ہے، لیکن اللہ تعالیٰ کے فضل سے خاتمہ ایمان پر ہوا ہے۔

پس حضرت قبلہ کی گوہر افشاں زبان (مبارک) سے یہ بات سن کر مولوی صاحب [۲۷] موصوف کے دل میں جو وسوسہ تھا وہ رفع ہوگیا اور اطمینان حاصل ہوگیا۔

اہل وعیال کے خیالات وتفکرات سے آگاہی

ایک روز ہمارے حضرت قبلہ قلبی و روحی فداہ (میرے دل و جان آپ پر فدا ہوں) خانقاہ شریف کے دروازے پر بیٹھے اپنے اونٹوں کے ریوڑ کا ملاحظہ فرمارہے تھے اور ناصر شادی زئی کے پیوندہ افغانوں سے پشتو زبان میں کلام فرمارہے تھے۔ جناب مولوی حسین علی صاحب" بھی حاضر بیٹھے تھے۔ اس وقت ان کے دل میں اپنے گھر (اور اہل وعیال) کے خیالات اور تفکرات آگئے تھے۔ حضرت قبلہ قلبی و روحی فداہ (میرے دل و جان آپ پر قربان ہوں)

نے فوراً ان کی طرف متوجہ ہوکر ارشاد فرمایا:

اِنَّ مِنْ اَزْوَاجِكُمْ وَاَوْلَادِكُمْ عَدُوًّا لَّكُمْ فَاحْذَرُوْهُمْ" (سورۃ التغابن ۱۴):

یعنی تمہاری عورتوں اور اولاد میں سے بعض تمہارے دشمن (بھی) ہیں، سو ان سے بچتے رہو۔

پھر (حضرت قبلہ) پہلے کی طرح افغانیوں کے ساتھ اونٹوں کے بارے میں گفتگو کرنے میں مشغول ہوگئے۔

مرید کی وفات سے آگاہ فرمانا

نماز تہجد کے وقت ہمارے حضرت قبلہ قلبی وروحی فداہ (میرے دل وجان آپ پر قربان ہوں) کی خدمت میں موضع مُڈی سے ایک قاصد نے حاضر ہوکر عرض کی کہ گل داد خان صاحب رانہ زئی جو کہ حضرت قبلہ کے خدام میں سے ہیں، کو دو دن ہوئے سانپ نے ڈس لیا ہے، لیکن آج قدرے بے ہوش ہیں، جتنا بھی علاج کیا گیا ہے، کوئی فائدہ نہیں ہوا۔ وہ بہت زیادہ تسلیمات کے بعد عرض کرتے ہیں کہ حضرت صاحب نمک پر دم فرمادیں۔ حضرت قبلہ نے نمک پر دم فرما کر قاصد کو دیا کہ (گھر) پہنچتے ہی فوراً کھلائیں اور سانپ کے ڈسنے کی جگہ زخم پر بھی ملیں۔

پس قاصد اس طرف روانہ ہوگیا۔ صبح کے وقت حضرت قبلہ نے اپنی گوہر افشاں زبان (مبارک) سے ارشاد فرمایا کہ گل داد خان صاحب نے تہجد کے بعد ہوش میں آکر میری طرف دیکھا:

چوں قضا آید طبیب ابلہ شود
داروئے دفع مرض گمراہ شود

یعنی جب قضا آتی ہے تو معالج ناداں ہو جاتا ہے (اور) بیماری کو مٹانے والی دوا بے اثر ہو جاتی ہے۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔

حضرت قبلہ کے اس کلام سے محفل کے تمام لوگ سمجھ گئے کہ گل داد خان فوت ہو گئے ہیں۔ دوسرے دن اطلاع پہنچی کہ گل داد خان قاصد کے پہنچنے سے پہلے (نماز) تہجد کے بعد افاقہ میں آکر گھڑی بھر حضرت قبلہ کی طرف متوجہ رہے (اور) اس کے بعد فوت ہو گئے۔

حواشی فصل چہارم

(۱) مراد کسیغر نام کا ایک پہاڑ ہے جو خانقاہ موسیٰ زئی شریف سے تین فرسنگ (۹ میل) مغرب کی طرف واقع ہے، اس ترکیب سے کہ غر بزبان (پشتو) پہاڑ کو کہتے ہیں اور کیسی و کسی اس پہاڑ کے نام ہیں اور (یہ) کوہ سلیمان کے نام سے بھی مشہور ہے۔ (سید اکبر علیؒ)

(۲) موسیٰ زئی ایک قصبہ فاخرہ کا نام ہے، جس میں خانقاہ شریف، اور حضرت حاجی دوست محمد قندھاریؒ اور ہمارے حضرت قبلہ برد اللہ مضجعہما ونور اللہ مرقدھما (اللہ تعالیٰ ان کے مزاروں کو خنک کرے اور ان کی قبروں کو منور فرمائے) کے پر انوار مزارات واقع ہیں، صوبہ پنجاب کے اضلاع میں سے ضلع ڈیرہ اسماعیل خان کے توابع ہے (سید اکبر علیؒ)

(۳) یہ قصہ حضرت قبلہ نے اپنی زبان (مبارک) سے بندہ کو بھی اپنی زبان (مبارک) سے تھوڑے فرق کے ساتھ بیان فرمایا جو ایک لطیف تفصیل طلب نکتہ ہے (مولانا حسین علی صاحبؒ)

(۴) حضرت قبلہ نے ایک بار اس کمینہ کے سامنے اس طرح کا قصہ بیان کیا ہے کہ قوم وزیر کے بہت سے لوگ اکٹھے آئے اور ہمارے نزدیک بیٹھ گئے۔ آخرکار حضرات قدسنا اللہ تعالیٰ کی برکت سے ان کے درمیان مخالفت پیدا ہوگئی۔ بعض کہنے لگے کہ حملہ کریں اور بعضوں نے کہا کہ حملہ نہ کریں اور بعض نے کہا اگر ایذا رسانی کا ارادہ کریں تو اوّل ہمارے ساتھ معاملہ کریں۔ آخرکار سب واپس چلے گئے (مولانا حسین علی صاحبؒ)

(۵) گرہ نورنگ، ضلع ڈیرہ اسماعیل خان کے ایک قصبہ کا نام ہے (سید اکبر علیؒ)۔

(۶) پیوندہ ایک افغانی قوم ہے جو ہر سال سردیوں میں اپنے اہل وعیال کے ہمراہ، دامان کے علاقے میں ڈیرہ اسماعیل خان آ جاتے ہیں اور گرمیوں میں خراسان چلے جاتے ہیں اور اہل خیمہ ان میں سے ہیں (سید اکبر علیؒ)

(۷) کہاوڑ ضلع ڈیرہ اسماعیل خان کا ایک قصبہ ہے (سید اکبر علیؒ)

(۸) بکھر نام کا ایک شہر ہے جو اس تحصیل میں ڈیرہ اسماعیل خان کے توابع ہے (سید اکبر علیؒ)

(۹) بگوانی ضلع ڈیرہ اسماعیل خان کے ایک قصبہ کا نام ہے (سید اکبر علیؒ)

(۱۰) ڈی ایک قصبہ کا نام ہے جو تحصیل کلاچی ضلع ڈیرہ اسماعیل خان میں واقع ہے (سید اکبر علیؒ)

(۱۱) کڑوہی ایک قصبہ کا نام ہے جو تحصیل خوشاب ضلع شاہ پور میں واقع ہے (سید اکبر علیؒ)

(۱۲) چودھواں ضلع ڈیرہ اسماعیل خان میں ایک قصبہ ہے (سید اکبر علیؒ)

(۱۳) یہ مرض ۱۳۰۹ھ (۹۲/۱۸۹۱ء) میں پھیلی تھی، اس وباء میں فقیر کے دادا مولوی صالح محمد بن استاذ الکل مولانا فتح محمدؒ نے جام شہادت نوش کیا (مولانا عطا محمدؒ مصحح)

(۱۴) اوگالی ایک قصبہ کا نام ہے جو ضلع شاہ پور کی تحصیل خوشاب کے ڈاکخانہ نوشہرہ، علاقہ سون سیکسر میں واقع ہے (سید اکبر علیؒ)۔

(۱۵) ٹیکن ضلع ڈیرہ اسماعیل خان کے ایک قصبہ کا نام ہے (سید اکبر علیؒ)

(۱۶) دریائے لونی ایک نہر کا نام ہے جو خراسان کے پہاڑوں سے دامان ڈیرہ اسماعیل خان کے علاقہ میں آتی ہے اور دریائے اٹک میں داخل ہو جاتی ہے (سید اکبر علیؒ)

(۱۷) چمڑے کی ایک چیز جس سے تیراکی کرتے ہیں (سید اکبر علیؒ)۔

(۱۸) سون وسیکسر پہاڑوں کے نام ہیں جو دونوں یونہی مشہور ہیں، اس وجہ سے علاقے کو سون سیکسر کہتے ہیں۔ یہ ضلع شاہ پور، تحصیل خوشاب، تھانہ وڈاکخانہ نوشہرہ میں ہیں، جہاں ہمارے حضرت قبلہ قلبی وروحی فداہ (میرے دل وجان آپ پر قربان ہوں) کی خانقاہ شریف واقع ہے، جو آپ نے گرمیوں کی راحت اور آرام کے لیے بنوائی تھی (سید اکبر علیؒ)

(۱۹) ایک افغانی قوم کا نام ہے (سید اکبر علیؒ)

(۲۰) ملا نواز اور ملا بادشاہ اور دوسرے دو آدمیوں کے نام معلوم نہیں (سید اکبر علیؒ)

(۲۱) ایک افغانی قوم کا نام ہے (سید اکبر علیؒ)

(۲۲) ایک قصبہ کا نام ہے جو ضلع ڈیرہ اسماعیل خان میں ہے۔ (سید اکبر علیؒ)

(۲۳) ایک قصبہ کا نام ہے جو ضلع ڈیرہ اسماعیل خان، تحصیل لیہ، تھانہ وڈاکخانہ کروڑلعل عیسن میں واقع ہے (سید اکبر علیؒ)۔

(۲۴) ضلع مرادآباد (ہندوستان) کے ایک شہر کا نام ہے (سید اکبر علیؒ)۔

(۲۵) ایک افغانی قوم کا نام ہے (سید اکبر علیؒ)

(۲۶) استرانہ ایک افغانی قوم کا نام ہے (سید اکبر علیؒ)

(۲۷) جناب مولوی عبدالحکیم صاحب نے بیان فرمایا کہ ایک روز حضرت قبلہ نے اشراق کے وقت ہمیں مخاطب کرتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ گزشتہ رات جن فقیر کے پاس بیعت کرنے کے لیے آئے تھے۔ اپنا مطلب حاصل کرنے کے بعد وہ واپس چلے گئے۔ (سیدنا کبر علیؒ)

فصل پنجم:

ہمارے حضرت قبلہ قلبی وروحی فداہ (میرے دل وجان آپ پر قربان ہوں) کے معمولات کا بیان

راقم عفی عنہ کہتا ہے کہ بندہ تقریباً بیس سال، پانچ ماہ اور پانچ دن حضرت قبلہ کی خدمت میں حاضر رہا۔ ان میں سے سات برس حضرت اقدس کی خدمت مبارک میں اکناف آفاق اور اطراف عالم سے آنے والے عریضوں کے جواب تحریر کرنے پر مامور رہا اور معمولات وغیرہ کی تحریر جو لوگ حضرت قبلہ سے زاری کامل اور آرزوئے کمال کے ساتھ ہمیشہ طلب کرتے تھے، کی خدمت انجام دیتا رہا۔ ایک روز حضرت قبلہ کے ارشاد پر ہر طرح کے تعویذات لکھے اور چند صفحات الگ الگ کر کے حضرت اقدس کے حضور پیش کیے۔ (آپ نے) تبسم فرمایا اور (پھر) ارشاد فرمایا کہ اب تم اس کام کے عامل (ماہر) بن چکے ہو کہ (اب تک) ہزاروں تعویذات تمہارے ہاتھ سے لکھے گئے ہیں۔

پس بندہ نے سینکڑوں بار تجربہ کیا ہے (اور ان کو) بہت زود اثر پایا ہے، لہٰذا حضرت قبلہ کے بعض معمولات جو ان سات برسوں کے دوران اس کو اپنے پیر و مرشد سے تحقیق کے ساتھ ملے ہیں اور (ان کی) مجھے اجازت ملی ہے، لوگوں کے نفع عام کے لیے مخبر صادق صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد مبارک: ''خَيْرُ النَّاسِ مَنْ يَّنْفَعُ النَّاسَ'' (کنز العمال ۱۶:۱۲۸، کشف الخفاء ۱:۴۷۲) یعنی لوگوں میں سب سے اچھا آدمی وہ ہے جو لوگوں کو (زیادہ) نفع پہنچائے، کو اپنے لیے بشارت سمجھتے ہوئے (ان کو یہاں) لکھتا ہوں۔

تمام مصیبتوں، سانپ کے ڈنگ کے زہر اور پاگل کتے کے کاٹنے کے اثر سے محفوظ رہنے کے لیے

معمول:

سورہ فاتحہ، آیۃ الکرسی، چار قل یعنی قُلْ یَاَیُّھَا الْکٰفِرُوْنَ، قُلْ ھُوَ اللّٰہُ اَحَد، قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ اور قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ، سب پڑھ کر دم کریں۔ تمام زمینی اور آسمانی آفتوں اور بلاؤں کے لیے حد سے زیادہ مفید ہے، خصوصاً جادوٹونے اور سانپ کے ڈنگ کے زہر کے اثرات کو زائل کرنے کے لیے بہت مجرب ہے۔

جادوٹونے کے توڑ کے لیے ہر روز تین بار پڑھ کر سارے جسم پر دم کریں اور سانپ کے ڈنگ کے زہر کے اثر کو ختم کرنے کے لیے نمک پر دم کر کے مریض کو کھلائیں اور سانپ کے زخم کی جگہ پر ملیں، اور پاگل کتے کے کاٹنے پر آیۃ الکرسی کو بغیر شامل کیے پڑھ کر دم کریں، مجرب ہے۔

تمام بیماریوں، دکھوں اور جن، آسیب اور نظر بد سے محفوظ رہنے کے لیے

معمول:

سورہ فاتحہ (چار قل): قُلْ یَاَیُّھَا الْکٰفِرُوْنَ، قُلْ ھُوَ اللّٰہُ اَحَدٌ، قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ. قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ اور اِنْ یَّکَادُ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا لَیُزْلِقُوْنَکَ بِاَبْصَارِھِمْ لَمَّا سَمِعُوا الذِّکْرَ وَیَقُوْلُوْنَ اِنَّہٗ لَمَجْنُوْنٌ وَمَا ھُوَ اِلَّا ذِکْرٌ لِّلْعٰلَمِیْنَ وَبِالْحَقِّ اَنْزَلْنَاہُ وَبِالْحَقِّ نَزَلَ، اَعُوْذُ بِکَلِمَاتِ اللّٰہِ التَّامَّاتِ کُلِّھَا مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ، بِسْمِ اللّٰہِ الَّذِیْ لَا یَضُرُّ مَعَ اسْمِہٖ شَیْءٌ فِی الْاَرْضِ وَلَا فِی السَّمَآءِ وَھُوَ السَّمِیْعُ

الْعَلِیْمُ، وَلاَ حَوْلَ وَلاَ قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِo الٰہی بحرمت حضرت حاجی دوست محمد صاحب قندھاری قدسنا اللہ تعالیٰ بسرہ الاقدس، اَللّٰهُمَّ اشْفِ صَاحِبَ هٰذَا الْمَرَضِ بِحَوْلِکَ وَقُدْرَتِکَ وَجَبَرُوْتِکَ بِرَحْمَتِکَ یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَo

ان سب کو پڑھ کر دم کریں اور پلائیں، تمام بیماریوں، تکلیفوں، دکھوں، جن، آسیب اور نظر بد وغیرہ سے بچنے کے لیے حد سے زیادہ مفید ہے۔

شدید امراض میں دم کرنے کے لیے

معمول:

شدید بیماریوں کے لیے

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِط اَعُوْذُ بِکَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّاتِ کُلِّهَا مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ اَعُوْذُ بِکَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّاتِ مِنْ غَضَبِهٖ وَعِقَابِهٖ وَمِنْ شَرِّ عِبَادِهٖ وَمِنْ هَمَزَاتِ الشَّیَاطِیْنِ وَاَنْ یَّحْضُرُوْنِ بِسْمِ اللّٰهِ الَّذِیْ لاَ یَضُرُّ مَعَ اسْمِهٖ شَیْئٌ فِی الْاَرْضِ وَلاَ فِی السَّمَآءِ وَهُوَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ وَلاَ حَوْلَ وَلاَ قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِط یَا شَافِیْ یَا شَافِیْ یَا شَافِیْ وَصَلَّی اللّٰهُ عَلٰی خَیْرِ خَلْقِهٖ مُحَمَّدٍ وَّآلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِیْنَo

لکھ کر بازو یا گلے میں ڈالے اور اگر آدمی کے سارے جسم یا کسی حصے میں درد ہو تو یہ تعویذ کاغذ پر لکھ کر، پانی میں دھوئیں، زیادہ پانی پی لیں اور کچھ پانی کو کڑوے تیل میں ڈال کر اس تیل سے درد کی جگہ پر لگائیں۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے آرام آ جائے گا۔

بچہ کے لیے تعویذ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِo اَعُوْذُ بِکَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّةِ مِنْ کُلِّ عَیْنٍ لَّامَّةٍ وَمِنْ شَرِّ کُلِّ شَیْطَانٍ وَّهَآمَّةٍ تَحَصَّنْتُ بِحِصْنِ اَلْفِ اَلْفِ

لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ وَصَلَّى اللّٰهُ عَلٰى خَيْرِ خَلْقِهٖ مُحَمَّدٍ وَّآلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِيْنَ○

زراعت کی حفاظت کے (تعویذ)

(یہ کلمات) کاغذ پر لکھیں، کورے پیالہ میں بند کریں اور اسے کھیت کے درمیان دفن کردیں۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ○ يَارَزَّاقَ الْعِبَادِ يَا خَلَّاقَ الْخَلَّائِقِ يَا فَاطِرَ السَّمٰوٰاتِ وَيَامُنْبِتَ الزَّرْعِ وَالنَّبَاتِ وَيَامُجِيْبَ الدَّعْوَاتِ اِدْفَعْ مِنْ هٰذَا الزَّرْعِ شَرًّا الْهَوَآمِ وَالْوُحُوْشِ وَشَرَّ الْفَارَةِ وَلَاخَنَازِيْرِ الْمُفْسِدَةِ وَارْزُقْنَا رِزْقًا حَسَنًاط وَصَلَّى اللّٰهُ عَلٰى خَيْرِ خَلْقِهٖ مُحَمَّدٍ وَّآلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِيْنَ○

اسمائے اصحاب کہف کا تعویذ (حصول برکت، ڈوبنے، جلنے، چوری اور ڈاکہ زنی وغیرہ سے بچنے کے لیے)

حصول برکت اور ڈوبنے، جلنے اور ڈاکہ زنی وغیرہ سے بچنے کے لیے اور بیماریوں سے شفا اور حاجات کے پورا ہونے کے لیے ان (اصحاب کہف) کے نام لکھیں اور مکان، کشتی اور اموال میں رکھیں یا اپنے پاس رکھیں، اللہ کی حفاظت میں رہے گا: بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ○ الٰہی بحرمت یملیخا[۲] مکسلمینا، میلسمینا، مرتوش، دبدنوش، شادنوش، مرطونس اور ان کے کتے قمطیر کا نام۔

ہر درد سے شفا پانے کے لیے (تعویذ)

اس آیت مبارک کو تین روز تک متواتر کاغذ پر لکھ کر پانی میں دھوئیں اور پانی کو پئیں اور درد کی جگہ پر ملیں، ان شاء اللہ مفید ہوگا:

لَوْ اَنْزَلْنَا هٰذَا الْقُرْآنَ عَلٰى جَبَلٍ لَّرَاَيْتَهٗ خَاشِعًا مُّتَصَدِّعًا مِّنْ خَشْيَةِ اللّٰهِ وَتِلْكَ الْاَمْثَالُ نَضْرِبُهَا لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُوْنَ، يَا شَافِيُ يَا شَافِيُ يَا شَافِيُ o

عورت کے حاملہ ہونے اور نرینہ اولاد جننے کے لیے تعویذ

اسم (الٰہی) یَا مُبْدِئُ کو تھالی میں اور کاغذ کے ۹ ٹکڑوں پر لکھیں، جب عورت حیض سے پاک ہو جائے (تو وقت مجامعت) مہینے کے شروع میں تین دن لگاتار اسے ایک ایک ٹکڑا کھلائیں ۳ (اور صبح یَامُبْدِئُ لکھی ہوئی تھالی میں پانی ڈال کر اسے پلائیں)۔ تین ماہ ایسے ہی عمل کریں اور آیت:

اَللّٰهُ يَعْلَمُ مَا تَحْمِلُ كُلُّ اُنْثٰى وَمَا تَغِيْضُ الْاَرْحَامُ وَمَا تَزْدَادُ وَكُلُّ شَيْءٍ بِمِقْدَارٍ عَالِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ الْكَبِيْرُ الْمُتَعَالِ o

اور آیت:

يَا زَكَرِيَّا اِنَّا نُبَشِّرُكَ بِغُلَامِ ۨ اسْمُهٗ يَحْيٰى لَمْ نَجْعَلْ لَّهٗ مِنْ قَبْلُ سَمِيًّا ط وَصَلَّى اللّٰهُ عَلٰى خَيْرِ خَلْقِهٖ مُحَمَّدٍ وَّآلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِيْنَ.

لکھ کر عورت کو دیں کہ گلے میں ڈال لے، اس طرح کہ ناف سے دو انگشت نیچے لٹکا رہے۔ ان شاء اللہ تعالیٰ عورت حاملہ ہو جائے گی اور نرینہ اولاد جنے گی۔

جس عورت کا حمل خشک ہو جائے اس کے لیے تعویذ

سفید چینی کے برتن پر لکھیں اور چالیس روز تک بلا ناغہ (عورت کو) پلائیں۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے اس کا حمل پرورش پا کر ظاہر ہو جائے گا:

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ o سُبْحٰنَ الَّذِىْ خَلَقَ الْاَزْوَاجَ كُلَّهَا مِمَّا تُنْبِتُ الْاَرْضُ وَمِنْ اَنْفُسِهِمْ وَمِمَّا لَا يَعْلَمُوْنَ o وَصَلَّى اللّٰهُ عَلٰى خَيْرِ خَلْقِهٖ مُحَمَّدٍ وَّآلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِيْنَ.

ہر قسم کے بخار سے شفا کے لیے تعویذ

کھٰیٰعٓصٓ o ذِکْرُ رَحْمَتِ رَبِّکَ عَبْدَہٗ زَکَرِیَّا o اِذْ نَادٰی رَبَّہٗ نِدَآءً خَفِیًّا o قَالَ رَبِّ اِنِّیْ وَهَنَ الْعَظْمُ مِنِّیْ وَاشْتَعَلَ الرَّاْسُ شَیْبًا وَّلَمْ اَکُنْ بِدُعَآئِکَ رَبِّ شَقِیًّا o وَصَلَّی اللّٰہُ عَلٰی خَیْرِ خَلْقِہٖ مُحَمَّدٍ وَّآلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ o

لکھ کر (مریض کے) گلے میں باندھیں اور کاغذ کے تین ٹکڑوں پر

اللہ اللہ
یا محیطط
اللہ

لکھ کر تین روز ایک ایک کھالیں۔ ان شاء اللہ تعالیٰ بخار اُتر جائے گا۔

تیسرے دن کے بخار کے لیے تعویذ

بخار کے شروع ہونے پر، بخار کی باری کے روز: اوّل اور آخر میں درود شریف پڑھ کر سورہ رعد پڑھ کر دم کریں۔ ان شاء اللہ تعالیٰ صحت ہو جائے گی۔ تینوں باری کے دنوں میں یونہی دم کو پورا کرے، بخار پہلی یا دوسری باری پر اُتر جائے گا اور اگر تین باری کے دنوں میں دم نہ کریں گے تو چند روز کے بعد بخار دوبارہ چڑھ جائے گا۔

ہر قسم کی بواسیر کے لیے تعویذ

یَارَحِیْمُ کُلِّ صَرِیْخٍ وَّمَکْرُوْبٍ وَّغِیَاثَہٗ وَمَعَاذَہٗ یَارَحِیْمُ وَصَلَّی اللّٰہُ عَلٰی خَیْرِ خَلْقِہٖ مُحَمَّدٍ وَّآلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ

لکھ کر کمر میں باندھیں۔

مکرر:

اگر صبح وشام سورہ فاتحہ بسم اللہ کے ساتھ سات بار پڑھی جائے تو زیادہ بہتر ہے اور اگر یہ نہ ہو سکے تو صرف بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ صبح وشام پڑھ کر اپنے جسم پر ناف سے گھٹنوں تک اور سامنے اور پیچھے (پشت پر) ہتھیلیوں پر دم کر کے پھیرے۔

دردِ باد سے شفا کے لیے تعویذ

اَللّٰهُمَّ اَنْتَ الْبَاعِثُ وَاَنَا الْمَبْعُوْثُ وَمَنْ يَّدْعُ الْمَبْعُوْثُ اِلَّا الْبَاعِثُ يَا رَبِّ وَصَلَّى اللّٰهُ عَلٰى خَيْرِ خَلْقِهٖ مُحَمَّدٍ وَّآلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِيْنَ

لکھ کر درد کی جگہ پر باندھ لیں۔

مال کے جلد بکنے کے لیے تعویذ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ○ فَاسْتَبْشِرُوْا بِبَيْعِكُمُ الَّذِىْ بَايَعْتُمْ بِهٖ وَذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ○ وَصَلَّى اللّٰهُ عَلٰى خَيْرِ خَلْقِهٖ مُحَمَّدٍ وَّآلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِيْنَ

لکھ کر مال کے اندر رکھیں۔

ذہن کی تیزی اور مطالعہ کی زیادتی کے لیے (تعویذ)

اَللّٰهُمَّ نَوِّرْ قَلْبِىْ بِعِلْمِكَ وَاسْتَعْمِلْ بَدَنِىْ بِطَاعَتِكَ وَ بَارِكْ وَسَلِّمْ عَلَيْهِ○

سبق کے آغاز سے پہلے سات بار پڑھ کر اپنے جسم پر دم کر لیں۔

رونے والے بچے کے صبر کے لیے تعویذ

ط ط ط ط ط ط ھھھھھھھھ قدوس قدوس قدوس قدوس قدوس قدوس قدوس وَصَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی خَیْرِ خَلْقِہٖ مُحَمَّدٍ وَّآلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَo

لکھ کر گلے میں باندھ دیں۔

تلی سے شفا کے لیے تعویذ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِo اِنَّ اللّٰہَ یُمْسِکُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ اَنْ تَزُوْلَاo وَلَئِنْ زَالَتَا اِنْ اَمْسَکَھُمَا مِنْ اَحَدٍ مِّنْ بَعْدِہٖo اِنَّہٗ کَانَ حَلِیْمًا غَفُوْرًاo یا طحال ارجعِ الیٰ مکانک بحق ابی بکر الصدیق رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہ،

لکھ کر تلی کی جگہ باندھ دیں۔

مکرر:

نیل گچ کردہ موٹے کپڑے کی سات تہہ کر کے پانی سے تر کر کے تلی کی جگہ پر رکھیں اور اس کپڑے کے اوپر نئی ٹھیکری، جسے پانی نہ لگا ہو، رکھیں اور اس ٹھیکری کے اندر آگ کا انگارہ رکھیں اور اس کے اوپر یہ تعویذ:

رکھیں۔ ان شاء اللہ تلی زائل ہو جائے گی۔

مکرر:

اتوار کے روز مٹی کی ایک روٹی تلی کے برابر بنا کر تلی کی جگہ پر رکھیں اور دائیں ہاتھ میں

چاقو لے کر ایک ایک بار سورہ الم نشرح تسمیہ کے ساتھ پڑھیں۔ چاقو سے اس روٹی کو کاٹیں اور اسی طرح سات بار کریں لیکن پہلی اور آخری بار (سورہ الم نشرح کے ساتھ) درود شریف کا اضافہ کریں۔ یہ عمل تین اتوار کریں۔ ان شاء اللہ تعالیٰ تلی ختم ہو جائے گی۔

یرقان سے شفا کے لیے معمول

اتوار کے روز سبز گھاس کے چند بڑے پتے لیں۔ ان کا ایک سرا یرقان کے مریض کے ہاتھ میں دیں کہ پکڑ رکھے اور دوسرا سرا اپنے بائیں ہاتھ سے پکڑیں اور دائیں ہاتھ میں چاقو پکڑ کر ایک بار سورہ القریش بسم اللہ کے ساتھ پڑھیں اور اس پتے کو کاٹ ڈالیں۔ اسی طرح سات دفعہ کریں لیکن پہلی اور آخری بار (سورہ القریش کے ساتھ) درود شریف کا اضافہ کریں۔ یہ عمل تین اتوار کریں۔ ان شاء اللہ یرقان ختم ہو جائے گا۔

ختم حضرت غوث الثقلین شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کا طریقہ

تمام مقاصد کے حصول اور دینی و دنیاوی مشکلات کے حل کے لیے مجرب ہے۔ پہلے سو دفعہ درود شریف، اس کے بعد حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلِ، اس پر اضافہ کیے بغیر (یعنی آیت کے صرف یہی الفاظ) پانچ سو بار اور بعد ازاں سو بار درود شریف، ہمیشہ پڑھے تا کہ مقصود حاصل ہو جائے اور مشکلات رفع ہو جائیں۔ اس کا ثواب حضرت ممدوح (شیخ عبدالقادر جیلانیؒ) کے روح پر فتوح کو بخش کر اپنی حاجتیں، ان کے طفیل بارگاہ الٰہی جل شانہ سے طلب کریں۔ ان شاء اللہ تعالیٰ مقصد پورا ہو جائے گا۔

دو جہانوں کے کاموں کی خیر و برکت، معاش کی کشادگی و فراخی اور ترقی رزق کے لیے معمول

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى آلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ اَفْضَلَ

صَلَوَاتِکَ بِعَدَدِ مَعْلُوْمَاتِکَ وَبَارِکْ وَسَلِّمْ عَلَیْہِ○

ہزار بار بلاناغہ دن رات پڑھا جائے۔ بہت زیادہ مفید ہے اور نہایت مجرب ہے۔

ہر چیز کے لیے تعویذ

ن۶ ن۵ ن

حم حم حم حم حم حم حم اللّٰہ حم الْاَمْرُ وَ جَآءَ النَّصْرُ فَعَلَیْنَا لَا یُنْصَرُوْن

وَصَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلٰی اللّٰہ خَیْرِ خَلْقِہٖ مُحَمَّدٍ وَّآلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْن

اللّٰہ

محبت۵ کے لیے تعویذ

اس پر خوشبو لگا کر دائیں بازو میں باندھیں:

۱	۱۴	۱۱	۸
یحبونهم کحب اللّٰه یاغفار	والذین آمنوا اشد حبا للّٰه یا کریم	والقیت علیک محبة منی یا کریم	انه لحب الخیر لشدید یا ودود
انه لحب الخیر لشدید یا ودود ۱۲	والقیت علیک محبة منی یا کریم ۷	والذین آمنوا اشد حبا للّٰه یا رحیم ۲	یحبونهم کحب اللّٰه یا لطیف ۱۲
والذین آمنوا اشد حبالله یا لطیف ۶	یحبونهم کحب اللّٰه یارحمن ۹	انه لحب الخیر لشدید یا رحیم ۱۶	والقیت علیک محبة منی یارحمن ۳
والقیت علیک محبة منی یارحمن ۱۵	انه لحب الخیر لشدید ۱۱	یحبونهم کحب اللّٰه یا کریم ۵	والذین آمنوا اشد حبا للّٰه یا رحیم ۱۰

بقائے حمل کے لیے تعویذ

یاقابض	یا قابض	یاقابض
یا قابض	یا قابض	یا قابض
یا قابض	یا قابض	یا قابض

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ٥ يَا يَحْيٰى خُذِ الْكِتَابَ بِقُوَّةٍ وَآتَيْنَاهُ الْحُكْمَ صَبِيًّا، وَصَلَّى اللّٰهُ عَلٰى خَيْرِ خَلْقِهٖ مُحَمَّدٍ وَّآلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِيْنَ.

دردِ سر سے شفا کے لیے تعویذ

۷۸۶

یا بدوح	یا بدوح	یا بدوح	یا بدوح	یا بدوح	یا بدوح	یا بدوح
یا بدوح	یا بدوح	یا بدوح	یا بدوح	یا بدوح	یا بدوح	یا بدوح
یا بدوح	یا بدوح	یا بدوح	یا بدوح	یا بدوح	یا بدوح	یا بدوح
یا بدوح	یا بدوح	یا بدوح	یا بدوح	یا بدوح	یا بدوح	یا بدوح
یا بدوح	یا بدوح	یا بدوح	یا بدوح	یا بدوح	یا بدوح	یا بدوح
یا بدوح	یا بدوح	یا بدوح	یا بدوح	یا بدوح	یا بدوح	یا بدوح
یا روح	یا روح	یا روح	یا روح	یا روح	یا روح	یا روح

وَصَلَّى اللّٰهُ عَلٰى خَيْرِ خَلْقِهٖ مُحَمَّدٍ وَّآلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِيْنَ

آنکھ کے درد سے شفا پانے کے لیے تعویذ

یا بدوح	یا بدوح	یا بدوح
یا بدوح	یا بدوح	یا بدوح
یاروح	یاروح	یاروح
یاروح	یاروح	یاروح

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ فَكَشَفْنَا عَنكَ غِطَآئَكَ فَبَصَرُكَ الْيَوْمَ حَدِيْدٌ، وَصَلَّى اللّٰهُ عَلٰى خَيْرِ خَلْقِهٖ مُحَمَّدٍ وَّآلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِيْن.

ناف کے ٹل جانے کی شفا کے لیے تعویذ

الٰہی بحرمت حضرت ابی بکر الصدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ

تلک حدود اللہ فلا تعتدوھا

الٰہی بحرمت حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ

الٰہی بحرمت حضرت علی ابن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ

تعویذ حضرت علیؓ جو ہمارے حضرت قبلہ کا معمول تھا

حضرت امیر المومنین علی ابن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ وکرم اللہ وجہ سے منقول ہے کہ آپ نے فرمایا جو کوئی اس طلسم کو اپنے ساتھ رکھے گا جادو، مصیبت، تکلیف اور امراض سے خدا تعالیٰ کی پناہ میں رہے گا اور عزت وآبرو کے ساتھ رہے گا اور غیبی فتوحات اور فیوضات لاریبی اس پر نازل رہیں گی اور وہ یہ ہے:

حواشی فصل پنجم

(۱) یہ تین معمول حضرت (خواجہ محمد عثمانؒ) اور حضرت کے (پیر و مرشد) حضرت (خواجہ دوست محمد قندھاریؒ) کے علاوہ (کہیں) معلوم نہیں ہوئے (سید اکبر علیؒ)۔

(۲) حضرت قبلہ نے ارشاد فرمایا کہ اصحاب کہف کے نام کتابوں میں مختلف لکھے گئے ہیں، لیکن اپنے پیر و مرشد سے مجھے یونہی ملے ہیں (سید اکبر علیؒ)

(۳) (یہ عمل) مجامعت کی رات کرے اور صبح کے وقت زوجین یہ تھالی پی لیں اور نو بار یونہی کریں (سید اکبر علیؒ)

(۴) اس پر اضافہ کے بغیر یعنی لفظ ''نِعْمَ الْمَولٰی وَنِعْمَ النَّصِیْر'' اس سے نہ ملائیں، بلکہ انہی الفاظ پر اکتفا کریں (سید اکبر علیؒ)

(۵) اس تعویذ کی اجازت زوجین کے (درمیان) اختلاف (دور کرنے) کے لیے ہے اور اس کے علاوہ اجازت نہیں اور اگر کوئی کسی دوسری جگہ (عمل) کرے گا تو اِنْ شَاءَاللہ نفع کی بجائے نقصان ہوگا (سید اکبر علیؒ)

فصل ششم:

ہمارے حضرت قبلہ قلبی وروحی فداہ (میرے دل وجان آپ پر قربان ہوں) رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ رحمۃً واسعہ کے عالی مقام خلفاء کا تذکرہ

حضرت قبلہ کے خداشناس خلفاء جن سے میں آگاہ ہوں اور میں نے سالہا سال ان کے ساتھ اٹھنا بیٹھنا رکھا ہے، جس قدر مجھے ان کے حالات سے آگاہی ہے (وہ) لکھتا ہوں۔

جناب حضرت لعل شاہ صاحب سید ہمدانی بلاولی رحمۃ اللہ علیہ، سکنہ دندہ شاہ بلاول صاحب قدس سرہ العزیز

آپ اس علاقہ کے صحیح النسب سادات کبار سے (اور) ہمارے حضرت قبلہ کے جلیل القدر خلیفہ تھے اور آپ کے بزرگ قدیم زمانہ سے ہمدان میں رہتے تھے۔ بہت عرصہ ہوا کہ ان کے خاندان سے حضرت شاہ بلاول صاحب دندہ شریف میں آکر آباد ہو گئے تھے اور ان کا مزار بھی دندہ شریف (ہی) میں ہے، اسی وجہ سے اس کو دندہ شاہ بلاول کہتے ہیں۔

آپ عالم وفاضل، صالح ومتقی، دائم الذکر والفکر، صاحب استغراق، صاحب حلم وخلق، صاحب سخاوت اور صاحب توکل تھے۔ آپ مولوی احمد دین انگوی[1] صاحب (رحمۃ اللہ علیہ) جو حضرت حاجی دوست محمد صاحب (قندھاری رحمۃ اللہ علیہ) کے خلفاء میں سے تھے، کے شاگرد تھے۔ دس سال میں علوم دینی معقول ومنقول سے فارغ ہو گئے اور پندرہ برس تک مولوی احمد دین صاحبؒ کے شاگردوں کو پڑھاتے رہے۔ مولوی صاحب موصوف کی وفات کے بعد حضرت حاجی دوست محمد صاحب (رحمۃ اللہ علیہ) کی خدمت میں موسم گرما کے شروع میں خانقاہ دامان میں پہنچے، جب حضرت (حاجی صاحب) خانقاہ خراسان کی طرف روانہ ہونے والے تھے اور طریقہ شریفہ (نقشبندیہ) اخذ کر کے اپنے گھر کی طرف واپس چلے گئے۔ جب

حضرت حاجی صاحب ممدوح خراسان سے واپس خانقاہ دامان تشریف لائے تو جلد ہی انہوں نے خود کو حضرت کی خدمت میں حاضر ہو کر (آپ کی) صحبت شریف، ذکر واذکار اور حلقہ کا التزام کر کے تقریباً ایک ماہ میں ولایت صغریٰ کی اجازت حاصل کر لی۔ بعد ازاں دو سال تک حضرت (اقدس) کی خدمت میں پہلے کی طرح حاضر ہوتے تھے اور چلے جاتے تھے اور فیوض و برکات حاصل کرتے تھے۔ آخری وقت حضرت (اقدس) کی شدید بیماری کے دنوں میں بھی حاضر (خدمت) تھے۔ حضرت (اقدس) نے اس بیماری کی حالت میں کمال مہربانی سے انھیں اپنے پاس بلایا اور اپنا ہاتھ مبارک ان کے سینے پر پھیرا۔ سو وہ کچھ دیر بے ہوش ہو گئے جب افاقہ ہوا تو بتایا کہ حضرت (اقدس) کے ہاتھ پھیرنے سے میرے سینے سے تمام کدورات اور آلائشیں شیشہ کی طرح صاف ہو گئی ہیں۔

حضرت حاجی صاحب مغفور کے وصال کے بعد انہوں نے ہمارے حضرت قبلہ قلبی و روحی فداہ (میرے دل و جان آپ پر قربان ہوں) سے تجدید بیعت کر لی اور سالہا سال تک (حضرت قبلہ) کی خدمت مبارک میں آتے رہے اور واپس جاتے رہے اور (آپ کی) خدمات کیا کرتے تھے اور آپ کی صحبت شریف اور حلقہ سے مشرف ہو کر فیوضات انوار کا اپنے باطن میں مشاہدہ کرتے تھے اور سیر سلوک کے تمام مقامات تفصیل و تحقیق کے ساتھ طے کر کے شرف اجازت و خلافت سے مشرف ہو گئے تھے اور ارشاد میں یوں مشہور ہو گئے تھے کہ قوی حالات اور بلند مقامات کے حامل تھے اور سینکڑوں لوگوں کو خصوصاً اعوان قوم کو فیض ربانی کے القاء سے منور کر دیا تھا اور اجازت اوّل سے وفات تک تیس برس مسند ارشاد پر متمکن رہ کر مخلوق خدا کی ہدایت میں عمر عزیز بسر فرمائی۔ ہمارے حضرت قبلہ قلبی و روحی فداہ (میرے دل و جان آپ پر فدا ہوں) کے وصال مبارک سے گیارہ ماہ پچیس روز پہلے بدھ کے دن ظہر کے وقت ۲۷ شعبان المعظم ۱۳۱۳ھ کو كُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَةُ الْمَوْتِ کے حکم سے رحمت حق کے جوار میں آرام پایا۔ طَابَ اللّٰهُ تعالیٰ ثَرَاهُ۔ آپ کا مزار پر انوار خانقاہ دندہ شریف میں ہے۔

(حضرت) میاں فاضل صاحب قوم اعوان سلمہ اللہ تعالیٰ

آپ موضع کوٹلی، علاقہ سون سکیسر، تحصیل خوشاب ضلع شاہ پور کے قدیمی رہائشی ہیں۔ اب کئی سال سے مکھڈ، تحصیل پنڈی گھیپ ضلع اٹک میں مقیم ہیں۔ شروع میں ان کے دل میں محبت وشوق الٰہیہ پیدا ہوا کہ کسی اہل اللہ کی خدمت میں پہنچ کر فیض حاصل کروں۔ بہت تلاش کے بعد حضرت پیر محمد شاہ المعروف پیر میاں صاحب، جو حضرت شیخ عبدالقادرؒ کی اولاد سے اور خلیفہ خاص جناب حضرت حاجی دوست محمد صاحب (رحمۃ اللہ علیہ) تھے، کی خدمت میں حاضر ہو کر بیعت کی اور پانچ برس ان کی خدمت کی اور (ذکر) قلب سے نفی واثبات تک سلوک حاصل کیا۔ ان کی وفات کے بعد بڑی انکساری سے ہمارے حضرت قبلہ قلبی و روحی فداہ (میرے دل وجان آپ پر فدا ہوں) کی خدمت میں حاضر ہو کر بیعت کر لی اور آپ کی صحبت شریف میں رہنے لگے۔

چند سال کے بعد جب حضرت قبلہ پہلی دفعہ موسم گرما گزارنے کے لیے خانقاہ شریف سون سکیسر تشریف لے گئے تو اس سفر میں یہ بھی حاضر تھے۔ تہجد کے وقت جب نمل[۲] کے کنارے پہنچے تو انہوں نے حضرت قبلہ سے رخصت مانگی۔ حضرت نے انھیں مخاطب کرتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ خواجگان نقشبندیہ مجددیہ کے تمام ختم ہر روز پڑھا کرنا، تمہیں اجازت ہے اور ختم شاہ ابوسعید صاحبؒ جو تین بار سورۃ اخلاص ایک بار معوذتین اور ایک بار سورۃ فاتحہ (پر مشتمل) ہے، نیز ہمیشہ پڑھ کر حضرت ممدوح کی روح پر فتوح کو بخشنے کی اجازت ہے۔

انہوں نے عرض کیا کہ یہ ختم شریف کتاب مناقب احمدیہ ومقامات سعیدیہ میں لکھا ہے وہاں سے دیکھ لوں گا۔ (حضرت اقدس نے) فرمایا کہ یہ ختم شریف اُس کتاب میں درج نہیں ہے۔ یہ تو صرف میرے پیر ومرشد حضرت حاجی دوست محمد صاحب قدس سرہ وبرد اللہ مضجعہ کا معمول تھا کہ آپ ہمیشہ، بلاناغہ پڑھ کر حضرت شاہ ابوسعید صاحب (رحمۃ اللہ علیہ) کی روح پر فتوح کو بخشا کرتے تھے۔

بعد ازاں حضرت قبلہ کی خانقاہ شریف سون سے خانقاہ شریف موسیٰ زئی کی طرف واپسی

کے وقت وہ نمل شہر سے حضرت قبلہ کی خدمت میں حاضر ہو کر شریک سفر ہوئے اور خانقاہ شریف موسیٰ زئی پہنچے۔ ایک روز اشراق کے وقت حضرت قبلہ قلبی وروحی فداہ (میرے دل وجان آپ پر فدا ہوں) تسبیح خانہ میں تشریف فرما تھے، آپ نے انھیں (میاں فاضلؒ کو) مخاطب کر کے ارشاد فرمایا کہ دلائل الخیرات اور حزب البحر کے پڑھنے کی (تمہیں) رخصت ہے اور شرف اجازت (مرحمت) فرمایا اور (بعد ازاں ارشاد) فرمایا کہ اگر تمہارے پاس کوئی طالب خدا آئے اور خدا تعالیٰ کے ذکر کی طلب کرے، تو اسے فوراً ذکر سکھلاؤ اور اس پر توجہ کرو۔ پھر فرمایا کہ فقر کا لباس پہننا آسان ہے اور ایمان کی پرورش کرنا مشکل ہے، یعنی انسان جو کام کرتا ہے اس میں شرع کا لحاظ رکھنا چاہیے۔

ایک روز جناب مولوی محمد[۳] ہاشم صاحبؒ نے بیان کیا تھا کہ ایک روز حضرت قبلہ فرما رہے تھے کہ میں میاں محمد فاضل صاحب کے حال پر اس طرح مہربانی وشفقت کرتا ہوں جیسے آدمی اپنی اولاد پر کرتا ہے۔

بیس سال ہونے کو ہیں کہ وہ (میاں فاضلؒ) ہر سال حضرت قبلہ کی خدمت میں آتے ہیں اور خدمت کرتے ہیں اور توجہات حاصل کر کے چند روز کے قیام کے بعد پھر اپنے وطن واپس چلے جاتے ہیں اور انہوں نے سلوک مقامات کو مکمل (حاصل) کر لیا ہے۔ اب تک شہر مکھڈ میں مقیم ہیں۔ اللہ تعالیٰ انھیں باسلامت واستقامت رکھے۔

(حضرت) مولوی مہر محمد انگوی صاحب قوم اعوان سلمہ اللہ تعالیٰ

آپ بہت ہی خلیق، مسکین طبع اور خوش بیان آدمی ہیں۔ ہمارے حضرت قبلہ قلبی وروحی فداہ (میرے دل وروح آپ پر قربان ہوں) کی خدمت میں حاضر ہو کر انہوں نے طریقہ شریفہ (نقشبندیہ مجددیہ) اخذ کیا۔ تقریباً بائیس سال تک ان کا یہی معمول تھا کہ اپنی مرضی سے خود حضرت قبلہ کی خدمت میں آتے، چند روز قیام کر کے توجہات حاصل کرتے اور پھر اپنے وطن (واپس) چلے جاتے تھے۔

مقامات سلوک تقریباً مکمل کیے اور شرف اجازت سے مشرف ہوئے۔ ایک ماہ تک

خانقاہ شریف سون (سیکسر) میں حضرت قبلہ کی امامت کی۔ گھر پر اکثر اوقات تدریس کا کام کرتے تھے۔

ایک عرصہ سے عیالداری کے سبب انتہائی افلاس میں مبتلا ہیں اور عسرت معاش کی وجہ سے ہمیشہ پریشان حال رہتے ہیں۔ اس وجہ سے ان کے احوال میں تبدیلی آ گئی ہے، اللہ تعالیٰ ان کی اصلاح فرمائے اور استقامت عنایت فرمائے۔ آمین

(حضرت) مولوی نور خان چکڑالوی صاحب قوم اعوان سلمہ اللہ تعالیٰ

آپ ہمارے حضرت قبلہ قلبی وروحی فداہ (میرے دل وجان آپ پر فدا ہوں) کے عمدہ اصحاب اور برگزیدہ خلفاء میں سے ہیں، عالم وفاضل، صالح وحلیم اور خوش طبع ہیں۔

آپ نے علم فقہ وحدیث ہندوستان میں حاصل کیا اور طریقہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ حضرت قبلہ سے حاصل کیا۔ آپ کی صحبت شریف کو لازم پکڑا، چند سال کے بعد ایک بار حضرت قبلہ کے ہمراہ سفر خراسان بھی کیا۔ چند ماہ حقائق ومعارف آگاہ صاحبزادگان جناب حضرت مولانا مولوی محمد سراج الدین صاحبؒ اور حضرت محمد بہاء الدین صاحبؒ کے استاد بھی رہے۔

آپ حضرت قبلہ کے ساتھ کمال اخلاص ومحبت رکھتے تھے اور حضرت قبلہ بھی ان پر بہت زیادہ شفقت وعنایت فرماتے تھے۔ تقریباً سترہ برس ہو چلے ہیں کہ ہر سال اپنے گھر سے حضرت قبلہ کی خدمت میں آتے ہیں، توجہات حاصل کرتے ہیں اور خدمات انجام دینے کے بعد پھر اپنے وطن لوٹ جاتے ہیں۔ سلوک کے تمام مقامات مکمل کر کے شرف اجازت سے مشرف ہوئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ انھیں طریقہ مجددیہ احمدیہ (نقشبندیہ) پر استقامت عطا فرمائے۔ آمین۔ یَا رَبَّ الْعَالَمِیْن۔

(حضرت) مولوی محمد ہاشم[۵] بگھاروی[۶] صاحب رحمۃ اللہ علیہ

آپ ہمارے حضرت قبلہ قلبی وروحی فداہ (میرے دل وجان آپ پر فدا ہوں) کے مخلص ترین قدیم احباب اور اعظم خلفاء میں سے تھے۔ آپ صالح، خلیق اور مسکین مزاج شخصیت تھے اور ہمیشہ یہی آرزو رکھتے تھے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ مجھے زندگی بھر مسکین رکھے اور مسکینی میں ہی (میرا) خاتمہ کرے اور قیامت کے دن مسکینوں کے ساتھ (ہی) میرا حشر فرمائے۔

آپ نے طریقہ شریفہ (نقشبندیہ مجددیہ) حضرت قبلہ سے اخذ کیا۔ تقریباً بائیس سال ہوئے کہ ہر سال (حضرت قبلہ کی) خدمت میں حاضر ہوتے، آپ کی صحبت شریف کے ملازم بن کر توجہات حاصل کرتے، چند روز قیام کر کے پھر اپنے وطن (واپس) چلے جاتے تھے۔ مقامات سلوک کو مکمل کر کے شرف اجازت سے مشرف ہوئے۔

اس کے تھوڑے عرصہ بعد (ہی) حضرت قبلہ کے وصال سے ایک سال پچیس روز پہلے بروز اتوار ۲۷ ماہ رجب المرجب ۱۳۱۳ھ میں اپنے شہر میں رحمت حق سبحانہ سے واصل ہو گئے۔ حضرت قبلہ ان کی وفات پر بہت زیادہ مغموم ہوئے۔ رَحْمَہُ اللّٰہ تعالیٰ عَلَیْہ۔

(حضرت) ملا بیگ محمد صاحب سربریدہ[۷] خراستان سلمہ اللہ تعالیٰ

آپ بڑے جوانمرد، بہادر آدمی اور ہمارے حضرت قبلہ قلبی وروحی فداہ (آپ پر میرے دل وجان قربان ہوں) کے مخصوص مخلصین اور محبین میں سے ہیں۔ (حضرت قبلہ کی) بہت ہی اعلیٰ خدمت تہ دل سے کرتے تھے۔

کئی بار خراسان کے سفر میں ہمراہ ہوا کرتے تھے۔ بندوق ہاتھ میں لے کر حضرت قبلہ کی سواری کے آگے دوڑتے تھے، اس وجہ سے خراسانی لوگ انھیں ''شاطر حضرت قبلہ'' کہتے تھے۔ مراقبہ کمال نبوت میں اجازت کے شرف سے مشرف ہوئے اور روانگی کے وقت حضرت قبلہ نے انھیں چغہ عطا فرمایا۔

بعدازاں چند سال تک توجہات حاصل کر کے انہوں نے سلوک کو مراقبہ حقیقت موسوی تک پہنچایا۔ (اس وقت) دوبارہ مستعملہ پگڑی اور کلاہ عطا ہوئی۔ اس سے پہلے ابتدائے سلوک میں آپ کو حضرت حاجی دوست صاحب قدس سرہ وبرد اللہ مضجعہ (اللہ تعالیٰ ان کے راز کو پاک بنائے اور ان کے مزار کو خنک فرمائے) کے تبرکات میں سے نعلین شریف، تسبیح اور دلائل الخیرات کا سنہری قلمی (مخطوطہ) ازروئے مہربانی مرحمت کیا گیا تھا۔ بَارَکَ اللّٰہُ فِیمَا اَعْطَاہُ۔

(حضرت) ملا محمد رسول صاحب لٹون خراسانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

آپ ہمارے حضرت قبلہ قلبی وروحی فداہ (میرے دل و جان آپ پر فدا ہوں) کے جلیل القدر خلفاء میں سے تھے۔ کثیر الذکر والفکر، صاحب حالات وجذبات قویہ اور واردات عظیمہ تھے اور زاہد، متوکل و متقی تھے۔

دس برس کے تھے کہ پہلے تبرکاً جناب حضرت دوست محمد صاحب جو ہمارے حضرت قبلہ کے پیرومرشد تھے، کے ہاتھ مبارک پر بیعت ہو گئے تھے۔ بعدازاں پانچ سال طالب علمی میں گزارے۔ ایک بار اتفاقاً حضرت حاجی صاحبؒ ممدوح کی خدمت میں حاضر ہوئے تو انہوں نے ارشاد فرمایا کہ ذکر کرتے ہو یا نہیں؟ عرض کیا کہ کرتا ہوں۔ انہوں نے فرمایا کہ تم ذکر نہیں کرتے! تمہیں چاہیے ذکر پر دوام حاصل کرو، کیونکہ تم طریقت کے لائق ہو۔ بعدازاں انہوں نے پندرہ سال مزید طالب علمی میں بسر کیے۔

حضرت حاجی صاحب مغفور کے وصال (مبارک) کے بعد ہمارے حضرت قبلہ قلبی و روحی فداہ (میرے دل و جان آپ پر قربان ہوں) کی خدمت میں حاضر ہو کر کمال اشتیاق اور محبت قلبی سے (آپ کی) بیعت کر لی اور اس قدر تاثیرات وجذبات حاصل ہوئے کہ اپنی زوجہ (محترمہ) جو کہ بے حد حسین تھیں، کو طلاق دے دی اور اکثر اوقات مجذوب رہا کرتے تھے۔ پانچ سال تک خانقاہ شریف کے مٹی کے (تعمیراتی) کاموں میں مشغول رہے اور تین برس تک حضرت قبلہ کی امامت کرتے رہے۔ بعدازاں حضرت قبلہ قلبی وروحی فداہ (میرے دل و جان

آپ پر قربان ہوں) انھیں طریقہ شریفہ کی اجازت عطا فرما کر حج کے لیے حرمین الشرفین زادھم اللہ شرفاً وتعظیماً کی طرف چلے گئے۔ حضرت قبلہ نے مناسک حج سے فراغت اور مدینہ منورہ میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ پاک کی زیارت کے بعد خانقاہ شریف میں واپس تشریف آوری فرمائی تو (اس کے بعد بھی) یہ سات سال تک خانقاہ شریف کی امامت اور مٹی وغیرہ کے (تعمیراتی ومرمتی) کاموں میں مصروف رہے۔ (حضرت قبلہ نے) انھیں دوبارہ شرف اجازت سے مشرف فرمایا۔ اجازت نامہ تحریر فرمایا اور خانقاہ شریف خراسان جو غنڈان[8] میں واقع تھی، کی خدمت ان کے سپرد فرمائی اور وہاں طریقہ شریفہ نقشبندیہ مجددیہ کی اشاعت کے لیے انھیں اپنا قائم مقام بنا کر اس طرف روانہ فرما دیا۔

آپ نے حضرت قبلہ کے ارشاد کے مطابق سالہا سال تک مذکورہ خانقاہ کی خدمت اختیار کی اور وہاں مقیم رہے اور حضرات کرام (نقشبندیہ مجددیہ) کے فیوض و برکات اور باطنی حالات اس علاقے کے اطراف وجوانب کے لوگوں کے دلوں میں القاء کرتے رہے۔ اس علاقے کے بہت سارے لوگ آپؒ کے مرید تھے۔ ایک جہان کو منور کرتے تھے اور عجیب صاحب تاثیر تھے۔ بارہا فرمایا کرتے تھے کہ مجھ پر جذبات کا یوں غلبہ ہے کہ نام خدا اور نام رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) یعنی کلمہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کے علاوہ کوئی چیز یاد نہیں رہتی۔

تھوڑے عرصہ بعد (ہی) حضرت قبلہ کے وصال (مبارک) کے چار ماہ سات دن بعد بروز منگل، بعد از نماز ظہر ۲۹ ذی الحجہ ۱۳۱۴ھ کو انہوں نے حظیرہ قدس میں آرام فرمایا۔ آپ کا مزار شریف خانقاہ شریف خراسان (غنڈان) میں ہے۔ غفر اللہ تعالیٰ لہ۔

(حضرت) جناب مولوی محمود شیرازی صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ

آپ ہمارے حضرت قبلہ قلبی وروحی فداہ (میرے دل وجان آپ پر قربان ہوں) کے اکابر اصحاب اور اجلہ خلفاء میں سے ہیں۔ حاجی، خوش الحان قاری اور جید علوم کے عالم وفاضل ہیں۔ انہوں نے اپنے ملک اور استنبول میں تحصیل (علم) کی ہے، کوئی ایسا علم نہیں ہے، جس میں مہارت نہ رکھتے ہوں۔ علم حدیث وتفسیر اور فقہ میں گویا بے نظیر ہیں۔ علم منطق اور فلسفہ و

ہیئت میں گویا واضعین فن سے ہیں۔ شعروشاعری، لغت عربی، ادب وانشاء پردازی بہ زبان فارسی وعربی میں قدرت الٰہی کا ایک نمونہ ہیں:

ع۔ شنیدہ کے بود مانند دیدہ

یعنی سنا ہوا دیکھے ہوئے کے برابر کب ہوسکتا ہے۔

نسبت عالی اور حالات جلیلہ کے حامل ہیں۔ ایک رات عشاء کی نماز کے وقت حضرت قبلہ خانقاہ شریف کی مسجد شریف میں تشریف رکھتے تھے اور اردگرد بڑی تعداد میں لوگ بیٹھے تھے۔ (حضرت قبلہ نے) ارشاد فرمایا کہ مرشد کی توجہ اور احوال کے ورود کا دارومدار طالب کی استعداد پر ہوتا ہے۔ کوئی آدمی کم استعداد رکھتا ہے اور کوئی زیادہ۔ مرشد جب اپنے بعض مریدوں پر ایک مقام کی توجہ فرماتا ہے جو مرید ذی استعداد ہوتا ہے وہ مولوی محمود شیرازی صاحب کی طرح دوسرے مقام جو اس سے بلند ہوتا ہے کی حالت کو بھی پا لیتا ہے اور اس کی کیفیت کو پہچان لیتا ہے۔

ایک روز مولوی صاحب ممدوح ہندوستان کی طرف روانہ ہوئے تو حضرت قبلہ ان کے لیے خانقاہ شریف کے بیرونی دروازے تک ان کے ساتھ تشریف لے گئے اور دعا فرما کر انھیں رخصت فرمایا۔ جب (حضرت قبلہ) واپس تشریف فرما ہوئے تو دالان میں بیٹھے ہوئے ارشاد فرمایا کہ مولوی شیرازی صاحب نے روانگی کے وقت کہا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے ولایت ''صغریٰ''، ''کبریٰ''، ''علیا'' میں وہ حالات عطا فرمائے ہیں جو متقدمین نے بھی بیان نہیں کیے ہیں اور (یہ) مقامات عالیہ میں تحریر ہیں۔ پس فقیر نے ان سے کہا ہے کہ (اس پر) خدا کا شکر ادا کرو اور مزید کے طالب بنو۔

ایک روز مولوی صاحب موصوف نے بیان فرمایا کہ میرے والد بزرگوار فرمایا کرتے تھے کہ تجھے تحصیل علم کرانے کے لیے میں نے تیرے اساتذہ پر اس قدر زر کثیر خرچ کی ہے کہ اگر تیرے ساتھ اس کا وزن کیا جائے تو وہ زیادہ ہوگی۔ آپ بہت خوش بیان، خوش کلام اور ہفت زبان ہیں اور تحریر و تقریر میں ثانی نہیں رکھتے۔ پہلی ملاقات میں انسان کو فریفتہ کر لیتے ہیں، اگر وہ دشمن ہو تو دوست بن جاتا ہے۔ آپ حضرات صاحبزادگان کے استاد ہیں۔ نیز امامت اور

تحریر کا کام اور دوسری خدمات بڑے اچھے طریقہ سے سرانجام دیتے رہے ہیں۔ سات برس تک توجہات (روحانی) حاصل کر کے تمام مقامات سلوک طے کیے اور اجازت کے شرف سے مشرف ہوئے ہیں، اگر چہ جناب مولوی محمود شیرازی صاحب کے باطنی حالات بہت (بلند) ہیں لیکن اس حقیر نے پاس ادب سے کبھی دریافت نہیں کیا، جس قدر مجھے ان کے حالات معلوم تھے، وہ کتاب میں لکھ دیے ہیں۔

جَزَاهُمُ اللّٰهُ سُبْحَانَهٗ عَنَّا الْجَزَاءِ وَبَلَّغَهُمْ اِلٰى مَرْتَبَهِ الْاَقْصٰى:

یعنی اللہ سبحانہ انھیں ہماری طرف سے بہترین جزا دے اور انھیں بلند مرتبہ تک پہنچائے۔

(حضرت) قاضی عبدالرسول صاحب انگوی قوم کھچی سلمہ اللہ تعالیٰ

آپ حضرت قبلہ قلبی وروحی فداہ (میرے دل و جان آپ پر قربان ہوں) کے خاص کامل اصحاب اور برگزیدہ خلفاء میں سے ہیں، حافظ قرآن، سحر خیز اور صاحب ذوق وشوق ہیں۔

حضرت قبلہ کے ہاتھ مبارک پر بیعت کی، ہر سال آپ کی خدمت شریف میں حاضر ہو کر صحبت (کا شرف) حاصل کرتے اور توجہات (روحانی) لے کر پھر اپنے وطن (واپس) چلے جاتے ہیں۔ دس برس کے بعد شرف اجازت سے مشرف ہوئے۔ بعد ازاں مزید دس برس یونہی حسب سابق آیا کرتے تھے اور چلے جاتے تھے اور خدمات انجام دے کر مقامات سلوک کو آخر تک طے کیا۔ خانقاہ شریف سون کی تعمیر میں رات دن سخت خدمات اور مشکل کام کیا کرتے تھے۔ جَزَاهُمُ اللّٰهُ عَنَّا خَيْرًا الْجَزَاءِ (اللہ تعالیٰ انھیں ہماری طرف سے جزائے خیر عطا فرمائے)۔

(حضرت) میرا قلندر سلمہ اللہ تعالیٰ، پشین کے رہنے والے

آپ حضرت قبلہ قلبی وروحی فداہ (آپ پر میرے دل و جان قربان ہوں) کے گزیدہ

اصحاب اور برگزیدہ خلفاء میں سے ہیں (اور) جوانمرد، دلیر، سخی، صاحب توکل، صاحب قناعت، حامل ذوق وشوق کثیر اور صاحب دائم الذکر والفکر ہیں۔ علم تصوف میں بڑے صاحب استعداد اور خوش طبع، دنیاوی تعلقات کو اچانک چھوڑا اور ماسویٰ اللہ (چیزوں) کو پس پشت ڈال دیا ہے۔ حضرت قبلہ کے ہاتھ مبارک پر بیعت کی اور تقریباً اٹھارہ برس ہو چلے ہیں کہ ہر سال خدمت اقدس میں آتے ہیں، چند ماہ مقیم رہ کر صحبت شریف سے بہرہ مند ہوتے ہیں (اور) توجہات (روحانی) حاصل کر کے واپس چلے جاتے ہیں۔

مثنوی مولانا روم صاحبؒ اور دیوان حافظؒ کی غزلیات وغیرہ اکثر یاد ہیں اور غلبہ شوق کے وقت پڑھتے رہتے ہیں۔ شرف اجازت سے مشرف ہو چکے ہیں۔

ایک بار حضرت قبلہ نے آپ کو فرمایا کہ تمہیں اجازت ہے کہ ہند، سندھ اور خراسان میں جس جگہ استقامت پاؤ اور قیام کرو، اگر طالب خدا تمہاری طرف رجوع کرے تو اس پر توجہ کرو۔ اس پر آپ نے عرض کیا کہ قبلہ میں اس کی قابلیت نہیں رکھتا اور یہ پابندی بھی مجھ سے نہیں ہو سکتی۔ الغرض بڑے آزاد ہیں، ان چیزوں کی طرف التفات نہیں کرتے، چنانچہ ان کا نام ''قلندر'' ہے اور درحقیقت قلندر ہی ہیں۔

جَعَلَهُ اللّٰهُ تَعَالٰى مِنَ الْهَادِيْنَ الْمُهْدِيِيْنَ یعنی اللہ تعالیٰ انھیں ہادی ومہدی بنائے۔

حضرت سید امیر شاہ صاحب بلاولی سلمہ اللہ تعالیٰ

آپ ہمارے حضرت قبلہ قلبی وروحی فداہ (میرے دل وجان آپ پر قربان ہوں) کے بہت ہی مخلص اور کامل ترین اصحاب میں سے حافظ قرآن، ذاکر، جوانمرد، بہادر اور خوش مزاج (شخصیت) ہیں۔ آپ نے لڑکپن میں پہلی بیعت مولوی احمد دین انگوی رحمۃ اللہ علیہ کے ہاتھ پر کی۔ چند سال گزرنے کے بعد جب مولوی صاحب موصوف رحلت فرما گئے تو آپ نے حضرت قبلہ کی خدمت میں حاضر ہو کر بیعت کر لی۔ تقریباً نو سال اور تین ماہ خانقاہ شریف میں مٹی کے (تعمیراتی ومرمتی) کاموں اور اکثر اوقات امامت کی خدمت میں مشغول رہ کر صحبت کا التزام کیا۔ توجہات (روحانی) پا کر شرف اجازت سے مشرف ہوئے۔ حضرت قبلہ نے آپ کو

تدریجاً چند تبرکات عطا فرمائے ہیں۔

رَزَقَهُ اللّٰهُ الْاِسْتِقَامَةِ عَلَى الشَّرِيْعَةِ وَالطَّرِيْقَةِ (اللہ تعالیٰ انھیں شریعت و طریقت میں استقامت نصیب فرمائے)

(حضرت) مولوی حسین علی صاحب، قوم میانہ، ساکن واں بھچراں[۹] سلمہ اللہ تعالیٰ

آپ ہمارے حضرت قبلہ قلبی وروحی فداہ (میرے دل و جان آپ پر قربان ہوں) کے خاص ترین اور اعظم خلفاء میں سے ہیں۔ جید عالم فاضل، صوفی کامل، خوش استعداد ظاہری و باطنی اور حضرات صاحبزادگان کے استاد ہیں۔

آپ نے علم صرف ونحو تا حمد اللہ اپنے ملک میں پڑھا (اور) علاوہ ازیں علم حدیث، اصول فقہ، منطق و فلسفہ، چغمینی اور اقلیدس وغیرہ ہندوستان میں حاصل کیا۔ تحصیل علم کے بعد بیس سال عمر ہو چکی تھی کہ پیر کی تلاش کا شوق و ذوق دامنگیر ہوا اور استخارے شروع کر دیے، خواب میں ایک درویش دیکھے۔ (اس طرح) درویشوں کے حالات ومنزل کے بارے میں پوچھنے لگے۔ آخر کار ایک طالب علم، جو آپ سے حدیث شریف کا علم حاصل کرتا تھا، اس نے ان درویشوں کی جگہ، خانقاہ سون کا پتہ اور حضرت قبلہ کی صورت (مبارک) کی نشانی بتائی۔ یہ فرحت بخش خبر سن کر چل پڑے۔ جب خانقاہ شریف سون پہنچے تو وہی مقام اور وہی صورت (مبارک) حضرت قبلہ کی، جیسا کہ خواب میں زیارت ہوئی تھی، موجود پائی۔ حضرت قبلہ نے پوچھا:

”کہاں کے رہنے والے ہو؟“ (انہوں نے) عرض کیا: ”قصبہ واں بھچراں سے (آیا) ہوں“۔ (حضرت قبلہ نے) فرمایا: ”مولوی حسین علی کو جانتے ہو، وہ کیسے تھے؟“ (انہوں نے) عرض کیا: ”بخیریت تھے“۔ (حضرت قبلہ نے) پھر فرمایا: ”تم ان کے عزیزوں سے ہو یا نہ؟“ (انہوں نے) عرض کیا کہ قبلہ میں ہی حسین علی ہوں۔ (حضرت قبلہ نے) پھر

انھیں دوسری جگہ بڑی عزت سے بٹھایا۔انہوں ایک لحظہ کے بعد بیعت کے لیے عرض کی۔

(حضرت قبلہ نے) فرمایا: ''اس طریقہ میں کشف و کرامت نہیں ہے۔اس طریقہ میں جلنا ہے۔تم نے اتنی عمر تحصیل علم کی زحمت میں گزاری ہے، پھر (اب) جلنا کیوں چاہتے ہو؟'' (انہوں نے) عرض کیا کہ قبلہ میں صرف دین (سیکھنے) کے لیے آیا ہوں۔پس آخرکار حضرت قبلہ نے انھیں بیعت کر کے طریقہ عالیہ میں داخل فرمالیا اور آپ بہت زیادہ مورد التفات ہوئے۔جب آپ کا سبق کمالات نبوت کے مقام پر پہنچا تو حضرت قبلہ ان کے لیے سراپا عطا بنے اور انھیں شرف اجازت سے مشرف فرماتے ہوئے اجازت نامہ لکھ کر عنایت فرمایا۔(نیز) دلائل الخیرات اور حزب البحر کی اجازت (بھی) عطا ہوئی۔

(آپ نے) صاحبزادگان (گرامی) کے ساتھ کمال الفت فرمائی کہ حضرت قبلہ کی وفات (مبارک) کے بعد ایک روز مولوی صاحب ممدوح فرماتے تھے کہ میں حقائق و معارف آگاہ جناب حضرت صاحبزادہ مولانا مولوی محمد سراج الدین صاحبؒ کے حلقہ میں بیٹھا تھا۔ میں نے دیکھا کہ میں حضرت صاحبزادہ صاحب کی طرف متوجہ ہوں اور دو آدمی حضرت قبلہ کی جانب متوجہ ہیں۔ایک خدائی آواز آئی کہ ان دونوں کو خانقاہ شریف سے باہر نکال دو۔اس کے بعد میں حضرت قبلہ کی طرف توجہ نہیں کرتا اور حضرت صاحبزادہ صاحب جو کہ اپنی ہستی میں بعینہ حضرت قبلہ ہیں، کی جانب متوجہ رہتا ہوں۔

آپ بڑے صاحب حالات ہیں، صحیح کشوف کے حامل ہیں اور اکثر اوقات (بڑے) اچھے اچھے خواب دیکھتے ہیں۔اگرچہ آپ کے باطنی حالات بہت (زیادہ) ہیں، لیکن طوالت عبارت کی وجہ سے، مختصر لکھے گئے ہیں۔

بَارَکَ اللّٰہُ تَعَالٰی فِیْ عُمُرِهم وعملهم ونفع بعلومهم وعرفانهم المسلمین (اللہ تعالیٰ ان کی عمر اور ان کے عمل میں برکت عطا فرمائے اور ان کے علوم اور ان کے عرفان سے مسلمانوں کو نفع بخشے۔)

(حضرت) حاجی حافظ سید میر احمد علی صاحب دہلوی رحمۃ اللہ علیہ

آپ حاجی الحرمین شریفین، حافظ قرآن، عابد، ذاکر، شب بیدار، بہادر، خوش طبع اور صحیح النسب سادات میں سے تھے (اور) بھوجلا پہاڑی، نزد دروازہ شاہ ترکمان صاحب، دہلی کے رہنے والے تھے۔

شروع میں اس فقیر کے بزرگ دہلی کے بادشاہ محمد شاہ کے زمانے میں خراسان سے دہلی میں تشریف لائے تھے۔ اس کے بعد اس وقت سے لے کر بادشاہ دہلی بہادر شاہ ظفر کے آخری زمانہ تک سرچو کی خاصان کے عہدہ پر منسوب رہے ہیں اور اس فقیر کے خاندان کے اکثر بزرگ (جنگ آزادی ۱۸۵۷ء میں) دہلی کی لڑائی کے ہنگامہ میں فرنگیوں کے ہاتھوں شہید ہو گئے۔ اللہ تعالیٰ ان سب کو اپنی رضا نصیب فرمائے۔ ہنگامہ جنگ کے بعد والد ماجد کے دل میں ذوق وشوق الٰہیہ اور محبت اہل اللہ پیدا ہوئی اور انہوں نے بہت سے فقراء کی زیارت کی۔ جہاں بھی جاتے دل کو تسکین حاصل نہ ہوتی۔ کچھ عرصہ کے بعد جب حقائق و معارف آگاہ قدوۃ السالکین پیشوائے عارفین جناب حضرت حاجی دوست محمد صاحب (رحمۃ اللہ علیہ) خانقاہ شریف دہلی میں تشریف لائے تو آپ نے ان کی خدمت اقدس میں حاضری دی اور ان کی محفل کے حلقہ میں شرکت فرمائی۔ ایک جمعیت وسکون ہاتھ لگا اور شرف بیعت سے بہرہ مند ہو گئے۔ (حضرت اقدس نے) کتاب مناقب احمدیہ و مقامات سعیدیہ کا ایک نسخہ اور پیران نقشبندیہ مجددیہ کا ایک شجرہ شریف جسے حضرت نے اپنے ہاتھ مبارک سے اپنی مہر سے مزین فرمایا تھا، ان کو عطا فرمایا اور (یوں) آپ حضرت کے الطاف و مہربانی سے سرفراز ہوئے۔

چند سال گزرنے کے بعد حرمین الشریفین زادہما اللہ شرفاً وتعظیماً کی زیارت کا شوق دل میں ابھرا۔ پس چل پڑے اور مکہ معظمہ میں جا پہنچے۔ یہاں کچھ روز قیام فرمایا اور خوبی کے ساتھ ارکان حج سے فراغت پا کر، سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کے کمال ذوق وشوق سے مدینہ منورہ کی راہ لی۔ حبیب خدا سید الورا (صلی اللہ علیہ وسلم) کی زیارت کے حصول کے بعد حاجی الحرمین الشریفین مہاجر مدینہ منورہ (و) روضہ مطہرہ اور حقائق و معارف آگاہ جناب

حضرت حاجی حافظ مولوی محمد مظہر صاحب قبلہ کی قدم بوسی کی، چونکہ بچپن کے زمانے سے حضرت ممدوح کے ساتھ خاص الفت رکھتے تھے، کیونکہ خانقاہ شریف دہلی میں اکٹھے حفظ قرآن مجید کیا تھا، (لہذا) کمال مہربانی سے ارشاد ہوا کہ فقیر کی جگہ ان کا (اپنا) گھر ہے اور (انہوں نے) آپ کے حال پر بہت زیادہ مہربانیاں اور عنایتیں فرمائیں۔ پھر آپ نے تقریباً ایک سال تک اس متبرک شہر میں قیام فرمایا۔ ہر روز روضہ منورہ ومطہرہ (نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم) کی زیارت کرتے تھے اور کثرت شوق سے اپنے اوقات عزیزہ کو خوش بناتے تھے۔

ایک روز حضرت ممدوح (محمد مظہر صاحبؒ) نے ارشاد فرمایا کہ میر صاحب آپ کے اہل وعیال دہلی میں ہیں، پس تمہارا وہاں جانا اور ان کی خبر گیری کرنا ضروری ہے۔ عرض کیا کہ (حضرت) قبلہ صحیح فرماتے ہیں، لیکن دل نہیں چاہتا ہے اس جگہ سے جاؤں اور عیالداری کا جو طوق میری گردن میں پڑا ہے، بے شک اس سے بھی رہائی نہیں پا سکتا:

درد لم بود کہ ہرگز نشوم از تو جدا

چکنم چارہ ندارم کہ خدا کرد جدا

یعنی میرے دل میں تھا کہ تجھ سے کبھی جدا نہیں ہوں گا، کیا کروں، چارہ نہیں رکھتا کہ اللہ تعالیٰ نے جدا کر دیا ہے۔

پس وہاں سے روانہ ہو کر دہلی آ پہنچے۔ دس ماہ وہاں قیام کیا۔ آخرکار دل برداشتہ ہو گئے اور ایک عریضہ پھر حقائق و معارف آگاہ حضرت حاجی حافظ مولوی محمد مظہر صاحب قبلہ کی خدمت اقدس میں اس مضمون کا تحریر کیا کہ قبلہ جس روز سے مدینہ شریف سے اس جگہ آیا ہوں، مجھ پر تشویش سوار ہے اور پریشانی نے غلبہ کر رکھا ہے، اطمینان قلب میسر نہیں آ رہا اور اتنی وسعت نہیں رکھتا کہ دوبارہ اپنے اہل وعیال کو ساتھ لے کر مدینہ منورہ میں پہنچ جاؤں۔ پس اب تہ دل سے یہی ندا آ رہی ہے کہ اپنے سب اہل خانہ سمیت خانقاہ شریف موسیٰ زئی پہنچ کر باقی زندگی وہیں بسر کروں اور اپنے پیر و مرشد جناب حضرت حاجی دوست محمد صاحب برد اللہ مضجعہ الشریف ونور اللہ مرقدہ المنیف (اللہ تعالیٰ آپ کے مزار شریف کو ٹھنڈا بنائے اور آپ کی قبر مبارک کو منور فرمائے) کے مزار پر انوار پر جھاڑو دینے کی خدمت اختیار کروں اور حضرت خلیفہ

عثمان صاحب کی خدمت میں رہ کر مقامات سلوک کی تکمیل کروں اور مصمم ارادہ کرلیا ہے اور دعاؤں کا طالب ہوں۔ اگر اس فقیر کے حق میں سفارش کے دو لفظ حضرت عثمان صاحب کو تحریر فرمائیں تو یہ آپ کے قدیم الطاف سے بعید نہیں ہوگا۔ پس اس عریضہ کے جواب میں حضرت ممدوح نے (گرامی) نامہ سے سرفراز فرمایا اور ایک مکتوب تحریر فرما کر ارسال فرمایا جس کی بعینہ نقل، بطور تبرک یہاں پیش کرتا ہوں:

مدینہ منورہ سے آنے والا مکتوب شریف

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

حمد و صلواۃ کے بعد فقیر محمد مظہر احمدی (مجددی) کان اللہ لہ کی طرف سے برادر عزیز حاجی حافظ میر احمد علی صاحب سلامتی خاتمہ اور شریعت و طریقت کی استقامت کی دعا کے بعد مطالعہ فرمائیں۔ آپ کا محبت بھرا مکتوب موصول ہوا۔ اس نے خوش وقت کیا اور دعائیں کی گئیں اور ہو رہی ہیں۔ ان شاء اللہ تعالیٰ سب خیر ہوگی۔ اللہ تبارک و تعالیٰ اس سلسلہ عالیہ کے وابستگان کو ضائع نہیں فرمائے گا۔ خاطر جمع رکھیں اور نظر اس پر رکھیں۔ خلیفہ عثمان صاحب کو لکھنا مناسب نہیں، وہ خود صاحب علم اور کرم و لطف ہیں اور ہر آدمی کی استعداد کے مطابق اس کی تربیت فرماتے ہیں۔ پیر اور مرید کے درمیان تیسرے آدمی کا ہونا اچھا نہیں۔ آپ کے لیے ضروری ہے کہ ان کی مرضی کے مطابق عمل کریں اور فقیر اور فقیر زادہ احمد کے لیے دعا کریں۔ والسلام

اس کے بعد آپ اپنے اہل و عیال کے ہمراہ جن میں یہ احقر بھی شامل تھا، خانقاہ شریف موسیٰ زئی میں پہنچے۔ حضرت قبلہ قلبی و روحی فداہ (میرے دل و جان آپ پر فدا ہوں) کے ہاتھ مبارک پر تجدید بیعت کی اور سالہا سال (آپ کی) بابرکت صحبت کا التزام کیا اور توجہات (روحانی) حاصل کیں اور بڑی شائستہ خدمات انجام دیں، مقامات سلوک کی تکمیل کر کے شرف اجازت سے مشرف ہوئے۔ بعد ازاں جلد ہی حضرت قبلہ کے وصال (مبارک) سے تیرہ سال، ایک ماہ اور ایک دن پہلے اتوار کے دن، صبح کے وقت دو رمضان المبارک ۱۳۰۰ھ کو حق (تعالیٰ) جل شانہ کی رحمت کے جوار میں قرار پایا۔ آپ کا مزار مبارک خانقاہ شریف موسیٰ

زئی کے قریب ایک سوتیس قدم شمال کی طرف واقع ہے۔ برد اللہ مضجعہ ونور اللہ مرقدہ ورحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (اللہ تعالیٰ آپ کے مزار کو خنک بنائے اور آپ کی قبر کو روشن فرمائے اور آپ پر اللہ تعالیٰ رحمت کا نزول ہو)۔

راقم الحروف اکبر علی عفی عنہ کے حالات

یہ نالائق اگرچہ اس قابل نہیں ہے کہ وہ اپنے حالات کو لکھے، لیکن ہمارے حضرت قبلہ قلبی وروحی فداہ (میرے دل وجان آپ پر قربان ہوں) کی بعض عنایات جو اس حقیر کے حال پر ہوئی ہیں، ان میں سے کچھ لکھتا ہوں۔

میں اوّل واہلہ میں دہلی سے اپنے حضرت والد ماجد کے ہمراہ جناب قبلہ قلبی وروحی فداہ کی خدمت اقدس میں آیا۔ اپنے والد شریف کے توسط سے میں نے بیعت کی عرض کی۔ (حضرت اقدس نے) قبول فرمائی، نماز عشاء کے بعد خلوت میں طلب فرما کر بیعت سے مشرف فرمایا اور بہت زیادہ مہربانیاں فرمائیں۔

(حضرت اقدس) بعض اوقات کمال شفقت وعنایت سے فرماتے تھے کہ کلام اللہ شریف سے کچھ آیات بلند آواز میں پڑھ کر سنائیں۔ بس میں حسب ارشاد قرآن شریف کی سورتیں تلاوت کرنے لگتا۔

میں جس زمانے میں لطائف (نقشبندیہ) کا ذکر کیا کرتا تھا، بارہا خواب میں دیکھتا کہ حضرت قبلہ ہماری طرف متوجہ ہیں اور توجہ فرما رہے ہیں اور مجھ پر حالت جذب نے غلبہ کر لیا ہے۔ جب بیدار ہوتا تو اپنے لطائف کو دیکھتا کہ وہ ذکر سے جاری ہیں اور یونہی حالت جذب بیداری میں بھی دیر تک زائل نہیں ہوتی تھی۔ پھر حضرت قبلہ نے تدریجاً طفرہ کے طریقہ سے اس احقر کو مقام قوس تک پہنچایا اور ان دنوں اپنے حالات پر مبنی عریضہ لکھ کر (حضرت کی) خدمت اقدس میں پیش کیا تو حضرت قبلہ نے اس عریضہ کے جواب میں چند سطریں تحریر فرمائیں، ان کو بطور تبرک پیش کرتا ہوں اور وہ یہ ہیں:

ہمارے حضرت قبلہ قلبی وروحی فداہ کے خاص دستخط والی عبارت بعینہ:

''جناب من! اگر سلوک کا کام صرف زبانی طور پر (مکمل) ہوسکتا ہے تو پھر فقیر کی جانب سے آپ کو ''دائرہ قوس'' سے ''لاتعین'' تک اجازت ہے۔ آج ہی چلے جاؤ، جس طرف کہ تمہاری مرضی مبارک ہو، مگر کیا کروں کہ کار سلوک ایک دن (میں مکمل) ہونے والا نہیں ہے، اس کے لیے عرصہ دراز چاہیے۔ گزشتہ سال سے فقیر (آپ کو) دائرہ قوس سے لاتعین تک توجہ دے چکا ہے اور اس زمانے میں اتنے (لطائف) سلوک (طے کرا دینا) میں نے کہیں سنا نہیں ہے۔ اب بے غم اور بے فکر ہو کر جائیں اگر میری زندگی رہی تو آپ کو (یقیناً) سلوک مکمل کرایا جائے گا اور اگر فقیر کی زندگی نہ رہی تو پھر صرف زبانی اجازت پر صبر فرمائیں۔ والباقی عند التلاقی''۔

ایک روز اس خادم نے اپنے حالات و مکشوفات کے ضمن میں ایک عریضہ (حضرت کے) حضور میں پیش کیا کہ (حضرت) میں آپ کے قربان ہو جاؤں، حضرت قبلہ کی برکت سے ان دنوں اس حقیر کو باطن کی صفائی اور صحیح کشف اس حد تک حاصل ہو چکا ہے کہ باطن میں اپنے امورات و معاملات اور حالات و کیفیات، دور و نزدیک سے جو کچھ دیکھتا ہوں، وہ ظاہری طور پر بالکل اسی طرح واقع ہوتا ہوا ملاحظہ کرتا ہوں اور اسے صحیح پاتا ہوں۔ یہ محض حضرت قبلہ کے تصرفات و توجہات کی بدولت ہے، ورنہ یہ حقیر نالائق محض ہے:

رُستن ازیں پردہ کہ بر جان تست

بے مدد پیر نہ امکان تست

یعنی اس پردہ سے رہائی پانا، جو تیری جان پر ہے، بغیر مرشد (کامل) کے تیرے لیے ممکن نہیں ہے۔

ہمارے حضرت قبلہ قلبی و روحی فداہ نے اس عریضہ کی پشت پر جواب میں جو چند کلمات تحریر فرمائے، ان کو میں بطور تبرک لکھتا ہوں اور وہ یہ ہیں:

ہمارے حضرت قبلہ قلبی و روحی فداہ کے خاص دستخط والی عبارت بعینہ

''الحمد للہ علیٰ ذلک حمداً کثیراً لیکن کوشش جاری رکھیں، ذکر و مراقبہ اور شب خیزی میں

بہت زیادہ مشغول رہیں۔ اس اور اُس کی طرف نظر نہ فرمائیں۔''

سیر مراقبہ اسم الظاہر کے مکمل کر لینے کے بعد مراقبہ اسم الباطن کے سیر وسلوک اور مراقبہ کمالات نبوت کا سبق ارشاد فرمایا اور نیز فرمایا کہ اس مقام میں سالک کے باطن میں جہالت و نکارت بڑھ جاتی ہے، لہٰذا میں نے تمہیں اس مراقبہ کی تلقین دیر سے کی ہے، تاکہ تمہارا رابطہ نیچے والے مقام سے پختہ ہو جائے اور مقام کمالات نبوت کے حالات اس میں خلل انداز نہ ہوں۔ بعد ازاں فرمایا کہ خاتون جنت (سیدہ) فاطمہ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا پر آپ سید حضرات فخر کرتے ہیں اور تمام جہان کو ان پر فخر ہے، آپ غور کریں کہ انھوں نے کس طرح زندگی گزاری ہے؟ پھر یہ حدیث شریف پڑھی:

مَاشَبِعَ آلِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم مِنْ خُبْزِ شَعِيْرٍ يَوْمَيْنِ مُتَتَابِعَيْنِ حَتّٰى قُبِضَ (جامع الترمذی نمبر ۲۳۵۷، نیز ۲۳۵۸، نیز صحیح البخاری، ۵۳۷۴، ۵۴۱۶، ۶۴۵۴، ۶۶۸۷، نیز سنن ابن ماجہ، ۳۳۴۳، ۳۳۴۴، ۳۳۴۶ نیز صحیح مسلم، ۷۴۴۴-۷۴۴۶، الفاظ کی کمی وبیشی کے ساتھ):

یعنی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے اہل وعیال (گرامی) نے کبھی جو کی روٹی مسلسل دو دن پیٹ بھر کر نہیں کھائی، یہاں تک کہ آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے وصال فرمایا۔

بعد ازاں دوسرے روز صبح کے وقت میں مراقبہ کمالات نبوت کی نیت یاد کیے بغیر حضرت قبلہ کے حلقہ میں شامل ہو گیا۔ پھر دل میں خیال پیدا ہوا کہ مجھے مراقبہ کی نیت یاد نہیں! اسی خیال میں متفکر تھا کہ حلقہ شریف کے چاروں اطراف سے ایک غیبی آواز سنی کہ کوئی غیب سے کہہ رہا ہے کہ اے فلاں کہو کہ ذات الٰہی سے فیض آ رہا ہے۔ پس میں اسی نیت سے متوجہ فیض ہو گیا۔ حلقہ سے فراغت کے بعد یہ حالات لکھ کر (حضرت قبلہ کے) حضور اقدس میں پیش کیے تو حضرت نے (بندہ کے) عریضہ کی پشت پر اپنے دستخط مبارک سے مراقبہ کمالات نبوت کی نیت تحریر فرما دی۔

پس اس احقر کا سبق اس مقام پر تھا کہ ایک روز میں گوشہ تنہائی میں بیٹھا ذکر کر رہا تھا کہ

اسی حالت میرے اوپر غنودگی طاری ہوگئی۔ میں نے (خواب میں) دیکھا کہ میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کے لیے مدینہ منورہ کی جانب زادِ راہ اور سواری کے بغیر پیدل روانہ ہوں۔ سفر طے کرنے کے بعد روضہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر نگاہ پڑی تو فوراً روضہ مطہرہ کی زیارت کا ذوق وشوق حد سے زیادہ بڑھ گیا۔ یہاں تک کہ پاؤں چلنے سے معذور ہوگئے اور ہوش جاتی رہی۔ میں جان و جہان کو بھول گیا۔ ایک لحظہ بعد افاقہ ہوا تو میں نے اپنی روح کو دیکھا کہ وہی شوق ومحبت باقی ہے۔ پس میں نے آنحضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف متوجہ ہوکر کمال ادب اور خلوص قلب سے درود شریف کی چند تسبیحات پڑھیں۔

مقام کمالات رسالت کے سیر وسلوک کو طے کرنے کے بعد مجھے مراقبہ کمالات الوالعزم کا سبق ارشاد ہوا اور فرمایا کہ ذکر اسم ذات اور نفی اثبات زیادہ کریں۔ میں نے عرض کیا کہ قبلہ! اس سے پہلے آپ نے پانچ ہزار بار ذکر تہلیل لسانی ہر روز پڑھنے کا (حکم) فرمایا تھا اور یہ خادم ہمیشہ اس کا اہتمام کر رہا ہے (حضرت اقدس نے) فرمایا کہ (ذکر) تہلیل لسانی خطرات (خیالات اور وسوسوں) کو دور کرنے کے لیے اچھا ہے اور ذکر اسم ذات اور نفی اثبات نسبت کی تیز رفتاری کے لیے مفید ہے، چونکہ اب تمہارا سبق مقام بالا پر پہنچ چکا ہے، لہٰذا یہاں نسبت کی تیز رفتاری درکار ہے۔ (اس طرح) ذکر اسم ذات بارہ ہزار بار (لطیفہ) قلب پر، دو ہزار دفعہ (لطیفہ) نفس پر اور ایک ایک ہزار مرتبہ دوسرے لطائف پر، کل انیس ہزار (بار) اپنا ورد بنالو۔

اس کے تھوڑے ہی عرصہ بعد (حضرت اقدس نے) مہربانی فرماتے ہوئے مراقبہ حقیقت کعبہ کا سبق ارشاد فرمایا اور فرمایا کہ ان شاء اللہ تعالیٰ اس مقام پر تاثیر بہت زیادہ ظہور کرے گی۔

نیز (حضرت اقدس نے) فرمایا کہ سلوک کو مکمل کرنا اور مقامات کو طے کرنا آسان ہے، ایک ماہ میں بھی طے کیے جا سکتے ہیں، لیکن دائرہ لاتعین تک سلوک کے تمام نقشبندیہ مجددیہ مقامات سے اصل مراد ماسویٰ اللہ سے نفرت (کا حصول) اور (دنیاوی) تعلقات کا سرد ہوجانا ہے اور (یہ کہ) دل میں اللہ تعالیٰ کے ذوق وشوق کے سوا کچھ نہ رہے۔ جب تک طالب اس حالت کو اپنے باطن میں مشاہدہ نہیں کرتا (گویا اس کا) روز اوّل ہے۔

ایک روز نماز ظہر کے بعد میاں غلام مصطفیٰ جناب قوم بائی کے ذریعے احقر کو بلوا کر شرف اجازت سے مشرف فرمایا اور کمال مہربانی اور عنایات سے اپنے استعمال شدہ تبرکات میں سے چند: پگڑی مبارک، سعادت بھری ٹوپی، چغہ شریف اور عصا مبارک تدریجاً عطا فرمائے۔

ہمیشہ اس احقر کے لیے کھانا گھر سے بھیجتے تھے۔ میں نے کئی بار عرض کیا کہ قبلہ میں خادموں میں سے ادنیٰ ترین ہوں۔ پس خانقاہ شریف کے درویشوں کے ہمراہ کھانا کھا لیا کروں گا۔ (حضرت قبلہ نے) فرمایا کہ فقیر تمہارے لیے کوئی (الگ) زحمت نہیں اُٹھاتا، تمہیں اپنے بیٹوں کی طرح سمجھتا ہے اور جو کچھ گھر میں میسر ہوتا ہے، وہ تمہارے لیے بھی بھجوا دیا جاتا ہے۔ اس طرح کی دوسری ظاہری و باطنی مہربانیاں، عنایتیں اور شفقتیں حضرت قبلہ اس احقر کے حال پر فرمایا کرتے تھے (جو) لاتعداد اور بیشمار ہیں، اگر مجھے اللہ تعالیٰ عمر نوح (علیہ السلام) عطا فرما دے اور اس میں ہر روز حضرت قبلہ کے احسانات کا شکریہ ادا کروں تو بھی ادا نہیں کر سکوں گا:

گر برتن زبان شود ہر موئے　　　یک شکر تو از ہزار نتوانم کرد
اگر ہر موئے من گردد زبانی　　　ز تو رانم بہر یک داستانی
نیارم گوہر شکر تو سفتن　　　سری موئے ز احسان تو گفتن

یعنی اگر میرے تن کے ہر بال کو زبان مل جائے تو بھی میں تیرے ہزاروں احسانوں میں سے ایک کا شکر ادا نہیں کر سکتا۔

اگر میرے ہر بال کو زبان مل جائے تو ہر ایک سے تیری ہی تعریف کروں گا۔

تیرے شکر کا موتی میرے ہاتھ نہیں آ سکتا، اگر میں ہر بال کی زبان سے بھی تیرا احسان بیاں کروں۔

تقریباً بیس سال پانچ ماہ اور پانچ روز حضرت قبلہ کی خدمت میں گزارے ہیں۔ اس عرصہ دراز میں کبھی اس حقیر کو سفر دور و دراز پیش نہیں آیا۔ اس کی وجہ سے کوئی مکتوب شریف یا کوئی عبارت حضرت قبلہ کی طرف سے اس حقیر کے نام رسل و رسائل کی صورت میں صادر نہیں

ہوئی، پس حضرت قبلہ کی خدمت اور آپ کے حضور حاضری کی دولت جو نعمت عظمیٰ اور سعادت کبرا ہے، یہی نصیب رہی ہے۔

والحمد للہ علیٰ ذلک حمداً کثیراً متوافراً والشکر للہ شکراً متکاثراً (اور اس پر تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں، بہت زیادہ، بہت ہی زیادہ تعریفیں اور شکر بھی اللہ تعالیٰ کے لیے ہے بہت ہی زیادہ شکر)۔

اللہ تبارک وتعالیٰ اس حقیر اور تمام برادران طریقہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ کو ظاہری و باطنی طور پر اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع اور پیران کبار علیہم الرضوان کی پیروی عطا فرمائے۔ بحرمت النون والصاد بالنبی وآلہ الامجاد علیہ وعلیٰ آلہ من الصلوات افضلہا ومن التحیات اکملہا (یعنی نبی اکرم کی نون اور صاد کے صدقے اور آپ کی بزرگ اولاد کے طفیل۔ آپ پر اور آپ کی بزرگ آل پر افضل ترین درود ہو اور کامل ترین سلام ہو)۔

یہ تمام چیزیں جو لکھی ہیں۔ اس کے باوجود اس روسیاہ کے احوال تباہ وخراب ہیں۔ تمام عمر بیکاری میں گزری اور گزر رہی ہے۔ میری مثال اس نجاست کی ہے جس پر آب زر چڑھایا گیا ہو اور یہ زہر جیسی ہے، جس میں شیرینی ملادی گئی ہو۔ میرا نفس امارہ حب جاہ سے عبارت ہے اور یہ ایسی ریاست کا طالب ہے، جس میں سب لوگ اس کے محتاج ورعیت ہوں اور وہ کسی کا محکوم نہ ہو۔ اگر یہ دعویٰ خدائی نہیں تو اور کیا ہے۔ ایمان کی خوشبو میری مشام میں نہیں پہنچی۔ میرے دل نے غیر سے خلاصی نہیں پائی۔ میرا عمل سب اللہ سبحانہ کی نافرمانی ہے، میری ہمت ظاہر آرائی کے محلات اور لوگوں کی نظر گاہ کو آراستہ کرتی ہے۔ میری گفتار میرے کردار کی مخالف ہے اور میرا حال میرے اندرونی مرض کے خیال پر مبنی ہے جو اصلاً مجھ سے الگ نہیں ہوتا اور میری باطنی بیماری ایک ایسی حقیقت ہے جس کا کبھی علاج نہیں ہوسکتا:

دائماً در بند عصیاں بودہ ام — ہم قرین نفس وشیطان بودہ ام
بے گنہ نگذشت برمن ساعتی — باحضور دل نکردم طاعتی

یعنی میں ہمیشہ گناہ کی قید میں رہا ہوں (اپنے) نفس اور شیطان کا ہم نشین رہا ہوں۔

گناہ کے بغیر کوئی لمحہ مجھ پر نہیں گزرا، میں نے حضور دل کے ساتھ کوئی
عبادت نہیں کی۔

خداوند عالم کی قسم! اطاعت کی حضوری کہاں؟ نفس اطاعت کا وجود ہی نہیں ہے، ساری عمر میں ایک بار بھی نام خدا یوں نہیں لیا جو اس کی درگاہ میں قبولیت کا درجہ رکھتا ہو، صورت کے لحاظ سے اہل ایمان میں سے ہوں، لیکن درحقیقت ہر بڑے سرکش کافر سے بھی آگے نکل گیا ہوں۔ تم نے اللہ کریم کے احسانات کی جس شکر گزاری کی ذرہ سی مقدار مجھ میں دیکھی ہے وہ بھی ارتداد اور کفر ہی سے ہے۔ توبہ کرتا ہوں اور توڑ دیتا ہوں۔ تجدید ایمان کرتا ہوں لیکن میرے باطن سے نفاق نہیں نکلتا۔ اگر مشائخ کرام کے صدقے اللہ سبحانہ وتعالیٰ دستگیری نہ فرمائے تو مجھ سے زیادہ محروم تر اور محجوب تر کوئی آدمی نہیں ہوسکتا۔

وَاِلَّا تَغْفِرْلِیْ وَتَرْحَمْنِیْٓ اَکُنْ مِّنَ الْخَاسِرِیْنَ خُسْرَانَ الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ ذَالِکَ ھُوَ الْخُسْرَانُ الْمُبِیْنَ:

یعنی اور اگر آپ میری مغفرت نہیں فرمائیں گے اور مجھ پر مہربانی نہیں کریں گے تو میں نقصان والوں میں سے ہوں، یعنی دنیا اور آخرت کا نقصان اور یہی کھلا نقصان ہے۔

میں تمام عیوب کا مجسمہ اور گناہوں کا مجموعہ ہوں۔ شرارت اور ضلالت شامل حال ہے اور ہتھیلی پر نقش جہالت کندہ ہے۔ میرا معاملہ اصلاح سے گزر چکا ہے، بالکل پختہ یقین سے جانتا ہوں کہ میں اصلاً دولت حضوری کے قابل نہیں ہوں اور میں اس پختہ عزم کا مالک ہوں جس سے آگے کوئی بیہودگی نہیں ہوسکتی اور مقصود طاعت اس کے علاوہ ہے جو وراء الوراء اور پھر وراء الوراہے۔ افسوس ہے (پھر) افسوس ہے:

چشم دارم کز گنہ پاکم کنی	پیش ازاں کاندر لحد خاکم کنی
اندر آندم کز بدن جانم بری	از جہان با نور ایمانم بری

یعنی میں امید رکھتا ہوں کہ مجھے گناہوں سے پاک کردے گا، اس سے پہلے کہ تو مجھے قبر میں مٹی بنادے گا۔

اس لمحہ جب تو بدن سے میری جان نکالے تو دنیا سے مجھے نور ایمان کے
ساتھ لے جانا۔

مسکین حسن میگوید ت اے وقت عشاق تو خوش
گر من۔ ازیشان نیستم درکار ایشان کن مرا

یعنی مسکین حسن تجھ سے عرض کرتا ہے کہ اے وہ ہستی جس کے عاشق
مزے میں ہیں، اگر میں ان میں شامل نہیں ہوں تو مجھے ان کے کام ہی
میں لگا دے۔

وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلٰی حُسْنِ الْخِتَامِ وَعَلٰی رَسُوْلِهٖ وَحَبِیْبِهٖ اَفْضَلُ
الصَّلٰوۃِ وَالسَّلَامِ وَاَکْمَلُ التَّحِیَّةِ وَالْاِکْرَامِ عَلٰی مَشَائِخِنَا الْکِرَامِ:

یعنی اس حسن خاتمہ پر سب تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں اور اس کے
رسول اور حبیب صلی اللہ علیہ وسلم پر افضل درود و سلام ہو اور ہمارے
مشائخ کرام پر اکمل تحیہ و اکرام ہو۔

(حضرت) سید محمد شاہ صاحب سید ہمدانی بلاولی سلمہ اللہ تعالیٰ

آپ جناب حضرت سید لعل شاہ صاحب مرحوم، سکنہ دندہ شاہ بلاول کے بھتیجے ہیں اور ہمارے حضرت قبلہ قلبی و روحی فداہ (میرے دل و جان آپ پر فدا ہوں) کے مخلص ترین نیازمندوں اور محبوں میں سے ہیں، حافظ قرآن، نوجوان اور مسکین طبع ہیں۔

آپ نے حضرت قبلہ کے ہاتھ مبارک پر بیعت کی۔ جناب حضرت لعل شاہ صاحب مغفور کی وفات کے بعد اپنے عزیزوں اور اپنے احباب کے ساتھ فوراً حضرت قبلہ کی خدمت میں پہنچے۔ پس حضرت قبلہ نے تعزیت کی دعا فرمانے کے بعد دوسرے روز آپ کے سر پر دستار خلافت باندھی اور جناب مولوی محمود شیرازی صاحب کے قلم سے اجازت نامہ لکھا کر عطا فرمایا اور ارشاد ہوا کہ اب آپ اپنے گھر (واپس) جائیں کہ لوگ تعزیت کرنے کے لیے اطراف و جوانب سے (آپ کے پاس) آئیں گے۔ تعزیت خوانی اور خیرات وغیرہ کے کام سے

فراغت کے بعد فقیر کے پاس آ جانا، کیونکہ (ابھی) راہ سلوک کی واقفیت (تربیت و آگاہی) آپ کے لیے (بہت) ضروری ہے۔

پس آپ حضرت قبلہ کے ارشاد کے مطابق تھوڑے ہی عرصہ بعد پھر خدمت اقدس میں پہنچے۔ کتاب اربع انہار اور در المعارف حضرت قبلہ سے سبقاً پڑھیں۔ تین ماہ قیام کر کے توجہات (روحانی) حاصل کیں اور صحبت شریف سے فیضیاب ہوئے۔ حضرت قبلہ آپ کے حال پر حد سے زیادہ مہربانی اور شفقت فرماتے تھے۔ ان کی روانگی کے دنوں کے قریب یہ فقیر بھی حاضر تھا، ارشاد فرمایا کہ اب آپ اپنے باطنی کام میں ولایت علیا، جو کہ نصف سلوک ہے (کے مقام) پر مداومت رکھیں (یعنی قائم رہیں) اگر آئندہ فقیر کی زندگی رہی تو باقی پھر دیکھا جائے گا۔

آپ کے دیگر حالات حضرت قبلہ کے چوبیسویں مکتوب (گرامی)، جو جناب مولوی حسین علی صاحب کے نام کتاب (حاضر) میں درج ہے، میں لکھے ہیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کو اس بڑے کام (منصب) کے اٹھانے کی توفیق عطا فرمائے۔

جناب قطب الارشاد والافراد حضرت حاجی دوست محمد صاحب قندھاری ادام اللہ تعالیٰ علینا برکاتہ وفیوضاتہ (اللہ تعالیٰ ہمارے اوپر ان کی برکات اور فیوضات جاری رکھے) کے بعض خلفاء جو ان کے وصال کے بعد ہمارے حضرت قبلہ قلبی وروحی فداہ (میرے دل وجان پر آپ قربان ہوں) سے سالہا سال استفادہ فیض کرتے رہے ہیں، کے نام اس جگہ لکھتا ہوں:

(۱) حاجی گل صاحب افغانی باجوڑی مرحوم

(۲) مولوی شیر محمد صاحب مرحوم۔

(۳) مولوی غلام حسن صاحب مرحوم۔

(۴) میاں فضل علی صاحب مرحوم۔

(۵) حافظ محمد یار صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ۔

(۶) ملا قطار آخوندزادہ صاحب شیرانی سلمہ اللہ تعالیٰ

(۷) حاجی محکم الدین صاحب مرحوم۔

(۸) عطا محمد آخوندزادہ کتواز مرحوم۔

(۹) ملا پیر محمد آخوندزادہ صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ۔

(۱۰) ملا عطا محمد صاحب آخوندزادہ مرحوم۔

(۱۱) ملا دوست محمد صاحب کنڈی سلمہ اللہ تعالیٰ۔

(۱۲) ملا نسیم گل آخوندزادہ صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ۔

(۱۳) ملا عبد الحق آخوندزادہ صاحب ہر پیال مرحوم۔

(۱۴) میاں ملا محمد رسول صاحب نیوندہ مرحوم۔

(۱۵) ملا عبد الجبار آخوندزادہ صاحب مرحوم۔

(۱۶) مولوی عبد الغفار صاحب بابڑ سلمہ اللہ تعالیٰ۔

(۱۷) خدایار آخوندزادہ بابڑ سکنہ چودھواں مرحوم۔

(۱۸) غالب علی خان ہندوستانی مرحوم۔

(۱۹) مولوی فتح محمد صاحب استرانہ مرحوم۔

(۲۰) علی محمد صاحب بابڑ مرحوم۔

(۲۱) [illegible] خان صاحب بابڑ سکنہ خان گڑھ، سلمہ اللہ تعالیٰ۔

(۲۲) فقیر عبد اللہ صاحب مرحوم ڈیرہ والا۔

حواشی باب ششم

(۱) مولوی احمد دین صاحبؒ، حضرت حاجی دوست محمد صاحب قندھاریؒ کے خلفاء میں سے تھے (سید اکبر علیؒ)

(۲) نمل، ضلع بنوں، تحصیل میانوالی کے ایک قصبہ کا نام ہے (سید اکبر علیؒ)

(۳) آپ کا اسم گرامی کتاب میں سہواً ''ہاشم علی'' لکھا ہے (احقر محمد نذیر رانجھا)

(۴) حضرت قبلہ (خواجہ محمد عثمان دامانیؒ) کے وصال (مبارک) سے پہلے عیال کے تردد سے فارغ ہو گئے ہیں۔ اب خوش وقت ہیں اور افکار (الٰہی) میں مشغول ہیں (سید اکبر علیؒ)

(۵) آپ کا اسم گرامی کتاب میں سہواً ''ہاشم علی'' لکھا ہے۔ (احقر محمد نذیر رانجھا)

(۶) بگھار، ضلع راولپنڈی، تحصیل کہوٹہ کے ایک قصبہ کا نام ہے (سید اکبر علیؒ)

(۷) غنڈ افغانی زبان میں پہاڑی قلعہ کو کہتے ہیں، اس کی جمع غنڈان ہے۔ یہ زراعت والی وادی کا ایک خطہ ہے جو غزنی اور قندھار کے درمیان واقع ہے۔ اس میں بہت زیادہ پہاڑی قلعے ہیں اور اس (وادی) میں حضرت حاجی دوست محمد صاحب قندھاری (رحمۃ اللہ علیہ) کی خانقاہ شریف واقع ہے (سید اکبر علیؒ)

(۸) شیراز ملک ایران کا ایک شہر ہے (سید اکبر علیؒ)

(۹) واں بھچراں، ضلع بنوں، تحصیل میانوالی کے ایک قصبہ کا نام ہے (سید اکبر علیؒ)

خاتمہ

ہمارے حضرت قبلہ قلبی و روحی فداہ (میرے دل و جان آپ پر قربان ہوں) کے امراض، وصال، تجہیز و تکفین اور تدفین کے بعض حالات و کیفیات کے بیان میں، مع احوال تاریخی، نقشہ تمام عمر شریف، اجازت نامہ، تحصیل علوم اور دستار بندی فضیلت کے احوال، نیز حضرت قبلہ کے وصال کے بعد جناب حقائق و معارف آگاہ حضرت صاحبزادہ مولانا مولوی محمد سراج الدین صاحب مدظلہ وعمرہ ورشدہ (اللہ تعالیٰ ان کے سایہ، عمر اور رشد کو زیادہ فرمائے) کے مسند نشین ہو کر طریقہ کے جاری فرمانے، مع احوال تاریخی، نقشہ عمر شریف، ولادت باسعادت کے وقت سے لے کر مسند ارشاد پر جلوہ افروز ہونے تک ہفت سلاسل، مراقبات مقامات مجددیہ کی نیات اور خواجگان نقشبندیہ قدس اللہ تعالیٰ اسرارہم کے تمام ختمات۔

ہمارے حضرت قبلہ قلبی و روحی فداہ (میرے دل و جان آپ پر قربان ہوں) کا وطن مالوفہ آباؤ اجداد سے شہر لونی[1] ہے۔ جب آپ سن تمیز کو پہنچے تو حضرت قبلہ کے والد ماجد جو نہایت ہی صالح و بزرگوار آدمی تھے اور جن کی زبان ذوق وشوق سے ہمیشہ ذکر و اذکار میں مشغول رہتی تھی، نے حضرت قبلہ کو دینی علوم کی تحصیل کے لیے گھر سے روانہ کیا۔ جب آپ ضروری دینی علوم سے فارغ ہو گئے تو اہل اللہ فقراء کی محبت دل میں پیدا ہوئی[2]۔ باطن کے اہل کمال کی تلاش اور جستجو کے بعد جناب حاجی الحرمین الشریفین حضرت حاجی دوست محمد صاحب قندھاریؒ کی خدمت میں حاضر ہو کر شرف بیعت سے مشرف ہوئے اور آپ سفر و حضر میں گراں قدر خدمات اور مشکل کام، کما حقہ، جیسے کہ ہونے اور کرنے چاہیں، دل و جان سے ادا کرتے تھے۔ چنانچہ کئی بار، بلکہ اکثر کسی خدمت کے لیے صبح کے وقت خانقاہ شریف موسیٰ زئی سے ڈیرہ

اسماعیل خان کے شہر کی طرف، جو بیس کوس کے فاصلہ اور مسافت پر (واقع) ہے، جاتے تھے اور متعلقہ کام اپنے پیر ومرشد کی مرضی کے مطابق احسن طریقہ سے سرانجام دے کر شام کے وقت (واپس) حاضر خدمت ہو جاتے تھے اور جذب باطنی کے غلبہ (اور) ذوق وشوق کے کمال کی وجہ سے راستے کی تکلیف کو بالکل محسوس نہیں کرتے تھے۔ ایسی خدمات جناب حضرت حاجی دوست محمد صاحب قبلہ کے خلفاء میں سے کسی نے نہیں کی تھیں۔

بارہا خراسان اور ہندوستان وغیرہ کے سفر میں (حضرت کی) خدمت میں حاضر رہتے تھے، اگرچہ جناب حضرت حاجی دوست محمد صاحب (رحمۃ اللہ علیہ) کے خداشناس خلفاء بہت زیادہ تھے، لیکن ہمارے حضرت قبلہ قلبی وروحی فداہ (میرے دل وجان آپ پر قربان ہوں) کی قلبی محبت اور باطنی رسوخ حد سے زیادہ تھا، کیونکہ آپ نے علم حدیث، علم اخلاق، علم سیر اور علم تصوف کی سند اپنے حضرت پیر ومرشد سے (حاصل) کی تھی اور سیر سلوک کے تمام مقام کو تفصیل وتحقیق کے ساتھ (آپ سے) طے کر کے سب فیوض وانوار کا کمال حاصل کیا (اور) تمام مشہور سلاسل نقشبندیہ مجددیہ احمدیہ، قادریہ، چشتیہ، سہروردیہ، کبرویہ، مداریہ، قلندریہ اور شطاریہ وغیرہم میں اجازت مطلقہ پائی اور شرف خلافت سے مشرف ہوئے۔

آپ آخری وقت اپنے حضرت پیر ومرشد کی بیماری میں بھی حاضر (خدمت) تھے۔ رات اور دن آپ کی بابرکت خدمت میں علاج معالجہ کے لیے حکماء وغیرہ کے ہاں دوڑتے رہے اور کمر ہمت باندھے رکھی۔ جب بیماری شدید ہوگئی اور معاملہ آخر کو پہنچا تو جناب حضرت پیر ومرشد نے ہمارے حضرت قبلہ قلبی وروحی فداہ (میرے دل وجان آپ پر قربان ہوں) کو مسند ارشاد پر اپنا قائم مقام بنایا۔ اپنا خلیفہ مطلق ونائب مناب قرار دے کر خانقاہ شریف موسیٰ زئی، خانقاہ شریف دہلی اور خانقاہ شریف خراسان وغیرہ، ہر طرح سے آپ کے سپرد کر دیں۔ بعد ازاں سوموار کی رات ۲۲ شوال المکرم ۱۲۸۴ھ (۱۶ جنوری ۱۸۶۸ء) کو قبلہ عالم وعالمیان جناب حاجی الحرمین الشریفین حضرت حاجی دوست محمد صاحب قندھاری قدسنا اللہ اسرارہم الاقدس (اللہ تعالیٰ ان کے پاک رازوں سے ہمیں پاکیزہ بنائے) اس فانی جہان سے عالم بقا کے مقام اعلیٰ علیین، جو صدیقوں کی جگہ ہے، جہاں انھیں نہ خوف ہوگا اور نہ وہ غمگین ہوں گے،

کی طرف دوڑ پڑے۔

آپ اپنے حضرت پیر و مرشد کے وصال کے بعد اس مندرجہ بالا تاریخ سے تقریباً تین سال تک مسند ارشاد پر جلوہ افروز رہے (پھر) کمال اشتیاق اور محبت قلبی کے غلبہ سے چند خدام کے ہمراہ حرمین الشریفین زادہم اللہ شرفاً وتعظیماً کی زیارت کو روانہ ہوئے۔ مکہ معظمہ میں پہنچنے اور حج بیت اللہ شریف سے فراغت کے بعد مدینہ منورہ کی طرف سفر فرمایا۔ جب اس مبارک مقام میں داخل اور وارد ہوئے تو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا غلبہ شوق اور رابطہ محبت اس حد تک غالب ہوا کہ ہر در و دیوار سے صورت محبوب کا مشاہدہ کیا۔ کھانا اور پینا اپنے اختیار سے چھوڑ دیا، تاکہ بول و براز کی نوبت نہ آئے، کیونکہ قضائے حاجت کے لیے جس جگہ بیٹھا جائے، مبادا کہ اس جگہ حبیب خدا سید الوریٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا پاؤں مبارک پڑا ہو، کیونکہ مدنیہ شریف کی تمام زمین مبارک حضرت رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کا گھر ہے۔ اس طرح پاس ادب کے ساتھ اس متبرک جگہ قیام کیا۔

بعد ازاں خانقاہ شریف موسیٰ زئی (واپس) تشریف لائے اور مسند ارشاد پر جلوہ افروز ہو کر خراسان، دامان اور دوسرے شہروں وغیرہ کے ہزاروں لوگوں کو بیعت کر کے داخل طریقہ (نقشبندیہ مجددیہ) فرمایا اور شریعت مصطفویہ سید الوریٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے راہِ شریعت پر یوں قدم مستقیم رکھا کہ تمام معاملات و امورات، قول و فعل، بیٹھنے اور اُٹھنے، چلنے، کھانے، پینے اور پہننے وغیرہ میں اتباع طریقہ سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک بال کے برابر بھی اختلاف نہ کیا۔ پنجگانہ نمازوں کی ہمیشہ تاکید فرماتے تھے کہ وقت اوّل میں پڑھو۔ خانقاہ شریف پر رہنے والے درویشوں کو نماز تہجد کے لیے جاگنے، مراقبہ اور کثرت ذکر کی نصیحت فرماتے تھے کہ ایک سانس بھی یاد خدا سے غافل نہ رہو۔ یہ شعر اکثر پڑھا کرتے تھے:

ذکر کن ذکر تا ترا جان است
پاکئ دل ز ذکر رحمٰن است

یعنی ذکر کر ذکر جب تک تو زندہ ہے، (کیونکہ) دل کی پاکیزگی رحمٰن (اللہ تعالیٰ) کے ذکر سے (نصیب ہوتی) ہے۔

باوجود اس کے کہ آپ ہزاروں مرید رکھتے تھے، کمال انکساری سے فرمایا کرتے تھے کہ میں شیخی اور پیری کا دعویٰ نہیں کرتا بلکہ میں درویشوں، زیارت کرنے والوں اور خانقاہ شریف پر آنے والوں کا خدمتگار اور اپنے حضرت پیرو مرشد حضرت حاجی دوست محمد صاحب قبلہ برد اللہ مضجعہ الشریف ونور اللہ مرقدہ المنیف (اللہ تعالیٰ ان کے مزار شریف کو خنک کرے اور ان کی قبر مبارک کو روشن فرمائے) کے مزار پرانوار پر جھاڑو دینے والا ہوں۔

خانقاہ شریف کے لنگر کے خرچ اخراجات اور دوسرے مصارف اللہ تعالیٰ کے توکل پر جاری تھے اور ظاہر میں ایک پیسہ پائی کسی جگہ سے معین مقرر نہ تھا، حالانکہ بعض اوقات سوسو، دو دوسو آدمی مہمان آیا کرتے تھے، علاوہ ازیں مہمان، زائرین، مسافر، خاص کر خانقاہِ شریف پر موجود چالیس درویش، مع حرم محترم اور خدمتگار خواتین وغیرہ حضرت قبلہ کے گھر موجود رہتے تھے۔ بعض حاسد اور ظاہر بین (لوگ) اس قدر کثیر خرچ کو اپنی آنکھوں سے دیکھتے تھے تو قیاس کرتے تھے کہ یہ فقیر (حضرت قبلہ) تسخیر (کا عمل) رکھتے ہیں، یا عامل ہیں (اور) یا کیمیا جانتے ہیں، حالانکہ ہمارے حضرت قبلہ بڑے صاحب علم وخلق اور سخاوت وتوکل تھے۔

کبھی کبھی استفتاء (فتاویٰ کے سوالات) آتے تھے تو آپ فرمایا کرتے تھے کہ قاضیوں اور مفتیوں کے پاس لے جاؤ کہ میں اس کام (شیخی وپیری) میں فتویٰ جاری کرنے کے لیے اپنی ذات کو شریک نہیں بناتا، کیونکہ میں درویش ہوں اور درویشی کرتا ہوں اور فتویٰ دینا مفتیوں کا کام ہے۔ سو ہر آدمی کا کام الگ ہے۔ باوجود اس کے کہ آپ کا اتنا بڑا کتب خانہ تھا، کہ اس طرح کا کتب خانہ پنجاب اور ہندوستان میں کسی جگہ سنا نہیں گیا۔

راقم عفی عنہ کہتا ہے کہ ہمارے حضرت قبلہ قلبی وروحی فداہ (میرے دل وجان آپ پر قربان ہوں) اس کمال درجے کا خلق عظیم رکھتے تھے کہ ہر آدمی اپنے دل میں یہی تصور کرتا تھا کہ حضرت جس طرح کا لطف وکرم مربیانہ احسان وشفقت میرے حال پر کرتے ہیں، شاید کسی دوسرے آدمی پر نہیں ہوگا۔ جو سوالی بھی آکر سوال کرتا تھا، اس کی حیثیت (ضرورت) کے مطابق (اور) اس کے سوال کی شان کے موافق بخش فرماتے تھے اور کبھی احیاناً (کسی) سوالی کا سوال رد نہیں فرمایا۔

ایک سال ہمارے حضرت قبلہ وقلبی وروحی فداہ (میرے دل وجان آپ پر قربان ہوں) خانقاہ شریف غنڈان جو خراسان میں واقع ہے، میں موسم گرما میں قیام رکھتے تھے۔ کڑی افغاناں کی قوم توخی لٹک خیل خدوزئی کے تمام آدمی چھوٹے بڑے، مرد وعورت (حضرت قبلہ کی) خدمت اقدس میں حاضر ہوئے (اور) بڑی زاری سے عرض کی کہ قبلہ! آبپاشی کا ایک کاریز اور اس سے متعلق زمین، جو ہم لوگوں کی ملکیت ہے اور اس موجودہ وقت میں جس کی قیمت دس ہزار روپے سے کم نہیں اور اس کی آمدنی تقریباً دو ہزار سالانہ ہوگی، ہم حضرت قبلہ کی خانقاہ شریف کے لنگر کے اخراجات کے لیے ہدیہ پیش کرتے ہیں، آپ قبول ومنظور فرمالیں۔ حضرت قبلہ نے انکار فرمایا۔ ہر چند ان لوگوں نے پانی کے کاریز اور اس سے متعلقہ زمین کی ملکیت کے لیے اصرار کیا، حضرت قبلہ نے انکار فرمایا، یہاں تک کہ ہرگز قبول نہ کیا:

دوست مارا زر دہد منت نہد

رازق ما رزق بے منت دہد

یعنی دوست ہمیں زر دیتا ہے تو احسان جتلاتا ہے، (جبکہ) ہمارا رازق ہمیں بغیر احسان جتلائے (ہر روز) رزق دیتا ہے۔

آپ نے فرمایا کہ فقیر کے سب کام اللہ تعالیٰ کے توکل پر جاری ہیں۔ ایک روز حاجی غلام نبی صاحب قوم بابڑ، موسیٰ زئی سکنہ چودھواں، جو حضرت قبلہ کے خدام میں سے ایک ہیں، نے ایک عرضی حضرت قبلہ کے حضور بھیجی۔ عرضی کے مضمون کا خلاصہ یہ تھا کہ دوویل زمین آب سیاہ، ۱۶/۱۰ حصہ خراس، ایک باغ میوہ دار اور ایک مکان سکونتی، یہ تمام جائیدادیں، جو تقریباً گیارہ ہزار روپیہ قیمت رکھتی ہیں اور خاص اس بندہ کی ملکیت ہیں، اپنی رضا وخوشی سے حضرت قبلہ کی خانقاہ شریف کے لنگر کے خرچ اخراجات کے لیے ہدیہ دیتا ہوں، پس منظور فرما کر اپنے لنگر میں داخل فرمالیں اور اس فقیر کو بھی درویشوں کے زمرہ میں شامل فرما کر خانقاہ شریف پر مقیم رہنے کی اجازت عطا فرمائیں، تاکہ دنیاوی تعلقات کو چھوڑ کر باقی چند روزہ عمر اس پیر دستگیر کی خدمت میں رہ کر حق تعالیٰ عزاسمہ کی یاد میں گزار سکوں۔ حضرت قبلہ نے اس عرضی کی پشت پر اس مضمون کا جواب تحریر فرمایا:

خلاصہ جواب حضرت قبلہ

میرے جناب نے جو کچھ لکھا ہے، سب سچ ہے، بلا شک وشبہ، محض آپ کے خلوص نیت اور حسن اعتقاد سے ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ عزیز کو اس نیک نیت پر جزائے خیر عطا فرمائے، **بحرمة نون والصاد** (یعنی نبی اکرم صلّی اللہ علیہ وسلّم کی نون وصاد کے طفیل)۔

میرے عزیز! اس فقیر کے لنگر وغیرہ کا خرچ اللہ تعالیٰ کے توکل پر موقوف ہے اور ہمارے حضرات کی قدیم سے عادت مستمرہ یونہی جاری ہے کہ انہوں نے کبھی تردد اور کوشش نہیں فرمائی اور اخراجات ولنگر وغیرہ کے کام کو تقویٰ سے ادا فرمایا ہے:

تو چنیں خواہی خدا خواہد چنیں
میدہد حق آرزوئے متقین

یعنی تو یوں چاہتا ہے اور خدا اس طرح چاہتا ہے، اللہ تعالیٰ پرہیزگاروں کی آرزو (حاجت) پوری فرماتا ہے۔

فقیر کو اس کام میں معذور سمجھیں اور خانقاہ شریف آپ کا گھر ہے۔ جس وقت بھی آپ کی مرضی مبارک ہو، آجائیں اور خانقاہ شریف کے درویشوں کے ہمراہ اپنے مستعار اوقات کو بسر کریں۔ ان شاء اللہ تعالیٰ توجہ اور دعا گوئی سے دریغ نہیں کیا جائے گا، اطمینان رکھیں۔

بعد ازاں (بھی) مذکورہ شخص نے زبانی طور پر املاک کے قبول کر لینے کے لیے عرض کیا، (لیکن) حضرت قبلہ نے قبول نہ فرمایا۔

اس علاقے کے اطراف وجوانب (اور) دور ونزدیک میں ہمارے حضرت قبلہ قلبی و روحی فداہ (میرے دل وجان آپ پر قربان ہوں) کا غناء مشہور ومعروف ہے اور بعض سیاح لوگ جو اتفاقاً خانقاہ شریف میں آکر حضرت قبلہ سے ملاقات کرتے تھے، پہلی ملاقات میں اپنی زبان سے تصدیق کرتے تھے کہ بے شک اس طرح کا دلنواز اور صاحب نسبت فقیر میں نے کسی جگہ نہیں دیکھا:

پس بہر دوری ولی قائم است
تا قیامت آزمائش دائم است

یعنی پس ہر زمانے میں ولی موجود (ہوتا) ہے، قیامت تک آزمائش قائم ہے۔

آپکا وجود مسعود ہمیشہ گونا گوں امراض، خاص کر بامراض رعشہ، فالج، دمہ اور دوران سر میں مبتلا رہتا تھا۔ خصوصاً موسم سرما میں آپ کثرت وشدت سے بیمار رہتے تھے۔ ہمیشہ خوش رہتے تھے اور فرمایا کرتے تھے کہ یہ اللہ تعالیٰ کے لوازم ہیں جو فقیر پر مسلط کیے گئے ہیں:

وصل پیدا گشت از عین بلا	زان حلاوت شد عبارت ما قلی
عاشقم بر رنج خویش و درد خویش	بہر خوشنودی شاہ مرد خویش
عاشقم بر لطف و قہرش من بجد	اے عجب من عاشقم این ہر دو ضد

یعنی (ہجر کی) مصیبت کے بعد وصال نصیب ہوا (اور) ما قلی (وہ ناراض نہیں ہوا) کی عبارت میں اس کی لذت ظاہر ہوگئی۔

میں اپنے دکھ اور اپنے درد کا عاشق ہوں، اپنے شاہ مرد (محبوب) کی رضا کے حصول کی خاطر۔

میں اس کے قہر اور لطف پر سنجیدگی سے عاشق ہوں، کیسا عجیب میں عاشق ہوں ان دو متضاد چیزوں کا؟

آپ نے اپنے وصال سے پانچ سال قبل اپنے احباب، درویشوں اور اہل خانہ وغیرہ سے تعلقات کا رشتہ توڑ لیا تھا اور بارہا فرمایا کرتے تھے کہ گوشہ نشینی اختیار کرتا ہوں کہ میرا وقت آخر کو پہنچ گیا ہے۔ چنانچہ مولانا روم صاحبؒ فرماتے تھے:

روئے در و دیوار کن تنہا نشین
از وجود خویش ہم خلوت گزین

یعنی چہرہ در و دیوار کی طرف کر کے تنہا بیٹھ جا، اپنے وجود سے بھی خلوت اختیار کر۔

لیکن کیا کروں جو لوگ راستے کی تکالیف اٹھا کر دور و دراز شہروں سے باطنی استفادہ کے لیے آتے ہیں، ان سے روگردانی کرنا مناسب نہیں سمجھتا اور بعض اوقات فرمایا کرتے تھے کہ گویا قبر کے کنارے بیٹھا ہوں، پاؤں قبر میں لٹکا رکھے ہیں۔ بعض دوستوں کی طرف یہ شعر لکھا کرتے تھے:

دادیم ترا از گنج مقصود نشان

گرما نرسیدیم تو شاید برسی

یعنی ہم نے تجھے گنج مقصود کا پتہ بتا دیا ہے، اگر ہم نہیں پہنچ سکے تو شاید تو (وہاں) پہنچ جائے۔

وفات سے ایک سال پہلے جو دوست لوگ نزدیک و دور سے زیارت اور قدم بوسی کے لیے آتے تھے، انھیں یہ نصیحتیں فرمایا کرتے تھے:

''اس ملاقات کو آخری سمجھیں، کیونکہ مستعار زندگی پر اعتبار نہیں ہے، چاہیے کہ اپنے قیمتی اوقات کو اذکار و افکار (الٰہی) وغیرہ (کی) طاعات و عبادات سے معمور رکھیں، کیونکہ (یہ) ظاہر و باطن کی برکات کا موجب ہے اور جہان کی پیدائش کا اصلی مقصد یہی ہے، اس کے علاوہ سب بے فائدہ ہے۔ (یہ) وقت کام کرنے کا وقت ہے۔ (کیونکہ) کل حسرت و ندامت کے سوا کچھ ہاتھ نہیں آئے گا۔''

بعض دوستوں کو یہ عبارت لکھتے تھے کہ اے عزیز! دنیا اعتماد کی جگہ نہیں ہے۔ چند روز یہاں رہنا ہے، پھر وطن اصلی کو جانا ہے۔ پس فقیر کو ہمیشہ ہر حال میں ایک دعا گو اور اپنی بلند ذات کی طرف متوجہ سمجھتے رہیں اور فقیر کو بھی حسن خاتمہ کی دعا سے یاد و شاد فرماتے رہیں، کیونکہ (یہ) وقت یاد رکھنے کا وقت ہے۔

جناب حاجی حافظ محمد خان صاحب ترین، رئیس اڑی افغاناں حضرت قبلہ قلبی و روحی (میرے دل و جان آپ پر فدا ہوں) کی وفات سے تقریباً چار ماہ پہلے اپنے قدیمی معمول کے مطابق ملاقات، زیارت اور قدم بوسی کے لیے حضرت قبلہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ ان کا

سبق مراقبہ احدیت پر تھا۔ حضرت قبلہ نے ان کو مراقبات مشارب کے سبق کی تجدید عطا فرمائی۔ چند روز کے بعد ان کی روانگی کے وقت ارشاد فرمایا کہ فقیر کی زندگی کا کوئی اعتبار نہیں ہے، پھر ملاقات میسر ہوگی یا نہیں؟ ایک ماہ گزرنے کے بعد اپنے گھر میں مراقبہ معیت کی نیت کرلیں کہ سلوک نقشبندیہ صرف اتنا ہی ہے اور گھریلو کاموں سے فرصت کے وقت میں ذکرو مراقبہ سے مشغول رہیں۔

اسی آخری سال (۱۳۱۴ھ) مین کثرت امراض کی وجہ سے جسم مبارک بہت ضعیف اور نحیف ہو گیا تھا، یہاں تک گرمی وسردی کی برداشت بالکل نہیں رہی تھی اور غذا صحت کی حالت میں بھی ہمیشہ سے بہت کم تناول فرمایا کرتے تھے اور اکثر گوہر افشاں زبان سے فرمایا کرتے تھے کہ مسجد شریف سے تسبیح خانہ تک (کا فاصلہ) فقیر کے لیے سفر کا حکم رکھتا ہے۔ ہر روز جب صبح کے وقت نماز کے لیے تشریف لاتے۔ محل سرائے (گھر) مبارک سے مسجد شریف تک جو تیس قدم کا فاصلہ ہے، چلنے کی طاقت نہ ہونے کی وجہ سے (اس میں) تین جگہ بیٹھتے تھے، لیکن نماز فجر کو قرأت طویل اور کامل مسنونہ ترتیل کے ساتھ کھڑے ہو کر ادا کرتے تھے اور ختم اور حلقہ شریف اپنے معمول کے مطابق پڑھا کرتے تھے، یہ محض خداداد قوت تھی:

قوت جبرئیل از مطبخ نبود

بود از درگاہ خلاق و ودود

یعنی (حضرت) جبرئیل (علیہ السلام) کی طاقت باورچی خانہ سے نہیں، بلکہ یہ خلاق اور ودود (خدا تعالیٰ) کی درگاہ سے ہے۔

حضرت قبلہ قلبی وروحی فداہ (میرے دل و جان آپ پر فدا ہوں) ۲۹ رجب المرجب (۱۳۱۴ھ) آدھی رات کے وقت سے لے کر مؤرخہ ۲۲ شعبان المعظم، بروز منگل، اشراق کے وقت تک چوبیس روز بیمار رہے تھے۔ آپ شدید تپ محرقہ اور شدید اسہال میں مبتلا رہے۔ سینکڑوں روپے خیرات کی گئی، یعنی کئی کئی بیل گائے اور بیشمار بکریاں و بھیڑیں حضرت قبلہ کی تمام بیماری کے دوران ہر روز ذبح کی گئیں، جس کی وجہ سے اکثر غریب و مسکین لوگ حضرت قبلہ کی خیرات لینے سے دل سیر ہو گئے۔ یونانی اور ڈاکٹری علاج بہت کیا گیا، (لیکن) کوئی

فائدہ ظاہر نہ ہوا، بلکہ بعض ادویہ مجربات نے فائدہ کی بجائے ضرر پہنچایا:

از قضا سرکہ بہ بین صفرا فزود   روغن بادام خشکی می نمود

از ہلیلہ قبض شد اطلاق رفت   آب و آتش رامد و شد ہمچو نفت

چون قضا آید طبیب ابلہ شود   داروئے دفع مرض گمراہ شود

یعنی قضا سے دیکھو کہ سرکہ نے صفرا بڑھا دیا ہے اور روغن بادام خشکی کرنے لگا ہے۔

ہلیلہ (ہڑ) سے قبض ہوگئی اور پانی اور آگ میں تیل (اور آگ) جیسی صورت بنی ہوئی ہے۔

جب قضا آجاتی ہے تو حکیم نادان بن جاتا ہے اور بیماری دور کرنے والا دارو بے اثر ہو جاتا ہے۔

پس تاریخ مندرجہ بالا کے مطابق آدھی رات کے وقت حضرت قبلہ کو شدید بخار لاحق ہو گیا تھا، اسی روز صبح کے وقت فجر کی سنتیں کھڑے ہو کر پڑھنی شروع کیں، عین قیام میں بخار کی حرارت کے غلبہ کی وجہ سے گر پڑے۔ چند روز کے بعد حکماء نے تشخیص بتائی کہ تپ محرقہ ہے۔ ایسی سخت بیماری کے باوجود آپ نے پانچ وقت کی نمازوں کو کھڑے ہو کر باجماعت ادا کرنا ترک نہ فرمایا، اس کے بعد مرض اسہال بھی یوں بڑھ گیا کہ بیٹھنے اور اُٹھنے کی بالکل ہمت نہ رہی۔ کمال بے طاقتی کے سبب گوہر فشاں زباں (مبارک) میں لکنت آ گئی۔ کسی کو ضروری کام کے لیے، جو کہ مجبوری میں کہنا پڑتا تھا، بہت کم اور بہت ہی آہستہ بات کرتے تھے۔

آپ ہر کسی کے لیے بہت ہی زیادہ شفیق تھے اور اس حد تک مہمان نواز تھے کہ اس سے زیادہ ممکن نہیں ہے۔ حتیٰ کہ اس نازک حالت میں بھی، جب کہ سینکڑوں لوگ حضرت قبلہ کی عیادت کے لیے ہر روز آتے تھے، حضرت قبلہ ہر ایک کے ساتھ مصافحہ کرتے اور ان کی احوال پرسی فرماتے تھے۔ بعض کو ان کی درخواست پر رخصت اور بعض کو ان کی التماس کے مطابق قیام کی اجازت عطا فرماتے تھے۔

روز بروز بیماری بڑھتی گئی اور اس نے طول کھینچا۔ اس شدید بیماری کی حالت میں، ایک

بار نماز عشاء کے بعد جب کچھ افاقہ ہوا تو گوہر افشاں زبان (مبارک) سے ارشاد فرمایا کہ کسی نے ہمارے مہمانوں کی خدمت روٹی وغیرہ سے کی ہے یا نہ؟ حضور کے خادم نے عرض کیا کہ قبلہ! مہمانوں کی خدمت بہت اچھی طرح کی گئی ہے، تسلی خاطر فرمائیں۔ پھر فرمایا کہ فلاں مکان میں کون کون سے مہمانون کو جگہ دی ہے؟ اور درویشوں کے حجروں میں کون کون سے مہمان شامل ہیں؟ اور ہر آدمی کے لیے کپڑے اور لحاف وغیرہ کافی ہو گئے ہیں یا نہ؟ خادم نے پھر عرض کیا کہ قبلہ! میں نے ہر ایک مہمان کے لیے علیحدہ علیحدہ جگہ بنائی ہے اور کپڑے اور لحاف وغیرہ بھی سب کو مل گئے ہیں۔ پس اتنا ہی دریافت فرمایا کہ پھر بے ہوشی کا مرض غالب آ گیا۔ سبحان اللہ اللہ تعالیٰ نے کتنا عظیم اخلاق عطا فرمایا تھا کہ جس حالت میں مرض عظیم کے صدمہ کی وجہ سے آپ جان وجہان کی خبر نہیں رکھتے تھے، مہمانوں کا فکر کر رہے تھے۔

بعض احباب کو آخری بیماری میں نصائح فرما رہے تھے۔ ملا صاحب نیازی[۳] جو بڑی عمر کے تھے، کو مخاطب کر کے ارشاد فرمایا کہ میرا حال دیکھو اور عبرت پکڑو، آخرت کا فکر کرو، بڑے سفر کا توشہ بناؤ۔

ملا محمد رسول صاحب لئون کو پشتو زبان میں فرمایا کہ خاوری بادوا، یعنی غم کھاؤ اور ایک سانس یاد خدا سے غافل نہ رہو۔ حضرت قبلہ کی زبان مبارک سے یہ بات سنتے ہی محمد رسول صاحب موصوف فوراً (حالت) جذب میں آ گئے۔

شیخ[۴] شہزاد صاحب مچن خیل، سکنہ موسیٰ زئی جو ہمارے حضرت قبلہ کے خدام میں سے تھے، انھیں مخاطب کرتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ میرے احوال دیکھو، میری تیز رفتاری کدھر گئی؟ اور میری خوش بیانی وخوش کلامی کہاں گئی؟ اور میری قوت جسمانی کا کیا ہوا؟ اور میری فہم معانی کدھر گئی اور میری جوانی کے حواس کا کیا بنا؟ میرے حال سے عبرت پکڑو، اس وقت کو یاد رکھو۔

حضرت قبلہ قلبی وروحی فداہ (میرے دل وجان آپ پر فدا ہوں) نے اپنی وفات سے چار روز قبل لوگوں کے مجمع عام جو آپ کی مزاج پرسی کے لیے حاضر تھے، میں یہ شعر پڑھا:

نیا وردم از خانہ چیزے نخست

تو دادی ہمہ چیز و من چیزے تست

یعنی میں گھر سے پہلے کوئی چیز نہیں لایا، سب کچھ تو نے عطا فرمایا اور میں
بھی تیری ہی چیز ہوں۔

پھر یہ شعر پڑھا:

سپردم بتو مایہ خویش را
تو دانی حساب کم و بیش را

یعنی میں نے اپنی پونجی تیرے حوالے کر دی ہے، حساب کی کمی و بیشی کو تو
(خوب) جاننے والا ہے۔

اس کے بعد ارشاد فرمایا تمام حاضرین اور غائبین، جو اس طریقہ عالیہ (نقشبندیہ مجددیہ) سے وابستہ ہیں اور فقیر کے ساتھ تعلق رکھتے ہیں، یعنی تمام حاضرین جواب موجود ہیں اور تمام غائبین جو فقیر کی بیماری کی اطلاع نہ پا کر نہیں آئے ہیں اور تمام واپس چلے جانے والے، جو فقیر کی عیادت کر کے رخصت ہو گئے ہیں، میں ان کے حق میں دعائے خیر کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ انھیں اس دربار کے فیض و برکات سے محروم نہ کرے اور انھیں دونوں جہانوں کی مرادوں سے بہرہ مند فرمائے۔ فقیر کی یہ ملاقات آخری ہے، خدا پر بھروسہ کریں۔ آپ کی زبان مبارک سے اس طرح کی بات سن کر حاضرین مجلس گریہ وزاری کرنے لگے۔

اس دوران جناب مولوی محمود شیرازی صاحب نے عرض کی کہ میں آپ کے قربان ہو جاؤں یہ بات جو آپ نے بیان فرمائی ہے، الہام کی وجہ سے فرمائی ہے؟ یا بیماری کے سبب؟ حضرت قبلہ نے خاموشی اختیار فرمائی۔ لحظہ بھر بعد ارشاد فرمایا کہ ہم بات کرنے کی طاقت نہیں رکھتے۔

وفات سے ایک رات قبل آپ نے حقائق و معارف آگاہ جناب حضرت صاحبزادہ ولد ارشد اسعد مولانا مولوی محمد سراج الدین صاحب مدظلہ وعمرہ ورشدہ، اپنے برادر عزیز جناب محمد سعید آخوندزادہ صاحب اور جناب مولوی محمود شیرازی صاحب کو (اپنے) غسل دینے کی اجازت عطا فرمائی۔ اس کے بعد ۱۳۱۴ھ میں ۲۲ شعبان المعظم، بروز منگل، بوقت اشراق حضرت خداوندی قبلہ عالم اور اہل عالم قدسنا اللہ تعالیٰ بسرہ الاقدس وضریحہ المقدس نے اس

عالم فانی سے عنان عزیمت سنبھالی اور جہان جاودانی کی راہ لی اور احباب کی جمعیت سے رشتہ توڑ لیا اور جہان کے سر میں مصیبت کی خاک ڈالی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ وفات کے وقت تہلیل (لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ) کی کثرت کی وجہ سے (آپ کا) سارا جسم (مبارک) حرکت کر رہا تھا اور آخری کلام لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہ تھا۔ حضرت قبلہ کے وصال سے جو غم والم احباب کو ہوا، اس کی تفصیل تحریر میں نہیں سما سکتی:

آنزمان خود آسمان گفت با زمین

گر قیامت را ندیدستی بہ بین

یعنی اس وقت خود آسمان نے زمین سے کہا، اگر تو نے قیامت نہیں دیکھی تو (اب) دیکھ (لے)۔

بعد ازاں غسل کی تیاری کی گئی۔ جب تجہیز و تکفین سے فارغ ہوئے تو (آپ کا) جنازہ مبارک اُٹھایا گیا۔ لوگوں کا اژدہام اتنا زیادہ تھا کہ ہاتھ چارپائی کو نہیں پہنچتا تھا۔ جناب میرا صاحب قلندر جو دراز قد اور بڑے جسم والے تھے، انتہائی مشکل سے چارپائی کے کنارے کو دو انگلیوں سے چھو سکے۔ ایسے دکھائی دیتا تھا کہ جنازہ مبارک ہوا پر جا رہا ہے۔ سبحان اللہ، اس وقت جنازہ مبارک سے کیسے انوار پھوٹے؟ گویا کہ تمام خانقاہ شریف نور سے بھر گئی۔

ع۔ شنیدہ کے بود مانند دیدہ

یعنی سنی ہوئی (بات) دیکھی ہوئی (چیز) کے برابر کب ہوسکتی ہے؟

حضرت قبلہ کی وفات کی خبر آن بھر میں یوں دور دور تک پھیل گئی کہ سینکڑوں لوگ اطراف و جوانب کے شہروں سے فوراً جنازہ کے لیے حاضر ہو گئے۔ پس جنازہ مبارک کو خانقاہ شریف کے صحن میں لا کر رکھا گیا اور صفوں کا انتظام کیا گیا، لیکن خلقت کا مجمع اور اژدہام اتنا زیادہ تھا کہ سب خانقاہ میں پاؤں رکھنے کی کوئی جگہ نہیں تھی، یہاں تک کہ خانقاہ شریف کے دروازہ سے باہر بھی چند صفیں کھڑی ہوئیں۔ جنازہ مبارک کے امام جناب حقائق و معارف آگاہ حضرت صاحبزادہ مولانا مولوی محمد سراج الدین صاحب بنے اور نماز جنازہ پڑھائی۔

نماز (جنازہ) سے فراغت کے بعد جناب مولوی محمود شیرازی صاحب نے مجمع عام میں

کھڑے ہو کر بلند آواز میں بیان فرمایا کہ میں غسل دینے میں شریک تھا۔ حضرت قبلہ کی چند کرامات ظاہر ہوئی ہیں، جن کی تفصیل اس مجمع میں بیان نہیں کی جاسکتی نماز ظہر کے بعد تدفین کا کام کیا گیا۔

جناب حق داد خان صاحب ترین، سکنہ ڈیرہ اسماعیل خان، جو کہ ہمارے حضرت قبلہ قلبی و روحی فداہ (میرے دل و جان آپ پر قربان ہوں) کے خدام میں سے ہیں، حضرت قبلہ کے وصال کے وقت حاضر نہ تھے۔ جب انھیں حضرت قبلہ کے پر ملال وصال کی خبر پہنچی تو (اس) ناگزیر واقعہ کو سنتے ہی ان کے دل پر بہت زیادہ غم واندوہ طاری ہو گیا اور درد فراق کے کمال کی وجہ سے ان کی زبان پر یہ شعر جاری ہو گئے:

مرثیہ

برسیہ بختی من شام بلا می گرید	از پی ماتم من ابر فنا می گرید
روز و شب در نظرم گشت سراسر تیرہ	دل جدا نالہ کند دیدہ جدا می گرید
تیر خوردم بدل و جان سپردم افسوس	چہ شد از دیدہ صبح و مسا می گرید
وقت تو دیع ندیدیم رخ نور افشان را	آنکہ از فرقت او خلق خدا می گرید
آرزوئے دل ماند کما کان بدل	شب غم از غم محرومی ما می گرید
مدت العمر اگر گریہ کنم ہست سزا	ہر کسی را کہ فلک زد ابدا می گرید
محرمی حالت محرومی مارا چو شنید	گفت حقداد بہ حق دادہ چرا می گرید

میری سیہ بختی پر شامِ بلا روتی ہے، میرے ماتم میں ابر فنا روتا ہے۔

دن اور رات میری نظر میں تاریک ہو گئے، دل الگ روتا ہے، آنکھ جدا روتی ہے۔

میں نے تیر کھایا، دل و جان کو افسوس دیا، کیا ہوا کہ آنکھ صبح و شام روتی ہے؟

میں نے جدا ہوتے ہوئے اس رخ نور افشاں کو نہ دیکھا، جس کی جدائی

میں خلق خدا رو رہی ہے۔

دل کی تمنا اسی طرح دل میں رہ گئی، شب غم ہماری محرومی کے صدمے

سے رو رہی ہے۔

اگر میں عمر بھر روتا رہوں تو (یہ) روا ہے، جس کسی کو آسمان مارے، وہ

ہمیشہ روتا ہے۔

جب ایک محرم (راز) نے ہماری محرومی (کی خبر) سنی (تو) اس نے کہا

حق داد حق کو دے کر کیوں روتا ہے؟

ہمارے حضرت قبلہ قلبی وروحی (میرے دل وجان آپ پر قربان ہوں) کے تاریخی حالات اور کل عمر شریف کی مدت، سال ولادت (باسعادت) سن وفات (مبارک) تک، تفصیل وار

ہمارے حضرت قبلہ قلبی وروحی فداہ کی ولادت باسعادت ۱۲۴۴ھ سے لے کر آپ کے سال بیعت، ہفتہ کی رات، نماز مغرب کے بعد، ۹ جمادی الثانی ۱۲۶۶ھ تک، جو درمیانی مدت تقریباً ۲۲ سال ہوتی ہے، ان میں اکثر اوقات آپ نے دینی علوم حاصل کرنے میں صرف فرمائے۔ مندرجہ بالا سال بیعت کی تاریخ سے لے کر آپ کے مسند ارشاد پر جلوہ افروز ہونے کے وقت، سوموار کی رات، ۲۲ شوال المکرم ۱۲۸۴ھ تک جو حاجی الحرمین الشریفین جناب حضرت حاجی دوست محمد صاحب برد اللہ مضجعہ الشریف ونور اللہ مرقدہ المنیف کا سال وصال روز روشن کی مانند عیاں ہے، اس کا درمیانی عرصہ ۱۸ سال ۴ ماہ ۱۳ دن بنتا ہے، جو آپ نے باطنی سلوک کے کسب وحصول اور اپنے پیر ومرشد کی خدمت، کما حقہ، جس طرح کہ ہونا چاہیے، میں گزارا۔ مسند ارشاد پر جلوہ افروز ہونے کی تاریخ اور سال، حسب مندرجہ بالا سے لے کر تاریخ اور سال وصال، وقت اشراق، بروز منگل ۲۲ شعبان المعظم ۱۳۱۴ھ تک، درمیانی مدت ۲۹ سال ۱۰ ماہ بنتی ہے، جو آپ نے مسند ارشاد پر جلوہ افروز ہو کر طریقہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ کے

اجرا میں بسر فرمائی۔ بس اس طرح مندرجہ بالا حساب سے ہمارے حضرت قبلہ قلبی وروحی فداہ کی کل عمر شریف سال ولادت باسعادت سے تاریخ وسن وصال تک تحقیقاً مجموعی طور پر ۷۰ سال ۲ ماہ ۱۳ دن بنتی ہے۔

آپ کی عمر ۷۰ سال ۲ ماہ ۱۳ دن کے اثبات کی سند

ایک روز ہمارے حضرت قبلہ قلبی وروحی فداہ (میرے دل وجان آپ پر قربان ہوں) نے گرمیوں کے موسم کے آخر میں ۴ ربیع الاول ۱۳۱۴ھ کو اس احقر کو مخاطب کر کے ارشاد فرمایا کہ فقیر کی عمر ۷۰ سال کو پہنچ گئی ہے، یعنی یہ جاری سال فقیر کی عمر کا سترواں سال ہے۔ پس اسی سال ۱۳۱۴ھ کو آپ نے اس دار فانی سے دار جاودانی کی طرف رحلت فرمائی۔ لہٰذا اس تاریخ و سال وفات سے، سال ولادت شریف ۱۲۴۴ھ نکالا گیا ہے اور ان دونوں سنین کے درمیان جو مدت گزری ہے وہ تفصیل وار اور تاریخ وار بغیر کسی کمی کے ۷۰ سال ۲ ماہ اور ۱۳ دن ثابت ہوتی ہے۔

آپ کی بیعت کی تاریخ وسال کے ثبوت میں پہلی سند

سترہویں ملفوظ سے ہمارے حضرت قبلہ قلبی وروحی فداہ (میرے دل وجان آپ پر قربان ہوں) کی (بیعت کی) تاریخ وسال ہفتہ کی رات، نماز مغرب کے بعد ۹ جمادی الثانی ۱۲۶۶ھ ظاہر ہے۔

دوسری سند

ہمارے حضرت قبلہ قلبی وروحی فداہ (میرے دل وجان آپ پر قربان ہوں) نے اپنے خاص دستخطوں سے اپنے ہاتھ مبارک سے اپنی بیعت کی تاریخ وسن کو کتاب کے حاشیہ پر تحریر فرمایا ہے، جو اس حقیر کے پاس موجود ہے۔ اگر اس طریقہ عالیہ کے برادران میں سے کسی کو اس میں اختلاف ہے، تو فقیر کے پاس آ کر ملاحظہ فرمالیں۔

نقل مطابق اصل[۵]: ہمارے حضرت قبلہ قلبی وروحی فداہ (میرے دل وجان آپ پر فدا ہوں) کے دستخط (کے ساتھ) بے کم وکاست ہے:

''فقیر حقیر لاشے عثمان: بیعت ہفتہ کی رات، نماز مغرب کے بعد، بتاریخ ۹ جمادی الثانی ۱۲۶۶ھ کو کی۔''[٦]

حواشی خاتمہ

(۱) لونی ایک قصبہ کا نام ہے جو ملک دامن کرہ، تحصیل کلاچی، ضلع ڈیرہ اسماعیل خان، پنجاب میں واقع ہے (سید اکبر علیؒ)

(۲) ہمارے حضرت قبلہ قلبی و روحی فداہ (میرے دل و جان آپ پر فدا ہوں) کی بیعت، تحصیل علوم اور حصول نسبت کے مفصل حالات آپ کے ملفوظ نمبر ۱۷ میں درج ہیں (سید اکبر علیؒ)

(۳) ہمارے حضرت قبلہ قلبی و روحی فداہ (میرے دل و جان آپ پر قربان ہوں) کے وصال (مبارک) کے ایک سال، ایک ماہ اور چھ دن بعد فوت ہوئے (سید اکبر علیؒ)

(۴) ہمارے حضرت قبلہ قلبی و روحی فداہ (میرے دل و جان آپ پر فدا ہوں) کے وصال (مبارک) سے پانچ ماہ ایک دن پہلے فوت ہوئے (سید اکبر علیؒ)

(۵) حسین علی کہتا ہے کہ میں نے اکبر علی شاہ صاحب کے پاس حضرت قبلہ کے اپنے قلم سے لکھا ہوا دیکھا ہے اور میں نے قصہ بیعت مع بیان تاریخ اور سال، پوری تفصیل سے حضرت قبلہ کی در افشان زبان (مبارک) سے اسی طرح سنا ہے۔

(۶) ملفوظات کے مخطوطہ میں درج ہے کہ اس وقت کڑی حضرت حاجی صاحب چودھواں شہر کے جنوب میں بمقام سراپیل جو چودھواں سے دو کوس کے فاصلہ پر ہے، واقع تھی (اور آپ یہاں) مقیم رہے ہیں (عطا محمد عفی عنہ)۔

نقشہ حالات تاریخی

ہمارے حضرت قبلہ قلبی وروحی فداہ (میرے دل و جان آپ پر قربان ہوں) کی کل عمر شریف، سند ولادت (باسعادت) سے تاریخ وسال وفات (مبارک) تک تفصیل وار

تاریخ	سال	کیفیت	درمیانی مدت	گزری ہوئی مدت
	۱۲۴۴ھ	آپ کی ولادت شریف ہوئی اور تاریخ کا ثبوت ہاتھ نہیں آیا		
ہفتہ کی رات نماز مغرب کے بعد ۹ جمادی الثانی	۱۲۶۶ھ	آپ کا جناب حاجی الحرمین الشریفین حضرت حاجی دوست محمد صاحب قندھاری کے ہاتھ مبارک پر بیعت ہونا ثابت ہوا	۲۲ سال	ولادت کے سال سے تاریخ و سن بیعت کا درمیانی عرصہ ۲۲ سال بنتا ہے، جس کے اکثر اوقات دین علوم کے حصول میں صرف فرمائے

رات سوموار ۲۲ شوال المکرم	۱۲۸۴ھ	آپ کے مسند ارشاد پر جلوہ افروز ہونے کا وقت اور جناب حاجی حرمین الشریفین حضرت حاجی دوست محمد صاحب قندھاری برد اللہ مضجعہ ونور اللہ مرقدہ المنیف کے وصال مبارک کا سال ہے	۱۸ سال ۴ ماہ ۱۳ دن	تاریخ و سال بیعت سے لے کر مسند ارشاد پر جلوہ افروز ہونے کی درمیانی مدت ۱۸ سال ۴ ماہ ۱۳ دن ہے جو باطنی سلوک کے کسب و حصول اور اپنے پیر و مرشد کی خدمت میں گزاری ہے
اشراق کے وقت منگل کے روز ۲۲ شعبان المعظم	۱۳۱۴ھ	آپ کے وصال کا سال جو جہان میں معروف ہوا ہے	۲۹ سال ۱۰ ماہ	مسند ارشاد پر جلوہ افروز ہونے کی تاریخ سے لے کر تاریخ و سال وصال تک درمیانی مدت ۹ سال ۱۰ ماہ بنتی ہے، جس میں مسند ارشاد پر جلوہ افروز ہو کر اجرائے طریقہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ فرمایا

مجموعاً ہمارے حضرت قبلہ قلبی و روحی فداہ کی کل عمر شریف سال ولادت سے تاریخ و سن وصال تک ۷۰ سال ۲ ماہ اور ۱۳ دن بنتی ہے۔

تاریخ وصال جناب حضرت قبلہ عالم واہل عالم قدسنا اللہ تعالیٰ بسرہ الاقدس

از فکر عالی جناب مولوی محمود شیرازی صاحب مدظلہ

حَمْدًا لِلّٰہِ الَّذِیْ لَا اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ الْمَاجِدُ

۱۳۱۴ھ

ایضاً فی التاریخ

صَلَّی اللّٰہُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ وَآلِہٖ وَصَحْبِہٖ کُلٌّ اَجْمَعِیْن

۱۳۱۴ھ

ایضاً فی التاریخ

فیا واحداً ارح و کمل بلغا　　سلامی علی مرکز الایمان عثمانا

(۱۳۱۴ھ)

ایضاً فی التاریخ

فلا زال محمود یقول مؤرخا　　سلامی علی حل عقل القلب عثمانا

(۱۳۱۴ھ)

ایضاً فی التاریخ

دع اللوم عنی ان قلبی متیم
ویومک عدوان وقال اللہ عدوانا
مضی والقضی من لو ترایہ
للانسان عینًا وللعین انسانا
بیوم قبیل الاربعاء صبیحۃ
وثانٍ وعشرین من شھر شعبانا
تشمر عن ساق المقاساۃ اسرارا
شدیداً باعباء الطریقۃ اعلانا

فاصبحت بیضا لیلها ونهارها

سواء و تزهو فی البریة برهانا

فارخ محمود وقال موحدا

جزا اللّٰه عنها مقعد الصدق عثمانا

(۱۳۱۴ھ)

ایضاً فی التاریخ

خیر اصحاب التقی عثمان قام باللّٰه الیٰ امراللّٰه

طال ما اشتاق الی موعده فالی حضرته القدوس دعاه

غدوة الثانی فی الاخیر من الشعبان فازبمناه

نال ما نال وامسی فارغ القلب فی جار خلیل یهٰویه

ارخ المحمود فی رحلته وسقٰی اللّٰه تعالیٰ مثویه

(۱۳۱۴ھ)

ایضاً فی التاریخ

بست و دوازده ماه شعبان روز سہ شنبہ صباح

یوسف مصر عطا از سجن دنیا شد برون

(۱۳۱۴ھ)

ایضاً فی التاریخ

بست و دو ماه شعبان سہ شنبہ بود

کز زہر خند ہجران تلخ مذاق شد

عثمان شہی کہ ذروۂ عرشش رواق بود

این خاکدان کون و فادش و ثاق شد

او با وصال یار دلآرام خویش جفت

وز ہجر او چہ صبر و چہ طاقت کہ طاق شد

در ہجر او کہ کاش نمیدید مے شکیب
تکلیف شاق و عہدہ مالا یطاق شد
شیرازی از ملال بتاریخ سال گفت
مہر سپہر عالم دین در محاق شد

(۱۳۱۴ھ)

ایضاًفی التاریخ

آسمان گو تا نگردد سال و ماہ — ماہ و خور گو تابگرید صبح و شام
در فراق خرد گردوں سریر — در غرایٔ خواجہء کیوان غلام
غوث عالم خواجہ عثمان سترگ — قطب دوران خسرو درویش نام
بست و دواز ماہ شعبان صبحدم — چہرہ بنہفت از شہود خاص و عام
گفت شیرازی پئے تاریخ سال — در جوار قرب حق دادش مقام

(۱۳۱۴ھ)

تاریخ سرودہ جناب حق دادخان صاحب ترین

آہ از دست سپہر حیلہ ساز وقت بین
ہر زمان صد فتنہ ظاہر می نماید از کمین
ہر کہ را دلشاد بیند غم برانگیزد بر او
ہر کہ را بر تخت بیندی نشاند بر زمین
الغرض نبود درا کاری بجز آزار خلق
بیگمان نبود درا تدبیر غیر از مکرو کین
صد دریغا کاین زمان آن مقتدای عارفان
آن امام اصفیا آن پیشوائے متقین
خواجہء عثمان حبیب کبریا مقبول حق

رہنمائے جادۂ توحید و عرفان و یقین
آنچہ حاصل میشدی در مجلس یک حلقہ اش
می نشد حاصل چناں از دیگران در اربعین
بہرہ ور از خوان احسانش ہمہ اہل جہان
فیضیاب از نسبت او چہ کہین و چہ مہین
داشت رنگ از وی طرق خواجگان نقشبند
مسند شاہ مجدد را ازو صد زیب و زین
چوں و جودش بود سر تا پائے گنج فیض وجود
عاقبت گردید مثل گنج پنہاں در زمین
شوق دیدار جمال یار چوں شد جاذبش
زین سبب از دیدہ مخلوق شد خلوت گزین
بست و دوّم ماہ شعبان یوم سہ شنبہ صباح
عزم رحلت کرد و بادا داخل خلد برین
کس نخواہد ماند قائم اندرین دار فنا
غیر ذات لا یزال پاک رب العالمین
یارب آن محبوب در درگاہ تو مقبول باد
و زلقائے خاص تو با کام دل بادا قرین
شکر ایزد را کہ بعد از وصل او فرزند او
آن امام حق سراج الدین شہ مسند نشین
یافت آن فرزند ارشد از حضور قبلہ گاہ
خلعت ارشاد عالم دولت دنیا و دین
این دوّم سالست کان مسند نشین باکمال
میکند القائے نسبت در قلوب طالبین

ہست دائم درمیان محفل جان بخش او
دور جام عشق و فیہا لذۃٍ للشاربین
علم ظاہر علم باطن یافت آن محبوب حق
از عنایات خدائے پاک درہژدہ سنین
درحریم خانقاہ روشن ہماں ما ہست و مہر
وندران گلشن ہماں سرو و ہما گل یاسمین
ہمچناں جامست و ساقی ہمچنان مے ہمچنان
باد تا دور قیامت یا الٰہی ہمچنین
از پئے تاریخ وصل آں غوث زمان
از دل غم دیدہ چوں پرسید حقداد ترین
اوّل آب آورد از چشم و ز درد ہجر گفت
او بوصل دوست شاد و ما بہجر اندوہگین

(۱۳۱۴ھ)

گفتمش صنع تزاید از کجا آموختے
صنع دیگر باز گو اے من باحسانت رہین
آخر از اندوہ بیرون کرد خود را باز گفت
باد در فردوس عالی خواجۂ دنیا و دین

(۱۳۱۴ھ)

گفتمش این صنع ہائے تو مرا نبود پسند
صاف تر برگوی اگر داری تو فکر صاف بین
پس دلِ غمگین بسال رحلت آنشاہ گفت
جان آن جان جہاں شد از جہاں رحلت گزین

(۱۳۱۴ھ)

ایضاً فی التاریخ

باز از دستبرد دور سپہر ناوک درد و غم بسینہ خلید
قطب ارشاد خواجہء عثمان آنکہ در عصر خویش بود وحید
من چہ وصفش کنم کہ در عہدش چشم دوراں نظیر او کم دید
بسکہ مشتاق وصل جاناں بود از جہانِ فنا کنارہ گزید
بست و دو بود از مہ شعبان صبح سہ شنبہ جام وصل چشید
نفس او خوش بخلد کرد رجوع مژدۂ ارجعی ز غیب شنید
روح او کرد عزم باغ جناں تن او از تکلیف آرا مید
بہر سال وصال او حقداد بکمال ادب ز دل پرسید
دل محزوں بسال وصلش گفت دوست باکام دل بدوست رسید

(۱۳۱۴ھ)

تاریخ سرودہ جناب قاضی عبدالغفار صاحب کلاچی والہ

ہزار آہ شد منکسف خور عرفان بزرگ و شاہ جہان خواجہ حضرتِ عثمان
چو مہر چرخ ولایت بغرب وصل فتاد بر آمدہ شب دیجور بر زمین و زمان
کہ بود مطلع انوار فیض و برکت و یمن چون خور بعالم دین بود پرتوش تابان
مہی سپہر معانی ذکائے برج فیوض بمثل شمس بر آفاق بود نورافشان
غیاث خلق خداوند مسند ارشاد مغیث قدوۂ اوتاد صفوت غوثان
امام انس و پری مقتدائے خاص و عام گزین و سرور اقطاب اسوۂ دوران
عزیز مصر معارف شہی مدینہ علم بقصر معرفت حق گزین درویشان
بزرگوار شہی کشور خدا دانی شہی اریکہء ارشاد رہنمائے جہان
خدیو مسند اقلیم عالم جبروت سریر شین طریقت شہی خدا دانان
ظہیر تخت اقالیم عالم ملکوت خبیر عالم لاہوت عارف سبحان

شہی ولایت عرفان و علم بوقلمون خلیفہ دوست محمد حبیب خالق جان
بسال چار دہم بعد سیزدہ صد ہجری بروز بیست دوّم درمہ نکو شعبان
بوقت صبح بسہ شنبہ شاہ عالم دین گرفت مسند اقلیم وصل ذی غفران
وگر زبرج کنی جیم طرح دان تاریخ سراج برج حقائق بگرد شد پنہان

(۱۳۱۴ھ)

چو من ز دولت دیدار او شدم محروم ز ہجر اوست دلم چاک چاک بس نالان
ز نوک خنجر ہجران او دلم مجروح بود جریح کہ تا ہست در تن من جان
کدام دل کہ ازین واقعہ نشد غمگین کدام چشم کہ زین حادثہ نشد گریان
ولے چو ہست ولی عہد او جگر گوشش ہزار حمد خدا باد در جمیع احیان
کہ پور سر پدر ہست بشنوید از من از ان است منبع ارشاد چشمۂ فیضان
چو ہست شمس معارف ذکائے چرخ علوم بود منیر بانوار او جہاں یکسان
ولی عہد جگر گوشہ اش سراج الدین شہی بزرگ سلاطین و عارفین اوان
نقیب و قدوہ اہل فضائل و اکمال نجیب و ماجد ذوالانقادہ اعیان
سعید و زیب طریقت ضیائے چشم سلوک رواج مسند اسعاد رونق احسان
بلیغ و بحر حقائق سحاب فیض و کرم فصیح و فاضل و ماوائے علم بے پایان
محیط دانش معقول و حاوی المنقول دلش چو گنج پر از لعل و گوہر عرفان
مآب حلم کمال است مصدر فیض است رشید و ہادی راہ دیانت و ایمان
مفیض و مخزن اسرار فیض ربانی است مآل برکت و انوار سید مردان
ضیائے ہور ہدایت مزاج انوار او بود مدام درخشندہ بر جمیع اخدان
شموس فیض رسانی ذات فیاضش دوام باد بر احباب خویش جلوہ کنان
چو درج گوہر و مرجان یمن و برکت و فیض وجود ہر سہ جگر گوشہائے قطب زمان
دوّم فروغ نظر خلف او بہاء الدین مصون باد وجود سعیدش از نیران
سوّم چراغ بصر نور دیدہ سیف الدین بود وجود عزیزش مصون ز چشم بدان

که هریکی است وحید زمان گزین انام　　چو آفتاب منور بخلق فیض رسان
بجاه و عزت ایشان نگاه کن یارب　　بما نحیف و شکسته حزین و بے سامان
بیمن و برکت ایشان به بخش بر حالم　　اگرچه هست سراپا وجود من عصیان
بزیرِ مغفرت آور تمم آثیم و کہیں　　بعز شاهِ جہان خواجہ حضرت عثمانؒ
سوائے وصف کمالات او چه گویم باز　　ولیک هست صفاتش برون از حد بیان
که بود برسر عالم ہمائے اوج کمال　　فیوض بخش بر انام بود جاویدان
ز من کمینہ غلام بیان اوصافش　　بعمر خضر نیاید تمام زیر بنان
چو هست وصف کمالات او ز حد برتر　　ازیں سبب شده معرض قلم بریده زبان
بگفت مرثیہ ہذا ز جوش دل غمناک　　حزین و غمزده عبدالغفار پر نقصان

تاریخ سروده جناب مولوی محمد حسن صاحب

ابتدا سازم بنام آن خدا　　برگزید از ما گروه انبیاء
کرد شاہنشاه شانِ فخر رسلؐ　　ذات پاک آن محمدؐ مصطفیٰ
سکه زد مہر نبوت را به ختم　　نورِ او شد جلوه گر در اولیاء
بعد اہدائے ہدایائے صلوٰة　　یاد سازم مرشدی ولہ الرضا
یکه تاز بزم گاهِ اصطفا　　شه سوار ازم گاهِ اتقا
شمع جمع سرِ عرفان و ہدا　　تیره دل را نورِ او ظلمت روا
رہنمائے گمرہان دشت کفر　　سالکان راه را مشعل نما
جانشین حضرت فخر رسلؐ　　واقفِ سر حریم کبریا
مست اسرار بلیٰ محو الست　　هم حضوریٔ نبی خیر الورا
نیز برہانگاه اخلاق رسول　　هم ز فخر فقر پوشیده عبا
هم ز صدیقشؓ بسر دستار صدق　　هم بفرق از عدل فاروقیؓ روا
از غنیؓ بسته آزار عصمتش　　در قناعت خرقه پوش مرتضیٰؓ

دستگاه جودش از فیض حسنؒ || هم ز تسلیم حسینؓ او را عصا

خرقه خرقان و عرف بایزیدؒ || وز مجددؒ یافت مخفی رازها

اسم اعظم دردلش نقشبند || سرخ رو شد زو بهاء الدینؒ را

جان جانا نشؒ نموده شورِ عشق || فرحتی زو روح عبداللہؒ را

چوں مسیحا از دم احیا می نمود || از لبش دل مردگانِ فسق را

از نفس صیقل کن زنگار دل || غنچه دلها راز رنج عقده کشا

زو مزین مسند مخدومیم || دوستؒ محبوب حق خاص خدا

جان فدائے پاک خانقاه || حاجی صاحبؒ غوث و صدرِ اولیا

بوده سجاده نشین آن حضور || این خلیفه صاحب آن باصفا

حاجی صاحبؒ مولوی عثمانؒ جی || نائب حضرت تقدس سرہما

جان پاکش زین جهان بدرود کرد || منزلے کرده بفردوس علا

چون بعشق حق همه تن محو بود || شد بعلیین دراز شوق لقا

سال تاریخ وفاتش از سروش || هستم اندر گوشم آمد این ندا

مرغ روحش بود چوں قدسی وطن || شد بقدسی آشیانے متکا

روز سه شنبه ز شعبان بست و دوم || نقد جانش داد درہدے لقا

یک هزار وسه صد وهم چارده || سن سال از هجرتش صل علیٰ

پرتوش انداخت آن خورشید فیض || برمه تو تاب برج اولیاء

جلوه نویافت از شمس کمال || این هلال غره یمن وهدا

شد خلافت از خلیفه باخلف || آنچه بود از دوست احمدؒ شد عطا

من جناب الفیض حاجی صاحبی || ما وجدها قد عطی این وفی

این خلافت داد با فرزند خویش || وان مقام پاک فرمودش عطا

کرد از اسرار فیض خواجگان || درج درج سینه اش گنجینه ها

بهر ماروشن سراج دینؒ نمود || داد سجاده چو صاحبزاده را

گشت روشن این چراغ از مشعلش | شمع با شمع ز نور خواجہ ہا
این سراج از خواجہء عالم رسید | تا سراج الدینؒ محمد پرضیا
شد خلیفہ حمد حق این با خلف | یافت ورث اولیا و انبیاء
پرتو فیض الٰہی تا قیام | نور گستر باد بر خلق خدا
ہست اُمید حسن از در گہش | پوشید از ذیل کرم او را خطا
گر سراپا ز شتم از فعل قبیح | گر پذیرد مس من گردد طلا
ور بجز مہرہ خری اے بوالہوس | مدحِ پاکان از زبان ناسزا
با تواضع بس کن از حمل محال | اے زبان خامہ ہرزہ درا
پیش گاہ حضرتش عرضی نما | ہم جبین را بر زمین عجز سا
المدد حضرات والا ہمتان | عاقبت نیکم کند رب العلاء
گرچہ سرتاپا بد آلودہ ام | با طفیل تان حسن سازد مرا

تاریخ

از نتیجہ فکر خاکپائے درویشاں حافظ محمود حسین خان صاحب
نازاں چشتی سلیمانیؒ ، رئیس اعظم جھجھر، من مضافات دہلی

بست و دوّم زماہی شعبان محترم بود | رفتہ بسوئے جنت کان ہم سر فرشتہ
سال وفات حضرت بہر صواب نازاں | ''عثمان نقشبندی کامل ولی'' نوشتہ

(۱۳۱۴ھ)

اجازت نامہ

ایک بار ہمارے حضرت قبلہ قلبی و روحی فداہ (میرے دل و جان آپ پر قربان ہوں) شدید بیماریوں میں مبتلا تھے اور اکناف جہاں اور اطراف عالم سے لوگ آپ کی خدمت مبارک میں عیادت کے لیے آئے ہوئے تھے اور سبھی حاضرین آپ کے حضور حاضر تھے کہ حضرت قبلہ نے اس عام محفل میں حقائق و معارف آگاہ حضرت صاحبزادہ مولانا مولوی محمد سراج الدین صاحب کے لیے اجازت نامہ لکھنے کا حکم فرمایا تھا اور (یہ) جناب مولوی محمود شیرازی صاحب کے فیض رقم قلم سے لکھا گیا تھا، میں اسے بعینہ پیش کرتا ہوں:

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم

تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں، جو کلی طور پر راہنمائی کرنے والا ہے، نیکی کے ذریعے بلند درجات کی طرف اور مثالی راستے (دین اسلام) کی جانب اور (بعدازاں) درود و سلام ہو، ان پر جن کو اس نے تمام لوگوں میں خلافت کے لیے منتخب فرمایا، یعنی (حضرت) محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر، جنہیں ہدایت کے ساتھ نبوت کے صحن میں مبعوث فرمایا اور جو مرکز ولایت ہیں اور آپ کی پاکیزہ آل (عظامؓ) اور پاکیزہ اصحاب (کرامؓ) پر، خاص کر خلفائے احرار پر، جب تک سچائی کی محفلوں میں حق پر تکالیف آتی رہیں گی اور جب تک بلبلوں کے دکھ بھرے نالوں کی نشانیاں ختم نہیں ہو جائیں گی (یعنی قیامت تک)۔

امابعد۔ چونکہ طریقت کی ترویج اور اس امانت کی ادائیگی کے سلسلے میں جو ایک ہاتھ سے دوسرے ہاتھ کے ذریعے حضرات کرام مشائخ نقشبندیہ سے واصلین کے قطب، کاملین کے غوث، ابرار کے پیشوا، احرار کے برگزیدہ، میرے سردار، میری سند، میرے شیخ اور میرے آج اور کل کے وسیلہ حضرت حاجی دوست محمد صاحب کے توسط سے اس فقیر کو پہنچی تھی، میں نے مقدور بھر اس تحریر کے لکھنے میں بہت زیادہ کوشش اور انتہائی سعی کی ہے۔ میں نے (امانت) ادا کر دی، جس کی ادائیگی اللہ تعالیٰ نے میرے لیے مقدور فرمائی، اس شخص کی طرف، جس کی

طرف ادائیگی کو اللہ تعالیٰ نے آسان فرمایا۔

یہاں تک کہ فقیر کی عمر قریب اختتام آپہنچی ہے اور مقررہ موت کی امارات ظاہر ہو چکی ہیں۔ میں ایک عرصے سے دل میں ارادہ رکھتا تھا اور بارگاہ ذات احدیت سے التماس کرتا تھا کہ مذکورہ امانت کی ادائیگی اور نسبت مسطورہ کی ترویج کے لیے کسی آدمی کو لیاقت کی بنیاد پر مقرر کروں، تاکہ یہ سلک (سلسلہ عالیہ) پوری طرح اس کے وجود سے منظم جاری رہے اور اس کی ذات کی بدولت یہ طریقہ منقطع ہونے سے محفوظ رہے۔ اب اس وقت (میرے) فرزند ارشد محمد سراج الدین، اللہ تعالیٰ ان کو اچھے راستے کی طرف ہدایت بخشے اور ان کے حال و کیفیت کو خوب بنائے اور وہی توفیق دینے والا ہے، شرعی و عرفی بلوغ اور رشد کے درجہ پر پہنچ گئے ہیں اور انھوں نے ضروری معلومات کا علم اور کما حقہ ملکہ حاصل کر لیا ہے اور حضرات نقشبندیہ مجددیہ احمدیہ، چشتیہ، قادریہ، سہروردیہ، قلندریہ، مداریہ اور کبرویہ کی نسبت شریفہ میں انھیں توجہات نصیب ہو چکی ہیں اور مذکورہ نسبت ان کے باطن میں گھر کر چکی ہے اور مذکورہ نسبت کی برکات سے وہ صوفیانہ اخلاق سے آراستہ اور شریعت عالیہ کی استقامت سے مشرف ہو چکے ہیں اور اس نسبت کو انھوں نے اپنے باطن میں مشاہدہ کر لیا ہے اور فقیر کے اہل بصیرت احباب کی ایک جماعت نے اپنے وجدان کے ذریعہ معانی کے حصول کی گواہی دے دی ہے (لہٰذا) غیب سے فقیر کے دل میں القاء ہوا ہے اور اس نے اپنے فرزند ارشد سابق الذکر کو مذکورہ آٹھ سلسلوں میں اپنا قائم مقام بنا کر ارشاد کی اجازت دے دی ہے اور انھیں اپنا خلیفہ مطلق اور نائب مناب بنایا ہے (پس بحمدہ للہ وہ میرے خلیفہ ہیں) ان کا ہاتھ میرا ہاتھ ہے، ان کا مقبول میرا مقبول اور ان کا مردود میرا مردود ہے۔ سو اللہ تعالیٰ اس پر رحم فرمائے جو ان کی امداد کرے اور اسے رسوا کرے جو ان کی اہانت کرے اور فقیر اپنے تمام متوسلین کو، جیسا کہ میرے پیر و مرشد نے کیا تھا، ان (خواجہ محمد سراج الدین) کے متوسلین کو ہمارے حضرات کرام، اللہ تعالیٰ ان کے بلند اسرار کو پاک بنائے، کی برکات سے خصوصی برکتوں کا وافر حصہ نصیب ہوگا اور وہ ان (خواجہ محمد سراج الدین) کی صحبت سے مشائخ کرام (نقشبندیہ مجددیہ) کے خصائص سے کامل حصہ پائیں گے۔

اے اللہ! اس کی مدد کر جوان کی مدد کرے اور اسے رسوا کر جوان کی بے عزتی کرے اور ان کو لوگوں سے مدد پہنچا اور ان کو پرہیز گاروں کا امام بنا اور ان کو بلند سنت اور اعلیٰ شریعت پر استقامت نصیب فرما۔ آمین، آمین، آمین۔ اپنی رحمت کے صدقے اے سب سے زیادہ رحم فرمانے والے اور اللہ تعالیٰ کا درود ہو اس کی مخلوق میں سب سے اعلیٰ ہستی (حضرت) محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کی آل (اطہارؓ) اور تمام صحابہ (کرامؓ) پر۔ ۳ ذی قعدہ ۱۳۱۱ھ (۸ مئی ۱۸۹۴ء) کو لکھا گیا ہے۔

حاضرین میں سے جن بعض حضرات کے اصل اجازت نامہ پر دستخط موجود ہیں، وہ یہاں بھی درج کیے جاتے ہیں:

العبد
حضرت لعل شاہ صاحب سید ہمدانی بلاولی بقلم خود

العبد
مولوی محمود شیرازی صاحب بقلم خود

العبد
ملا محمد سعید آخوندزادہ صاحب
(برادر حضرت قبلہ بقلم خود)

العبد
میرا صاحب قلندر سکنہ پشین بقلم خود

العبد
سید امیر شاہ صاحب ہمدانی بلاولی
بقلم خود

العبد
حافظ محمد یار صاحب اعوان
بقلم خود

العبد
جناب قاضی عبدالرسول صاحب بقلم خود

العبد
جناب مولوی حسین علی صاحب بقلم خود

العبد
جناب مولوی نور خان صاحب بقلم خود

العبد
حقداد خان صاحب ترین بقلم خود

العبد
حاجی قلندر خان صاحب رئیس مُڈی
بقلم خود

العبد
محمد رب نواز صاحب میاں خیل تاجو خیل رئیس
موسیٰ زئی ملقب بخان بہادر بقلم خود

ہمارے حضرت قبلہ قلبی وروحی فداہ (میرے دل وجان آپ پر قربان ہوں) کے فرمان کے مطابق جناب مولوی محمود شیرازی صاحب نے مندرجہ بالا اجازت نامہ مجمع عام میں پڑھا اور تمام حاضرین محفل نے بجان ودل تسلیم کیا، بلکہ حضرت قبلہ عالم قدس اللہ تعالیٰ بسرہ الاکرم (اللہ تعالیٰ ان کے راز کو پاکیزہ بنائے) نے فرمایا کہ کیا آپ حاضرین کو خلافت کا یہ معاملہ جو صاحبزادہ کو تفویض کیا گیا ہے، منظور ہے؟ تمام حاضرین کی طرف سے آمَنَّا وَاَسْلَمْنَا (یعنی ہم نے مانا اور قبول کیا) کی آواز بلند ہوئی۔ حضرت لعل شاہ صاحب مرحوم نے فرمایا کہ حضرت صاحبزادہ صاحب کے جوتے ہمارے سر کا تاج ہیں۔

میں سمجھتا ہوں کہ اس کے بعد حضرت قبلہ نے خلافت کی پگڑی اپنے ہاتھ مبارک سے جناب حقائق ومعارف آگاہ حضرت مولانا مولوی محمد سراج الدین صاحبزادہ صاحب کے سر (مبارک) پر باندھی۔ تمام مرید اور مخلصین جو اس وقت حاضر تھے، نے پروردگار (عالم) کی حمد بیان کی اور زبان سے خالق لایزال کا شکر ادا کیا اور مبارکباد کا تحفہ پیش کیا:

گر گیتی سراسر باد گیرد
چراغ مقبلان ہرگز نمیرد

یعنی اگر سارا جہاں طوفان کی لپیٹ میں آجائے تو بھی مقبلین کا چراغ نہیں بجھتا۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلٰی ذٰلِکَ حَمْداً کَثِیْرًا۔

جناب حقائق و معارف آ گاہ حضرت صاحبزادہ مولانا مولوی محمد سراج الدین صاحب مدظلہ وعمرہ ورشدہ (اللہ تعالیٰ ان کے سائے، عمر اور رشد کو دراز فرمائے) کی تحصیل علوم اور دستار بندی فضیلت کے حالات

آپ نے قرآن مجید ملا شاہ محمد صاحب آخوند قوم بابڑ سے پڑھا۔ نثر و نظم، فارسی زبان میں اور صرف و نحو، منطق، عقائد، مطول، علم قرأت اور علم فقہ میں کنز الدقائق، شرح وقایہ (پہلی دو جلدیں)، ہدایہ (آخری دو جلدیں)، اصول فقہ میں نور الانوار اور قدوری، مولوی حسامی، علم تفسیر میں تفسیر جلالین اور علم حدیث میں مشکوٰۃ شریف، نصف اوّل اور ابن ماجہ نصف اوّل جناب مولوی محمود شیرازی صاحب سے پڑھیں۔ دوسرے علوم کی باقی کتب، مولوی حسامی تا آخر، شرح وقایہ (آخری دو جلدیں)، ہدایہ آخری دو جلدیں)، ہدایہ (پہلی دو جلدیں)، تفسیر مدارک، تنقیح الاصول، مکمل، تلخیص متن مطول، ترجمہ قرآن شریف، زبانی، مشکوٰۃ شریف (نصف آخر)، صحیح بخاری، صحیح مسلم، جامع ترمذی اور سنن ابوداؤد کی سند جناب مولوی حسین علی صاحب سے حاصل کی۔ علم تصوف میں مکتوبات قدسی آیات حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ (تینوں جلدیں مکمل)، مکتوبات حضرت خواجہ محمد معصوم صاحب رحمۃ اللہ علیہ (تینوں جلدیں مکمل)، یہ چھ دفتر تحقیق کے ساتھ اور تصوف کی دوسری کتابیں، کما حقہ جیسا کہ ہونا چاہیے، تحقیق اور تفصیل کے ساتھ اپنے والد ماجد قبلہ عالم و اہل عالم قدسنا اللہ بسرہ الاقدس (اللہ تعالیٰ ہمیں ان کے پاک راز سے پاکیزہ بنائے) سے تحصیل کیں۔

جب جناب حضرت صاحبزادہ صاحب ممدوح مندرجہ بالا علوم کی تحصیل سے فارغ ہو گئے تو ہمارے حضرت قبلہ قلبی وروحی فداہ (میرے دل و جان آپ پر قربان ہوں) نے بعض خلفاء، علماء وفضلاء اور دوسرے محبین اور مخلصین لوگوں کو جلسہ دستار بندی میں شمولیت اختیار کرنے کی خبر عنایت فرمائی۔ (آپ کی) منشاء مبارک کے مطابق ہر اطراف و جوانب سے مرید جمع ہو گئے۔

ہمارے حضرت قبلہ قلبی وروحی فداہ (میرے دل وجان آپ پر فدا ہوں) نے ۱۴ جمادی الاوّل ۱۳۱۳ھ، بروز جمعرات، صبح کے وقت، نماز اور حضرات خواجگان نقشبندیہ مجددیہ کے معمول کے ختم کے بعد، حاضرین کے مجمع عام کے ہمراہ حضرت حاجی الحرمین الشریفین جناب حضرت حاجی دوست محمد صاحب برد اللہ مضجعہ الشریف ونور اللہ مرقدہ المنیف (اللہ تعالیٰ ان کے مزارِ شریف کو خنک کرے اور ان کی قبر مبارک کو منور فرمائے) نیز اللہ تعالیٰ انھیں اپنی خوشنودی عطا فرمائے اور ہمیں اپنی رضا نصیب کرے، کے مزار انور پر بیٹھ کر قرآن مجید کے تین ختم فرمائے۔ اس کے بعد حفاظ اور قرا نے قرآن مجید کی سورتیں، جیسا کہ ہمارے پیروں کا ختم کرنے کا معمول ہے، بلند آواز میں پڑھیں۔ ختم شریف کے اختتام کے بعد ہمارے حضرت قبلہ قلبی وروحی فداہ (میرے دل وجان آپ پر قربان ہوں) نے مزار شریف کی طرف متوجہ ہو کر دیر تک دعا مانگی، حتیٰ کہ اس اثناء میں چند آدمی مجذوب ہو گئے۔ دوبارہ پھر دعا مانگی کہ تمام حاضرین وغائبین جو اس سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ سے وابستہ ہیں کو اللہ تعالیٰ فیض و برکات اور انوار سے مالا مال فرمائے۔ نبی (اکرمؐ) کی نون اور صاد اور آپ کی آل امجاد عَلَیْہِ وَعَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالتَّحِیَاتُ کے طفیل۔ تیسری مرتبہ تمام حاضرین محفل کی حاجات اور حل مشکلات کے لیے دعا مانگی کہ اللہ تبارک وتعالیٰ ان کے تمام دینی اور دنیاوی معاملات اور مشکلات کو احسن طریقہ سے پورا اور حل فرمادے۔ وَصَلَّی اللّٰہُ عَلٰی خَیْرِ خَلْقِہٖ مُحَمَّدٍ وَّآلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ بِرَحْمَتِکَ یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ۔

بعد ازاں ہمارے حضرت قبلہ قلبی وروحی فداہ (میرے دل وجان آپ پر قربان ہوں) کھڑے ہوئے اور تمام اہل مجلس بھی تعظیماً اٹھ پڑے۔ حضرت قبلہ نے اوّل اپنے ہاتھ مبارک سے جناب حقائق ومعارف آگاہ حضرت صاحبزادہ صاحب مولانا مولوی محمد سراج الدین صاحب کے سر (مبارک) پر تا نصف دستار فضیلت باندھی اور اس دستار (مبارک) کے باقی دو پیچ جناب مولوی محمود شیرازی صاحب نے اپنے ہاتھ سے جناب حضرت صاحبزادہ صاحب کو باندھے، پھر اس دستار کے دو پیچ جناب مولوی حسین علی صاحب نے جناب حضرت صاحبزادہ صاحب ممدوح کے سر (مبارک) پر باندھے اور باقی (ماندہ) دستار جناب حضرت لعل شاہ

صاحب نے تبرکاً جناب حضرت صاحبزادہ صاحب موصوف کے سر (مبارک) پر باندھی۔ اس کے بعد حضرت قبلہ نے صاحبزادہ عالی مرتبت کو چغہ پہنایا۔ پس تمام حاضرین محفل نے مبارکباد پیش کی۔

اس کے بعد حضرت قبلہ نے جناب مولوی محمود شیرازی صاحب کے سر پر استادی کی دستار باندھی اور چغہ پہنایا کہ (آپ) پہلے استاد تھے۔ پھر جناب مولوی حسین علی صاحب کے سر پر دستار باندھی اور چغہ پہنایا کہ (آپ) دوسرے استاد تھے۔ اس کے بعد حضرت صاحبزادہ صاحب سابق الذکر کی طرح جناب مولوی محمد عیسیٰ خان صاحب کے سر پر دستار فضیلت باندھی اور چغہ پہنایا کہ (یہ) جناب حضرت صاحبزادہ صاحب ممدوح کے ہم سبق تھے اور انہوں نے آپ کی ہم نشینی میں علم حاصل کیا تھا:

آہن کہ بپارس آشنا شد
آن ہم بصورت طلاشد

یعنی جو لوہا پارس کا آشنا بنا، وہ بھی سونے کی طرح بن گیا۔

بعدازاں جناب سیادت وسعادت پناہ، شرافت ونجابت دستگاہ اور حقائق ومعارف آگاہ حضرت سید لعل شاہ صاحب ہمدانی بلاولی کے سر (مبارک) پر دستار بزرگی باندھی، کیونکہ وہ ہمارے حضرت قبلہ کے جلیل القدر خلیفہ تھے اور انہوں نے حضرت قبلہ سے ضمنیت کی بشارت بھی حاصل کی تھی (انھیں) چغہ بھی پہنایا گیا۔ اس کے بعد بعض درج ذیل معروف خلفاء اور فضلاء کے سر پر دستاریں باندھی گئیں:

☆ ملا محمد سعید آخوندزادہ صاحب، ہمارے حضرت قبلہ کے برادرِ عزیز۔
☆ جناب حاجی قلندر خان صاحب، رئیس مڈی۔
☆ جناب حافظ محمد یار صاحب
☆ قاضی عبدالرسول صاحب
☆ جناب قاضی قمرالدین صاحب
☆ سید امیر شاہ صاحب

☆ یہ احقر راقم الحروف عفی عنہ

☆ مولوی نور خان صاحب

☆ مولوی ولی محمد صاحب

☆ قاضی عبد الغفار صاحب

☆ عبد المجید آخوندزادہ صاحب

☆ ملا قطار صاحب

☆ ملا روئنداد صاحب

☆ جناب مولوی نور الحق صاحب

دستار بندی کے جلسہ سے فراغت کے بعد شیرینی تقسیم کی گئی۔ اس کے بعد ہمارے حضرت قبلہ قلبی وروحی فداہ (میرے دل وجان آپ پر قربان ہوں) نے آخر میں دعا مانگی۔

وَصَلَّى اللّٰهُ عَلٰى خَيْرِ خَلْقِهٖ مُحَمَّدٍ وَّآلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِيمن بِرَحْمَتِکَ يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ.

کچھ عرصہ کے بعد بروز سوموار، نماز فجر کے بعد ے ربیع الاوّل ۱۳۱۴ھ کو ہمارے حضرت قبلہ قلبی وروحی فداہ (میرے دل وجان آپ پر قربان ہوں) نے اپنی زندگی میں جناب حقائق و معارف آگاہ حضرت صاحبزادہ مولانا مولوی محمد سراج الدین صاحب کو صبح کی نماز کے بعد حلقہ کرنے کا حکم فرمایا۔ پس جناب حضرت صاحبزادہ صاحب ممدوح نے ہمارے حضرت قبلہ کے ارشاد کے مطابق حضرات کے ختم (شریف) سے فارغ ہونے کے بعد حلقہ کیا اور خانقاہ شریف کے درویشوں اور دوسرے مریدوں کو توجہ دی، بہت زیادہ تاثیرات ظاہر ہوئیں۔ راقم عفی عنہ کہتا ہے کہ جناب حضرت صاحبزادہ صاحب ممدوح کے اوّل حلقہ میں یہ احقر بھی شامل تھا۔ عجیب تاثیر ظاہر ہوئی۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلٰى ذٰلِکَ حَمْدًا کَثِيْرًا متوافرًا وَالشّکر لِلّٰهِ شکرًا متکاثراً:

یعنی اللہ کی تعریف ہے اس پر، بہت ہی زیادہ اور کثیر تعریف اور اللہ کا

شکر ہے، بہت ہی زیادہ شکر۔

مندرجہ بالا تاریخ سے لے کر ہمارے حضرت قبلہ قلبی و روحی فداہ (میرے دل و جان آپ پر قربان ہوں) کی وفات (مبارک) تک جناب صاحبزادہ صاحب موصوف حضرت (قبلہ) کی بیماریوں کے ہجوم کے دوران اکثر اوقات دو وقتہ حلقہ فرمایا کرتے تھے اور حضرت (قبلہ) مغفور کی وفات (مبارک) کے بعد اسی روز سے مسند ارشاد پر جلوہ افروز ہوئے۔ اس کے بعد دوسری رات، آدھی رات کے بعد خانقاہ شریف کے خلفاء و علماء، فضلاء، درویشوں اور دوسرے خاص و عام لوگوں نے آپ کے ہاتھ مبارک پر تجدید بیعت کر لی۔ صبح کی نماز اور حضرات کرام علیہم الرضوان کے ختم (شریف) سے فراغت کے بعد آپ نے حلقہ فرمایا۔ بہت سے خاص و عام لوگ حلقہ میں شامل تھے، اس حلقہ میں بڑی زیادہ تاثیرات وارد ہوئیں۔ جناب خان والاشان، عالی جاہ، بلند درجات رب نواز خان صاحب بہادر، میاں خیل تاجو خیل، رئیس موسیٰ زئی جو ہمارے حضرت قبلہ قلبی و روحی فداہ (میرے دل و جان آپ پر قربان ہوں) کے خدام میں سے ایک ہیں، اور ولایت صغریٰ (کے مقام) میں عجیب حالات و تاثرات کے حامل ہیں، بھی اس حلقہ شریف میں شامل تھے، انہوں نے غلبہ عشق و محبت قلبی کے کمال سے ہر چند حضرت (قبلہ) مغفور کی صورت مبارک کا تصور مدنظر رکھا، لیکن حضرت قبلہ کی صورت مبارک کی شبیہ بالکل انھیں نظر نہ آئی اور انہوں نے دیکھا کہ تمام حضرات جناب حقائق و معارف آگاہ حضرت صاحبزادہ مولانا محمد سراج الدین صاحب کے سر مبارک پر کھڑے ہیں اور کمال شفقت سے سایہ کر رکھا ہے اور فیض و انوار حضرت صاحبزادہ صاحب ممدوح کے سر (مبارک) پر گر رہے ہیں۔ جس وقت خان صاحب موصوف نے اس کیفیت کا مشاہدہ کیا تو کمال ادب سے جناب حضرت صاحبزادہ صاحب کی طرف متوجہ ہو گئے اور تاثیرات کے حامل ہوئے۔

حضرت (قبلہ) مغفور کی وفات (مبارک) کے بعد آپ کے صاحبزادہ حضرت صاحب (موصوف) ہر روز کے صبح و شام کے دو وقتہ حلقہ شریف کی مداومت فرمایا کرتے ہیں اور اکثر اوقات، ذکر و اذکار اور مراقبہ میں مشغول رہتے ہیں اور خانقاہ شریف کے درویشوں

کے باطنی امور کی فراغت کے بعد دینی علوم کی تدریس فرماتے ہیں۔ (سلسلہ) ارشاد پہلے کی طرح، حضرت (قبلہ) مغفور کے مانند جاری ہے، بلکہ حضرت صاحبزادہ صاحب موصوف کی طرف لوگوں کا رجوع اور مخلوق میں اس (ارشاد) کا قبول بہت زیادہ ہوگیا ہے۔ اَللّٰهُم زِدْ، فَزِدْ، ثُمَّ زِدْ (اے اللہ اسے زیادہ فرما، اس میں اضافہ کر، اسے اور زیادہ فرما)۔ اللہ تبارک وتعالیٰ اس ہما پایہ سایہ کو اس سلامت با کرامت درگاہ کے ہم خادموں پر روز قیامت کے قیام تک قائم وسلامت رکھے۔ نبی (اکرمؐ) کی نون اور صاد اور آپ کی آل امجاد عَلَیْه وَعَلَیْهِمُ الصَّلٰوۃ وَالسَّلَامَ کے طفیل۔ آمین، آمین، آمین بِرَحْمَتِکَ یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْن۔

جناب حقائق و معارف آ گاہ حضرت مولانا مولوی محمد سراج الدین صاحب مدظلہ وعمرہ ورشدہ (اللہ تعالیٰ ان کے سایہ، عمر اور رشد کو دراز فرمائے) کے تاریخی حالات اور کل عمر شریف کی مدت، سال ولادت باسعادت سے لے کر مسند ارشاد پر جلوہ افروز ہونے کے وقت، تاریخ اور سال تک، تفصیل وار

جناب حضرت صاحبزادہ کی ولادت باسعادت، بوقت اشراق، سوموار کے روز ۱۵ محرم الحرام ۱۲۹۷ھ سے لے کر حضرت صاحبزادہ صاحب کے اجازت نامہ کی تاریخ و سال ۳ ذیقعدہ الحرام ۱۳۱۱ھ تک کے حساب کرنے سے درمیانی مدت ۱۴ سال ۹ ماہ ۱۸ دن بنتی ہے۔ (اس کے) اکثر اوقات آپ نے ضروری دینی علوم کی تحصیل میں صرف فرمائے۔ مندرجہ بالا اجازت نامہ کی تاریخ وسال سے لے کر حضرت صاحبزادہ صاحب کی دستار بندی فضیلت کی تاریخ وسال، بوقت نماز چاشت، جمعرات کے روز ۱۴ جمادی الاوّل ۱۳۱۳ھ تک، کے حساب کرنے سے درمیانی عرصہ، سال ۶ ماہ ۱۱ دن بنتا ہے، جو آپ نے دینی علوم اور علم تصوف کی تحصیل اور سلوک باطن کے اکتساب میں گزارا۔ جلسہ دستار بندی فضیلت کی مندرجہ بالا تاریخ وسال سے لے کر حضرت صاحبزادہ صاحب کے نماز فجر کے بعد سوموار کے دن ۷ ربیع الاول ۱۳۱۴ھ کو حلقہ شروع کرنے کی تاریخ وسال تک درمیانی مدت ۹ ماہ ۳ دن بنتی ہے، جو آپ نے کسب سلوک باطن کے حصول، ذکر واذکار اور اکثر اوقات حضرت قبلہ کی صحبت کے حضور میں بسر فرمائی۔ حلقہ شروع کرنے کی مندرجہ بالا تاریخ اور سال سے لے کر حضرت صاحبزادہ صاحب کے مسند ارشاد پر جلوہ افروز ہونے کی تاریخ وسال، بوقت اشراق، منگل کے دن ۲۲ شعبان المعظم ۱۳۱۴ھ کا درمیانی عرصہ ۵ ماہ ۱۵ دن بنتا ہے۔ آپ نے یہ عمر عزیز ذکر واذکار، مراقبہ، شب بیداری، حضرت قبلہ کی صحبت کے حضور اور اکثر اوقات حضرت (قبلہ) کی بیماریوں کے ہجوم کے دوران لوگوں کے دلوں میں فیض القا کرنے کے لیے حلقہ کرنے میں بسر فرمائی۔

پس اس مندرجہ بالا تمام حساب سے تاریخ وسال ولادت باسعادت سے لے کر مسند ارشاد پر جلوہ افروز ہونے کی تاریخ وسال تک حضرت صاحبزادہ صاحب کی کل عمر ۱۷ سال ۷ ماہ ۷ دن بنتی ہے۔

نقشہ حالات تاریخی

جناب حقائق و معارف آگاہ حضرت مولانا مولوی محمد سراج الدین صاحب مدظلہ وعمرہ (اللہ تعالیٰ آپ کا سایہ اور عمر دراز فرمائے) کی کل عمر (مبارک)، تاریخ و سال، وقت ولادت باسعادت سے مسند ارشاد پر جلوہ افروز ہونے کے وقت، تاریخ وسال تک تفصیل وار

تاریخ	سال	کیفیت	درمیانی مدت	
اشراق کے وقت سوموار کے روز ۱۵ محرم الحرام	۱۲۹۷ھ	جناب حضرت صاحبزادہ صاحب کی ولادت باسعادت ہوئی		
۳ ذیقعدہ الحرام	۱۳۱۱ھ	حضرت صاحبزادہ صاحب کا اجازت نامہ لکھا گیا اور حضرت قبلہ نے آپ کو اپنا قائم مقام بنایا اور اپنا خلیفہ مطلق و نائب مناب برحق بنایا۔	۱۴ سال ۹ ماہ ۸ دن	تاریخ و سن ولادت باسعادت سے لے کر تاریخ وسال اجازت نامہ تک درمیانی عرصہ ۱۴ سال ۹ ماہ ۸ دن بنتا ہے۔ آپ نے اکثر اوقات ضروری دینی علم کی تحصیل میں صرف فرمائے

وقت	سال	واقعہ	مدت	تفصیل
وقت نماز چاشت، جمعرات کے دن ۱۴ جمادی الاوّل	۱۳۱۳ھ	جناب حضرت صاحبزادہ صاحب کی دستار بندی فضیلت کا جلسہ کیا گیا۔	۱ سال ۶ ماہ ۱۱ دن	تاریخ وسال اجازت نامہ سے لے کر تاریخ و سال جلسہ دستار بندی فضیلت تک درمیانی مدت ۱ سال ۶ ماہ ۱۱ دن بنتی ہے، جو آپ نے دینی علوم اور علم تصوف کی تحصیل اور سلوک باطن کے اکتساب میں گزاری
نماز فجر کے بعد سوموار کے دن ۷ ربیع الاوّل	۱۳۱۴ھ	حضرت قبلہؒ نے اپنی زندگی میں جناب حضرت صاحبزادہ صاحب کو حلقہ کرنے کی خلعت کا امر فرمایا	۹ ماہ ۳ دن	تاریخ و سال جلسہ دستار بندی فضیلت سے لے کر تاریخ و سال حلقہ شروع کرنے تک درمیانی مدت ۹ ماہ ۳ دن بنتی ہے جو آپ نے کسب سلوک باطن کے حصول، ذکر واذکار اور اکثر اوقات حضرت قبلہ کی صحبت کے حضور میں بسر فرمائی

وقت اشراق، منگل کے دن، ۲۲ شعبان المعظم	۱۳۱۴ھ	جس وقت جناب حضرت صاحبزادہ صاحب مسند ارشاد پر جلوہ افروز ہوئے	۵ ماہ ۱۵ دن	تاریخ و سال حلقہ شروع کرنے سے لے کر مسند ارشاد پر جلوہ افروز ہونے کے وقت تک درمیانی مدت ۵ ماہ ۱۵ دن بنتی ہے۔ آپ نے یہ عمر عزیز ذکر و اذکار، مراقبہ، شب بیداری، حضرت قبلہ کی صحبت کے حضور اور اکثر اوقات حضرت (قبلہ) کی بیماریوں کے ہجوم کے دوران لوگوں کے دلوں میں فیض القا کرنے کے لیے، حلقہ کرنے میں بسر فرمائی

حضرت جناب صاحبزادہ صاحب کی کل عمر مبارک تاریخ ولادت باسعادت سے لے کر مسند ارشاد پر جلوہ افروز ہونے کی تاریخ و سال تک ۱۷ سال ۷ ماہ ۷ دن بنتی ہے۔

سات سلاسل (طریقت)

حضرات نقشبندیہ مجددیہ احمدیہ، قادریہ، چشتیہ، سہروردیہ، کبرویہ، مداریہ اور قلندریہ جو اس حقیر کو اپنے حضرت پیر و مرشد سے سنداً پہنچے ہیں۔ حضرت قبلہ کے سلاسل جن کے آخر میں

حضرت حاجی دوست محمد صاحب قندھاری قدس سرہ کی مہر ہر سلسلہ کے اختتام پر لگی تھی اور اس کے آخر میں حضرت حاجی صاحب مغفور کے خاص دستخطوں سے چند کلمات مرقوم تھے، بغیر کسی کمی وکوتاہی کے ان کو بعینہ نقل کرتا ہوں۔ میں نے ہر سلسلہ کے آخر میں حضرت حاجی دوست محمد صاحب اور حضرت صاحب قبلہ برد اللہ مضجعہما ونور اللہ مرقدہما (اللہ تعالیٰ ان کے مزاروں کو خنک کرے اور ان کی مبارک مقابر کو روشن منور فرمائے) کے مبارک ناموں کا اضافہ کردیا ہے۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡم

سلسلہ حضرات نقشبندیہ

الٰہی بحرمت شفیع المذنبین رحمۃ للعالمین حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وسلم۔

الٰہی بحرمت خلیفہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم امیر المومنین حضرت ابی بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

الٰہی بحرمت صاحب سر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

الٰہی بحرمت حضرت قاسم بن محمد بن ابی بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

الٰہی بحرمت حضرت امام ہمام حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

الٰہی بحرمت سلطان العارفین حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ۔

الٰہی بحرمت حضرت خواجہ ابوالحسن خرقانی رحمۃ اللہ علیہ۔

الٰہی بحرمت حضرت ابوالقاسم گرگانی[1] رحمۃ اللہ علیہ۔

الٰہی بحرمت حضرت خواجہ ابوعلی فارمدی رحمۃ اللہ علیہ۔

الٰہی بحرمت حضرت خواجہ ابویوسف ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ۔

الٰہی بحرمت حضرت خواجہ عبدالخالق غجدوانی رحمۃ اللہ علیہ۔

الٰہی بحرمت حضرت خواجہ محمد عارف ریوگری رحمۃ اللہ علیہ۔

الٰہی بحرمت حضرت خواجہ محمود انجیر فغنوی رحمۃ اللہ علیہ۔

الٰہی بحرمت حضرت خواجہ عزیزان علی رامیتنی رحمۃ اللہ علیہ۔

الٰہی بحرمت حضرت خواجہ محمد بابا سماسی رحمۃ اللہ علیہ۔

الٰہی بحرمت سید السادات حضرت سید امیر کلال رحمۃ اللہ علیہ۔

الٰہی بحرمت خواجہ خواجگان پیر پیران حضرت محمد بہاء الدین نقشبند رحمۃ اللہ علیہ۔

الٰہی بحرمت حضرت خواجہ علاء الدین عطار رحمۃ اللہ علیہ۔

الٰہی بحرمت حضرت مولانا یعقوب چرخی رحمۃ اللہ علیہ۔

الٰہی بحرمت ناصر الدین حضرت خواجہ عبید اللہ احرار رحمۃ اللہ علیہ۔

الٰہی بحرمت حضرت مولانا محمد زاہد رحمۃ اللہ علیہ۔

الٰہی بحرمت حضرت مولانا درویش محمد[2] رحمۃ اللہ علیہ۔

الٰہی بحرمت مولانا خواجگی امکنگی رحمۃ اللہ علیہ۔

الٰہی بحرمت حضرت خواجہ محمد باقی باللہ[3] بیرنگ رحمۃ اللہ علیہ۔

الٰہی بحرمت امام ربانی مجدد و منور الف ثانی حضرت شیخ احمد فاروقی سرہندی رحمۃ اللہ علیہ۔

الٰہی بحرمت عروۃ الوثقیٰ حضرت ایشاں خواجہ محمد معصوم رحمۃ اللہ علیہ۔

الٰہی بحرمت سلطان الاولیاء حضرت شیخ سیف الدین رحمۃ اللہ علیہ۔

الٰہی بحرمت حضرت مولانا حافظ محمد محسن دہلوی رحمۃ اللہ علیہ[4]۔

الٰہی بحرمت سید السادات حضرت سید نور محمد صاحب بدایونی رحمۃ اللہ علیہ۔

الٰہی بحرمت شمس الدین حبیب اللہ مظہر رحمٰن حضرت شہید مرزا جان جاناں رحمۃ اللہ علیہ۔

الٰہی بحرمت مجدد مائۃ الثالث والعشر نائب خیر البشر خلیفہ خدا مروج شریعت مصطفیٰ حضرت مولانا وسیدنا عبد اللہ المعروف بہ شاہ غلام علی احمدی (دہلوی) رحمۃ اللہ علیہ۔

الٰہی بحرمت سرہنگ اہل تفرید حضرت مولانا وسیدنا شاہ ابوسعید رحمۃ اللہ علیہ۔

الٰہی بحرمت غوث زمان قطب دوران حافظ القرآن المجید حضرت مولانا وسیدنا شاہ احمد سعید صاحب قدسنا اللہ بسرہ الاقدس۔

الٰہی بحرمت حاجی الحرمین الشریفین مقبول رب المشرقین والمغربین وسیلتنا الی اللہ الصمد حضرت حاجی دوست محمد قندھاری رحمۃ اللہ علیہ۔

الٰہی بحرمت حضرت خواجہ مشکل کشا سید الاولیاء سند الاتقیا زبدۃ الفقہاء راس العلماء رئیس الفضلاء شیخ المحدثین قبلۃ السالکین امام العارفین برہان المعرفۃ شمس الحقیقۃ فرید العصر وحید الزمان حاجی الحرمین الشریفین مظہر فیض الرحمٰن پیر دستگیر حضرت مولانا محمد عثمان رحمۃ اللہ علیہ۔

حضرات بسلسلہ قادریہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

الٰہی بحرمت شفیع المذنبین رحمۃ للعالمین حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم۔

الٰہی بحرمت خلیفہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت علی کرم اللہ وجہہ۔

الٰہی بحرمت سبط رسول صلی اللہ علیہ وسلم حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ

الٰہی بحرمت سبط رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

الٰہی بحرمت حضرت امام زین العابدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

الٰہی بحرمت حضرت امام محمد باقر رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

الٰہی بحرمت حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

الٰہی بحرمت حضرت امام موسیٰ کاظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

الٰہی بحرمت حضرت امام علی رضا رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

الٰہی بحرمت حضرت شیخ معروف کرخی رحمۃ اللہ علیہ۔

الٰہی بحرمت حضرت سری سقطی رحمۃ اللہ علیہ۔

الٰہی بحرمت حضرت سید جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ۔

الٰہی بحرمت حضرت شیخ ابوبکر شبلی رحمۃ اللہ علیہ۔

الٰہی بحرمت حضرت شیخ عبدالواحد بن عبدالعزیز یمنی رحمۃ اللہ علیہ۔

الٰہی بحرمت حضرت ابوالفرح طرطوسی رحمۃ اللہ علیہ۔

الٰہی بحرمت حضرت شیخ ابوالحسن الہنکاری رحمۃ اللہ علیہ۔

الٰہی بحرمت حضرت شیخ ابوسعید مخزومی رحمۃ اللہ علیہ۔

الٰہی بحرمت پیر پیران پیر دستگیر میراں محی الدین محبوب سبحانی قطب ربانی حضرت سید عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ۔

الٰہی بحرمت حضرت سید عبدالرزاق رحمۃ اللہ علیہ۔

الٰہی بحرمت حضرت سید شرف الدین قتال رحمۃ اللہ علیہ۔

الٰہی بحرمت حضرت سید عبدالوہاب رحمۃ اللہ علیہ۔

الٰہی بحرمت حضرت سید بہاء الدین رحمۃ اللہ علیہ۔

الٰہی بحرمت حضرت سید عقیل رحمۃ اللہ علیہ۔

الٰہی بحرمت حضرت شمس الدین صحرائی رحمۃ اللہ علیہ۔

الٰہی بحرمت حضرت سید گداء رحمٰن اول رحمۃ اللہ علیہ۔

الٰہی بحرمت حضرت سید ابوالحسن رحمۃ اللہ علیہ۔

الٰہی بحرمت حضرت سید شمس الدین عارف رحمۃ اللہ علیہ۔

الٰہی بحرمت حضرت سید گداء رحمٰن ثانی رحمۃ اللہ علیہ۔

الٰہی بحرمت حضرت شاہ فیصل رحمۃ اللہ علیہ۔

الٰہی بحرمت حضرت شاہ کمال کیتھلی رحمۃ اللہ علیہ۔

الٰہی بحرمت حضرت شاہ سکندر رحمۃ اللہ علیہ۔

الٰہی بحرمت حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی رحمۃ اللہ علیہ۔

الٰہی بحرمت خازن الرحمۃ حضرت شیخ محمد سعید رحمۃ اللہ علیہ۔

الٰہی حضرت شیخ عبد الاحد رحمۃ اللہ علیہ۔

الٰہی بحرمت حضرت شیخ محمد عابد سنامی رحمۃ اللہ علیہ۔

الٰہی بحضرت حضرت حبیب اللہ مرزا جان جاناں رحمۃ اللہ علیہ۔

الٰہی بحرمت حضرت عبد اللہ شاہ المعروف بشاہ غلام علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ۔

الٰہی بحرمت حضرت شاہ ابو سعید احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ۔

الٰہی بحرمت حضرت شاہ احمد سعید صاحب رحمۃ اللہ علیہ۔

الٰہی بحرمت حاجی الحرمین الشریفین مقبول رب المشرقین والمغربین وسیلتنا الی اللہ الصمد حضرت حاجی دوست محمد صاحب قندھاری رحمۃ اللہ علیہ۔

الٰہی بحرمت حضرت خواجہ مشکل کشا سید الاولیا سند الاتقیا زبدۃ الفقہا رئیس الفضلا شیخ المحدثین قبلۃ السالکین امام العارفین برہان المعرفۃ شمس الحقیقۃ فرید العصر وحید الزماں حاجی الحرمین الشریفین مظہر فیض رحمٰن پیر دستگیر حضرت مولانا محمد عثمان صاحب رحمۃ اللہ علیہ۔

سلسلہ حضرات چشتیہ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم

الٰہی بحرمت شفیع المذنبین رحمۃ للعالمین حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم۔

الٰہی بحرمت خلیفہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت علی مرتضٰی کرم اللہ وجہہ۔

الٰہی بحرمت خیر التابعین حضرت شیخ حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ۔

الٰہی بحرمت حضرت خواجہ عبد الواحد بن زید رحمۃ اللہ علیہ۔

الٰہی بحرمت حضرت خواجہ فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ۔

الٰہی بحرمت حضرت ابراہیم ادھم ؒ رحمۃ اللہ علیہ۔

الٰہی بحرمت حضرت خواجہ حذیفۃ المرعشی رحمۃ اللہ علیہ۔

الٰہی بحرمت حضرت خواجہ امین الدین ہبیرہ بصری[6] رحمۃ اللہ علیہ۔

الٰہی بحرمت حضرت خواجہ ابو ابراہیم اسحاق علو دینوری رحمۃ اللہ علیہ۔

الٰہی بحرمت حضرت خواجہ ابو اسحاق شامی[7] رحمۃ اللہ علیہ۔

الٰہی بحرمت حضرت خواجہ ابو احمد[8] چشتی رحمۃ اللہ علیہ۔

الٰہی بحرمت حضرت خواجہ ابو محمد چشتی رحمۃ اللہ علیہ۔

الٰہی بحرمت حضرت خواجہ ابو یوسف چشتی رحمۃ اللہ علیہ۔

الٰہی بحرمت حضرت خواجہ مودود چشتی رحمۃ اللہ علیہ۔

الٰہی بحرمت بحرمت حضرت خواجہ حاجی شریف زندانی رحمۃ اللہ علیہ۔

الٰہی بحرمت حضرت خواجہ عثمان ہارونی رحمۃ اللہ علیہ۔

الٰہی بحرمت امام الطریقہ حضرت خواجہ معین الدین حسن سنجری[9] رحمۃ اللہ علیہ۔

الٰہی بحرمت حضرت خواجہ قطب الدین بختیار اوشی کاکی[10] رحمۃ اللہ علیہ۔

الٰہی بحرمت حضرت خواجہ فرید الدین گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ۔

الٰہی بحرمت حضرت خواجہ مخدوم علی صابر رحمۃ اللہ علیہ۔

الٰہی بحرمت حضرت شیخ شمس الدین ترک پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ۔

الٰہی بحرمت حضرت بلال الدین پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ۔

الٰہی بحرمت حضرت شیخ احمد عبد الحق رودلوی رحمۃ اللہ علیہ۔

الٰہی بحرمت حضرت شیخ محمد عارف[11] رحمۃ اللہ علیہ۔

الٰہی بحرمت حضرت شیخ محمد رحمۃ اللہ علیہ۔

الٰہی بحرمت حضرت شیخ عبد القدوس گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ۔

الٰہی بحرمت حضرت شیخ رکن الدین گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ۔

الٰہی بحرمت حضرت شیخ عبد الاحد[12] رحمۃ اللہ علیہ۔

الٰہی بحرمت امام ربانی مجدد الف ثانی حضرت شیخ احمد فاروقی سرہندی رحمۃ اللہ علیہ۔

الٰہی بحرمت شیخ خازن الرحمۃ حضرت محمد سعید رحمۃ اللہ علیہ۔

الٰہی بحرمت حضرت عبدالاحد رحمۃ اللہ علیہ۔

الٰہی بحرمت حضرت شیخ محمد عابد سنامی رحمۃ اللہ علیہ۔

الٰہی بحرمت حبیب اللہ حضرت مرزا جان جاناں رحمۃ اللہ علیہ۔

الٰہی بحرمت شیخ الشیوخ حضرت عبداللہ شاہ المعروف بہ غلام علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ۔

الٰہی بحرمت حضرت شاہ ابوسعید صاحب رحمۃ اللہ علیہ۔

الٰہی بحرمت حضرت شاہ احمد سعید یہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ۔

الٰہی بحرمت حاجی الحرمین الشریفین مقبول رب المشرقین والمغربین وسیلتنا الی اللہ الصمد حضرت حاجی دوست محمد قندھاری رحمۃ اللہ علیہ۔

الٰہی بحرمت حضرت خواجہ مشکل کشا سید الاولیاء سند الاتقیا زبدۃ الفقہا راس العلماء رئیس الفضلا شیخ المحدثین قبلۃ السالکین امام العارفین برہان المعرفۃ شمس الحقیقۃ فرید العصر وحید الزمان حاجی الحرمین الشریفین مظہر فیض الرحمٰن پیر دستگیر حضرت مولانا محمد عثمان صاحب رحمۃ اللہ علیہ۔

سلسلہ حضرات سہروردیہ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم

الٰہی بحرمت شفیع المذنبین رحمۃ للعالمین (حضرت محمد) مصطفٰی صلی اللہ علیہ وسلم۔

الٰہی بحرمت امیر المومنین خلیفہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت علی کرم اللہ وجہہ۔

الٰہی بحرمت حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ۔

الٰہی بحرمت حضرت حبیب عجمی رحمۃ اللہ علیہ۔

الٰہی بحرمت حضرت داؤد طائی رحمۃ اللہ علیہ۔

الٰہی بحرمت حضرت معروف کرخی رحمۃ اللہ علیہ۔

الٰہی بحرمت حضرت سری سقطی رحمۃ اللہ علیہ۔

الٰہی بحرمت حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ۔

الٰہی بحرمت ممشاد دینوری رحمۃ اللہ علیہ۔

الٰہی بحرمت شیخ احمد[۱۳] دینوری رحمۃ اللہ علیہ۔

الٰہی بحرمت حضرت شیخ محمد رحمۃ اللہ علیہ۔

الٰہی بحرمت حضرت سید یار محمد رحمۃ اللہ علیہ۔

الٰہی بحرمت حضرت وحید الدین[۱۴] عبد القاہر سہروردی[۱۵] رحمۃ اللہ علیہ۔

الٰہی بحرمت حضرت شیخ شہاب الدین سہرودی رحمۃ اللہ علیہ۔

الٰہی بحرمت حضرت شیخ بہاء الدین زکریا ملتانی رحمۃ اللہ علیہ۔

الٰہی بحرمت حضرت مخدوم جہاں گشت رحمۃ اللہ علیہ۔

الٰہی بحرمت حضرت سید اجمل پرائچی رحمۃ اللہ علیہ۔

الٰہی بحرمت حضرت سید بڈہن پرائچی رحمۃ اللہ علیہ۔

الٰہی بحرمت حضرت درویش محمد بن قاسم اودھی رحمۃ اللہ علیہ۔

الٰہی بحرمت حضرت عبد القدوس گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ۔

الٰہی بحرمت حضرت رکن الدین رحمۃ اللہ علیہ۔

الٰہی بحرمت حضرت عبد الواحد[۱۶] رحمۃ اللہ علیہ۔

الٰہی بحرمت محبوب ربانی مجدد الف ثانی حضرت شیخ احمد فاروقی سرہندی رحمۃ اللہ علیہ۔

الٰہی بحرمت حضرت خواجہ محمد سعید رحمۃ اللہ علیہ۔

الٰہی بحرمت حضرت شیخ عبد الاحد رحمۃ اللہ علیہ۔

الٰہی بحرمت حضرت شیخ محمد عابد رحمۃ اللہ علیہ۔

الٰہی بحرمت حضرت مرزا جان جاناں رحمۃ اللہ علیہ۔

الٰہی بحرمت حضرت عبد اللہ شاہ معروف بہ شاہ غلام علی رحمۃ اللہ علیہ۔

الٰہی بحرمت حضرت شاہ ابو سعید صاحب رحمۃ اللہ علیہ۔

الٰہی بحرمۃ حضرت شاہ احمد سعید صاحب رحمۃ اللہ علیہ۔

الٰہی بحرمت حاجی الحرمین الشریفین مقبول رب المشرقین والمغربین وسیلتنا الی اللہ الصمد حضرت حاجی دوست قندھاری رحمۃ اللہ علیہ۔

الٰہی بحرمت حضرت خواجہ مشکل کشا سید الاولیا سند الاتقیا زبدۃ الفقہا راس العلما رئیس الفضلا شیخ المحدثین قبلۃ السالکین امام العارفین برہان المعرفۃ شمس الحقیقۃ فرید العصر وحید الزمان حاجی الحرمین الشریفین مظہر فیض الرحمٰن پیر دستگیر حضرت مولانا محمد عثمان صاحب رحمۃ اللہ علیہ۔

سلسلہ حضرات کبرویہ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم

الٰہی بحرمت شفیع المذنبین رحمۃ للعالمین حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم۔

الٰہی بحرمت امیر المومنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ۔

الٰہی بحرمت حضرت شیخ حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ۔

الٰہی بحرمت حضرت شیخ حبیب عجمی رحمۃ اللہ علیہ۔

الٰہی بحرمت حضرت داؤد طائی رحمۃ اللہ علیہ۔

الٰہی بحرمت حضرت شیخ معروف کرخی رحمۃ اللہ علیہ۔

الٰہی بحرمت حضرت شیخ سری سقطی رحمۃ اللہ علیہ۔

الٰہی بحرمت حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ۔

الٰہی بحرمت حضرت ابوعلی رودباری رحمۃ اللہ علیہ۔

الٰہی بحرمت حضرت ابوعلی کاتب رحمۃ اللہ علیہ۔

الٰہی بحرمت حضرت خواجہ عثمان مغربی رحمۃ اللہ علیہ۔

الٰہی بحرمت حضرت ابوالقاسم گرگانی رحمۃ اللہ علیہ۔

الٰہی بحرمت حضرت ابوبکر نساج رحمۃ اللہ علیہ۔

الٰہی بحرمت خواجہ احمد غزالی رحمۃ اللہ علیہ۔

الٰہی بحرمت ضیاء الدین ابونجیب سہروردی رحمۃ اللہ علیہ۔

الٰہی بحرمت عمار یاسر رحمۃ اللہ علیہ۔

الٰہی بحرمت حضرت شیخ روز بہان بقلی رحمۃ اللہ علیہ۔

الٰہی بحرمت حضرت شیخ نجم الدین کبریٰ رحمۃ اللہ علیہ۔

الٰہی بحرمت حضرت شیخ مجد الدین البغدادی رحمۃ اللہ علیہ۔

الٰہی بحرمت حضرت شیخ علی اللاہوری [۱۷] رحمۃ اللہ علیہ۔

الٰہی بحرمت حضرت شیخ احمد جوزیانی [۱۸] رحمۃ اللہ علیہ۔

الٰہی بحرمت حضرت شیخ عبداللہ اسفرانی [۱۹] رحمۃ اللہ علیہ۔

الٰہی بحرمت حضرت شیخ علاء الدولہ سمنانی رحمۃ اللہ علیہ۔

الٰہی بحرمت حضرت شیخ محمود المردفانی رحمۃ اللہ علیہ۔

الٰہی بحرمت حضرت امیر علی ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ۔

الٰہی بحرمت حضرت شیخ خواجہ اسحاق [۲۰] ختلانی رحمۃ اللہ علیہ۔

الٰہی بحرمت حضرت امیر عبداللہ برزش آبادی رحمۃ اللہ علیہ۔

الٰہی بحرمت حضرت شیخ رشید الدین بیدواری [۲۱] رحمۃ اللہ علیہ۔

الٰہی بحرمت حضرت شیخ شاہ بیدواری [۲۲] رحمۃ اللہ علیہ۔

الٰہی بحرمت حضرت حاجی محمد جونشانی رحمۃ اللہ علیہ۔

الٰہی بحرمت حضرت شیخ کمال الدین حسین خوارزمی [۲۳] رحمۃ اللہ علیہ۔

الٰہی بحرمت حضرت شیخ یعقوب صرفی کشمیری رحمۃ اللہ علیہ۔

الٰہی بحرمت حضرت شیخ احمد سرہندی فاروقی رحمۃ اللہ علیہ۔

الٰہی بحرمت حضرت محمد سعید رحمۃ اللہ علیہ۔

الٰہی بحرمت حضرت عبدالاحد رحمۃ اللہ علیہ۔

الٰہی بحرمت حضرت شیخ محمد عابد سنامی رحمۃ اللہ علیہ۔

الٰہی بحرمت حضرت مرزا جان جاناں رحمۃ اللہ علیہ۔

الٰہی بحرمت حضرت عبداللہ شاہ معروف بہ غلام علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ۔

الٰہی بحرمت حافظ القرآن المجید حضرت شاہ ابوسعید رحمۃ اللہ علیہ۔

الٰہی بحرمت حافظ القرآن المجید حضرت شاہ احمد سعید قدسنا اللہ بسرہ الاقدس۔

الٰہی بحرمت حاجی الحرمین الشریفین مقبول رب المشرقین والمغربین وسیلتنا الی اللہ الصمد جناب حضرت حاجی دوست محمد قندھاری رحمۃ اللہ علیہ۔

الٰہی بحرمت حضرت خواجہ مشکل کشا سید الاولیا سند الاتقیاء زبدۃ الفقہا راس العلماء رئیس الفضلاء شیخ المحدثین قبلۃ السالکین امام العارفین برہان المعرفۃ شمس الحقیقۃ فرید العصر وحید الزمان حاجی الحرمین الشریفین مظہر فیض الرحمٰن پیر دستگیر حضرت مولانا محمد عثمان صاحب رحمۃ اللہ علیہ۔

سلسلہ مداریہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْم

الٰہی بحرمت شفیع المذنبین وخاتم النبیین حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم۔

الٰہی بحرمت خلیفہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم امیر المومنین حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

الٰہی بحرمت حضرت عبداللہ علم بردار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔

الٰہی بحرمت حضرت شیخ یمین الدین[24] شامی رحمۃ اللہ علیہ۔

الٰہی بحرمت شیخ طیفور شامی رحمۃ اللہ علیہ۔

الٰہی بحرمت امام الطریقہ حضرت بدیع الدین شاہ مدار رحمۃ اللہ علیہ۔

الٰہی بحرمت حضرت مخدوم جہانیان جہاں گشت رحمۃ اللہ علیہ۔

الٰہی بحرمت حضرت سید اجمل پراچی رحمۃ اللہ علیہ۔

الٰہی بحرمت حضرت سید بڈھن پراچی رحمۃ اللہ علیہ۔

الٰہی بحرمت حضرت شیخ محمد بن قاسم اودھی رحمۃ اللہ علیہ۔

الٰہی بحرمت حضرت شیخ عبدالقدوس گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ۔

الٰہی بحرمت حضرت شیخ رکن الدین رحمۃ اللہ علیہ۔

الٰہی بحرمت حضرت مخدوم عبدالاحد رحمۃ اللہ علیہ۔

الٰہی بحرمت حضرت مجددالف ثانی رحمۃ اللہ علیہ۔

الٰہی بحرمت حضرت خواجہ محمد سعید رحمۃ اللہ علیہ۔

الٰہی بحرمت حضرت شیخ عبدالاحد رحمۃ اللہ علیہ۔

الٰہی بحرمت حضرت محمد عابد سنامی رحمۃ اللہ علیہ۔

الٰہی بحرمت حضرت مرزا جان جاناں رحمۃ اللہ علیہ۔

الٰہی بحرمت حضرت شاہ غلام علی (دہلوی) رحمۃ اللہ علیہ۔

الٰہی بحرمت حضرت شاہ ابوسعید صاحب رحمۃ اللہ علیہ۔

الٰہی بحرمت حضرت شاہ احمد سعید صاحب رحمۃ اللہ علیہ۔

الٰہی بحرمت حاجی الحرمین الشریفین مقبول رب المشرقین والمغربین وسیلتنا الی اللہ الصمد حضرت حاجی دوست محمد قندھاری رحمۃ اللہ علیہ۔

الٰہی بحرمت حضرت خواجہ مشکل کشا سید الاولیا سند الاتقیا زبدۃ الفقہا راس العلماء رئیس الفضلا شیخ المحدثین قبلۃ السالکین امام العارفین برہان المعرفۃ شمس الحقیقۃ فرید العصر وحید الزمان حاجی الحرمین الشریفین مظہر فیض الرحمٰن پیر دستگیر حضرت مولانا محمد عثمان صاحب رحمۃ اللہ علیہ۔

سلسلہ حضرات قلندریہ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡم

الٰہی بحرمت شفیع المذنبین رحمۃ اللعالمین حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم۔

الٰہی بحرمت حضرت عبدالعزیز مکی رحمۃ اللہ علیہ۔

الٰہی بحرمت حضرت خضر رومی رحمۃ اللہ علیہ۔

الٰہی بحرمت امام الطریقہ حضرت نجم الدین قلندر بن حضرت نظام غزنوی رحمۃ اللہ علیہ۔

الٰہی بحرمت حضرت شاہ قطب الدین سیناول رحمۃ اللہ علیہ۔

الٰہی بحرمت حضرت شیخ عبد السلام عرف شاہ علی جونپوری رحمۃ اللہ علیہ۔

الٰہی بحرمت حضرت شیخ عبد القدوس گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ۔

الٰہی بحرمت حضرت شیخ رکن الدین رحمۃ اللہ علیہ۔

الٰہی بحرمت حضرت مخدوم عبد الاحد رحمۃ اللہ علیہ۔

الٰہی بحرمت حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ۔

الٰہی بحرمت حضرت خواجہ محمد سعید رحمۃ اللہ علیہ۔

الٰہی بحرمت حضرت شیخ عبد الاحد رحمۃ اللہ علیہ۔

الٰہی بحرمت حضرت شیخ محمد عابد رحمۃ اللہ علیہ۔

الٰہی بحرمت حضرت مرزا جان جاناںؒ رحمۃ اللہ علیہ۔

الٰہی بحرمت حضرت شاہ غلام علی (دہلوی) صاحب رحمۃ اللہ علیہ۔

الٰہی بحرمت حضرت شاہ ابو سعید صاحب رحمۃ اللہ علیہ۔

الٰہی بحرمت حضرت احمد سعید صاحب قدسنا اللہ بسرہ الاقدس۔

الٰہی بحرمت حاجی الحرمین الشریفین رب المشرقین والمغربین وسیلتنا الی اللہ الصمد حضرت حاجی دوست محمد قندھاری رحمۃ اللہ علیہ۔

الٰہی بحرمت حضرت خواجہ مشکل کشا سید الاولیا سند الاتقیا زبدۃ الفقہا راس العلماء رئیس الفضلا شیخ المحدثین قبلۃ السالکین امام العارفین برہان المعرفۃ شمس الحقیقہ فرید العصر وحید الزمان حاجی الحرمین الشرفین مظہر فیض الرحمٰن پیر دستگیر حضرت مولانا محمد عثمان صاحب رحمۃ اللہ علیہ۔

حواشی سات سلاسل (طریقت)

(۱) ہمارے حضرات کرام کے سلسلہ میں آپ کا نام مبارک درج نہیں ہے (عطامحمد عفی عنہ)

(۲) نسخہ مولوی شیر محمد صاحب مرحوم میں ''درویش املنگی'' لکھا ہے۔ (سید اکبر علیؒ)

(۳) نسخہ مولوی شیر محمد صاحب مرحوم میں ''بیرنگ کابلی'' لکھا ہے۔ (سید اکبر علیؒ)

(۴) ہمارے حضرات کرام کے سلسلہ میں حافظ صاحب کا نام درج نہیں ہے۔ (عطامحمد عفی عنہ)

(۵) مناقب احمدیہ ومقامات سعیدیہ اور مولوی شیر محمد صاحب مرحوم کے نسخہ میں ''ابراہیم بن ادھم'' لکھا ہے (سید اکبر علیؒ)

(۶) مناقب احمدیہ ومقامات سعیدیہ، اربع انہار میں یوں ہے اور مطبوعہ نسخہ میں ''ابہر البصر ی'' اور مولوی شیر محمد صاحب مرحوم کے نسخہ میں بہرۃ البصر مذکور ہے (سید اکبر علیؒ)

(۷) مطبوعہ نسخہ میں ''چشتی'' آیا ہے۔ مناقب احمدیہ ومقامات سعیدیہ اور اربع انہار میں ''ابواسحاق شامی'' لکھا ہے (سید اکبر علیؒ)

(۸) مطبوعہ میں ''خواجہ احمد چشتی'' ہے۔ مناقب احمدیہ ومقامات سعیدیہ میں ''ابوابدال چشتی'' اور اربع انہار میں ''ابواحمد چشتی'' لکھا ہے (سید اکبر علیؒ)

(۹) مناقب احمدیہ ومقامات سعیدیہ میں ''حسن سنجری چشتی'' اور اربع انہار میں ''چشتی سنجری'' آیا ہے (سید اکبر علیؒ)

(۱۰) مطبوعہ میں ''اوشی کاکی'' نہیں ہے۔ مناقب احمدیہ ومقامات سعیدیہ میں ''بختیار کاکی'' اور اربع انہار میں فقط ''بختیار اوشی'' لکھا ہے (سید اکبر علیؒ)

(۱۱) مناقب احمدیہ ومقامات سعیدیہ میں ''شیخ احمد عارف'' لکھا ہے (سید اکبر علیؒ)

(۱۲) مناقب احمدیہ ومقامات سعیدیہ، اربع انہار اور نسخہ مولوی شیر محمد صاحب مرحوم میں ''عبدالاحد'' لکھا ہے۔ مطبوعہ میں ''عبدالواحد'' آیا ہے۔

(۱۳) مناقب احمدیہ ومقامات سعیدیہ اور نسخہ مولوی شیر محمد صاحب مرحوم میں ''شیخ احمد اسود'' لکھا ہے۔

(۱۴) مناقب احمدیہ ومقامات سعیدیہ میں ''وجیہ الدین عبدالقاہر'' اور نسخہ مولوی شیر محمد صاحب مرحوم اور مطبوعہ نسخہ میں ''عبدالقادر'' آیا ہے (سید اکبر علیؒ)

(۱۵) مناقب احمدیہ ومقامات سعیدیہ میں درمیان اسماء مبارک وحید الدین عبدالقادر سہروردی وشیخ شہاب الدین سہروردی ''الٰہی بحرمت حضرت ضیاء الدین ابونجیب سہروردی رحمۃ اللہ علیہ اور نسخہ مولوی شیر محمد صاحب مرحوم ''الٰہی بحرمت ابونجیب سہروردیؒ'' لکھا ہے (سید اکبر علیؒ)

(۱۶) کتاب مناقب احمدیہ ومقامات سعیدیہ اور مولوی شیر محمد صاحب مرحوم کے نسخہ میں ''عبدالاحد'' لکھا ہے (سید اکبر علیؒ)

(۱۷) نسخہ مولوی شیر محمد صاحب مرحوم میں ''لالا'' لکھا ہے (سید اکبر علیؒ)

(۱۸) مولوی شیر محمد صاحب مرحوم کے نسخہ میں ''جوزقانی'' لکھا ہے (سید اکبر علیؒ)

(۱۹) مولوی شیر محمد صاحب مرحوم کے نسخہ میں ''سفرانی'' اور مطبوعہ نسخہ میں ''سفرائی'' آیا ہے (سید اکبر علیؒ)

(۲۰) مولوی شیر محمد صاحب مرحوم کے نسخہ میں ''خواجہ اسحاق شہید جیلانی'' اور مطبوعہ میں بھی نسبت ''جیلانی'' لکھی ہے (سید اکبر علیؒ)

(۲۱) مولوی شیر محمد صاحب مرحوم کے نسخہ میں ''بیدوازی'' لکھا ہے (سید اکبر علیؒ)

(۲۲) ایضاً۔

(۲۳) مطبوعہ میں ''خلدی'' اور مولوی شیر محمد صاحب مرحوم کے نسخہ میں ''خواری'' لکھا ہے (سید اکبر علیؒ)

(۲۴) معمولات مظہری میں ''یمن الدین'' آیا ہے (سید اکبر علیؒ)

مقامات مجددیہ کے مراقبوں کی نیتیں

مراقبہ احدیت کی نیت:

اس ذات سے فیض آرہا ہے جو تمام صفات کمال کی مستجمع اور ہر نقصان سے پاک ہے اور زوال میرے لطیفہ قلب کے فیض کی وجہ سے ہے۔

مراقبات مشارب

پہلا مراقبہ لطیفہ قلب:

اپنے لطیفہ قلب کو سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے لطیفہ قلب مبارک کے مقابل رکھ کر زبان حال سے التجا کرے کہ الٰہی تجلیات افعالیہ کا جو فیض تو نے حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لطیفہ قلب سے حضرت آدم علیہ السلام کے لطیفہ قلب میں افاضہ فرمایا، پیران کبار کے طفیل (وہ) میرے لطیفہ قلب میں القا فرما۔

دوسرا مراقبہ لطیفہ روح:

اپنے لطیفہ روح کو سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے لطیفہ روح مبارک کے مقابل رکھ کر زبان حال سے عرض کرے کہ الٰہی صفات ثبوتیہ کی تجلیات کا جو فیض تو نے آنسرور صلی اللہ علیہ وسلم کے لطیفہ روح مبارک سے حضرت نوح علیہ السلام کے لطیفہ روح میں افاضہ فرمایا، پیران کبار کے صدقے (وہ) میرے لطیفہ روح میں القا فرما۔

تیسرا مراقبہ لطیفہ سر:

اپنے لطیفہ سر کو سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے لطیفہ سر مبارک کے مقابل رکھ کر زبان خیال سے عرض کرے کہ الٰہی شئون ذاتیہ کی تجلیات کا جو فیض تو نے آنسرور صلی اللہ علیہ وسلم کے لطیفہ سر مبارک سے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے لطیفہ سر میں افاضہ فرمایا، پیران کبار کے طفیل (وہ) میرے لطیفہ سر میں القا فرما۔

چوتھا مراقبہ لطیفۂ خفی:

اپنے لطیفۂ خفی کو سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے لطیفۂ خفی مبارک کے مقابل رکھ کر زبان حال سے عرض کرے کہ الٰہی صفات سلبیہ (کی تجلیات) کا جو فیض تو نے حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لطیفۂ خفی (مبارک) سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے لطیفۂ خفی میں افاضہ فرمایا، پیران کبار کے صدقے (وہ) میرے لطیفۂ خفی میں القا فرما۔

پانچواں مراقبہ لطیفۂ اخفی:

اپنے لطیفہ اخفی کو سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے لطیفہ اخفی مبارک کے مقابل رکھ کر زبان حال سے عرض کرے کہ الٰہی شانِ جامع کی تجلیات کا جو فیض تو نے آنسرور صلی اللہ علیہ وسلم کے لطیفہ اخفی میں افاضہ فرمایا، پیران کبار کے طفیل (وہ) میرے لطیفہ اخفی میں القا فرما۔

تنبیہ:

جاننا چاہیے کہ ہر مراقبہ میں لطیفہ جو کہ مورد فیض ہے، کو نگاہ میں رکھے اور تمام لطائف میں ہر لطیفہ کے اندر حضرات مشائخ کرام سے لے کر سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم تک (سب کو) متقابل شیشوں کے درجہ میں فرض کر کے عکس کی صورت میں اس مخصوص فیض کو اپنے لطیفہ مخصوصہ میں منعکس ہوتا ہوا سمجھے، تاکہ ''انا عند ظن عبدی'' (یعنی میں اپنے بندہ کے گمان کے قریب ہوں) کے مطابق بے ماموں، حصول نصیب ہو۔ وَمَا ذَالِکَ عَلَی اللّٰهِ بِعَزِیْزٍ۔

مراقبہ معیت کی نیت

آیت کریمہ: وَهُوَ مَعَكُمْ أَيْنَ مَا كُنْتُمْ (اور وہ تمہارے ساتھ ہے، جہاں کہیں بھی ہو۔ سورہ الحدید۴) کو ملحوظ رکھ کر صمیم قلب سے (یہ) سمجھے کہ اس ذات سے فیض آ رہا ہے جو میرے ساتھ ہے اور کائنات کے ذرات میں سے ہر ذرہ کے ساتھ اسی شان سے جیسا کہ منشاء اللہ تعالیٰ ہے، دائرہ ولایت صغریٰ کا منشائے فیض ولایت صغریٰ ہے جس کا فیض ولایت اولیاء عظام، ظل اسماء اور صفات مقدسہ کی صورت میں میرے لطیفہ قلب پر جاری ہے۔

ولایت کبریٰ کے مراقبات کی نیتیں

یہ تین دائروں اور ایک قوس پر مشتمل ہے۔

پہلے دائرہ کی نیت:

آیت کریمہ وَنَحْنُ اَقْرَبُ مِنْ حَبْلِ الْوَرِیْد (اور ہم اس کی رگ جان سے بھی بہت قریب ہیں۔ سورہ ق ۱۶) کو ملحوظ رکھ کر باطنی طور پر سمجھے کہ اس ذات سے فیض آ رہا ہے، جو میرے ساتھ شہ رگ سے بھی زیادہ قریب ہے، اسی شان کے ساتھ جو حق سبحانہ کی مرضی ہے، میرے لطیفہ نفس اور لطائف خمسہ عالم امر پر جاری ہے۔ دائرہ اولیٰ کا منشائے فیض ولایت کبریٰ ہے، جو ولایت انبیائے عظام کی صورت میں دائرہ ولایت صغریٰ سے واصل ہے۔

ولایت کبریٰ کا دوسرا دائرہ:

آیت کریمہ یُحِبُّهُمْ وَیُحِبُّوْنَهٗ (وہ انھیں محبوب رکھتا ہے اور وہ اسے محبوب رکھتے ہیں۔ سورہ المائدہ ۵۴) کو ملحوظ رکھ کر خیال کرے کہ اس ذات سے فیض آ رہا ہے جو مجھے دوست رکھتی ہے اور میں اسے دوست رکھتا ہوں۔ دائرہ ثانیہ کا منشائے فیض ولایت کبریٰ ہے۔ جو انبیاء عظام علیہم السلام کی ولایت دائرہ اولیٰ کے واصل ہے، جس سے میرے لطیفہ نفس پر فیض جاری ہے۔

ولایت کبریٰ کا تیسرا دائرہ:

آیت کریمہ یُحِبُّهُمْ وَیُحِبُّوْنَهٗ کو ملحوظ رکھ کر خیال کرے کہ اس ذات سے فیض آ رہا ہے جو مجھے دوست رکھتی ہے اور میں اس کو دوست رکھتا ہوں۔ دائرہ ثالثہ کا منشائے فیض ولایت کبریٰ ہے جو ولایت انبیاء عظام علیہم السلام دائرہ ثالثہ سے واصل ہے، جس کا فیض میرے لطیفہ نفس پر جاری ہے۔

قوس:

آیت کریمہ یُحِبُّهُمْ وَیُحِبُّوْنَهٗ کو ملحوظ رکھ کر دل میں خیال کریں کہ اس ذات سے فیض

آ رہا ہے جو مجھے دوست رکھتی ہے اور میں اس کو دوست رکھتا ہوں۔قوس کا منشائے فیض ولایت کبریٰ ہے جو دائرہ ثالثہ کی اصل ہے، میرے لطیفہ نفس کے فیض کا ذریعہ ہے۔

اسم الظاہر کا مراقبہ:

فیض آ رہا ہے اس ذات سے جو اسم الظاہر سے مسمّٰی ہے (اور وہ) میرے لطیفہ نفس اور عالم امر کے لطائف خمسہ کے فیض کا ذریعہ ہے۔

اسم الباطن کا مراقبہ:

فیض آ رہا ہے اس ذات سے جو اسم الباطن سے مسمّٰی ہے (اور یہ) دائرہ ولایت علیا کا منشائے فیض ہے جو ولایت ملائکہ ملاء اعلیٰ ہے اور عنصر خاک کے علاوہ (باقی) میرے عناصر ثلاثہ کے فیض کا ذریعہ ہے۔

کمالات نبوت کا مراقبہ:

فیض آ رہا ہے اس ذات پاک سے جو کمالات نبوت کا منشاء ہے (اور) میرے لطیفہ عنصر خاک کے فیض کا ذریعہ ہے۔

کمالات رسالت کا مراقبہ:

فیض آ رہا ہے اس ذات پاک سے جو کمالات رسالت کا منشاء ہے (اور) میری ہیئت وحدانی کے فیض کا ذریعہ ہے۔

کمالات اولوالعزم کا مراقبہ:

فیض آ رہا ہے اس ذات پاک سے جو کمالات اولوالعزم کا منشاء ہے (اور) میری ہیئت وحدانی کے فیض کا سبب ہے۔

حقیقت کعبہ ربانی کا مراقبہ:

فیض آ رہا ہے اس ذات پاک سے جو تمام ممکنات کی مسجود الیہ اور حقیقت کعبہ ربانی کی منشاء ہے (اور) میری ہیئت وحدانی کے فیض کا موجب ہے۔

حقیقت قرآن مجید کا مراقبہ:

فیض آ رہا ہے اس ذات پاک سے جو وسعت بیچون کا مبداء اور حقیقت قرآن مجید کا منشاء ہے (اور) میری ہیئت وحدانی کے فیض کا ذریعہ ہے۔

مراقبہ حقیقت صلوٰۃ:

فیض آ رہا ہے اس ذات پاک سے جو کمال وسعت بیچون اور حقیقت صلوٰۃ کا منشاء ہے (اور) میری ہیئت وحدانی کے فیض کا مورد ہے۔

مراقبہ معبودیت صرفہ:

فیض آ رہا ہے اس ذات پاک سے جو معبودیت صرفہ کا منشاء ہے (اور) میری ہیئت وحدانی کے فیض کا سبب ہے۔

مراقبہ حقیقت ابراہیمی (علیہ السلام):

فیض آ رہا ہے اس ذات پاک سے جو حقیقت ابراہیمی (علیہ السلام) کا منشاء ہے (اور) میری ہیئت وحدانی کے فیض کا موجب ہے۔

مراقبہ حقیقت موسوی (علیہ السلام):

فیض آ رہا ہے اس ذات پاک سے جو حقیقت موسوی (علیہ السلام) کا منشاء ہے (اور) میری ہیئت وحدانی کے فیض کا ذریعہ ہے۔

مراقبہ حقیقت محمدی (صلی اللہ علیہ وسلم):

فیض آ رہا ہے اس ذات پاک سے جو حقیقت محمدی (صلی اللہ علیہ وسلم) کا منشاء ہے (اور) میری ہیئت وحدانی کے فیض کا سبب ہے۔

مراقبہ حقیقت احمدی (صلی اللہ علیہ وسلم):

فیض آ رہا ہے اس ذات پاک سے جو حقیقت احمدی (صلی اللہ علیہ وسلم) کا منشاء ہے (اور) میری ہیئت وحدانی کا ذریعہ ہے۔

مراقبہ حب صرف:

فیض آرہا ہے اس ذات پاک سے جو حب صرف کا منشاء ہے (اور) میری ہیئت وحدانی کے فیض کا سبب ہے۔

مراقبہ دائرہ لاتعین:

فیض آرہا ہے اس ذات پاک سے جو دائرہ لاتعین کا منشاء ہے (اور) میری ہیئت وحدانی کے فیض کا ذریعہ ہے۔

ختم اوّل:

بوقت صبح

تمام خواجگان نقشبندیہ مجددیہ قدس اللہ تعالیٰ اسرارہم (اللہ تعالیٰ ان کے رازوں کو پاک بنائے) کے ختم شریف

سورۃ فاتحہ مبارکہ ۷ بار، درود شریف سو مرتبہ، سورۃ الم نشرح ۷۹ بار، سورۃ اخلاص شریف ایک ہزار مرتبہ، سورہ فاتحہ شریفہ ۷ بار، درود شریف سو مرتبہ، یا دافع البلیات سو بار، یا شافی لامراض سو بار، یا رفیع الدرجات سو بار، یا مجیب الدعوات سو بار، یا ارحم الراحمین سو بار پڑھے اور اس کے تمام ثواب کو سب حضرات نقشبندیہ کے ارواح (مبارک) کو سلسلہ کی تفصیل و ترتیب سے پڑھ کر بخش دے۔

ختم حضرت شاہ غلام علی دہلوی (رحمۃ اللہ علیہ)

یَا اللّٰہُ یَا رَحْمٰنُ یَا رَحِیْمُ یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ. وَصَلَّی اللّٰہُ عَلٰی خَیْرِ خَلْقِہٖ مُحَمَّدٍ پانچ سو مرتبہ۔

ختم حضرت مرزا جان جاناں صاحب دہلوی (رحمۃ اللہ علیہ)

درود شریف سو بار، یَاحَیُّ یَا قَیُّوْمُ بِرَحْمَتِکَ اَسْتَغِیْثُ پانچ سو مرتبہ۔ درود شریف سو بار۔

ختم دوّم:

(بوقت) ظہر

ختم حضرت حاجی عثمان صاحب دامانی (رحمۃ اللہ علیہ)

درود شریف سو بار، سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِيْمِ وَبِحَمْدِهٖ پانچ سو مرتبہ، درود شریف سو بار۔

ختم حضرت حاجی دوست محمد صاحب قندھاری (رحمۃ اللہ علیہ)

درود شریف سو بار رَبِّ لَا تَذَرْنِیْ فَرْدًا وَّاَنْتَ خَیْرُ الْوَارِثِیْنَ پانچ سو مرتبہ، درود شریف سو بار۔

ختم (حضرت) شاہ احمد سعید صاحب دہلوی (رحمۃ اللہ علیہ)

درود شریف سو بار یَا رَحِیْمُ کُلِّ صَرِیْخٍ وَّ مَکْرُوْبٍ وَغِیَاثُهٗ وَمَعَاذُهٗ یَا رَحِیْمُ پانچ سو مرتبہ درود شریف سو بار۔

ختم حضرت غوث الثقلین شیخ عبد القادر جیلانی (رحمۃ اللہ علیہ)

درود شریف سو بار لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ سُبْحَانَکَ اِنِّیْ کُنْتُ مِنَ الظَّالِمِیْنَ پانچ سو مرتبہ، درود شریف سو بار۔

ختم حضرت خواجہ محمد معصوم صاحب فاروقی (رحمۃ اللہ علیہ)

درود شریف سو بار لَا اِلٰہَ اِلَّا اَنْتَ سُبْحَانَکَ اِنِّی کُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ پانچ سو مرتبہ، درود شریف سو بار۔

ختم حضرت مجدد الف ثانی (رحمۃ اللہ علیہ)

درود شریف سو بار لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ پانچ سو مرتبہ، درود شریف سو بار۔

ختم حضرت خواجہ خواجگان شاہ نقشبند بخاری (رحمۃ اللہ علیہ)

درود شریف سو بار یَا خَفِیَّ اللُّطْفِ اَدْرِکْنِیْ بِلُطْفِکَ الْخَفِیِّ پانچ سو بار، درود شریف سو بار۔

ختم سوم: (بوقت) عصر

تمام خواجگان نقشبندیہ مجددیہ قدس اللہ تعالیٰ اسرارہم (اللہ تعالیٰ ان کے رازوں کو پاک بنائے) کا ختم
پہلے لکھی گئی تحریر کی ترتیب کے مطابق۔

ختم سرور کائنات وفخر موجودات (حضرت) محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی آلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ صَلٰوۃً تُنْجِیْنَا بِھَا مِنْ جَمِیْعِ الْاَھْوَالِ وَالْآفَاتِ وَتَقْضِیْ لَنَا بِھَا جَمِیْعَ الْحَاجَاتِ وَتُطَھِّرُنَا بِھَا مِنْ جَمِیْعِ السَّیِّئَاتِ وَتَرْفَعُنَا بِھَا عِنْدَکَ

اَعْلَی الدَّرَجَاتِ وَتُبَلِّغُنَا بِهَا اَقْصَی الْغَایَاتِ مِنْ جَمِیْعِ الْخَیْرَاتِ فِی الْحَیٰوۃِ وَبَعْدَ الْمَمَاتِ اِنَّکَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ. تین سو تیرہ (۳۱۳) بار

قطعہ تاریخ تالیف کتاب مجموعہ فوائد عثمانی، سرودہ جناب حق داد خان صاحب ترین، ڈیرہ والا

بحمد للہ کہ از فضل الٰہی ۔۔۔ مکمل شد کتاب لا جوابی
کتابی آنکہ ہرگز چشم دوران ۔۔۔ مثالش دیدہ کم باشد بخوابی
چگویم وصف این مجموعہ فیض ۔۔۔ کتاب معرفت را انتخابی
بود گنج ہدایت را کلیدی ۔۔۔ اقالیم صفا را فتح بابی
عجب انوار و اسرار حقائق ۔۔۔ درو مضمر بہر فصلی و بابی
ز سیر این گلستان سعادت ۔۔۔ بکام مجان رسد بوئے گلابی
مقامات جناب غوث عثمانؒ ۔۔۔ سپہر معرفت را آفتابی
بہ تخت مسند شاہ مجدد ۔۔۔ مبارک جانشین نائب منابی
فروزان شد ز نور او جہانی ۔۔۔ ز فیض بہرہ ور ہر شیخ و شابی
چو تالیفش نمود اکبر علی شاہ ۔۔۔ بامید جزا مزد و ثوابی
پئے تاریخ سال اختتامش ۔۔۔ ز ابجد خوان دل جستم حسابی
نوشت این مصرع تاریخ حقداد ۔۔۔ حسن تالیف گردیدہ کتابی

(۱۳۱۵ھ)

قطعہ تاریخ تصنیف کتاب، سرودہ جناب قاضی عبدالغفار صاحب کلاچی والا

بعد تحمید خدا و از درود و از سلام
میدہم مژدہ خجستہ للاوانی والعظام
سید اکبر علی شاہ مطلع انوار علم
ساخت یک مجمع فوائد بہر فیض خاص و عام
از مکاتیب و کلام خواجہ عذب البیان
آنکہ بد ذاتِ عزیزش تکیہ گاہِ مستہام
خواجہ عثمان کہ بد خورشید چرخ معرفت
خاور خورشید عرفاں بود فیاض انام
مقتدائے جن و انس و پیشوائے ہر ولی
اسوہ اقطاب و غوثاں قدوہ مردم فخام
چون ز ملفوظات و مکتوبات حضرت بہر یمین
ساخت مجموعہ فوائد گنج تحریر و کلام
یافت نسبت سوئے اسم محضہ حضرت خواجہ ام
خواجہ عثمانؒ شہی اوتاد و درویشان کرام
من چو جستم سال تاریخش ز ہاتف گفت زود
منبع اسرار عثمانی کہ شد تاریخ عام

(۱۳۱۵ھ)

یک ہزار و سہ صدو دہ نیز پنج سال ہجر
بود در تحریر چوں این نسخہ میمون شد تمام

گفت این ابیات ناقص پر گنہ عبدالغفار
از برائے پاس خاطر سید عالی مقام
سیدا فرما دعا در حالت عبدالغفار
تاکہ قسمت یاب گردد از سعادت صبح و شام

قطعہ تاریخ اختتام کتاب

سرودہ جناب حاجی حافظ عبدالخالق صاحب ڈیرہ والا

مثل این نسخہ ندید است جہان و نہ جہانی
محض این فیض خدا و او بتوشد ارزانی
در رہ شرع و طریقت چو عدیم المثل است
لذت این می بخشد نچشی تانہ بخوانی
جملہ ملفوظ و مکاتیب جناب حضرت
خواجہ عثمانؒ است بہ تحریر و بہ تقریر زبانی
آنکہ او بود بداماں بمثال خورشید
دائے چشمی کہ ندید است رخش نورانی
گفت ہاتف پے تصنیف چو جستم تاریخ
کنز انوار ولی مجموعہ فوائد عثمانی

(۱۳۱۵ھ)

تاریخ تالیف نسخہ لاثانی موسوم بہ مجموعہ فوائد عثمانی از نتیجہ فکر خاکراہ دردمندان حافظ محمود حسین خان صاحب نازاں چشتی سلیمانی، رئیس اعظم جھجھر من مضافات دہلی

نسخہ انوار یزدانی است این — منبع اسرار رحمانی است این
مظہر رشحات لمعات ہدا — مصدر الطاف سبحانی است این
لوحش اللہ مرحبا صد آفرین — روح جسم و قوت جانی ست این
از مکاتیب و ز ملفوظاتِ نیز — حاجی عثمان دامانیؒ است این
در طریق خواجگان نقشبند — رہبر و ہادیٔ ایمانی است این
سید اکبر علی دہلوی — واقف رمز ہمہ دانی است این
کرد تالیفش بسعی وجہد تام — حرف حرفش وہ چہ نورانی است این
سال تاریخش ز نازاں ہاتفی — گفت۔ گو گلبانگ عثمانی ست این

۱۳۱۵ھ

راقم الحروف (سید اکبر علی شاہ) قطعہ کہتا ہے

غلام نقشبدان شو اگر دنیا و دین خواہی
سگ درگاہِ عثمانؒ شو اگر حق الیقین خواہی
مزار شان بموسیٰ زئی بہار باغ رضوان است
بیا وہم زیارت کن چو فردوس برین خواہی

عبارت مصحح

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ وَالصَّلٰوةُ والسَّلَامُ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى جَمِيْعِ الْاَنْبِيَاءِ وَالْمُرْسَلِيْنَ وَعَلٰى آلِ كُلٍّ وَسَائِرِ الصَّالِحِيْنَ، خُصُوْصًا عَلٰى جَمِيْعِ الصَّحَابَةِ وَجَمِيْعِ الْاَوْلِيَاءِ الْمُقَرَّبِيْن لا سيما سَادَاتِنَا رِضْوَانُ اللّٰهِ تَعَالٰى عَلَيْهِمْ، اَللّٰهُمَّ قدسنا بسرهم الاقدس، اما بعد فيقول الفقير الحقير المدعو بحسين على انى طالعت هذا الكتاب من اوله الى آخره با مرسيدى و مولائى ومرشدى حضرت سيدى محمد سراج الدين لازال فيوضاته علينا فائضه ونفعنا اللّٰه تعالٰى بهذا الكتاب والناظرين الآخرين، آمين يارب العالمين. تمت.

ترجمہ: تمام تعریفیں اللہ کے لیے ہیں جو تمام جہانوں کا رب ہے اور درود وسلام ہو ہمارے سردار حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اور تمام انبیاء اور مرسلین (علیہم الصلوٰۃ والسلام) اور کل آل (اطہارؓ) اور نیک بندوں پر، خاص کر تمام صحابہ (کرامؓ)، اولیائے مقربین اور ہمارے بزرگوں (ان سب سے اللہ تعالیٰ راضی ہو) پر (اور) اے اللہ تو ہمیں ان کے سر اقدس کے ساتھ پاک فرمادے، امابعد، پس فقیر حقیر المدعو بہ حسین علی کہتا ہے کہ میں نے اپنے سردار، مولا اور مرشد حضرت محمد سراج الدین، ہم پر ان کے فیوض ہمیشہ برستے رہیں، کے حکم سے اس کتاب کا اوّل سے آخر تک مطالعہ کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اور دوسرے دیکھنے والوں کو بھی اس کتاب کے ساتھ نفع پہنچائے۔ آمین اے تمام جہانوں کے پالنے والے۔ ختم ہوا۔

مآخذ ومنابع

جن کتب کے حوالے دیے گئے ہیں۔

۱-اتحاف السادۃ المتقین (عربی):

ازسید مرتضٰی الزبیدیؒ، قاہرہ،۱۳۱۱ھ، جلد۳-۵، ۷-۹

۲-الاسرار المرفوعۃ (عربی):

از ملا علی قاریؒ، بیروت، موسسہ الرسالۃ، س ن۔

۳-الترغیب والترھیب (عربی):

از حافظ زکی الدین عبدالعظیم ابن عبدالقوی منذریؒ، تحقیق: مصطفٰی محمد عمارۃ، دمشق: دارالایمان، ۱۳۸۸ھ، جلد۲

۴-تفسیر ابن کثیر (عربی):

حافظ ابوالفدا اسماعیل ابن کثیر مشقیؒ، دمشق، الشعب، س۔ن، ج۵

۵-تفسیر عزیزی (مترجم اردو):

ازمولانا شاہ عبدالعزیز محدث دہلویؒ، کراچی: ایچ ایم سعید کمپنی، س۔ن، جلد۳

۶-جامع الترمذی (عربی):

از امام ابی عیسیٰ محمد بن عیسیٰ بن سورۃ ابن موسیٰ الترمذیؒ، تحقیق: شیخ صالح بن عبدالعزیز، ریاض: دارالسلام، ۱۴۲۰ھ/۱۹۹۹ء

۷-حصن حصین (عربی) مع ترجمہ قول متین (اردو):

ازمحمد بن محمد بن محمد ابن الجزری شافعیؒ، مترجم: مولانا محمد عبدالعلیم ندویؒ، کراچی: نور محمد اصح المطابع، س ن۔

۸-سنن ابن ماجہ (عربی):

از امام ابی عبداللہ محمد بن یزید الربعی ابن ماجہ القزوینیؒ، تحقیق: شیخ صالح بن عبدالعزیز، ریاض: دارالسلام، ۱۴۲۰ھ/ ۱۹۹۹ء۔

۹-سنن ابی داؤد (عربی):

از امام ابی داؤد سلیمان بن الاشعث بن اسحاق الازدی السجستانیؒ، تحقیق: شیخ صالح بن عبدالعزیز، ریاض: دارالسلام، ۱۴۲۰ھ/ ۱۹۹۹ء۔

۱۰-سنن النسائی (عربی):

از امام ابی عبدالرحمٰن احمد بن شعیب بن علی ابن سنان النسائیؒ، تحقیق: شیخ صالح بن عبدالعزیز، ریاض: دارالسلام، ۱۴۲۰ھ/ ۱۹۹۹ء۔

۱۱-شعب الایمان (عربی):

از ابی بکر احمد بن حسین بیہقیؒ بیروت: تصویر، س۔ن۔

۱۲-الشمائل المحمدیہ: الشمائل الترمذی (عربی):

از ابی عیسیٰ محمد بن سورۃ الترمذیؒ، تحقیق: عزت عبید الدعاس، بیروت: دارالحدیث، ۱۴۰۸ھ/ ۱۹۸۸ء۔

۱۳-صحیح البخاری (عربی):

از امام ابی عبداللہ محمد بن اسماعیل البخاریؒ، ریاض: دارالسلام، ۱۴۱۹ھ/ ۱۹۹۹ء

۱۴-صحیح مسلم (عربی):

از امام ابی الحسین مسلم بن الحجاج بن مسلم القشیری النیسابوریؒ، ریاض: دارالسلام، ۱۴۱۹ھ/ ۱۹۹۸ء۔

۱۵-عقود الجواہر المنیفہ فی ادلۃ مذہب الامام ابی حنیفہؒ (عربی):

از سید محمد مرتضٰی الزبیدیؒ، مصحح: سید عبداللہ ہاشم الیمانی المدنی، کراچی: ایچ ایم سعید کمپنی، ۱۳۸۲ھ، جلد ۱۔

۱۶-قرآن مجید (مترجم اُردو):

ترجمہ: مولانا اشرف علی تھانویؒ، لاہور: تاج کمپنی، س۔ن۔

۱۷-کشف الخفاء (عربی):

از العجلونی، بیروت: مکتبہ دار التراث، س۔ن۔

۱۸-کنز العمال فی سنن الاقوال والافعال (عربی):

از علامہ علاء الدین علی المتقی بن حسام الدین الہندی البرہان فوریؒ، بیروت: موسسۃ الرسالۃ، ۱۴۰۵ھ/ ۱۹۸۵ء، جلد ۳، ۱۶۔

۱۹-مجمع الزوائد ومنبع الفوائد (عربی):

از حافظ نور الدین علی بن ابی بکر الہیثمیؒ، بیروت: دمشق، القدسی، س۔ن۔

۲۰-مرقاۃ المفاتیح شرح مشکوٰۃ المصابیح (عربی):

از ملا علی بن سلطان محمد القاریؒ، ملتان: مکتبہ امدادیہ، ۱۳۸۸ھ/ ۱۹۶۸ء، جلد ۶۔

۲۱-مستدرک الحاکم (عربی):

زابی عبداللہ محمد بن عبداللہ حاکم نیشابوریؒ، بیروت: دار الکتب، س۔ن۔

۲۲-مسند احمد بن حنبلؒ (عربی):

بیروت: المکتب الاسلامی، س۔ن۔ جلد ۵

۲۳-مشکوٰۃ المصابیح (عربی):

از محمد بن عبداللہ الخطیب التبریزیؒ، تحقیق: محمد ناصر الدین الالبانی، بیروت: المکتب الاسلامی، ۱۴۰۵ھ/ ۱۹۸۵ء، جلد ۱، ۲۔

۲۴-معجم الکبیر (عربی):

ازابی القاسم سلیمان ابن حمد الطبرانیؒ، طبعہ العراق، س۔ن، جلد۶۔

۲۵-المغنی عن حمل الاسفار (عربی):

العراقی، مصر: عیسیٰ الحلبی، س۔ن، جلد۱۔

۲۶-مکتوبات امام ربانیؒ (مترجم اُردو):

از حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندیؒ، مترجم: قاضی عالم الدین نقشبندی مجددیؒ، لاہور: ادارہ اسلامیات، ۱۴۰۹ھ/ ۱۹۸۸ء۔

۲۷-مکتوبات معصومیہ (مترجم اُردو):

از حضرت خواجہ محمد معصوم سرہندیؒ، مترجم: مولانا سید زوار حسین شاہؒ، کراچی: ادارہ مجددیہ، ۱۹۷۸۶، جلد۲۔